مکتبہ اسلامیہ
بھوانہ بازار فیصل آباد
74-55
خطباتِ بہاولپوری
پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری

خطباتِ بہاولپوری

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ بہاولپوری

نام کتاب ــــــــــــــــ خطبات بہاولپوری

جلد ــــــــــــــــ چہارم

طبع اول ــــــــــــــــ ستمبر 1999ء

کمپوزنگ ــــــــــــــــ مکتبہ اسلامیہ کمپیوٹرز فیصل آباد

اشاعت فنڈ ــــــــــــــــ 70روپے

ناشر .... عبدالغفار

ملنے کے پتے

- مسجد اقصیٰ اہل حدیث' چوک ون یونٹ' بہاول پور
- مکتبہ اسلامیہ بھوانہ بازار فیصل آباد فون:631204
- مکتبہ نور حرم 60/ر نعمان سنٹر گلشن اقبال نمبر 5 کراچی نمبر 47 فون:4965124
- اتفاق سٹیل کارپوریشن حاجی آباد فیصل آباد فون:781493

فہرست مضامین

خطبات بہاولپوری

خطبہ نمبر	عنوانات	صفحہ
خطبہ نمبر68	و انذر به الذين يخافون ان يحشروا	329
خطبہ نمبر69	و ما كان لمؤمن و لا مؤمنة....	361
خطبہ نمبر70	و ما اصابكم من مصيبة....	383
خطبہ نمبر71	شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن....	401
خطبہ نمبر72	ان المسلمين والمسلمات ...	431
خطبہ نمبر73	لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة...	457
خطبہ نمبر74	ازفة الازفة' ليس لها من دون الله كاشفة...	485

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ (النحل: ۱۲۵)

ترجمہ

اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے۔ یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

عرض ناشر

حق گوئی خواہ رحمۃ للعالمین کی زبان سے ہی کیوں نہ ہو پھر بھی ہوس و ہوا کے بندوں کو تلخ ہی محسوس ہوتی ہے۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر نرم' رؤف اور کریم النفس کون ہو سکتا ہے؟۔۔۔ کوئی نہیں۔۔۔ بے شک کوئی نہیں۔۔۔ جو دوسروں کے غم میں فَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ۔۔۔ کی حد کو پہنچ چکا ہو' جو عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ کی صفت سے متصف ہو چکا ہو۔۔۔ ایسا کوئی نہیں۔۔۔ کوئی نہیں۔۔۔ پھر بھی جب آپ ﷺ نے فاران کی چوٹی پر چڑھ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت "لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ" لوگوں کے سامنے پیش کی تو اپنے بیگانے ہو گئے' دوست دشمن بن گئے' یار اغیار ہو گئے۔۔۔ صادق اور امین کے القابات سے ملقب کرنے والوں کی زبانیں گالیاں دینے لگیں' برا کہنے لگیں۔۔۔ اسی پر بس نہ کی بلکہ دکھ دیے' مصائب کے پہاڑ توڑے' خدا کی وسیع زمین کو ان ناسمجھوں نے اپنے شفیق مکرم پر تنگ کر کے رکھ دیا۔

یہ معاملہ ہر اس شخص سے روا رکھا جاتا ہے جو حق کہتا ہے' حق پسند ہے اور حق کو سربلند دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔ محترم پروفیسر حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔۔۔ موصوف حق گوئی میں اپنوں کو خاطر میں لاتے تھے اور نہ ہی بیگانوں کے ظلم سے گھبرا چپ سادھ لیتے تھے۔۔۔ وہ حق کہتے تھے اور کھلے بندوں کہتے تھے۔ بس یہ خیال رکھتے تھے کہ جو کہو' سیدھے لفظوں میں کہو' صاف صاف کہو' تصنع اور بناوٹ کے انداز میں نہ کہو۔ لفظی شوکت اور فقروں کا حسن ان کے ہاں چنداں اہم نہ تھا' وہ تو بس اپنے دل کی بات دوسروں کے دل میں اتارنے کی کوشش کرتے خواہ انھیں کتنے ہی سادہ الفاظ کیوں نہ استعمال کرنے پڑتے۔

ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔! جو بات کرتے نہایت ہی معقول اور با دلائل کرتے اور عام عام مثالوں سے تبیین کا حق ادا کر دیتے۔ ایک بات اگر سمجھانے پر آتے تو سمجھا کر ہی دم لیتے۔

قارئین کرام! اس سے پہلے بھی ہم "خطبات بہاول پوری" کی تین جلدیں

اور "رسائل بہاول پوری" آپ کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں لیکن خطبات کی جو جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں ہم نے عربی عبارتوں پر اعراب کے ساتھ ساتھ ان کی صحت کا بھی بطور خاص خیال رکھا ہے۔ پھر بھی اگر آپ اس میں کوئی کمی محسوس کریں یا مزید بہتری کی کوئی صورت ہو تو ضرور آگاہ فرمائیں۔ ادارہ آپ کے مفید اور مخلص مشوروں کو سامنے رکھ کر آئندہ ایڈیشن میں اصلاح اور بہتری کی کوشش کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پروفیسر حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت مخلص اور قناعت پسند آدمی تھے۔ ساری زندگی دین حنیف کی خدمت میں صرف کی مگر نہ تو کبھی خطبہ جمعہ کا مشاہرہ وصول کیا اور نہ ہی تقریر و تحریر سے نام اور دام کمانے کی کوشش کی۔ انھیں جو تنخواہ کالج سے ملتی تھی بس اسی پر گزارا کرتے تھے۔ ان کے اسی جذبۂ صادقہ کے پیشِ نظر ہم "رسائل بہاولپوری" اور "خطبات بہاول پوری" کی قیمت صرف لاگت ہی رکھتے ہیں تاکہ دین اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت ہو سکے۔

دعا کا طالب

عبدالغفار

فیصل آباد

خطبہ نمبر55

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ باللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مِنْھُمْ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اُولٰئِکَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا ط وَ اللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ○ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلاَ اِثْمَ عَلَیْہِ وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلاَ اِثْمَ عَلَیْہِ لِمَنِ اتَّقٰی ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ○ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ یُشْھِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِہٖ وَ ھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○ وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْھَا وَ یُھْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ط وَاللّٰہُ لاَ یُحِبُّ الْفَسَادَ ○ وَ اِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ

اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُO وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ اِبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ O وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ

[2:البقرۃ:201-207]

دنیامیں آ کر آدمی کو کیا حاصل کرنا چاہیے' اس دنیا سے آدمی کیا کما کر لے جائے۔ جس سے کہ اس کی اگلی زندگی اچھی ہو جائے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی یہ آیتیں وضاحت کرتی ہیں۔ فرمایا بعض لوگ تو وہ ہیں جو پکار کر کہتے ہیں۔ ان کو کوئی اچھے سے اچھا موقع مل جائے۔ نماز پڑھیں یا حج پر جائیں تو ان کی دعا دن رات کیا ہوتی ہے۔ کہ " رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا " یا اللہ! دنیا دے' ان کا مطمع نظر صرف دنیا ہے' حج جب موقع مل جائے۔ گھر بیٹھے رمضان شریف کی کوئی بڑی گھڑی نصیب ہو جائے۔ لیلۃ القدر میں اسی طرح جمعے کے دن ایک خاص گھڑی ہوتی ہے جس میں ہر دعا جو بندہ کرے وہ قبول ہو جاتی ہے اور ایسا کوئی بھی سنہری موقع مل جائے تو اس کی دل کی آواز کیا ہے؟ دعا کیا ہے؟ دنیا۔ ہائے دنیا! ہائے دنیا! دنیا اور اس کے تحت آدمی کے کام ہوتے ہیں۔ آدمی کا پتہ کہ یہ کیا چاہتا ہے؟ اس کا مطلوب کیا ہے؟ اگر اس کی ساری کوششوں کا آخری نقطہ یہی ہے کہ میری دنیا بن جائے۔ میری اولاد کی دنیا بن جائے ہم دنیا میں اتنی ترقی کر جائیں۔ ہم اتنے سرمایہ دار ہو جائیں' دن رات اسی کی تگ و دو ہے۔ یہی اس کی آرزوئیں ہیں' یہی اس کی کوششیں ہیں۔ جو کچھ بھی ہے صرف دنیا کے لئے ہے تو فرمایا اس کا انجام کیا ہے؟ وَ مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ آخرت میں اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ بیشک وہ نمازیں پڑھ لے وہ روزے رکھ لے' وہ حج کر لے' وہ زکوتیں دے دے۔ یہ اسکی عادت ہے جس کے تحت وہ مجبور ہے کہ وہ شروع سے ہی' خاندانی طور پر یا کسی اور سبب سے۔ عادت پڑ گئی ہے۔ دینداروں کے زمرے میں وہ شمار ہوتا ہے لیکن اللہ کے نزدیک وہ کچھ نہیں وَ مَالَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ آخرت میں اس کے لئے کچھ نہیں۔ خالی۔۔۔ اسکے بعد دوسرا شخص وہ ہے فرمایا بعض وہ لوگ ہیں مَنْ

يَقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

وہ خدا سے جب بھی مانگتے ہیں "حَسَنَةً" کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ دنیا میں دے تو حسنہ دے' آخرت میں دے تو حسنہ دے۔ اب حسنہ کیا ہے؟ کہ یااللہ! جو چیز میرے لئے اچھی ہو اور اولاد یااللہ اگر میرے لئے فتنہ نہیں یااللہ اولاد اگر میرے لئے ایک عذاب نہیں۔ میری گمراہی کا سبب تو نہیں تو مجھے اولاد بھی دے۔ دنیا کا مال اگر مجھے گمراہ کرنے والا نہیں۔ مجھے بگاڑنے والا نہیں چونکہ یہ چیزیں بگاڑنے والی ہیں ناں۔ اولاد بھی اور مال بھی تو یااللہ مجھے وہ اولاد دے۔ وہ دنیا دے جس میں میرے لئے بھلائی ہو جس کا انجام میرے لئے اچھا ہو۔ تو فرمایا آدمی وہ ہے جس کے ساتھ ہم حساب کریں گے۔ جو کام کرے گا ہم اسکی قدر کریں گے۔ اس کو دنیا بھی دیں گے۔ اس کو آخرت بھی دیں گے۔ اس کے گناہوں کو بھی دیکھیں گے۔ اس کے۔ نظر انداز کر دیں گے اور ہم اس کی نیکیوں کی قدر کریں گے۔ اُولٰئِکَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کمائیں گے۔ اس کے مطابق ان کو حصہ مل جائے گا اور اس کے مقابلے میں ایک اور آدمی کا ذکر کیا۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بعض وہ لوگ جو بظاہر مسلمان ہیں۔ بہت اچھی باتیں کرتے ہیں۔۔۔ اے نبی! تو سن کر تعجب میں پڑ جائے کہ کتنا عمدہ یہ بولتا ہے۔ بالکل لیڈر ٹائپ لیکن اس کا حال کیا ہے؟ اپنی بات کو زور دار بنانے کیلئے۔ بات بات پر اللہ کو گواہ بناتا ہے' قسمیں کھاتا ہے۔ یعنی اسے یہ ہے کہ میری جیت ہو' میری بات اونچی رہے' لوگ مجھ سے متاثر ہو کر میرے تابع ہو جائیں۔ وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ بڑا جھگڑالو قسم کا' نکما آدمی اور اگر اسے کہہ دیا جائے اللہ سے ڈر' یہ گناہ کا کام ہے۔ اسے چھوڑ دے۔ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ وہ اپنے Status کو دیکھتا ہے' اپنی پوزیشن کو دیکھتا ہے کہ ہیں۔۔۔ تو مجھے کہنے والا؟ تو میرا نوکر۔۔۔ تو ہمارا گوالہ۔۔۔ تو ہمارا خادم۔۔۔ تو ہمارا مزارع۔۔۔ تو ہم سے چھوٹا اور ہم سے بزرگ۔۔۔ اسے ضد ہو جاتی ہے۔ ضد پر آکر اپنے گناہ پر اڑا رہتا ہے۔ یہ نہیں کہ اسے کہے کہ اللہ سے ڈر تو وہ ڈر جائے تو وہ جھک جائے۔ وہ خدا سے واقعتاً خوف کھائے۔ اور

کہے میری غلطی ہے۔ میں توبہ کرتا ہوں۔ اس گناہ کے قریب نہ جائے' ایسا نہیں بلکہ اس کو اپنے Status کا' اپنی پوزیشن کا ایسا خیال ہے کہ اگر اس کو کوئی متوجہ کروائے بھی' اسے توجہ دلائے بھی کہ تیری یہ بات غلط ہے تو وہ اپنی پوزیشن کو دیکھتے ہوئے بات کو مانتا نہیں اپنی اس غلطی پر اڑا رہتا ہے۔ فرمایا: فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ ایسے کا علاج جہنم ہی ٹھیک یہ' ایسے آدمی کے لئے جہنم کافی ہے۔ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ اور جس کا بستر' جس کا اوڑھنا' جس کا بچھونا جہنم ہو وہ کیسا بدبخت ہے' کیسا بے نصیب ہے۔ اور ایک ایسا ہے کہ جس کا تذکرہ اللہ نے آخر میں کیا۔۔۔ اللہ ہمیں ویسا بنائے!۔۔۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ ایک وہ ہے جس نے اپنے آپ کو بیچ رکھا ہے صرف اس لئے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس کے ہر عمل کی آخری کڑی وہ یہ ہے کہ چھوڑ کیا ضد کرنی ہے' کیا اصرار کرنا ہے' کیا دنیا کو دیکھنا ہے' کیا مال کی پرواہ کرنی ہے۔ جس کام میں اللہ راضی ہو وہ کرنا ہے' اسے ایسا ہی سودا کرنا ہے خواہ اس میں کتنا بھی نقصان اٹھانا پڑے۔ حضرت ابو سلمہؓ کے بارے میں ہے کہ جب وہ ہجرت کرنے لگے' اپنی بیوی ام سلمہؓ کو ساتھ لیا' ایک لڑکا تھا اس کو ساتھ لیا۔ اپنا مال بیچ کر ہجرت کرنے لگے۔ مدینے کی طرف جانے لگے۔ رشتہ داروں کو پتہ لگ گیا کہ ابو سلمہ بھی یہاں سے کھسک رہا ہے' سب رشتے دار اکٹھے ہو کر۔۔۔ اس کی بیوی کے گھر والے یعنی سسرالی وہ آکر کہنے لگے کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا یہاں جینا دوبھر ہو رہا ہے' مکے میں ہم مسلمانوں کا رہنا مشکل ہو گیا ہے اس لئے میں ہجرت کر کے مدینہ جا رہا ہوں۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا! اگر تو جانا ہی چاہتا ہے تو چلا جا مگر ہماری بچی کو یہیں چھوڑ دے' ہم اسے نہیں جانے دیں گے۔ بھائیوں نے بہن کا بازو پکڑ لیا اور اسے گھسیٹ لے گئے۔ اب دوھیال والے۔۔۔ اس کے بھائی اور قریبی رشتہ دار آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ اچھا تو ہماری نسل مٹانے لگا ہے۔ اگر تو جانا چاہتا ہے تو چلا جا لیکن یہ لڑکا ہم نہیں جانے دیں گے۔ وہ بھی چھین لیا' بیوی علیحدہ کر لی اور لڑکا اس سے علیحدہ کر لیا۔ چند منچلے اور اٹھے اور کہنے لگے کہ تو نے یہاں سے مال کمایا اور مدینے لے جائے گا۔ ہم یہ مال مدینے نہیں جانے دیں گے۔

اس کا سارا مال چھین لیا۔ مطلب کیا؟ یہ کہ یہ جائے نہ۔ بیوی چھین لی بیوی کے بھائیوں نے' بیٹا چھین لیا اس کے قریبی رشتہ داروں نے اور جو عام لوگ تھے انہوں نے مال چھین لیا۔ اب وہ بالکل اکیلا رہ گیا۔ نہ بیوی پاس نہ بچہ اور نہ ہی پائی پیسہ پلے۔ اب تو جانا چاہتا ہے تو چلا جا۔ ہجرت کر کے چلا جا محمدؐ کے پاس۔ ان کے دل میں یہ خیال ہو گا کہ اب نہیں جائے گا۔ سوچ سوچ کر کہنے لگے اچھا تمہاری مرضی۔ اسی طرح پیدل ہی چل پڑے۔ بغیر کسی سرمائے کے' بچے کو بھی چھوڑ دیا' بیوی کو بھی چھوڑ دیا۔ مال و اسباب کو بھی چھوڑ دیا۔ اور مدینے کی طرف رخ کر لیا۔ چلے گئے۔ اللہ کے رسول نے جب دیکھا کہ ابو سلمہ مسجد میں آ گیا ہے پوچھنے لگے :ابو سلمہ کب آیا ہے؟ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ابھی آیا ہوں۔ کیا حال رہا؟ تیرے ساتھ کیسی بنی؟ کہنے لگے یا رسول اللہ! بالکل لٹ گیا۔ نہ بیوی پلے رہی نہ بیٹا ہاتھ میں رہا' نہ کوئی مال رہا۔ سب کچھ انہوں نے چھین لیا۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ابو سلمہ سب کچھ مل گیا۔ (البدائیہ ج 3ص 69) جب تو نے اللہ کی رضا کی خاطر بیوی کو چھوڑ دیا' بیٹے کو چھوڑ دیا اور مال کو بھی چھوڑ دیا کہ اللہ راضی ہو جائے۔ تجھے اور کیا چاہیے۔ قرآن مجید کی یہ آیت جو ابھی ابھی میں نے آپ کے سامنے پڑھی اللہ نے نازل فرمائی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو' اپنے نفس کو بیچ دیا ہے اس غرض سے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ وَاللّٰهُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ اب اللہ ایسے ہی بندے پر مہربان ہوتا ہے۔ ایسے بندے کا پھر حساب نہیں لیتا۔ مشہور ہے ناں "حساب دوستاں در دل" جس سے بڑی محبت ہو اس سے آدمی حساب نہیں لیا کرتا۔ کوئی چیز منگوائی سو دے دیا یا دو سو دے دیا' ہزار دیا یا دو ہزار دیا۔ کوئی چیز لے آیا اب اگر وہ حساب کرنے لگے۔ تو کہتے ہیں چھوڑ یار حساب کیا کرنا ہے؟ پیسے بھی گنتا نہیں۔ یہ اس کے گنے ہوئے اور میں بھی گنوں۔ ٹھیک ہے جو آ گیا۔ کم آ گئے تو بھی ٹھیک اور اگر پورے آ گئے تو بھی ٹھیک۔ دوست جو ہوئے' کیا بات ہے؟ کیا حساب کرنا ہے؟ میرے بھائیو! قاعدہ کلیہ کیا نکلا؟ جس کو اللہ عزوجل نے قرآن میں دوسری جگہ تعبیر ہی سودے سے کیا ہے کہ ایمان

لانا، کلمہ پڑھنا یہ اللہ سے ایک طرح کا سودا کرنا ہے۔ کہ اللہ میں اور میرا سب کچھ تیرے سپرد۔۔۔اب تیرا۔۔۔اللہ کہتا ہے اچھا جنت پھر میں تجھے دے دوں گا۔ اور جنت کیا ہے ؟ میرے بھائیو! جنت خدا کی رضا کا نام ہے۔ یعنی خدا کی رضا کو آپ کس چیز میں تبدیل کریں تو وہ کیا ہے ؟ جیسا کہ آپ کسی کی سروس کریں، کسی کی خدمت کریں تو وہ آپ کی سروس کو، آپ کی خدمت کو قبول کرتا ہے اور پیسوں کی صورت میں صلہ دیتا ہے۔ اللہ جب کسی سے راضی ہو جاتا ہے تو اللہ اسے اس کے عیش کیلئے اس کے آرام کیلئے جنت دے دیتا ہے۔ اور پھر اس سے کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ حدیث میں آتا ہے جنتیوں کو خدا جنت میں داخل کر کے کہے گا اے جنتیو! خوش ہو جاؤ اب اس کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ جو تمہاری مرضی کھاؤ، عیش کرو۔ میں تم سے اب کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنةوالنار عن ابی سعید الخدری و صحیح مسلم کتاب صفة الجنة باب احلال الرضوان علی اهل الجنة) اور میرے بھائیو! یہ کتنی بڑی چھٹی ہے۔ اور اصل کامیابی یہ کامیابی ہے۔ دنیا میں ہم کیوں آئے ہیں ؟ میرے بھائیو! کمانے کیلئے نہیں آئے ؟ یہ بدبختی کا معیار ہے۔ دنیا میں آ کر دنیا کمانا یہ بدبختی ہے۔ دنیا میں ہم اس لئے آئے ہیں کہ ہم دنیا میں آکر اپنی آخرت کمائیں۔ اس کو مبارک ہو۔ وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے جس نے دنیا میں آ کر اپنی آخرت سیدھی کر لی۔ جس نے دنیا میں آکر اپنی ابدی زندگی درست کر لی۔ دیکھو! ہم اپنے بچوں کو پالتے ہیں۔ ہم ان کو پڑھاتے ہیں، بچہ اگر نا سمجھی سے نہ پڑھے تو ہم اس پر سختی کرتے ہیں۔ کیوں ؟ اس لئے کہ اس کی زندگی بن جائے۔ اگر پڑھ جائے گا تو اس کو اچھا رشتہ بھی مل جائے گا، اگر یہ پڑھ جائے تو کوئی اچھی سروس مل جائے گی۔ اگر یہ پڑھ جائے گا تو اس کی زندگی بن جائے گی۔ بیٹا بے سمجھی سے اگر لاپرواہی کرتا ہے تو ہم اس پر سختی کرتے ہیں۔ پیار اور محبت بھی کہ ہمارا بیٹا ناکام نہ رہے۔ ہم اس کی زندگی بنانے کیلئے اس پر سختی کرتے ہیں۔ زندگی کونسی ؟ کہ جب میں مر جاؤں گا، کوئی اسکے لئے کمانے والا نہیں ہو گا۔ اس پر اپنا بوجھ،

اپنے بیوی بچوں کا بوجھ ہو گا تو یہ محتاج نہ رہے گا۔ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا اور عین خوشحالی کی زندگی گزارے گا۔ میرے بھائیو! دنیا بالکل ایسی ہی ہے۔ اس کی مثال بالکل یہی ہے جو میں نے آپ کو سمجھائی ہے۔ اللہ یہ چاہتا ہے کہ میرے بندے دنیا میں جائیں اور دنیا میں جا کر اپنی زندگی بنالیں۔ وہ زندگی کیسی ؟ وہاں نہ کمائی' نہ کوئی محنت اور نہ مشقت۔ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جو یہاں کمالے گا' جیسا یہ اپنے آپ کو یہاں بنالے گا ویسا وہ اپنے آپ کو وہاں پالے گا۔ اگلی زندگی کی کمائی اس دنیا میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اب آپ دیکھ لیں جن لوگوں نے اپنی دنیا کی زندگی بنالی ہوتی ہے پھر ان کو کوئی فکر ہوتی ہے۔ تنخواہ معقول' بیمار ہو جائیں تو میڈیکل Facility (طبی سہولت) اس کو گورنمنٹ کی طرف سے مہیا ہوتی ہے۔ سفر کرنا ہو تو T.A.D.A. ـــــ مزے کرتا ہے۔ اور لوگ دیکھ دیکھ کر رشک کرتے ہیں۔ کیسے آرام میں ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ محنت کی تھی۔ تعلیم حاصل کی تھی' اچھی سروس مل گئی۔ اب مزے کرتے ہیں۔ سو وہ زندگی جس زندگی کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! اب دنیا سے آخرت میں آگئے ہو وَ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْأَعْيُنُ [43: الزخرف :71] آج جو تمہارا دل چاہے وہ لو۔ جس سے تمہاری آنکھوں کو سرور حاصل ہو۔ وہ لو اور کوئی خدشہ نہیں۔ نہ بڑھاپے کا ڈر' نہ بیماری کا ڈر اور نہ ہی کبھی نکلنے کا خدشہ اور میں پھر تم سے ناراض نہیں۔ ہمیشہ تم سے راضی۔ جو مرضی تم کرو۔ دیکھیں تو سہی میرے بھائیو! نماز ـــــ اب نماز کی پابندی ہے' ظہر کی نماز ہے' عصر ہے' مغرب ہے' عشاء ہے' فجر ہے۔ یہ آپ کو پڑھنی ہی پڑھنی ہیں۔ دل چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔ آپ کے فرائض میں شامل ہے۔ اسی طرح سے اور پابندیاں ہیں۔ عورت ہے۔ اس کے لئے پردہ ہے۔ جس پر آج کی ماڈرن عورتیں کہتی ہیں کہ ہم کوئی تمہاری قیدی ہیں۔ وہ اس کو قید سمجھتی ہیں۔ قید ہی سمجھ لو کیا فرق پڑتا ہے۔ اب دیکھو اللہ دنیا میں حرام چیزوں سے روکتا ہے۔ شراب کے قریب نہ جاؤ یہ حرام ہے' فلاں چیز نہ کھاؤ یہ حرام ہے۔ ادھر نہ دیکھو' ادھر نہ دیکھو۔ اپنی نگاہ کو بچاؤ۔ اپنے خیالات کو پاک رکھو۔ یہ چیزیں تمہارے لئے جائز ہیں۔ یہ

چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں اور یہ حرام ہیں۔ پابندی کی زندگی ہے۔۔۔ اور پابندی قید ہی ہوتی ہے۔ لیکن آخرت میں پابندی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن یہ کن کو نصیب ہوگا۔ میرے بھائیو! اگر ہم نمازیں بھی پڑھ لیں اور روزے بھی رکھ لیں اور دنیا میں سارے کام مسلمانوں والے کر لیں لیکن پھر بھی ہم محروم کے محروم ہی رہیں۔ آخرت ہماری برباد کی برباد ہی رہے۔ کیا فائدہ اس کا؟ اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے' روزے نہیں رکھتے' اور نیکی کے کام نہیں کرتے' ان کا نام ہی کیا لینا ہے۔ آج تو ہمیں یہ دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ نیکیاں کرنے والے سارے کے سارے قریب قریب محروم ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ لوگ نمازیں پڑھیں گے' مسجد سے نکلیں گے حالت یہ ہوگی جیسے آئے تھے ویسے خالی کے خالی جائیں گے۔ اور حاجیوں کے بارے میں آپ نے فرمایا دولت بہت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دولت بہت ہوگی۔ امیر حج کریں گے تو تفریح کیلئے۔ امیر لوگ تفریح کیلئے حج کریں گے۔ عام لوگ حج کریں گے ریاکاری کیلئے۔ درمیانے درجے کے۔۔۔ متوسط درجے کے۔۔۔ تجارت کیلئے حج کریں گے اور غریب حج کریں گے بھیک مانگنے کیلئے۔ اور حج سے واپس آئیں تو خالی کے خالی ہی۔ کچھ پلے نہیں ہوگا۔ آپ کا مشاہدہ نہیں ہے؟ اب دیکھ لو کتنے لوگ حاجی ہیں؟ لیکن بالکل خالی۔ پتھر دل اور میرے بھائیو! نیکی کا اثر کیا ہوتا ہے خوب سمجھ لو۔ نیکی کا اثر کیا ہوتا ہے؟ اگر نیکی نیکی بن جائے تو قبول ہو جائے گی۔ وہ نیکی کے درجے میں چلا جائے گا۔ اس کا اثر کیا ہوگا؟ دل نرم ہوگا۔ دل میں خشیت پیدا ہوگی۔ اکڑ ختم ہو جائے گی۔ لیکن آج آپ نے دیکھا نہیں کہ ہمارا حاجی جو حج کر کے آتا ہے تو پتھر دل ہو جاتا ہے۔ ہوس بڑھی' لالچ بہت اور بس کا دل نرم ہوتا ہے تو دنیا سے اس کی محبت کم ہو جاتی ہے اور آخرت کی طرف اسکی توجہ زیادہ۔ اس میں ہوس نہیں کہ مال کو سمیٹے' مال کو کھینچے اور میرے بھائیو! مال کے پیچھے پڑنا یہ بڑی بدبختی کی علامت ہے۔ اور آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں ہمیں سب کچھ مل جائے۔۔۔۔ میرے بھائی کا کوئی لڑکا نہیں ہے اور خود بھی مرنے والا ہے اور میں منتظر ہوں کہ کب وہ مرے اور اس کی جائیداد میرے قبضے میں آئے۔ ساری کی ساری میراث مجھے مل جائے۔ اور اگر ویسے ہی داؤ لگ جائے تو میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ اسے

محروم ہی کر دوں۔ بھنوں کو تو دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب میرے باپ نے بہنوں کی شادی کی تھی ان کو زیور بنادیا تھا۔ اتنا خرچ کر دیا تھا۔ انکا سب کچھ ادا ہو گیا۔ اب اگر اس سے کوئی پوچھے کہ تیری شادی نہیں کی؟ اس پر کچھ خرچ نہ کیا؟ نیت کیا ہے؟۔۔۔ یہ کہ مال سب مجھے مل جائے۔ مال میرے ہاتھ آئے اور دنیا کا مال سمٹ سمٹا کر سب میرے پاس آجائے۔ اور یہ میرے بھائیو! جس کی یہ کیفیت ہو گی سمجھ لو کہ وہ جنتی نہیں ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں آدمی کا نیک اور بد ہونا یہ آدمی کو خود معلوم ہو جاتا ہے کہ میں جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں جاؤں گا۔ آدمی کو یہ خود اندازہ ہو جاتا ہے اور اس میں یہ دو تین باتیں موٹی موٹی کہ اگر اس کے دل میں مال کا لالچ نہیں ہے کہ مجھے مال ملے۔ مال آئے سمجھ لو یہ بڑی اچھی علامت ہے۔ یہ بہت اچھی علامت ہے مال کی محبت جتنی زیادہ آپ کے دل میں کم ہو گی۔ بلکہ موٹی سی بات ہے اللہ کے سوا کوئی چیز بھی کیوں نہ ہو۔ اسکی محبت آپ کے دل میں کم ہی ہو۔

ہم نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں مجھے امر تسر کا یاد ہے۔ باپ نے شادی کر دی بیٹا نیک تھا۔ باپ نے کسی ماڈرن گھرانے میں شادی کر دی۔ بیوی اب پردہ نہیں کرتی اور بڑے اونچے خاندان کی ہے۔ اب یہ اسے کہے کہ پردہ کر یہ ٹھیک نہیں۔ اخلاق بہت اچھا تھا' نیک تھا۔ بعض لوگ نیک ملتے ہیں۔ خدا کی قدرت ہے انکی طبیعت میں سخت بد اخلاق ہوتی ہے اور بد اخلاقی مومن کی شان نہیں ہے۔ مومن بد اخلاق نہیں ہوتا۔ وہ اگر تبلیغ بھی کرے گا' کسی کو دین بھی سمجھائے گا تو بڑی آہستگی سے 'بڑے آرام سے۔ ہمارے پاس میں اس وقت میں پڑھا کرتا تھا ایک آدمی آتا' بیٹھ جاتا۔ مسئلے پوچھتا اور بات کرتا کہ میں بیوی کو بہت سمجھاتا ہوں لیکن خدا کی قدرت وہ پردہ نہیں کرتی۔ میرے کہنے سے جہاں میں ہوتا ہوں تھوڑا بہت پردہ کر لیتی اور لیکن جہاں میں نہیں ہوتا وہاں اسے پردے کا خیال نہیں۔ مجھے آکر کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی سے دو ٹوک بات کر لی ہے کہ میں تیری خاطر اپنی آخرت برباد نہیں کروں گا۔ اگر تو باز نہیں آتی تو پھر تیری مرضی ہے۔ اس کی یہ بات سن کر میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا۔ کہ دیکھو یہ کیسا نیک آدمی ہے۔ یہ ابتلاء میں پڑ گیا۔ بیوی بڑی خوبصورت 'بڑے اونچے خاندان کی' جہیز

بھی بڑا ملا لیکن اسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری بیوی نماز پڑھے اور باپردہ رہے۔ لیکن وہ تیار نہیں ہوتی۔ پھر اس کے ساتھ لڑائی بھی کبھی نہیں کرتا' اس کو آرام سے' آہستگی سے سمجھاتا رہا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ آج میں نے اسے کہہ دیا کہ میں تیری خاطر اپنی آخرت برباد نہیں کرنا چاہتا۔ ٹھیک ہے تو میری بیوی ہے۔ تو مجھے بڑی پیاری ہے لیکن اگر تو بے پردہ رہی تو لازمی بات ہے کہ میں تیری وجہ سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس لئے میری سیدھی سی بات تو یہ ہے کہ اگر تو نے پردہ نہیں کرنا' نماز باقاعدگی کے ساتھ نہیں پڑھنی تو میری طرف سے تو پھر رخصتی ہے۔ اب میں تجھے چھوڑتا ہوں۔

سو میرے بھائیو! مجھے اس وقت کی بات یاد ہے اور قرآن کی باتیں اور حدیث کی باتیں یہی اصل باتیں ہیں۔ نیک وہ ہوتا ہے کہ جو چیز اس کے راستے میں رکاوٹ بنے' اس کی چال کو کم کرے' اس کی ترقی میں رکاوٹ ہو' آخرت کے حصول میں اس کیلئے بوجھ بن جائے۔ آدمی کو کوئی چیز بھی اچھی نہیں لگتی۔ یہ ہے دینداری۔

اب آپ سمجھ لیں' اپنی زندگیوں کو دیکھ لیں کہ کیسی ہیں؟ اگر آپ کی طبیعت میں ہوس ہے' لالچ ہے کہ مال آئے جیسا کیسا بھی ہو تو سمجھ لیں کہ آپ نیک نہیں ہیں۔ آپ بد ہیں۔ یہ سمجھنا بالکل مشکل نہیں ہے۔ عین آسان ہے۔ بعض لوگ دنیا کے جھنجھٹوں میں پھنس جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں مجبور ہیں۔ کیا کریں؟ بالآخر نتیجہ کیا نکلا؟ آخرت برباد کر بیٹھتے ہیں۔ اور یہ سودا کہ جس کی آخرت برباد ہو جائے۔ اللہ نے قرآن میں کیا فرمایا؟ اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ یہ قرآن کے لفظ ہیں' سورۃ تغابن ہے۔ اٹھائیسواں پارہ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے ایمان والو! اے مسلمانو! سن لو اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ [التغابن:64:14] بعض تمہاری بیویاں' اور بعض تمہاری اولادیں تمہاری دشمن ہیں۔ دشمن کیسے؟ تمہیں زہر دیتی ہیں۔ تمہارے خلاف چغلی کرتی ہیں؟۔۔۔نہ۔۔۔نہ۔۔۔ اللہ کہتا ہے کہ جو تمہارے دین میں رکاوٹ بن جائیں وہ تمہاری سب دشمن ہیں؟ اب آپ سوچ لیں۔ سمجھ لیں۔ میرے بھائیو! بڑے ٹھنڈے دل

بڑے سکون کے ساتھ میں ہمیشہ آپ کو یہ توجہ دلاتا ہوں کہ آدمی جب مسلمان ہو جاتا ہے تو اللہ اسے عقل دے دیتا ہے۔ اس کی سمجھ بڑی صحیح ہو جاتی ہے۔ وہ بڑا صحیح اور اچھا نتیجہ نکالتا ہے۔ مومن پاگل نہیں ہوتا۔ مومن بے عقل نہیں ہوتا۔ مومن بہت سمجھ والا ہوتا ہے۔ اب یہ اللہ نے سمجھ کی بات کی ہے کہ اگر تیری بیوی تیرے لئے عذاب کا سبب بن جائے 'تیری ترقی میں رکاوٹ بنے وہ بیوی تیری دشمن ہے۔ وہ تیری خیر خواہ نہیں ہے۔ تیری ہمدرد نہیں ہے' بیوی تو ایک بہترین ساتھی ہوتا ہے۔ جو آدمی کی مدد کرتا ہے اور اس کو مدد دیتا ہے۔ کہ آگے ترقی کر۔ فرمایا اگر بیوی صبح کو اٹھ بیٹھے تو وہ خاوند کو جگاتی ہے اور اگر خاوند اٹھ جائے 'اس کی آنکھ کھل جائے تو وہ بیوی کو جگاتا ہے بیوی ادھر نماز پڑھ رہی ہے 'خاوند ادھر نماز پڑھ رہا ہے اور چھوٹی اولاد پڑی سو رہی ہے اور وہ دعا کرتے ہیں یا اللہ تو نے ہمیں یہ اولاد دی ہے۔ ان کا محافظ 'ان کا نگران 'ان کا والی وارث تو ہے۔ دیکھو کیا پیارا جوڑا ہے۔ بیوی بھی نماز پڑھے 'خدا سے دعائیں کرے۔ باپ بھی نماز پڑھے اور خدا سے اولاد کیلئے دعائیں کرے۔ خدا کے سامنے گڑگڑائیں۔ خدا سے فریادیں کریں۔ بتایئے! یہ جوڑا کتنا خوش نصیب ہوگا۔ لیکن ہمارا کیا حال ہے؟ نہ بیوی کو پرواہ 'نہ خاوند کو پرواہ۔ ایسا انہماک اپنی زندگی میں۔ ایسا جوڑ اور ایسا ساتھ کہ نماز سے چھٹی۔ بیوی بے پرد 'بے پردگی اور بے حیائی کے کام اور پیسہ خاوند کا۔ برائی بیوی کرتی ہے 'آوارگی بیوی کرتی ہے 'بے پرد بیوی پھرتی ہے اور پیسہ خاوند کا خرچ ہوتا ہے۔ تو اب نتیجہ کیا نکلے گا۔ یہ اس کو دوزخ کی طرف گھسیٹ رہی ہے اور وہ اسکو دوزخ کی طرف دھکیل رہا ہے۔ یہ عقل کی بات ہے؟۔۔۔ نہیں نہیں: بلکہ بے عقلی کی۔

میرے بھائیو! میں آپکو اسی لئے بار بار کہتا ہوں کہ عقل سے کام لو۔ مومن بہت اچھا سوچتا ہے۔ مومن کی سوچ کبھی ٹیڑھی نہیں ہوتی۔ مومن کی سوچ کبھی غلط نہیں ہوتی۔ اللہ نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ آخری قسم کیا۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِیْ نَفْسَهُ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے اپنی جان کو بیچ دیا ہے۔ کس غرض کیلئے؟ اِبْتِغَآءَ مَرْضَاةِ اللّٰهِ کہ اللہ راضی ہو جائے۔

میرے بھائیو !اس کو گرہ باندھ لو' اسے خوب سمجھ لو' یہ نقطہ یاد رکھنے کا ہے' بھولنے کا نہیں ہے ہر کام کرنے سے پہلے اپنے دل سے پوچھ لیا کرو کہ اس کام میں اللہ ناراض تو نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو سمجھ لو کہ تم مسلمان ہو گئے' کامیاب ہو گئے۔ جب کوئی کام کرنے لگیں اپنے دل سے پوچھیں' اپنی بیوی کو ساتھ بٹھالیں جو رفیقہ حیات ہے۔ کوئی کام کرنے سے پہلے مشورہ کیا' اپنے دل سے پوچھا' اپنی بیوی سے پوچھا کہ اس کام میں اللہ ناراض تو نہیں ؟اگر آپ کو یہ تسلی ہو جائے' آپ کا ایمان آپ کو یہ ضمانت دے دے۔ کہ اس کام پر اللہ راضی ہے سمجھ لو کہ آپ خوش نصیب ہیں۔ زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ کو راضی کیا جائے۔ اور اگر اس کام میں آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اللہ ناراض ہو جائے گا' اللہ راضی نہیں ہو گا پھر آپ کا ایمان کہے کہ بالکل نہ کر۔ اس کام کے قریب نہ جا۔ آپ مومن ہوں گے۔ اللہ اکبر۔۔! دیکھ لو یہ طریقہ میں نے آپ سے عرض کیا ہے۔ اگر گناہ کا موقع آجائے۔ مومن جو ہے وہ سوچ لے گا کہ یہ گناہ کا کام ہے اور گناہ پر اللہ بھی راضی نہیں ہوگا۔ مومن گناہ کے قریب نہ جائے گا۔ اور نیکی کا کام ہوگا تو دل کہے گا کہ اس پر اللہ راضی ہے۔ یہ اللہ کی رضا کا کام ہے۔ وہ کام بے دریغ کرے گا۔ وہ کامیاب ہے' وہ پاس ہے۔ جس آدمی نے میرے بھائیو! زندگی ایسی گزاری جیسی آج ہماری گزر رہی ہے کہ پرواہ نہیں ہے۔ کیا نتیجہ نکلے گا۔ جیسے بچہ بے سمجھ' پیٹو' خواہش کا غلام' چیز کھاتے وقت نہیں سوچتا کہ اس کا نقصان ہوگا یا فائدہ دے گی کھالیتا ہے۔ اور پھر بعد میں اوندھا پڑا ہے۔ کہ جی مجھے دمے کی تکلیف تھی۔ بس میرے دل میں آیا کہ چلو آج ماش کی دال کھالیں۔ اب بیماری بڑھ گئی' تکلیف ہو گئی۔ سانس سے سانس نہیں ملتا۔ جب تجھے پتہ ہے کہ تو دمے کا مریض ہے اور چاول تجھے ٹھیک نہیں۔ پھر تو چاول کھاتا ہے جب تجھے پتہ ہے کہ یہ چیز بیماری میں نقصان دہ ہے' میرے مزاج کے موافق نہیں ہے۔ پھر تو نے اسے کیوں کھایا۔ اسکا نتیجہ نہیں نکلے گا؟ جب تو نے کوئی چیز کھائی ہے۔ اس کا نتیجہ نکلے گا۔ جب انسان گناہ کرتا ہے۔ یہ بدپرہیزی ہے۔۔ گناہ کیا ہے بدپرہیزی کا نام ہے ؟اور بدپرہیزی کا نقصان آپ جانتے ہیں' لازمی ہے۔ دیکھو مومن کی عقل کتنی سادہ سی بات ہے جب آپ جانتے ہیں کہ بدپرہیزی اچھی نہیں۔ تو آپ کو یہ جاں

لینا چاہیے کہ گناہ بھی اچھا نہیں۔ کیونکہ گناہ بدپرہیزی کا نام ہے۔ گناہ وہ چیز ہے جس سے آپ کو بچنا چاہیے تھا۔ جب آپ اس سے نہیں بچے۔ تو آپ نے بدپرہیزی کی اور بدپرہیزی کا نتیجہ کیا ہے ؟ ہیضہ ہے یا پیٹ میں درد ہے' یا سر میں درد ہے یا کوئی اور تکلیف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ موت ہی واقع ہو جائے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ جب آپ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں تو ڈاکٹر کیا کرکہتا ہے۔ یہ کہ پرہیز مقدم ہے بلکہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ ڈاکٹر اس پر ہی سوال کرتا ہے کہ پرہیز کرنا' یہ چیزیں بالکل نہیں کھانا۔ سو بالکل اسی طرح سے میرے بھائیو! اللہ نے آپ کو عقل دی ہے۔ آپ نے اللہ کو تسلیم کیا ہے اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ میری آخرت درست ہو جائے۔ تو زندگی پھر آزادی سے نہ گزاریں۔ زندگی گزاریں آپ کی کامیابی یقیناً ہے۔ اور اگر آپ کو اس کا خیال نہیں ہے تو پھر جب حساب دینا پڑے گا معاملہ بڑا ہی مشکل ہو جائے گا۔ بڑا ہی مشکل ہو جائے گا۔ دیکھئے اگر آپ حساب کرتے رہیں گے' حساب دینا آسان ہوگا۔ اور اگر آپ بے پرواہ ہو کر زندگی گزاریں گے۔ حساب دینا بڑا ہی مشکل ہوگا۔ قبروں سے جب لوگ اٹھیں گے۔ قبروں سے جب لوگ اٹھیں گے۔ جنھوں نے یہ سوچ رکھا ہے کہ زندگی پرہیز کی گزارنی ہے تھوڑی دیر کی بات ہے وہ جب قبروں سے اٹھیں گے بڑے خوش ہوں گے۔ کہ یا اللہ تیرا بڑا شکر ہے۔ ہم دنیا میں کسی خام خیالی میں نہیں تھے۔ ہم دنیا میں کسی مغالطے میں نہیں تھے۔ جیسے لوگ ہنستے تھے کہ یہ خواہ مخواہ حور اور قصور کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں ہم اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ ہم نے سب کچھ پالیا۔ اور بالکل ٹھیک نکلا اور جنھوں نے پرہیز کا کبھی خیال ہی نہیں کیا تو وہ بڑے حیران ہوں گے اور کہیں گے ہائے ہائے ! یہ تو وہی کچھ ہے جو مولویوں سے سنتے تھے۔ مولویوں والی باتیں ٹھیک ہو گئیں۔

فرمایا :وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغٰوِينَ [26:الشعراء :90-91] خدا فافٹ جنت بھی سامنے کردے گا اور دوزخ بھی سامنے کردے گا اور جب انسان دوزخ کو دیکھے گا تو حیران رہ جائے گا کہ میں تو اس کو ایک قصہ اور کہانی سمجھتا تھا' میں تو اس کو مولویوں کا دل بہلاوا سمجھتا تھا۔ یہ ویسے ڈرانے والی باتیں ہیں۔

اس کی کیا حقیقت ہے ؟لیکن یہ تو وہی کچھ سچ مچ نکلا۔ بلکہ قرآن نے تو یہاں تک بیان کر دیا ہم لوگ عذاب قبر سے آج کل انکار کرتے ہیں' عذاب قبر کو آج کل مانتے نہیں ہیں حالانکہ قرآن مجید میں ہے کہ جب فرشتے جان نکالنے کیلئے آتے ہیں وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ فرشتوں نے اپنے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہوتے ہیں اور فرمایا: يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَ أَدْبَارَهُمْ وہ ان کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں: أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمْ خود اپنی جان نکال کر دے۔ جس کی جان نکل رہی ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمْ جان نکال اپنی' ہم تیری جان لینے کیلئے آئے ہیں۔ اور کہتے ہیں الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ [6:انعام:93] جو تم دنیا میں باتیں کیا کرتے تھے۔ غلط سلط باتیں کیا کرتے تھے۔ آج سزا کا دن ہے۔ قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے کئی جگہ یہ بات بیان کی ہے کہ جو تم دنیا میں بے فکری کی اور عیش کی زندگی گزارتے تھے اور تمہیں یہ باتیں اچھی اور سچی معلوم ہوتی تھیں۔ جب ان کے سامنے وہ منظر آئے گا تو وہ روئیں گے۔ ہائے! ہائے! واویلا کریں گے کہ میں تو خواہ مخواہ مغالطے میں رہ گیا۔

شہادت میں بڑی لذت ہے' صرف شہید ہی اللہ سے کہے گا کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج۔ اور دنیا میں بے وقوف لوگ کہتے ہیں بلکہ آج کل تو مذہب بن گیا ہے کہ شہید پھرتے رہتے ہیں۔ کبھی عورتوں کے پاس' کبھی آدمیوں کے پاس۔ یہ سب غلط ہے۔ شہید اللہ سے کہے گا کہ یااللہ! ہمیں دنیا میں واپس بھیج۔ جو لذت شہادت میں ہے وہ کسی چیز میں نہیں۔ ہم کو دوبارہ دنیا میں بھیج تاکہ شہید ہو کر تیرے پاس آئیں۔ اللہ کیا کہے گا؟ کہ بات صحیح نہیں۔ میٹرک کر کے دوبارہ میٹرک کا امتحان دینا ہے۔ ارے یہ تو تم نے پاس کر لیا۔ اب دوبارہ وہی امتحان دینا چاہتے ہو۔ اب تو تمہارے لئے انعام ہے۔ اب دوبارہ امتحان دینا ہے ؟ بھئی میٹرک کر لیا۔ اب تمہیں ترقی دینا ہے اب تمہیں اسکا انعام دینا ہے۔ تم کہتے ہو یااللہ

امتحان ایک بار پھر لے لے۔ یہ عقل کے خلاف بات ہے۔ یہ قاعدے کے خلاف ہے۔ فرمایا اس لیے واپس جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور کافر کا معاملہ۔۔۔ کافر کہے گا یا اللہ واپس کر دے 'یا اللہ واپس کر دے۔ ایک دفعہ واپس کر' اب ہم اچھے کام کریں گے۔ 'نمازیں پڑھیں گے' دعائیں کریں گے' گناہوں سے بچیں گے۔ اللہ فرمائیں گے کہ حَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا یہ تو حرام ہے کہ جس کو ایک دفعہ موت دے دیں' جو ایک دفعہ یہاں سے اگلے جہاں میں ٹرانسفر ہو جائے۔ حَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا [21:الانبیاء:95] یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کہ واپس دوبارہ آئے۔ بس ختم۔۔۔ امتحان ایک دفعہ۔۔۔ دوسری دفعہ امتحان نہیں۔ تو فیل ہو گئے۔ اب فیل ہی رہو گے۔ اب ہمیشہ سزا ہی بھگتو گے۔ میرے بھائیو! یہ نمازیں پڑھنا' یہ جمعے پڑھنا' اب یہ رمضان آرہا ہے۔ روزے رکھنا' یا کوئی اور نیکی کا کام کرنا۔ ان کا فائدہ کیا ہے؟ توجہ سے سن لو اللہ راضی ہو جائے۔ آپ کو جنت مل جائے۔ اگر آپ یہ نہ سوچیں۔ نماز پڑھتے رہیں اور کبھی جنت کی نہ سوچیں۔ اپنی آخرت کی سوچیں۔ آپ کی نماز کبھی ٹھیک نہیں ہوگی۔ اپنی نماز کو دیکھا کریں کہ آپ کی نماز ترقی کر رہی ہے کہ نہیں بہتر ہو رہی ہے کہ نہیں۔ اور نماز ترقی کر رہی ہے کہ نہیں' بہتر ہو رہی ہے کہ نہیں۔ نماز ترقی کیسے کرتی ہے۔ آپ کو نماز میں لذت زیادہ آپ کو نماز میں لذت زیادہ سے زیادہ آئے۔ نماز پڑھیں آپ' آپ کے دل کو سرور ہو۔ اللہ سے آپ کی محبت۔ جیسے دیکھئے ایک دفعہ دوست سے ملا۔ آپ کی کسی سے پہلی ملاقات ہوئی' بس میں گاڑی میں' کسی فنکشن میں' تھوڑا سا تعارف ہوا پھر ملاقات ہو گئی۔ پھر اور بے تکلفی پھر اور بے تکلفی۔ جتنی ملاقاتیں بار بار ہوں گیں۔ دوستی بڑھے گی۔ محبت بڑھے گی۔

میرے بھائیو! بالکل نمازی اسی طرح خدا کے ساتھ ترقی کرتا ہے۔ جس کی نماز صحیح ہوتی ہے۔ خدا اس کا دوست بنتا جاتا ہے۔ خدا سے بے تکلفی ہوتی جاتی ہے۔ دیکھ لو موسٰی کی اللہ سے ملاقات ہوئی۔ جب وہ مدین سے واپس آرہے تھے۔ جب وہ اپنے بیوی بچوں کو ساتھ لے کر۔ دور سے آگ دیکھی' روشنی دیکھی' چلے گئے کہ آگ لاؤں گا۔ راستہ پوچھوں گا۔ لیکن وہ خدا کا نور تھا۔ اللہ نے نبوت دے دی۔ ملاقات ہوئی۔ اب پہلی ملاقات ہے۔ اللہ

نے نبوت دے دی۔ جو باتیں کہنی تھیں کہہ لیں۔ پہلی ملاقات' پھر دوبارہ موسیٰ کو خدا نے بلایا تو موسیٰ دیکھو! پہلی ملاقات میں چوں نہیں کی۔ حالانکہ پہلے یہ سوال کرنا چاہیے تھا کہ تو کون ہے ؟ مجھے اپنا آپ تو دکھا تو سہی تاکہ مجھے کوئی پتہ لگے۔ اللہ نے کہا جوتے پیچھے اتار دے ۔ بہت اچھا! یا اللہ! جوتے اتار دیئے۔ اللہ نے کہا عصاء پھینک دے۔ وہ لاٹھی پھینکی تو سانپ بن گئی۔ موسیٰ دوڑ پڑے' یہ خیال ہی نہ رہا کہ اللہ ہے' اس سے باتیں ہو رہی ہیں۔ اب ڈرنے کی کیا بات ہے ؟ موسیٰ علیہ السلام جوتے بھی بھول گئے۔ لاٹھی بھی بھول گئے۔ ایسے بھاگے ایسے بھاگے کہ قرآن کہتا ہے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ ہم نے کہا: اے موسیٰ !اَقْبِلُ وَ لاَ تَخَفُ اے موسیٰ آ جا' ڈر نہیں۔ لاَ یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ [27:النمل:10] میرے پاس اے پیغمبر! ڈرنے ورنے کی کیا بات ہے ؟ اللہ نے نبوت دی۔ سارا کچھ کیا۔ پہلی ملاقات ہے چپ کر کے چلے گئے۔ جب پھر ملنے کیلئے آئے تو کہنے لگے۔ رَبِّ اَرِنِیُ یا اللہ ! میں تو تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔ پہلے دیدار تو کروا۔ دیکھو دوسری ملاقات میں بے تکلفی ہو گئی۔ چلے گئے پہلی ملاقات یاد رہی۔ کیا لذت آئی تھی۔ کیا پیاری باتیں ہوئی تھیں۔ خدا نے نبوت دے دی۔ اب دوسری ملاقات میں آکر بے تکلفی بڑھ گئی۔ رَبِّ اَرِنِیُ اَنْظُرُ اِلَیْكَ[7:الاعراف:143] یا اللہ! تو مجھے دکھا تو سہی کہ میں تیرا دیدار کر لوں۔ دیکھو! یہ دوسری ملاقات میں اتنی جرأت اور اتنی ہمت اور حوصلہ ہو گیا۔ اگر آپ کو تجربہ ہو جائے اور آپ کی نماز صحیح بن جائے تو آپ کو پتہ چلے کہ نماز خدا سے ملاقات کا نام ہے۔ اور پھر آپ کے دل میں ہر وقت خدا سے پیار اور اس کی محبت رہے۔ اور اس کا دل میں حوصلہ۔ اس سے آپ کبھی تکبر نہیں کریں گے کہ میں ایسا۔ لیکن دل میں یہ حوصلہ ہو گا کہ اللہ میرے ساتھ ہے' میرا ہر کام ٹھیک ہو جائے گا۔ میرا ہر کام ٹھیک ہو جائیگا۔ یہ ملاقاتوں کا اثر ہے' نمازوں کا اثر ہے۔ اور اگر آپ یہ محسوس نہیں کرتے تو سمجھ لیں کہ نماز کچھ نہیں۔ آپ نے کبھی وضو کیا ہے' وضو بظاہر ہاتھ پاؤں اور منہ دھونے کا نام ہے۔ ورنہ اصل تو غسل تھا اللہ نے رعایت کر دی کہ تو اپنے اعضاء۔۔۔ یہ بازو' یہ باہیں کہنیوں سمیت'

پاؤں ٹخنوں سمیت اور چہرہ دھو ڈال۔ یہ آدھا غسل ہے۔ پاکی ہو جائے گی۔ تو پاک ہو جائے گا۔ یہ ظاہر پاکی ہے۔ اپنی ملاقات سے پہلے وضو کرواتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد دعا کیا پڑھتا ہے؟ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اللہ وضو تو میں نے کر لیا۔ ظاہر پاکی اور صفائی تو میں نے کر لی۔ اللہ لیکن بات تو ساری دل کی ہے جو اس کے لئے خدا دعا پڑھاتا ہے۔ وضو کرنے کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے۔ اب میں تیرے پاس آ رہا ہوں۔ وضو میں نے کر لیا ہے۔ اب میں تیرے دربار میں پیش ہو رہا ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ اللہ! توبہ کرنا میری عادت بنا دے۔ فوراً گناہ کو تسلیم کر لوں۔ تیرے سامنے آ کر اعتراف کروں۔ اور اس کی معافی مانگ لوں وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ یا اللہ! تو مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جن کو تو نے دھو دھو کر پاک کرتا ہے۔ یہ وضو ہو گیا۔ آپ نے اپنے جسم کو پاک کر لیا اور اپنے نفس کو پاک کرنے کی دعا کر لی۔ خدا کہتا ہے کہ اچھا تو نے اگر پاک ہونا ہے تو آ میرے پاس۔ اب آپ آ کر ہاتھ باندھ کر رفع الیدین کرتے ہیں۔ یہ رفع الیدین کیا ہے؟ یوں ہاتھوں کو اوپر اٹھانا کہ یا اللہ! سب کچھ نیچے رہ گیا۔ بیوی نیچے رہ گئی' بڑے پیارے بچے بھی نیچے رہ گئے۔ اللہ اکبر! اللہ میں دنیا سے دستبردار ہو کر تیری طرف آیا۔ میرے بھائیو! اگر چلو پانچ نمازوں میں نہیں تو کسی کسی نماز میں ہی صحیح۔ اگر آدمی یہ تصور کر لے اور دربار میں آ کر یوں دوستی لگائے۔ اور پھر سمجھ سمجھ کر پڑھے' سوچ سوچ کر پڑھے کہ اللہ رحمان اور رحیم ہے۔ یہ بڑے پیارے نام ہیں۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى [17:الاسراء:110] یہ اللہ کے نام اسی لئے ہیں کہ تم ان ناموں سے خدا سے دعا مانگو۔ یا اللہ تو رحمان ہے' مجھ پر رحم کر! یا اللہ تو رحیم ہے' مجھ پر رحم کر۔ پھر خدا کے مختلف نام ہیں۔ اللہ رزاق ہے' اللہ غفور ہے' بخشنے والا ہے۔ یعنی خدا کے یہ نام ہیں۔ نماز میں یہ بار بار لفظ آتے ہیں۔ رحمان ہے' رحیم ہے۔ غفور ہے۔ پھر دعائیں ہیں یہ اٹھ کر۔ کہ یا اللہ! تیری میری دوستی لگ جائے۔ کیوں وہ وقت آنے

والا ہے کہ میں قبر میں ہوں گا۔ سوائے تیرے سہارے کے کوئی سہارا نہیں ہوگا۔ نہ بیوی' نہ اولاد' نہ رشتہ داری' نہ کوئی برادری' فورسز' فوجیں' بڑے سے بڑا بادشاہ ہو۔ کوئی فوج کسی کا ساتھ دیتی ہے۔ اللہ تیرا سہارا ہوگا۔ تیرے سوا کوئی سہارا نہیں۔ جب اللہ سے ایسی بات کرے ایسا تعلق قائم کرے تو میرے بھائیو! کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن نماز کیا ہے؟ بس آئے جیسے میں نے دیکھا ہے چونکہ میں عیسائیوں کے چرچز (گرجا گھروں) میں جاتا رہا ہوں۔ بس وہ مرد اور عورتیں بے پردہ' بے حیاء' کپڑے نئے' اتوار کو نئے کپڑے پہن کر چرچ میں آگئے' گھس پڑے' اپنی Praying کیں۔ وہ تالیاں والیاں ماریں اور شور وور مچایا اور چپکے سے چلے گئے۔ اللہ اللہ خیر سلا۔ ہمارے آج کل کے ماڈرن مسلمان کا بالکل یہی حال ہے کہ نماز کیلئے آتا ہے۔ ستھرے کپڑے پہن کر بہت فرسٹ کلاس استری کئے ہوئے آیا' شوں شاں کی اور چپکے سے چلا گیا۔ میرے بھائیو! یہ حاضری کا نام نہیں ہے۔ نماز خدا سے دوستی لگانے کا نام ہے۔ خدا سے بے تکلفی پیدا کرنے کا نام ہے۔

میرے بھائیو! مومن جب اللہ کے سامنے جائے گا اسکے دل میں اجنبیت نہیں ہوگی۔ وہ خدا کو اجنبی نہیں سمجھے گا۔ حدیث میں آتا ہے مومن کو جب موت کا یقین ہو جاتا ہے کہ موت کی طلب اس کے دل میں بیدار ہو جاتی ہے۔ جب اسے موت کا یقین ہو جاتا ہے اس کے دل میں موت کی طلب ہو جاتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ موت ہوگی تو خدا سے ملاقات ہوگی۔ آج تک میں تصور ہی کرتا رہا نمازیں پڑھیں اور یہ تصور ہی کیا کہ میں خدا سے ملنے آیا ہوں۔ اب تو واقعتاً خدا سے ملاقات ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جابرؓ بیچارے عمر کے بھی کم' پھر بہنیں بہت' پھر باپ بہت غریب تھا۔ باپ کے سر قرضہ بہت تھا۔ بہت عیال داری میں دبا ہوا۔ ان کو بڑا صدمہ ہوا جب ان کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے۔۔۔ بڑا صدمہ۔۔۔ آپ کی نگاہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا: جابرؓ! کیا حال ہے؟ عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کا شکر ہے۔ ٹھیک ہیں۔ آپ کو اس کی حالت کا علم تھا۔ آپ نے فرمایا اے جابرؓ میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ آج تک اللہ نے کسی سے پردہ ہٹا کر بات نہیں کی

'تیرا باپ پہلا شخص ہے کہ جس سے خدا نے پردہ ہٹا کر بات کی ہے۔(جامع الترمذی بحوالہ سیر الصحابة ازمعین الدین ندوی ج 3ص69) تیرے لئے خوش نصیبی ہے۔ ٹھیک ہے تجھے صدمہ ہے۔ تیرا باپ تجھے اس حالت میں چھوڑ کر گیا کہ قرض بھی تیرے سر پر پڑ گیا۔ تیری بہنیں بہت چھوٹی چھوٹی ہیں۔انکی پرورش تیرے سر پر پڑ گئی۔اور ذمہ داریاں اور بوجھ بھی بڑا۔ لیکن تیرا باپ ایسے مقام پر گیا اللہ نے اس کی ایسی خاطر کی ہے کہ بغیر کسی حجاب کے اللہ نے اس سے بات کی ہے۔اور وہ بڑا ہی خوش ہے۔ان کے والد کی دعا پر قرآن میں اللہ نے آیتیں اتاریں۔ جن میں یہ بتایا گیا ہے:مستبشرین وہ خوش ہیں۔ تم اپنے شہداء کی فکر نہ کرو۔ان کا یہ کہنا کہ اللہ ہمارا پیغام ان کو پہنچادے کہ ہم بڑی آرام کی جگہ آگئے ہیں اور بڑے خوش ہیں۔اس لئے تمہیں ان کا غم نہیں کرنا چاہیے۔

سو میرے بھائیو !دین کو دین سمجھو' یہ رسمی چیزیں' ان رسومات کو چھوڑ دو۔ یہ سنی مسلمان بننے کی کوشش نہ کریں- یہ جو لوگ جیسے ہمارے ضیاء صاحب ہیں مسلمان بھی ہیں نمازیں بھی ہیں' ادھر بھی چلتے ہیں اور ادھر بھی چلتے ہیں۔ چوڑے کی چھری کی طرح کہ حلال پر بھی پھیر دو اور حرام پر بھی پھیر دو۔ مومن کی سوسائٹی بالکل علیحدہ ہوتی ہے۔ میں آپ سے کیا عرض کروں توجہ سے سن لو۔ مومن ہر جائی نہیں ہوتا' مومن صلح کو نہیں ہوتا۔ مومن ہر ایک سے دوستی نہیں لگاتا۔ مومن کی سوسائٹی خالص۔۔ نیک' متقی اور پرہیزگاروں کے ساتھ۔۔بے دینوں کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ سمجھنا کہ یہ بھی ٹھیک ہے' وہ بھی ٹھیک ہے۔ سب غلط ہے۔ سیدھی راہ جو اللہ اور اس کے رسول کی ہے وہ قرآن و حدیث پر چلنا' اور باقی لوگوں سے پرہیز کرنا ہے۔ ان سے دور رہنا۔ یہ آپ کی سعادت ہے۔ کوشش کریں۔۔۔۔ رسمی طور پر کبھی جنت نہیں ملتی۔۔۔ جنت کب ملتا ہے ؟ جب آپ اپنے آپ کو' اپنی بیوی کو' اپنی اولاد کو اس بات کا پابند کریں کہ ہم وہ کام کریں جن سے اللہ راضی ہو جائے۔ یہ نہیں کہ جن سے لوگ خوش ہوں۔ ہمارے صدر ضیاء کا فلسفہ کیا ہے ؟ یہ کہ لوگ خوش ہوں۔۔۔ چوڑوں میں گیا تو ایسٹر (عیسائیوں کا دن) منایا' انکو

مبارکبادیں دے رہا ہے۔ بڑا مبارک دن ہے۔ ہندو آجائیں تو ان کو خوشیاں دے رہا ہے۔ تم بھی سب ٹھیک ہو۔ نور جہاں بلا لے۔ تو بھی بہت خوش نصیب ہے۔ سب کو خوش کرنا ہے اور پھر اللہ کو بھی خوش کرنا ہے۔

میرے بھائیو! برائی سے نفرت کرو' حق سے محبت کرو۔ اور حق ایک ہے کبھی دو نہیں ہو سکتے۔ اپنے آپ کو سب طرف سے توڑ کر' سب طرف سے منہ موڑ کر ایک اللہ کی طرف لگ جاؤ۔ قرآن و حدیث کے طریقے پر آجاؤ۔ اللہ تعالےٰ ابراہیمؑ کو مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا[3:آل عمران:95] حنیف کسے کہتے ہیں۔ جو سب طرف سے منہ موڑ کر صرف ایک اللہ کی طرف لگ جائے وہ حنیف ہے۔ دیکھو کتنا پیارا نام ہے؟ کہ اللہ بار بار ابراہیمؑ کے ساتھ حنیف کا لفظ لاتا ہے۔ فرماتا ہے کہ میرا اس کو کتنا خیال تھا۔ ابراہیم کے دل میں میری اتنی محبت تھی۔ باپ کو قربان کر دیا۔ بیوی کو قربان کر دیا۔ بچوں کو قربان کر دیا۔ اپنی جان کو قربان کر دیا۔ جو میں نے کہا وہ کیا۔ اور اللہ کو ایسا مسلمان جو ہے وہ پسند ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

سوال: کیا مرد اور عورت کا ایک مصلے پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: تو دیکھئے عورت مرد کے برابر کھڑی نہیں ہو سکتی' عورت مرد کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھ سکتی۔ خواہ بیوی خواہ ماں ہو۔ خواہ بہن ہو۔ عورت پیچھے ہو اور مرد آگے ہو۔ اگر برابر بھی ہوں تو درمیان میں فاصلہ ہو۔ نماز میں تنہائی۔۔۔ اکیلا مرد نماز پڑھے جماعت میں تو نماز نہیں ہوتی۔ ایک آدمی نے نماز پڑھی' جماعت ہو رہی تھی وہ آیا اور اس نے اکیلے نماز پڑھ لی۔ اکیلے نے دوسری سطر میں پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ لی اور ہمارے لوگ اس مسئلے کو جانتے نہیں۔ آئے' اگلی سطر میں جگہ نہیں یا تو پیچھے اکیلے کھڑے ہو گئے۔ مرد اکیلا ایک صف میں ہو تو نماز نہیں ہوتی۔ آپ نے اس کے لئے فرمایا: اَعِدْ صَلَاتَكَ نماز دوبارہ پڑھ اگر کوئی نہیں تو امام کے پیچھے سے' جو امام کے پیچھے کھڑا ہو اس کو کھینچ لے۔ اس کو ملا کر

دونوں سطر بنائیں۔ مرد اور عورت دونوں برابر برابر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ بیٹا ہو' ماں ہو' خاوند ہو' بیوی ہو۔

رسول اللہ ﷺ حضرت انس کے گھر گئے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک مسجد بنائی' جگہ مخصوص کی کہ ہم یہاں نماز پڑھ لیا کریں گے۔ تو برکت کے لئے انہوں نے اس کا یوں افتتاح کروایا کہ پہلے حضور ﷺ یہاں نماز پڑھ جائیں۔ چنانچہ وہ بلا کر لائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے گھر میں پوچھا کہ کس جگہ تم اپنی مسجد رکھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ یارسول اللہ! ہم یہاں نماز پڑھا کریں گے۔ آپ کھڑے ہو گئے آپ نے بچے کو چھوٹے بچے کو اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ امام بائیں طرف ہوتا ہے۔ جب دو آدمی جماعت کرائیں تو امام بائیں طرف ہوتا ہے۔ اور جو مقتدی ہے وہ دائیں طرف ہوگا۔ اور ان کی والدہ کو پیچھے کھڑا کر لیا۔ عورت پیچھے' اکیلی کھڑی ہو کر نماز پڑھ سکتی ہے۔ اسکی والدہ کو پیچھے کھڑا کر لیا۔ اور بچے کو اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ آپ بائیں طرف ہو گئے۔ آپ نے انکے گھر جا کر دو رکعت نماز ان کو پڑھائی۔ اس کا برکت کیلئے یوں افتتاح کروا دیا (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الموقف عن انس ؓ) یہ طریقہ ہے۔

سوال: درمیانی نماز کونسی ہے؟

جواب: یہ بے ربط سوال ہے۔ ویسے عصر کی نماز درمیانی نماز ہے۔ جیسے قرآن مجید میں آتا ہے: حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى [2:البقرة:238] "نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی بالخصوص"

سوال: پچھلے جمعے نعرہ تکبیر اور نعرہ مسلک اہلحدیث لگایا گیا تھا کیا خطبہ جمعہ کے درمیان نعرہ وغیرہ لگانا جائز ہے؟

جواب: نہیں' یہ غلط چیزیں ہیں۔اول تو ویسے بے کار ہیں۔ان نعرے واروں کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور خاص کر جمعہ میں تو بالکل نہیں ہے۔جمعہ کے بارے میں تو آتا ہے کہ اگر آپ نے کسی سے کہہ دیا دو آدمی باتیں کر رہے ہوں اور آپ ان سے کہیں کہ چپ ہو جاؤ تو فرمایا کہ یہ لغوبات ہے۔دو آدمی باتیں کر رہے ہوں تو ان کو روکنا منع ہے چہ جائیکہ نعرے لگانا۔ یہ تو بالکل بے تکی اور غلط بات ہے۔

سوال: مزاروں پر یہ جو چادریں چڑھائی جاتی ہیں اور ٹیرنی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے کیا وہ نہیں لینی چاہیے ؟

جواب: وہ حرام ہے' سن لو! جو چیز آپ کے گھر میں ہے' بازار میں ہے۔چادر ہو' مٹھائی ہو' کوئی جانور ہے کوئی چیز کسی مزار پر لے جا کر اللہ کے نام پر تقسیم کرے سن لو' توجہ سے سن لو بیشک اللہ کے نام پر گوشت تقسیم کرے اللہ کے نام پر تقسیم کرے وہ حرام ہے۔کیوں ؟ اس لئے کہ آپ نے اس بزرگ کے مزار پر جا کر تقسیم کی ہے۔وہ حرام ہو گئی۔ قرآن کہتا ہے: وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ [5:المائدہ :3] آپ کوئی چیز لے جا کر ذبح کریں اور اللہ کے نام سے بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللہ کا نام لے کر ذبح کریں۔وہ حرام ہے' وہ مردار ہے' سؤر ہے' کتا ہے' مردار ہے' خنزیر کے حکم میں ہے تو قطعاً حرام ہے۔جو مٹھائی' جو شرینی' جو جانور' بکرا کسی نے چڑھاوا چڑھا دیا۔کسی مزار پر کوئی من چلا کہے۔چلو بھئی! اڑا لے جاؤ۔اسے گھر لے جا کر کھائیں۔وہ ایسا ہی ہے جیسا سؤر کھا لیا۔ ہاں! جس نے چڑھایا تھا اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔اور وہ کہے کہ میں نے حرام کا کام کیا ہے۔میں نے شرک کیا ہے' میں جا کر اپنا بکرا واپس لے آتا ہوں' وہ واپس لے تو حلال ہے۔آپ کے لئے بھی حلال ہو جائے گا۔اس کے لئے بھی حلال ہو جائے گا۔لیکن مزار پر کوئی چڑھاوا چڑھا کر چلا گیا۔اور کوئی کہے کہ وہاں سے کوئی چیز لے کر کھالوں' کوئی مٹھائی' کوئی چاول' کوئی کھیر' کوئی روٹی۔کوئی چیز

لے کر کھالو تو وہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے خنزیر حرام ہے۔

سوال: وی سی آر پر علماء کرام کی تقاریر اگر تبلیغی نقطہ نظر سے دیکھی جائیں تو جائز ہے ؟

جواب: میرے بھائیو! یہ سب سلسلے غلط ہیں۔ ان سے 'یعنی کفر اور اسلام' حق اور باطل کو بالکل گڈمڈ کرنے والی بات ہے۔ جس میں تصویر کا سلسلہ آجائے گا وہ سب حرام ہو جائے گا۔ خواہ مولوی ہو یا کوئی ایکٹر۔ جب تصویر کا سلسلہ آگیا تو بنیاد ہی غلط ہو جائے گی۔ وہ بالکل جائز نہیں ہے۔ خواہ مولوی کچھ بھی کرتا ہو۔

سوال: کیا اسلام میں شبینہ جائز ہے ؟

جواب: میرے بھائیو! یہ بہت بڑی بدعت ہے 'شبینے میں کسی طرح سے شرکت کرنا یہ بدعت میں شریک ہونا ہے۔ نہ سننا' نہ سنانا اور نہ وہاں مٹھائی تقسیم کی جائے۔ نہ کوئی اور چیز وہاں اس طرح تقسیم کی جائے۔ کچھ بھی لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے 'صحابہ نے' تابعین نے 'تبع تابعین نے' ائمہ نے یہ بدعت کبھی نہیں کی۔ یہ بہت بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے۔ اور یہ قطعاً ناجائز ہے۔

سوال: عقیقے کا مسنون طریقہ کیا ہے ؟

جواب: دیکھئے عقیقہ ساتویں دن ہوتا ہے۔ ساتویں دن بچے کا نام رکھنا چاہیے' ساتویں دن جانور ذبح کرنا چاہیے۔ لڑکی ہو تو ایک 'لڑکا ہو تو دو۔ اور ساتویں دن بچے کے سر کی حجامت کر کے جتنے بال ہوں ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنی چاہیے۔ یہ سنت طریقہ ہے۔ ساتویں دن کی یہ تین سنتیں ہیں۔ ایک جانور ذبح کرنا' اور دوسرا ساتویں دن بچے کا نام رکھنا اور تیسرا بچے کے سر کے بال' جسے "جھنڈ" کہتے ہیں 'اتارے جائیں۔ اس کے برابر صدقہ کرنا۔ پہلے عام طور پر یعنی چھ ماشے کے قریب' یا دو ماشے وزن رکھ کر چونکہ وہ "دوانی" اور "چوانی" چاندی کی ہوتی تھی وہ دے دیا کرتے تھے۔ اور آج کل چونکہ چاندی اچھی خاصی مہنگی ہے پتہ نہیں چالیس ے تولہ یا اس سے بھی زیادہ ہے تو اسے میں آدھے تولے کے برابر

صدقہ کردینا چاہیے۔ یعنی بیس روپے کے قریب۔

سوال: کیا عقیقہ کے جانور میں سات حصے ہو سکتے ہیں؟

جواب: یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے بعض لوگ اپنی بے خبری میں جہالت میں ایک گائے لیتے ہیں اور سات لڑکیوں کا عقیقہ کر دیتے ہیں۔ میرے بھائیو! عقیقہ میں حصے نہیں ہیں۔ جیسے قربانی کے جانور میں حصے ہوتے ہیں عقیقے میں ایسا بالکل نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے: عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَّاحِدَةٌ وَّ عَنِ الْغُلاَمِ شَاتَانِ (مسند احمد ج 6 ص:31 `158) لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی طرف سے ایک بکری۔ چونکہ قربانی میں ایک بکری کافی ہے۔ مثلاً اب میں ہوں' میری بیوی ہے' میرے بچے ہیں' بیشک جوان ہوں' لیکن جب ہمارا گھر ایک ہے' میں کمانے والا اور سارے میرے Dependent' سارے کھانے والے۔ ہم ایک بکری قربانی کر دیں۔ تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ لیکن عقیقہ میں اب ایک بکری کافی ہے؟ گائے میں ایک حصہ میں ڈال دوں تو ساتواں حصہ بن جائے گا۔ وہ میری طرف سے' میری بیوی کی طرف سے' میری جوان بیٹیوں کی طرف سے' میرے جوان بیٹوں کی طرف سے کافی ہے۔ اب عقیقے کا قربانی پر کیا قیاس ہو سکتا ہے۔

سوال: کیا اہلحدیث کی نماز مقلد کے پیچھے ہو جاتی ہے؟

جواب: یہ مسئلہ ذرا لمبا ہے۔ اب چھیڑنا تو نہیں چاہیے لیکن میرے بھائیو! سن لو تقلید شرک ہے۔ رسول کو تو اللہ نے مقرر کیا ہوتا ہے اور دنیا میں اس کو حکم ملتا ہے کہ میرے نبیؐ اس چیز کی پیروی کرو۔ اس کے پیچھے چلو' یہ میری طرف سے ہے' جو کہے گا میری طرف سے ہو گا۔ میں اس کی ہر بات کا ذمہ دار ہوں' اس کا حکم ماننا ہوں لیکن اگر لوگ اپنی طرف سے کسی کو مقرر کر کے اس کی اتباع شروع کر دیں' اس کی پیروی شروع کر دیں تو یہ شرک ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ امام سوائے

نبی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ پیروی کے لحاظ سے ایک امام' علمی اعتبار سے امام بخاریؒ حدیث کے امام ہیں۔ امام شافعیؒ فقہ کے امام ہیں۔ ایک وہ امام ہوتا ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ امام ابو حنیفہ فقہ کے امام ہیں۔ اگر کوئی ان کو اپنا امام مان کر حنفی بن جائے۔ مقلد بن جائے تو یہ شرک ہے۔ گویا اس نے اس کو نبی بنایا۔ گویا اس نے اس کو پیروی کیلئے مقرر کر لیا۔ تو جب تقلید شرک ہوئی تو مقلد برباد ہوا۔ اس کے پیچھے اہلحدیث کا نماز پڑھنا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نماز کو ضائع کرنے والی بات ہے۔ آپ کو ابھی قدر نہیں ہے۔ آپ کو ابھی پہچان نہیں ہے میں آپ سے عرض کر دوں اہلحدیث کی نماز بہت اونچی ہوتی ہے۔ وہ عین سنت نبویؐ کے مطابق ہوتی ہے۔ اب وہ حنفی کے پیچھے نماز پڑھے 'کوئی دیوبندی ہو' یا بریلوی ہو' وہ کسی مقلد کے پیچھے نماز پڑھے 'اہلحدیث کا کسی کو امام بنا کر اس کے پیچھے نماز پڑھنا اس کی توہین (Insult) ہے۔ اس لئے کبھی بھی اس کے قریب نہ جانا۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر 56

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ یُّرِدِاللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلاِسْلاَمِ ۚ وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لاَ یُؤْمِنُوْنَ ○ وَ ھٰذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِیْمًا قَدْ فَصَّلْنَا الاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّکَّرُوْنَ ○لَھُمْ دَارُ السَّلاَمِ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ ھُوَ وَلِیُّھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ [6:الانعام:125-127]

میرے بھائیو! ہم مسلمان ہیں لیکن خدا کی قدرت کہ اسلام کی جو برکات ہیں وہ ہمیں نصیب نہیں۔ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ آدمی کو مل جائیں تو آدمی بہت طاقتور ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایٹم بم دیکھ لو اب دنیا کا ہر ملک ایٹم بم کیلئے کتنی کوشش کر رہا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس ملک نے ایٹم بم بنا لیا۔ یا اس کے ہاتھ لگ گیا وہ ملک بہت ترقی کر سکتا ہے۔ یہ

ایٹم صنعتی ترقی کیلئے بڑی کار آمد چیز ہے۔ اور دفاع کیلئے بہت بڑا ذریعہ ہے۔ چنانچہ امریکہ روس برطانیہ وغیرہ دندنا رہے ہیں۔ یہ ایٹم بم کی وجہ ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ آدمی کے پاس وہ چیز بھی ہو اور پھر کمزور بھی ہو۔ یہ عجیب صورت ہے۔ اب دیکھو ناں پاکستان کتنی کوشش کررہا ہے۔ ایٹم بم کیلئے یہ بن گیا ہے تو بے فکری ہے۔ پھر انڈیا ہم پر حملہ نہیں کر سکتا۔ تو اسلام جو ہے ایٹم اس کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے؟ جو طاقت اسلام کے اندر پنہاں ہے جب ہم سوچتے ہیں حیران ہوتے ہیں کہ اللہ ہم مسلمان ہیں اور لیکن اسلام والی طاقت ہمارے اندر بالکل آئی ہی نہیں۔ اب اگر تجزیہ کیا جائے' سوچا جائے کہ ایسا کیوں ہے تو پھر بات وہی ہے کہ ہمارا اسلام اصلی اسلام نہیں ہے۔ بڑا ہی Defendent حد سے زیادہ پتلا۔ بے کار' بودہ' اور کمزور ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہتھیار ہے' امریکہ کے ہتھیاروں کو بڑی سپر میسی ہے۔ بہت اعلیٰ درجے کے ہیں۔ اور چائنہ کے ویسے نہیں ہیں' روس کے ویسے نہیں ہیں۔ اسلام اگر واقعتاً اسلام ہو تو بہت بڑی طاقت ہے۔ اب وہ طاقت کس طرح سے ہے ایک آدمی کے اندر بڑی جرأت حوصلہ' دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دوسرے یوں سمجھ لو کہ جیسے اللہ کے ساتھ آدمی منتھی ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ اور اس کی پارٹی ایک ہو جاتی ہے۔ اللہ کا تعلق اتنا زیادہ ہو جاتا ہے اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ جیسے کسی چیز میں اپنی عزت اپنی اور اپنی ذلت سمجھتا ہے۔ اگرچہ کام دوسرے کا ہو لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ میرا ہے۔ اب دیکھ لو روس اور اسرائیل کو۔ اسرائیل کو کوئی ہاتھ کیوں نہیں ڈالتا؟ اس لئے کہ امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ اسرائیل میرا ہے اس کی شکست میری شکست ہے۔ لہٰذا امریکہ اس کے لیے سب کچھ کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ ہر لاقانونیت کے لئے' گندے سے گندے کام کیلئے تیار ہے۔ اسلئے کہ ان کا تعلق اس قسم کا ہے تو اسلام بالکل ایسی ہی چیز ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا: جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔ فَمَنْ یُّرِدِاللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلاِسْلَامِ اس کے بارے میں اللہ یہ چاہتا ہے کہ اس کو ہدایت کردے تو اللہ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ یعنی وہ اسلام کو دل سے قبول کر لیتا ہے۔ وہ اسلام کو پتلا کر کے' ہلکا کر کے' اپنی

مرضی کاہنا کر قبول نہیں کرتا۔ بلحہ اسلام کو جیسا اسلام ہے ویسا ہی قبول کر لیتا ہے۔ لور وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّه‘ اور جس کی قسمت میں اسلام نہیں ہے۔ اس کے لئے اسلام کیسا محسوس ہوتا ہے؟ اس کو يَجْعَلْ صَدْرَه‘ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ اس کیلئے اسلام کو کو قبول کر لینا‘ اسلام کو اپنا لینا ایسے مشکل ہے جیسے آسمان پر چڑھنا۔ دیکھو ناں اللہ نے مثال کیا دی ہے؟ مسلمان ہونا اس کے لئے کتنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کے سینے کو بند کر دیتا ہے۔ وہ اسلام کو اپنے اندر سما سکتا ہی نہیں۔ اور اسلام کی طرف جانا اسلام کو اپنانا اسلام کو قبول کرنا اس کے لئے ایسے مشکل ہو جاتا ہے جیسے كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ جیسے آسمان پر چڑھنا مشکل ہے۔ اب بھلا کوئی آسمان پر کیسے چڑھ سکتا ہے؟ آپ چھلانگ لگائیں‘ دو فٹ لونچے اٹھ جائیں گے‘ تین فٹ لونچے ہو جائیں گے‘ پانچ فٹ‘ چھ فٹ لوپر اٹھ جائیں گے۔ لور دھڑام سے نیچے گریں گے۔ اب آپ کہیں گے۔ کہ آسمان پر کیسے چڑھوں؟ اس طرح سے ان کیلئے اسلام پر چلنا مشکل ہے۔ چنانچہ دیکھ لو سارے پاکستان کا یہی حال ہے۔ اے جی! اسلام پر چلنا بڑا مشکل ہے۔ اس کو تو بند کا بند ہی رہنے دو۔ لور حالانکہ آپ کے سامنے تاریخ ہے۔ کہ جو دل سے مسلمان ہوئے وہ دیکھ لو کیسے اسلام پر چلے۔ لور وہ پھر کتنے چڑھے۔ اللہ نے انہیں کتنی ترقی دی۔ کتنی ترقی دی۔ صحابہؓ کی زندگی ہمارے سامنے ہے۔ دیکھو ناں ایک تو یہ چیز ہے جو کبھی کامیاب نہیں ہوئی۔ یہ نسخہ ساری دنیا استعمال کرتی ہے‘ کبھی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ اگر دیہاتی لوگ‘ بدو لوگ‘ اجڈ‘ جاہل اُمّی‘ جنہوں نے اسلام کو قبول کیا اور دیکھ لو دنیا پر کتنا عرصہ حکومت کی۔ لور کس طرح سے دنیا پر چھا گئے اور دنیا میں رحمت بن کر وہ سارے پھیل گئے۔ حتیٰ کہ ہمارے بھی کھنڈرات اور نشانات موجود ہیں۔ یہ جو تھوڑا بہت اثر ہم میں پایا جاتا ہے یہ انہیں لوگوں کی کوششیں ہیں۔ کہاں مکہ کہاں مدینہ اور کہاں فلاں فلاں ملک‘ کہاں چین‘ پھر مشرق‘ پھر مغرب اور جنوب کس طرح سے اسلام ان میں پھیلا اور کن لوگوں نے اسلام پھیلایا؟۔۔۔ جنہوں نے اسلام

کو دل میں جگہ دی۔۔۔۔ تو فرمایا: جس کو اسلام راس نہیں آتا' جو اسلام پر چل ہی نہیں سکتا وہ اسلام پر چلنا بھاری' گراں اور ناگوار سمجھتا ہے۔ اس کیلئے ایسے ہی ناممکن ہو جاتا ہے جیسے آسمان پر چڑھنا فرمایا: كَذٰلِكَ يَجۡعَلُ اللّٰهُ الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ اور رہ گیا اسلام تو فرمایا اسلام اپنی جگہ پر ایسی چیز ہے۔ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسۡتَقِيۡمًا اسلام تو ایک صاف بالکل۔ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ یہ اسلام تو تیرے رب کی راہ ہے۔ مُسۡتَقِيۡمًا۔ جو بالکل سیدھی ہے۔ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ [6: الانعام: 127] ہم نے سب چیزیں کھول کھول کر بیان کر دیں ہیں۔ لیکن کوئی نصیحت تو پکڑے۔ اب آپ اندازہ کریں کوئی اسلام کو قبول کرے تو پھر انسان کی اپنی طبیعت اتنی عمدہ ہو جاتی ہے۔ کس سے آپ کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ مِنۡ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ مسلمان جب مسلمان ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان سے' اس کے ہاتھ سے' کسی کو کبھی تکلیف نہیں پہنچتی۔ وہ اس وقت اپنی زبان اور ہاتھ کو استعمال کرے گا۔ جہاں اس کو اپریشن کرنا ہو گا ورنہ بہت شرم و حیاء کے ساتھ۔ بہت احسن طریق کے ساتھ وہ زندگی گزارتا ہے دنیا کی زندگی سدھر جائے گی۔ لَهُمۡ دَارُ السَّلَامِ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ یہ آگے جو اسلام پر چلتے ہیں۔ دنیا میں اسلام پر چلتے ہیں۔ لَهُمۡ دَارُ السَّلَامِ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ آخرت میں ان کے لئے جنت ہے۔ وَهُوَ وَلِيُّهُمۡ اللہ ان کا دوست بن جاتا ہے۔ دنیا میں بھی اور وہاں بھی یہ اسلام کے فائدے ہیں۔ یہ اسلام کی برکات ہیں۔ لَهُمۡ دَارُ السَّلَامِ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَ هُوَ وَلِيُّهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ان کی اعلیٰ زندگی' انکی اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے اللہ ان کا ساتھی بن جاتا ہے۔ دنیا میں بھی قبر میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور دیکھو ناں۔ ہماری بدبختی اللہ اکبر! اب اللہ ساتھی کس کا بنتا ہے۔ یہ خوب سمجھ لو

اللہ ساتھی کس کا بنتا ہے۔ جو ہر وقت اللہ کو سمجھتا ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہے۔ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ بازار میں جا رہے ہیں۔ سڑک پر جا رہے ہیں۔ گھر بیٹھے ہیں۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے مقدمات آپ کے سامنے پیش ہو رہے ہیں۔ معاملات آپ کے سامنے آ رہے ہیں۔ آپ ہر وقت یہ سمجھ رہے ہیں کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اندر ہی اندر دل ہی دل میں آپ خدا سے Dictation لیتے جاتے ہیں۔ کہ خدایا تو کیا حکم کرتا ہے اس کے مطابق کام کرتے جاتے ہیں۔ پھر اللہ بالکل اس کے ساتھ ہے۔ اور اس کے لئے دیکھو! چاند' رات کو ایک ہی جگہ ہوتا ہے نا؟۔۔۔ اوپر۔۔۔ لیکن آپ دیکھیں یہاں بہاول پور میں پھر رہے ہوں تو چاند تمہارے ساتھ ہے۔ آپ لاہور چلے جائیں تو وہاں بھی آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کراچی چلے جائیں تو وہاں بھی آپ کے ساتھ ہے۔ چاند ایک ہی جگہ ہے۔ آپ نے کتنی جگہیں بدلیں۔ لیکن چاند آپ کے ساتھ ہی ساتھ ہے۔ اس لئے شاید آپ نے کبھی غور نہیں کیا۔ مائیں بچوں کو کھلاتی ہوئیں "چندا ماموں" کہتی ہیں۔ یعنی مائیں جو ہیں لڑکیاں اپنے بچوں کو کھلاتی ہوئی چندا ماموں یعنی چاند کو ماموں کیوں کہتی ہیں۔ اس لئے بہو جب نئی نئی اپنے سسرال آتی ہے۔ کوئی اس کی جان پہچان نہیں ہوتی۔ سب اس کے لئے نئے ہوتے ہیں۔ چاند پرانا دوست ہے۔ چاند اس کے گھر میں بھی ہوتا ہے۔ وہ وہاں بھی اس کو دیکھتی تھی اور یہاں بھی اس کو ایک پہچاننے والا ہے۔ وہ جو چاند ہے۔ اس لئے اس کو بھائی ماموں' چندا ماموں چندا ماموں۔ کیونکہ میری امی کا پہلا پہچاننے والا یہی ہے۔ یہ وہاں بھی اس کے گھر میں آتا تھا۔ اور یہاں بھی اس کے گھر میں نظر آتا ہے۔ یعنی یہ ایک مثال ہے ورنہ حقیقت میں اللہ کا معاملہ۔

اس سے بھی کہیں اونچا ہے۔ بہت اونچا معاملہ۔ لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ جب وہ اللہ کے پاس جائیں گے تو ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے۔ سلامتی کا گھر کوئی خوف و خطر نہیں۔ اب دنیا میں گھروں کو دیکھ لو بڑے پرانے پرانے گھر کراچی میں ایک دوست کے ہاں گیا۔ اپنا عزیز بھی تھا وہ کہتا تھا۔ ہم سالوں سے رہتے ہیں۔ اور حیران ہیں۔ پتہ نہیں کہاں سے ایک سانپ آ گیا۔ اتنا بڑا سانپ' چھ انچ کے قریب لیکن وہ سانپ ہم نے عجیب دیکھا۔ کہ وہ

چکر میں اس طرح پھنکارے اس طرح سے پھنکارے جیسے اس میں سے شعلے اور آگ نکلتی ہے۔ ہم نے اس پر ایک تنکا سا پھینکا اس کو آگ لگ گئی۔ اتنا زہریلا سانپ اب آپ اندازہ کر لیں شہر والوں کو خیال ہوتا ہے کہ یہاں سانپ کیسے آجائے گا۔ سانپ تو باہر کے گھروں میں جو کھیتوں میں ہوتے ہیں یا ارد گرد ہوتے ہیں وہاں آنے جانے کا۔ وہ بہت سلسلہ ہوتا ہے۔ یہ دنیا سلامتی کی جگہ ہے ہی نہیں۔ اور کچھ بھی نہیں آپ نے چپس لگا رکھے ہیں۔ بہترین فرش بنا رکھا ہے۔ آپ گھر کے مالک ہیں چپس آپ نے لگایا۔ اس پر ہی آپ کا پاؤں پھسل گیا۔ ہڈی ٹوٹ گئی' چارپائی پر پڑے ہیں۔ زندگی ساری برباد ہوگی۔ یہ دنیا سلامتی کی جگہ ہے ہی نہیں اور کچھ نہیں۔ اولاد ہو گئی' لڑکا بڑا باغی ہو گیا۔ کالے باغ کا جو گورنر تھا دیکھ لو اس کو اس کے بیٹے نے ہی قتل کر دیا۔ اب دشمن سے تو خطرہ محسوس کرے تو کرے لیکن بیٹا جس کو پالتا ہے' اس سے کیا خطرہ ہے ؟ دنیا ایسی جگہ ہے کہ بیٹا باپ کا قاتل بن جاتا ہے۔ بیوی جو عرصے سے آپ کے ساتھ رہتی ہے۔ پتہ نہیں کب بگاڑ ہو جائے۔ اور آپ کو زہر دے کر چلتا کرے۔ یہ دنیا کوئی سکون کی جگہ ہے یہ دنیا سلامتی کی جگہ نہیں ہے۔ کوئی بادشاہ ہو' کوئی امیر ہو' کوئی غریب ہو' یہ دنیا سلامتی کی جگہ نہیں ہے۔ فرمایا لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ سلامتی کی جگہ میرے پاس ہے۔ جب تم میرے پاس آؤ گے اور وہ کس کو ملے گی۔ جس کو دنیا میں اسلام مل گیا۔ اسکو سلامتی کی جگہ دنیا میں مل جائے گی۔ وَ هُوَ وَلِيُّهُمْ اور اللہ ان کا مستقل دوست ہے' آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ اللہ مسلمان کا مستقل پکا' کبھی دور نہ جانے والا اور کبھی کمزور نہ پڑنے والا دوست ہے۔ حدیث میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک فوج بھیجی۔ سفر بڑی مشقت کا تھا' بڑی تکلیفیں اٹھا کر وہ بیچارے خالی' ناکام اور نامراد سے واپس آئے۔ بڑے پریشان آپ نے ان کی تھکاوٹ دیکھ کر فرمایا' چہرے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کو تکلیف تو بہت ہوئی۔ فائدہ تو کچھ نہ ہوا۔ یا رسول اللہ بس ایسے ہی ہے۔ اب اللہ کے رسول دعا کرنے لگے۔ یہی جو ہم اکثر جمعے میں دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ اللہ مجھ کو میری جان کے سپرد نہ کر۔ میں اپنا دفاع خود نہیں کر سکتا۔ اللہ ان مسلمانوں کو میرے

سپرد نہ کر۔ میں خود محتاج ہوں۔ میں ان کا دفاع خود نہیں کر سکتا۔ اللہ ان مسلمانوں کو میرے سپرد نہ کر۔ میں ان کا دفاع کیسے کر سکتا ہوں۔ یعنی اللہ کے رسول اب دعائیں کر رہے ہیں۔ یعنی مقصود اسکا کیا ہے؟ بندہ اگر اپنے پر بھروسہ کرے خود کمزور ہے۔ کسی پر بھروسہ کرے۔ وہ کیا ہے؟ خود کمزور ہے۔ کسی پر بھروسہ کرے وہ کیا ہے؟ وہ بھی کمزور ہے۔

اَللّٰهُمَّ لاَ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ (رواه ابن السنى فى عمل اليوم والليلة والبيهقى فى الكبرى سلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانى رقم الحديث 237) اللہ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی میرے سپرد نہ کر۔ اللہ ان کو میرے سپرد نہ کر۔ میں بچالوں گا ان کو۔ میں ان کو کیا بچا سکتا ہوں میں خود محتاج ہوں۔ میں خود عاجز ہوں۔ اللہ ان کو کسی اور کے سپرد نہ کرنا۔ کہ طاقت کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اللہ ان کا ذمہ دار' ان کا محافظ تو ہی بن۔ اب جب تو محافظ بن جائے گا پھر خطرے والی بات ہی نہیں۔ تو اللہ کا ساتھ دینا' اللہ کا ولی ہونا' یہ ایسی پیاری چیز ہے۔ دیکھ لو یوسف علیہ السلام کو اللہ نے سب کچھ دیا۔ کس قدر اللہ نے عزت دی۔ اللہ نے پھر بادشاہت بھی دی۔ جب عین set ہو گئے وقت قریب آ گیا' بڑھاپا آ گیا تو اس کے بعد کہنے لگے۔ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ یااللہ! بادشاہت تو نے دی۔ اللہ علم تو نے دیا۔ جس کی وجہ سے چاروں طرف میری شہرت ہے۔ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اللہ! تو میرا ساتھی ہے۔ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ [12:الیوسف:101] اور موت کا وقت قریب آ رہا ہے۔ یہاں بھی میرا ساتھ دینا۔ ورنہ موت اللہ اکبر! موت اس قدر مشکل ہے' اس قدر مشکل ہے' اس قدر مشکل ہے۔ یوں سمجھ لو کہ جیسے ایک جگہ پر تلوار ماری' دوسری بھی وہیں ماری' تیسری بھی وہیں ماری' چوتھی بھی وہیں ماری' سینکڑوں مرتبہ ایک ہی جگہ تلوار مارنا جس طرح سے تکلیف اس حالت میں ہوتی ہے۔ موت کی تکلیف بالکل اسی طرح سے ہوتی ہے اور اگر اللہ

مہربان ہو جائے جو موت کو آسان کر دے اور پتہ بھی نہ لگنے دے۔ بڑے آرام سے خدا جان نکال دے۔ بڑی سہولت کے ساتھ آسانی کے ساتھ خدا جان نکال دے۔ اور پھر اس کے بعد اللہ اکبر! جیسے اس کی داڑھ نکالنی ہو تو تسلی بھی دیتے ہیں اور ساتھ ساتھ ٹیکہ بھی لگا دیتے ہیں تاکہ جگہ سُن ہو جائے' اور تکلیف بھی نہ ہو۔ وہ آرام سے نکال کر کہتا ہے کہ بھئی! کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ اور پھر خاص طور پر جب بندہ اللہ کی راہ میں جان دیتا ہے۔ دیکھنے والا تو کہتا ہے کہ دیکھو جی! تلوار لگی' اس کا سر چیر دیا۔ دیکھو جی! تلوار لگی کاٹ دیا۔ بالکل اسی طرح سے یہ تکلیف ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں جان دیتا ہے ایسے تکلیف ہوتی ہے جیسے چیونٹی نے کاٹ لیا۔ اب یہ چیونٹی کا کاٹنا' کیڑے کا کاٹنا کتنا خطرناک ہو سکتا ہے؟ اور یہ معمولی سی بات ہے۔ آدمی اس کو بڑی آسانی سے برداشت کر لیتا ہے۔ یعنی اگر آدمی اللہ کی راہ میں جان دے تو اللہ تعالیٰ ایسا ساتھی بن جاتا ہے تو اس کو محسوس ہی نہیں ہونے دیتا۔ اور فٹافٹ جان نکل جاتی ہے اور بڑی سہولت کے ساتھ جان نکل جاتی ہے۔ اور پھر قبر کا معاملہ جہاں کوئی دوسرا پہنچ نہیں سکتا۔ جتنا کوئی مرضی زور لگالے' نہ وہاں بیوی کوئی تسلی دے سکتی ہے' نہ وہاں بھائی کام آسکتا ہے۔ نہ باپ ساتھ دے سکتا ہے۔ کوئی دوست وہاں نہیں پہنچ سکتا۔ کوئی ذریعہ تسلی کا' دلجوئی کا ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہاں میں ساتھی ہوتا ہوں۔ اسے تکلیفیں نہیں ہونے دیتا۔ اسے گھبراہٹیں نہیں ہونے دیتا۔ کہ جیسے یہ اکیلا آیا ہے۔ اب یہ کیا سمجھتا ہے؟ اس نے دنیا میں مجھے ساتھ لیا۔ اس نے یہ دعا کی أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ [12 یوسف: 101] اور یہ دعا بڑی پیاری ہے اصل میں جب بندہ اللہ سے دوستی لگا لیتا ہے۔ اپنا اپنا ڈھب ہوتا ہے۔ جس نے یہ لذت محسوس کر لی کہ میرا اللہ سے تعلق ہے تو پھر دعائیں خود بخود نکلتی ہیں۔ دعائیں خود بخود سوجھتی ہیں۔ آدمی لفظ ایسے نکالتا جاتا ہے' پیار اور محبت میں۔ دیکھ لیں کسی سے محبت ہو جائے۔ خط دیکھئے' آپ خط لکھتے ہیں تو کیسا؟ محبت سے بھرا ہوا خط جائے گا۔ محبت نہ ہو ویسے خط لکھیں' ملمع سازی' سیاسی طور پر دھوکہ دینے کیلئے تو وہ مٹھاس کبھی پیدا نہیں ہوتی۔ جب بندہ اللہ سے مل جاتا ہے۔ اس

سے دوستی ہو جاتی ہے تو پھر انسان ایسے پیار پیار کے لفظ کہتا ہے' ایسی چیزیں اس کی زبان سے نکلتی ہیں اور پھر خدا تو اتنا مہربان ہے' اتنا مہربان ہے آپ اندازہ کریں' اللہ کے رسول نے سمجھانے کیلئے کہا کہ بندے اگر تو میری طرف ایک بالشت آئے گا تو میں تیری طرف ایک ہاتھ آؤں گا اور اگر تو میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو میں تیری طرف ایک گز آؤں گا۔ اگر تو میری طرف پیدل چل کر آئے گا تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔ اگر تو میری طرف آئے اور گناہ کے گٹھر تیرے سر پر ہو' بہت گناہ ساتھ لے کر آئے شرماتا ہوا کہ یا اللہ! میں نے اتنے منہ کالے کئے ہیں۔ اللہ میں نے اتنے گناہ کئے ہیں فرمایا میں اس سے کہیں زیادہ رحمت لے کر ملوں گا۔ آجا میں تجھے معاف کرتا ہوں لیکن بات ساری یہ ہے کہ اللہ سے انسان کا دل مل جائے اور میں تو یہی سوچا کرتا ہوں جس آدمی کی اللہ سے لگ جائے اللہ سے دوستی ہو جائے تو وہ شرک کیسے کر سکتا ہے۔

اور شرک کے معانی کیا ہیں؟ وہ لمبی داڑھی والا ہے' اس کے پاس چلے جاؤ' پتہ نہیں اس کے ہاتھوں میں کیا ہے؟ وہ پتہ نہیں کیا کرنے والا ہے؟ کبھی اس کے مزار پر چلے گئے' کبھی اس کے مزار پر چلے گئے۔ کبھی اس کے پاؤں کو ہاتھ لگا رہے ہیں' کبھی اس کے پاؤں کو ہاتھ لگا رہے ہیں۔ اور جس کی اللہ سے بن جاتی ہے۔ پھر وہ سمجھتا ہے کہ سب ہیچ ہیں۔ کسی کے پاس طاقت ہے ہی نہیں۔ سارے کے سارے عاجز' محتاج' دیکھ لو اللہ کے رسولؐ آخر جانچنے کیلئے معیار۔ حضور سے بڑھ کر کوئی طاقت والا نہیں ہو سکتا۔ جس کو اللہ کا قرب حاصل ہو۔ لیکن دیکھ لو اللہ کے رسول ﷺ کو' جب جان نکل رہی ہے اللہ سے دعا کر رہے ہیں اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرٰتِ الْمَوْتِ اللہ! اب میری جان نکل رہی ہے' میری مدد کر! اندازہ کریں اللہ کے رسولؐ بار بار دعا فرما رہے ہیں اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرٰتِ الْمَوْتِ اللہ یہ جو موت کے حملے ہیں' موت کی بے ہوشیاں' موت کی سختیاں ہیں اللہ اس میں میری مدد فرما تاکہ میری جان جو ہے وہ آسانی سے نکل سکے۔ سو بات ساری یہ ہوئی میرے بھائیو!! اپنے اسلام کو Over Hall کرو۔ یہ اسلام جو ہمیں پیدائشی طور پر مل گیا

ہے۔ یہ اسلام جو ہمیں ورثے میں مل گیا ہے کہ میرا باپ مسلمان تھا' میں مسلمان ہوں' ہم خاندانی مسلمان چلے آرہے ہیں۔ یہ اسلام کسی قسم کا نہیں۔ اب دنیا آپ کو مسلمان نظر آتی ہے۔ لیکن یقین جانیں جیسے میں نے آپ کو دو تین جمعے گزرے وہ حدیث سنائی تھی۔ فرمایا یَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ اصلی اسلام والے چلے جائیں گے اور پیچھے کیا رہ جائے گا۔ گھاس پھوس' کوڑا کرکٹ' بالکل ٹکے لوگ رہ جائیں گے۔ وہ دعائیں بھی کریں لاَ یُبَالَ اللّٰهُ بَالَةً اللہ ان کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرے گا۔ ان کو دعا کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ یہ مرتے ہیں' ان کو مرنے دو' یہ ذلیل ہوتے ہیں ان کو ذلیل ہونے دو۔ اب آپ دیکھتے نہیں' کتنی دعائیں ہوتی ہیں۔ کتنے بڑے بڑے اجتماع ہوتے ہیں' رائیونڈ کا اجتماع دیکھ لو' دس لاکھ کا اجتماع ہے۔ سپیشل گاڑیاں (Special Trains) چلتی ہیں۔ پھر دعائیں ہوتی ہیں۔ رو' رو کر دعائیں کرتے ہیں لیکن ایک رتی کا بھی اثر نہیں۔ کیونکہ سب بدعتی' سب بدعتی۔۔۔
حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے قریب جا کر لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی جیسے کسی باؤلے کتے نے' اس کو کاٹ دیا ہو۔ اور اس کے بالوں میں' اس کی ہڈیوں میں' اس کی کھال میں' اس کے گوشت میں سے کوئی چیز بھی نہ بچی ہو جس میں اس کا زہر نہ پہنچا ہو۔ اس طرح سے زہر سرایت کر جاتی ہے۔ فرمایا قیامت کے قریب مسلمانوں کا یہ حال ہو گا۔ کہ بدعت ان کے اندر رچی ہوئی ہو گی۔ بدعت ان کے اندر رچی ہوئی ہو گی۔ (رواہ احمد وابوداؤد' عن معاویہؓ مشکوۃ کتاب الایمان باب اعتصام بالکتاب والسنة) خدا بدعتی کا کوئی عمل قبول کرتا ہی نہیں' دیکھتا ہی نہیں۔ کیا دعا' کیا نماز' کیا وظیفے کیا چلے' جتنے مرضی بستر ے اٹھا کر پھرتے رہو۔ خدا کیا کہتا ہے: وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ ۵ حُنَفَآءَ وَ یُقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوةَ ذٰلِكَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَةِ [98:البینة:5] میرا حکم تو یہ ہے کہ لوگوں کو

حکم دیا گیا کہ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کہ پہلے دین کو خالص کریں۔ پھر عبادت کریں۔ پھر نمازیں پڑھیں' پھر زکوٰتیں دیں ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ دین قیم تو یہ ہے۔ کہ تیرا مذہب تو ٹھیک ہو۔' تیرا عقیدہ تو ٹھیک ہو۔ اب تو حضرت صاحب' حضرت کے پیچھے فلاں حضرت صاحب فلاں حضرت صاحب۔ کوئی حنفی بن گیا' کوئی وہابی بن گیا۔ کوئی دیوبندی بن گیا' کوئی بریلوی بن گیا' کوئی چشتی بن گیا' کوئی سہروردی بن گیا۔' کوئی قادری بن گیا۔ پھر کسی نے یوں عبادت کی' کسی نے یوں عبادت کی۔ نبیؐ کی پرواہ ہی نہیں کی کہ نبی کا طریقہ کیا ہے۔ اب تبلیغی جماعت کو ہی دیکھ لیں۔ ہمارے لئے بڑا تصور زیادہ تبلیغی جماعت ہی کا ہے۔ اور میں تو سچی بات ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے سوچنے سمجھنے کی' پڑتال کرنے کی بہت توفیق دی ہے اور بڑی عادت ہے ہر بات کو چیک کرنا۔ میں نے تبلیغی جماعت والوں کو دیکھا' انکے فضائل اعمال کی کتابیں دیکھیں' ان کے وظیفوں کی کتابیں دیکھیں۔ حدیث' حدیث ۔۔۔ حدیث میں یوں آتا ہے۔ یعنی فضائل اعمال اور وظیفے وغیرہ اور جب آ گئے مسئلے مسائل کہ نمازیں کیسے پڑھیں ۔۔ نہ ۔۔ نہ ۔۔۔ حنفی کا حنفی۔ حدیث کا نام نہیں۔ بالکل !!! آپ حدیث کا درس دیں اور نماز کی حدیثیں سنائیں "تبلیغیا ایسے کہے سُنا ۔۔۔ کوئی چیز ڈس گئی ہو۔ سُن' اور جب یہ کہیں الحمدللہ کی اتنی فضیلت ۔۔۔ سبحان اللہ ۔۔۔! سبحان اللہ ۔۔۔ پھر سینہ کھلتا چلا جاتا ہے۔ جو اصل پریکٹیکل ہے' جو اصلی چیز ہے کہ نماز کیسی ہو' اسے جی! نماز تو حنفی ہونی چاہیے ۔۔۔ خدا کہتا ہے کہ لعنت! تیرے سارے دین پر۔ تیرا کیا دین ہے؟ یعنی میں نے نبی بھیجا' سوچیں ناں ۔۔۔ کبھی آپ دیکھیں مولانا اشرف علی تھانوی کی کوئی کتاب ۔۔۔ مولانا اشرف علی تھانوی جو ہیں بڑے مشہور عالم گزرے ہیں مسلکاً حنفی ہیں۔ اور مشرباً چشتی۔ مسئلے مسائل میں حنفی فقہ کے پابند ہیں اور وظیفوں میں' تصوف میں چشتی ۔۔۔ چشتی سلسلہ جو ہے اب اس کے معانی کیا ہوں گے کہ دین ایک سے پورا نہیں ملتا۔ وہ سلسلہ وہ ہے اور علم کلام میں ماتریدی امام ابو منصور ماتریدی کے پیروکار ہیں۔ انکی تقلید کرتے کرتے ہیں۔ مسئلے مسائل میں امام ابو حنیفہ کی تقلید۔ عقائد میں امام ابو منصور ماتریدی کی تقلید

اور تصوف میں ذکر میں چلے کرنے میں۔ اور طریقت میں چشتیا' سہروردیا' نقشبندیا' قادریا' یہ سلسلے اور اللہ کے رسول۔ اللہ کے رسول کہتے ہیں۔ جو لینا ہے مجھ سے لو۔ مجھ سے اس کی ڈوپلیکیشن کیسی؟ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ [62:الجمعة:2] یہ قرآن مسئلے بھی بتاتا ہے۔ یہ قرآن تزکیہ نفس بھی کرتا ہے۔ یہ قرآن اور حدیث بھی تم کو مسئلے بتائیں گے۔ یہ قرآن اور حدیث یہی تم کو طریقت بتائیں گے۔ یہی تمہیں شریعت بتائیں گے۔ اب اندازہ کرلیں یعنی بڑے بڑے عالم۔ بڑے بڑے عالم ان کو دیکھ لو۔ کس طرح سے بدعات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور پھر خواہ وہ گدی کتنی بڑی ہو پگڑ کتنا بڑا ہو۔ سب بے کار ہیں۔ لوگوں کیلئے تو وہ سورج ہیں۔ لوگوں کیلئے تو وہ ستارے ہیں۔ لوگوں کیلئے تو وہ بہت اونچی اونچی ذاتیں ہیں۔ لیکن اللہ کے نزدیک ہیچ ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہیں۔ خدا ان کی کسی بات کو قبول نہیں کرتا۔ اب آپ اندازہ کیجئے میں نے پہلے بھی شاید آپ کو بتایا ہو۔ میں ریڈیو سٹیشن کے قریب سے گزر رہا تھا' وہاں پر ہمارے ایک عزیز کی کنٹین تھی۔ اس کے پاس اکثر آنا جانا ہوتا وہاں ان کے کوئی پیرو مرشد انڈیا کے رائے پور کے وہ آیا کرتے تھے' بہت تبلیغیے ادھر کو جایا کریں تو میں بھی پیدل جا رہا تھا اور ان کی بھی اچھی خاصی جماعت جا رہی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا ادھر آپ لوگ کدھر جا رہے ہیں کہ حضرت رائے پوری تشریف لائے ہوئے ہیں۔ وہ فلاں سلسلے کے بہت اونچے ہیں۔ یہ ہیں۔ وہ ہیں۔ انہوں نے قادری بتایا یا نقشبندی بتایا۔ تو ہم میں وہ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ہم ان کے دیدار کیلئے جا رہے ہیں۔ میں نے کہا وہ قادری ہیں۔ جی ہاں! وہ قادری ہیں۔ میں نے کہا اللہ کے رسول قادری تھے؟۔۔۔ ہیں ہیں۔۔۔ یہ تو نے کیا کہہ دیا۔ میں نے آخر ان کی جو۔ آپ عزت کرتے ہیں صرف قادری ہونے کی وجہ سے۔ تو کیا اللہ کے رسول ﷺ قادری تھے۔ اللہ کے رسولؐ بھی کچھ تھے کہ نہیں تھے۔ وہاں تو یہ باتیں نہیں۔ میں نے کہا اگر یہ وہاں نہیں تو پھر یہ بھی دین نہیں۔ یہ سب فراڈ ہے۔ دیکھو ناں سادہ سا ٹوٹکا۔ میرے بھائیو! دین لینا ہے تو معیار کونسا ہے؟ صرف محمد اور آج مسلمان کیوں مر رہا ہے۔ کیا اس وجہ سے کہ

مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہے۔

نمائندہ حکومت۔۔۔۔ تو پھر امریکہ خوش ہے۔ انڈیا بھی یہی کہتا ہے کہ تمہارے ملک میں جمہوریت ہونی چاہیے۔ روس بھی یہی چاہتا ہے کہ تمہارے ملک میں جمہوریت ہونی چاہیے۔ کیوں ؟ ان کو پتہ ہے اگر یہ جمہوریئے ہوں گے۔ ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ یہ ہمارے بھائی ہی ہیں۔ کفر کیا کہتا ہے ؟ کہ اگر مسلمان جمہوریے ہوں گے تو ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ یہ ہمارے بھائی کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اگر یہ خالص مسلمان بن گئے' صحابہ جیسے تو پھر ان سے خیر نہیں۔ اور میرے بھائیو ! اب قیامت کا قرب ہے۔ آپ حدیثیں پڑھا کریں۔ حدیث میں آتا ہے جب مسلمان بہت کمزور ہوں گے اور عیسائیوں سے جنگیں شروع ہو جائیں گی۔ یہ قسطنطنیہ آج ترکوں کے قبضے میں ہے۔ لیکن عنقریب یہ ترکوں کے قبضے سے نکل کر عیسائیوں کے قبضے میں آجائے گا۔ فرمایا قیامت کی بڑی نشانیوں میں اہم نشانی ہے کہ مسلمان پھر قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ (مشکوۃ کتاب الفتن باب الملاحم)

قسطنطنیہ پہلے رومیون کے قبضے میں تھا۔ سب سے پہلے حضرت معاویہؓ نے کوششیں شروع کیں کہ قسطنطنیہ کو فتح کیا جائے۔ اور پہلی فوج جو قسطنطنیہ کو فتح کرنے کیلئے گئی وہ حضرت معاویہؓ نے بھیجی اور اپنے بیٹے حضرت یزیدؒ کی کمان میں فوج بھیجی۔ اس میں حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ' حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ اتنے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ یزید کی کمان میں تھے۔ اسی سفر میں حضرت ابوایوبؓ فوت ہوئے۔ یزید نے جنازہ پڑھایا۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی موجود رہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی موجود ہیں اور بڑے بڑے صحابہ عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ سارے موجود ہیں ۔ جنازہ یزید سے پڑھوایا اور آپ نے کیا فرمایا پیش گوئیوں میں اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ یہ بخاری شریف ہے۔ آج ایک آدمی آیا۔ اس کو میں نے وہ حوالہ دکھایا۔ غالبا 406 صفحے پر ہے۔ اَوَّلُ مَنْ غَزَا مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ سب سے پہلی فوج جو چڑھائی کرے

گی۔ قسطنطنیہ پر مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ (رواه البخاری کتاب الجهاد ما قیل فی قتال الروم)سب کی بخشش ہوگی اور یزید اس کا کمانڈر ہے۔ جس کو آج کل کا نقلی مسلمان شیعہ کے پراپیگنڈہ سے۔۔۔ ہائے یزید 'ہائے یزید۔۔۔ اور یزید پلید' یزید پلید تو قسطنطنیہ کو حضرت معاویہ کے زمانے سے لے کر فتح کی مسلمانوں نے کوششیں کیں۔ آپ جانتے ہیں۔ بنوامیہ کا دور اسی نوے سال کا وہ ختم ہو گیا۔ عربوں سے قسطنطنیہ فتح نہ ہوا۔ پھر بنو عباس کا دور آ گیا۔ بنو عباس اپنے کئی سو سالہ دور میں پوری کوشش کی۔ لیکن وہ قسطنطنیہ کو فتح نہ کر سکے۔ آخر محمد فاتح نے جو کہ ترک تھا۔ جب ترکوں کا دور آیا محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ مسلمانوں کے قبضے میں چلا آ رہا ہے لیکن عنقریب وہ وقت آ جائے گا کہ قسطنطنیہ دوبارہ عیسائیوں کے قبضے میں چلا جائے گا۔ کفر کے قبضے میں چلا جائے گا۔ اور آپ نے فرمایا قسطنطنیہ کی فتح جو ہے یہ قیامت کی نشانیوں میں سے بہت آخری نشانی ہے۔ مسلمان بڑے کمزور ہوں گے۔ عیسائیوں سے جنگیں ہوں گی۔ پہلے ایک تہائی مسلمانوں کی جماعت صاف ہو جائے گی۔ پھر دوسری تہائی مسلمانوں کی جماعت صاف ہو جائے گی' پھر تیسری۔ اس طرح سے کر کے مسلمانوں کا بڑا نقصان ہو گا۔ بہت نقصان ہو گا۔ فرمایا جو فوج قسطنطنیہ کو فتح کرے گی۔ اللہ ان کے ساتھ اس طرح سے ہو گا۔ ایسے خالص ایسے کندن مسلمان ہوں گے۔ جن میں بدعت کی آلائش بالکل نہیں ہو گی۔ خالص ان کا کردار صحابہ والا ہو گا۔ اور جب وہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے کیلئے جائیں گے۔ اس کے سامنے جا کر اللہ اکبر کہیں گے۔ قسطنطنیہ کا ایک حصہ جو ہے۔ سمندر میں گر جائے گا۔ یہ ابو داؤد کی حدیث ہے اور مشکوۃ شریف میں موجود ہے۔ ایک دفعہ اللہ اکبر! خدا جو ساتھ ہو گا۔ لوگ ایٹم بم چلائیں گے۔ مسلمان اللہ اکبر کہیں گے۔ اور شہر کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ جن فصیلوں کو مسلمان توڑ نہیں سکیں گے' پار نہیں کر سکیں گے۔ ان کے اللہ اکبر سے ان کے کنارے ان کی جو فصیلیں جو ہیں وہ اڑتی چلی جائیں گی۔ فرمایا پہلے ایک سائیڈ گر جائے گی۔ پھر اللہ اکبر کہیں گے۔ دوسری سائیڈ گر جائے گی اور مسلمان شہر میں داخل ہو جائیں گے (رواه ابو داؤد

مشکوۃ کتاب الفتن باب الملاحم) یہ اللہ کی تائید ہوگی۔ اور آپ دیکھتے ہیں۔ آج جو مسلمان ذلیل ہو رہا ہے۔ فلپائن کو دیکھ لیں۔ سعودیہ کو دیکھ لیں۔ فلاں کو دیکھ لیں۔ فلاں کو دیکھ لیں مار یں کیوں کھا رہے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اور جب اللہ مسلمان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ جب مسلمان کے ساتھ ہوتا ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ مسلمان دلیر بہت ہوتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے واقعات آپ ہمیشہ سنتے ہی ہیں۔ اب حد نہیں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے ٹکر لیتے ہیں۔ پوری حکومت سے ٹکر لیتے ہیں۔ پوری قوم سے ٹکر لیتے ہیں اور کتنی بڑی جرأت ہم تو کسی مزار پر جا کر اس مزار کو توڑ دینا تو درکنار ہم اس مزار پر جا کر ہاتھ نہیں لگا سکتے اسی وقت لوگ چھرا ماریں گے۔ اور صاف کر دیں گے۔ لیکن دیکھ لو حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری قوم اپنے اس بت خانے میں مٹھائیاں وغیرہ یہ وہ رکھ کر چلے گئے۔ یا باہر سیر و تفریح کرنے کیلئے کہ جب آئیں گے۔ یہ تبرکات پھر کھائیں گے۔ لیکن ابراہیم علیہ السلام کی جرأت دیکھ لو ان کے عبادت خانے میں گھس کر۔ ان کے سب بتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ اور بڑے کے کندھے پر کلہاڑا رکھ دیا۔ اب یہ کس قدر دلیری ہے۔ ایک چھوکرا ایک نوجوان پوری قوم سے کس طرح ٹکر لے رہا ہے ؟ اور کوئی ڈر نہیں ہے۔ اچھا یہ کیفیت کب پیدا ہوتی ہے ؟ جب آدمی یہ دیکھ لیتا ہے کہ خدا میرے ساتھ ہے۔ اور پھر یہ بھی روایات میں آپ نے سنا ہے اسی دن مولوی صاحب نے بھی بیان کیا تھا کہ انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ یہ تو قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے آگ جلائی بہت بڑی یہ مشرک تو تھے ہی۔ اور خاص طور پر ایسی قوم شرک میں اور بدعت میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے۔ عورتیں نے سکھیں سوکھی' منتیں مانی کہ اگر میرا بیٹا تندرست ہو جائے' میں ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کیلئے اتنے پیسے دوں گی۔ اتنی لکڑیاں دوں گی۔ لوگوں نے اس طرح سے نذرانے تیار کر کے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے کا سامان مہیا کر لیا۔ چنانچہ دیکھ لو آگ اس قدر ہے کہ وہ پھینک نہیں سکتے۔ اس کے قریب نہیں جا سکتے۔ ابراہیمؑ کو اس میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ رسی اور لکڑی کے ذریعے پھینک دیا۔ اور اس کو آگ میں ڈال دیا۔

دیکھ لو ابراہیمؑ اصل میں بات ساری ہے کہ جب دل میں یقین جو ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہے اور پھر روایات میں آتا ہے کہ جیسے وہ فرشتے آئے۔ اے ابراہیم علیہ السلام اگر تو کہے تو یہ کر دیں۔ اس ساری آگ کو اٹھا لیں' اس پر پانی برسا دیں۔ اس پر اندھیری چھوڑ دیں۔ اس کو دوڑائیں۔ نہ نہ ـــ حَاجَتِیْ اِلَیْکُمْ مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جس کے ساتھ کنکشن ہے وہ دیکھ رہا ہے وہ خود ہی کرے گا۔ چنانچہ اللہ نے پھر یہ نہیں فرشتوں سے کہا۔ سو یہ قرآن ہے۔ اللہ نے ڈائریکٹ آگ سے کہا۔ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا [21:الانبیاء:69] اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ تجھے پتہ نہیں کہ ابراہیمؑ تیرے اندر آرہا ہے۔ اب دیکھو ناں یہ سورج کوئی افسانہ تو نہیں ہے۔ یہ کوئی ناول تو نہیں ہے' یہ تو قرآن ہے۔ یہ سب کیوں ہے ؟ یہ سمجھانے کیلئے ہیں کہ جب انسان کا مشن صحیح ہوتا ہے اور عزم صمیم ہوتا ہے۔ تو پھر اللہ ضرور ساتھ دیتا ہے۔ سو میں نے یہی عرض کیا تھا مسلمانوں دوبارہ سن لو۔ آپ جمع ہی کچھ اب ہوئے ہیں۔ کہ ہم مسلمان ہیں لیکن اسلام کی برکتوں سے محروم ہیں۔ کہیئے ! آپ کو اس سے اتفاق ہے یا نہیں۔ اچھا جب محروم ہیں تو نتیجہ کیوں نکلا ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا اسلام ٹھیک نہیں۔ آپ یہی سمجھ لیں کہ جو نمازی ہیں وہ مسلمان ہیں۔ بے نمازوں کو نکال دیں یا جو اور قسم کے ہیں۔ رسمی مسلمانوں کو نکال دیں صرف ان کو شمار کریں جو مسجدوں میں جمعے پڑھتے ہیں' عیدین پڑھتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں' آپ ان کو شمار کر لیں۔ کیا وہ تھوڑے مسلمان ہیں ؟ لیکن جو عرض کر رہا ہوں وہی ہی ہے جو مسجدوں میں نمازیں روزے رکھتے ہیں۔ ان کا اسلام ٹھیک نہیں ہے۔ اللہ کو ان کا اسلام پسند نہیں اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس انداز سے قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اللہ وعدہ کرتا ہے۔ ان سے تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں گے۔ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ [24:النور:55] اور نیک عمل کریں گے۔ وہ جو معیاری ہو اور عمل صحیح کونسا ہوتا ہے۔ دیکھ لو سوچیں کبھی تو اپنے دل سے پوچھ لو سوچیں کبھی تو اپنے دل

سے پوچھ لیا کریں عمل صحیح وہ ہوتا ہے جو محمدی طریقے کا ہو' جو حنفی طریقے کا ہو وہ کبھی صحیح نہیں ہوتا۔ دیکھو ناں اللہ نے استاد کس کو بنا کر بھیجا ہے۔ محمد ﷺ کو کورس پڑھانے والا۔ Teaching کرنے والا محمد ہے اور ہم کیا ہیں۔ ہم حنفی ہیں۔ ہو گیا تضاد' الٹ کام ہو گیا۔ وہ شافعی ہے' پاکستان میں' انڈیا میں سب حنفی ہیں' انڈونیشیا میں سب شافعی ہیں۔ سعودیہ میں قریب قریب اکثر حنبلی ہیں' افریقہ وغیرہ میں ان ملکوں میں اکثر مالکی ہیں۔ اور اسلام کیا ہے؟ اسلام محمدی ہے۔ ارے میرے بھائیو! یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اور میں روزانہ ہمیشہ بار بار آپ سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ عقل کو استعمال کریں' عقل کو استعمال کریں۔ دیکھو نا مسلمان آپ کے کہنے سے میں مان لیتا ہوں کہ سارے ہی ہیں۔ لیکن پھر مجھے یہ بتائیں کہ اسلام کے فوائد ہمیں کیوں حاصل نہیں۔ اگر ہم سارے ہی مسلمان ہیں۔ حنفی بھی' شافعی بھی' مالکی بھی' حنبلی بھی' وہابی بھی۔ یہ بھی وہ سارے کے سارے ہم مسلمان ہیں تو اسلام کے فوائد ہمیں کیوں نہیں ملتے۔ آخر یہ مسئلہ تو پھر آپ حل کریں۔ جب یہ کہتے ہیں کہ نہیں' یہ مسلمان نہیں ہیں۔ یہ سب نقلے ہیں۔ انکا اسلام جو ہے وہ بے کار ہے۔ دیکھو! دیکھو! یہ بڑے سخت ہیں۔ جی! یہ تو فتوے ہی لگاتے رہتے ہیں۔ چلو! میں فتویٰ نہیں لگاتا' میں اپنا فتویٰ واپس لیتا ہوں۔ میں آپ کے کہنے سے یہ مان لیتا ہوں کہ سارے یہ مسلمان ہیں۔ لیکن پھر آپ اس کا جواب تو دیں۔ اگر آپ سارے ہی مسلمان ہیں۔ تو اسلام کے وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اور اللہ نے جہاں بات کی ہے۔ اس Text کو دیکھیں۔ وہاں کیا ہے۔ وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ جو تم میں سے ایمان لائیں گے۔ ایمان کیسا؟ جیسا محمدؐ نے بتایا ہے۔ وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ اور نیک کام کریں گے۔ اور کام کیا دیکھیں جو محمدؐ نے بتایا تو میرا کیا وعدہ ہے۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ تمہیں زمین حکومت دوں گا۔ پہلی بات یہ ہے۔ میرے بھائیو! یہ ناممکن ہے کہ دنیا مسلمان ہو۔ یہ نمازیں پڑھنے والی دنیا مسلمان ہو اور ان کے پاس حکومت نہ ہو۔ اللہ وعدہ کرتا ہے۔ کہ اگر تمہارا ایمان ٹھیک ہو' تمہارے اعمال ٹھیک ہوئے تو میں تمہیں حکومت دوں گا۔ اب کہو اللہ جھوٹا ہے یا ہم مسلمان

نہیں۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ پہلی بات۔۔۔دوسری بات کیا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ
لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ [24:النور:55] یہ سورۃ نور ہے۔ گھر جا کر
کبھی قرآن کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں۔ کون سمجھتا ہے قرآن۔ قرآن کو بگاڑنا' قرآن میں
تحریف کرنا' اپنا الو سیدھا کرنا آج کل کے سب مولویوں کا حال یہی ہے۔ اب دیکھ ناں امام
کے پیچھے الحمد شریف نہیں پڑھنی چاہیے۔ قرآن میں ہے اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا
لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا [7:الاعراف:204] جب قرآن پڑھا جائے سنو۔ اور چپ رہو۔
قرآن کہتا ہے کہ نہ پڑھو۔ اب عام آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ دیکھو جی! قرآن میں یہ آ گیا
ہے۔ اور پھر ہمارے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ جو اہلحدیث ہیں۔ یہ حدیث کو زیادہ مانتے
ہیں۔ اور قرآن کو کم مانتے ہیں اور ہم جو حنفی ہیں ہم قرآن کو زیادہ مانتے ہیں۔ حدیث کا درجہ
دوسرا دیتے ہیں۔ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا [6:انعام:112] کہ بعض باتیں بڑی
سنہری ہوتی ہیں' لیکن Old is Gold پرانی میں بڑی چمک ہوتی ہے۔۔۔ سراب۔۔۔
بالکل دھوکہ۔۔۔ عام لوگ اسی دھوکے میں ہیں۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ
اَنْصِتُوْا [7:الاعراف:204] حالانکہ قرآن کی اس آیت کا مطلب بالکل یہ نہیں۔
آیت کو سمجھنا۔ اب میرا یہ چشمہ ہے۔ اگر اس کا کلر جو ہے وہ کالا ہو تو بیشک دھوپ بھی ہو تو
مجھے ساری چیزیں سیاہی مائل نظر آئیں گیں۔ اگر میں نے کالا چشمہ لگایا ہے اور اگر میرا زرد
رنگ کا ہو گا مجھے سب چیزیں جو ہیں جو تھوڑی تھوڑی زردی مائل نظر آئیں گی۔ اور اگر ہرے
رنگ کا ہو تو چلو کچھ بھی نہیں۔ یہ سورج کی گرمی جو تیزی ہے۔ یہ کم نظر آئے گی۔ رنگ مختلف
نظر آئے گا۔ اب جب حنفی' حنفی عینک سے قرآن پڑھتا ہے' خوب سن لیجئے گا جب حنفی حنفی
عینک لگا کر قرآن پڑھتا ہے۔ تو اس کو حنفی قرآن نظر آتا ہے۔ اس کو قرآن کا مطلب وہ نظر
آتا ہے جو حنفی ہو۔ ! جو عینک لگا کر آپ دیکھیں گے' جس رنگ کی عینک ہو گی' اس رنگ کا زور
اثر ہو گا۔ اور اگر آپ اپنے ایمان کو درست کر کے کہیں کہ نہیں' ان کو اتار دو۔ یہ جو کلرڈ

عینکیں تم نے ہوا رکھی ہیں' ان کو اتار دو' بالکل پلین' صاف جو شیشے کا اصل رنگ ہے وہ لگا کر دیکھو پھر تمہیں کیا نظر آئے گا۔ پھر تمہیں محمدی قرآن نظر آئے گا۔ پھر تمہیں محمدی قرآن نظر آئے گا۔ جب نیت آدمی کی خراب ہوتی ہے تو پھر یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ اس کا مطلب یہ لو اس کا مطلب یہ لے لو۔ اس کا مطلب یہ لے لو۔ حالانکہ قرآن مجید میں ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لاَ تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرانِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ [41:فصلت:26] اب دیکھو یہ بھی قرآن ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کافر کہتے ہیں لاَ تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرانِ اس قرآن کو نہ سنو۔ وَالْغَوْا فِيْهِ اس میں شور مچاؤ۔ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تاکہ تم غالب رہو۔ دیکھو کہتے' نہ سنو۔ شور مچاؤ۔ کب؟ جب قرآن پڑھا جائے کون کہتے ہیں؟ کافر' کافر' نمازوں میں شریک ہوتے تھے۔ دیکھو ناں یہ قرآن کی تفسیر قرآن کر رہا ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کافر کہتے ہیں۔ لاَ تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرانِ یہ قرآن نہ سنو۔ وَالْغَوْا فِيْهِ شور مچاؤ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ تاکہ تمہاری جیت رہے۔ اور اللہ کیا کہتا ہے۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ سن لو گو! جب قرآن پڑھا جائے۔ فَاسْتَمِعُوْا سنو! وَ اَنْصِتُوْا اور چپ رہو۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تاکہ تم پر خدا کا رحم ہو جائے۔ اب قرآن پڑھنے کے معانی کیا ہیں؟ قرآن پڑھنے کے معانی یہ ہیں کہ جب حضور ﷺ وعظ کرتے تھے تو کافر کہتے تھے شور مچاؤ اللہ کہتا ہے سنو۔ کافر کہتے تھے اس طرح سے تم جیتو گے۔ اللہ کہتا ہے اگر تم سنو گے تو میں تم پر رحمتیں نازل کروں گا۔ یہ آیت کا مطلب ہے اور دیکھ لو کدھر فٹ کیا ۔ کیونکہ حنفی عینک تھی۔ اب سارے اہلحدیث قرآن کو نہیں مانتے۔ یہ حدیث کو مانتے ہیں اور ہم حنفی ہیں۔ اب بتایئے! اہلحدیث تو قرآن کو نہ مانے اور حنفی قرآن کو مانے۔ دیکھئے قرآن اوپر اور حدیث اس کے نیچے۔ اور اہلحدیث نے دونوں کے نیچے ہاتھ رکھ دیا ہے۔ اہلحدیث نے دونوں کے نیچے ہاتھ رکھ دیا ہے۔ کیونکہ قرآن اللہ کی حدیث ہے اور بخاری و مسلم' ابو داؤد یہ

نبی کی حدیث ہے اور اہلحدیث کہتے ہیں جو ان دونوں کے نیچے ہاتھ رکھ دے۔ دونوں کو قبول کر لے۔ دونوں کو سنبھال لے اور حنفی جو اس سے بھی نیچے اور شافعی اس کے برابر۔ مالکی اس کے برابر' حنبلی اس کے برابر یعنی تیسرے نمبر پر ہیں۔ قرآن سے اور ہم دوسرے نمبر پر۔ اب کوئی عقل سے بات کرے۔ کوئی سمجھ سے بات کرے تو پتہ لگے۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ جی اللہ کے رسول نے اس آیت کی یہ تفسیر کروائی ہے۔ خدا کی قسم! کبھی بھی کوئی حنفی مولوی یہ بات دکھا سکتا ہی نہیں۔ فلاں صحابی کہتا ہے کہ وہ روایت جھوٹی ہے۔ فلاں صحابی کہتا ہے کہ روایت جھوٹی ہے۔ حالانکہ صحابہ امام کے پیچھے قرآن پڑھتے تھے۔ سو قرآن کو سمجھنا کب صحیح ہو سکتا ہے۔ جب سب عینکیں اتر جائیں۔ پھر قرآن صحیح ہو سکتا ہے؟ جب سب عینکیں اتر جائیں پھر قرآن صحیح سمجھ میں آئے گا۔ اب دیکھو اللہ نے کیا کیا؟ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ جو خلافت میں قائم کروں گا۔ جس خلافت کو میرے پیارے قائم کریں گے۔ جس خلافت کو محمدی ایمان والے قائم کریں گے۔ تو پھر اس وقت کیا ہو گا۔ ان کا امتیاز کیا ہو گا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ اس دین کا غلبہ ہو گا جو اللہ کو پسند ہے اور یہ شرط ہے۔ کوئی مسلمان حکومت کبھی بھی غالب نہیں آسکتی۔ جب تک دین غالب نہ ہو۔ اب پاکستان کیوں مار کھا رہا ہے۔ اس لئے کہ اس میں دین مغلوب ہے اور جمہوریت چڑھی ہوئی ہے۔ دین مغلوب ہے اور کفر غالب ہے۔ لہذا پاکستان جو مرضی گھوڑے دوڑائے پاکستان کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ دیکھو ناں قرآن قرآن بھلا کبھی غلط ہو سکتا ہے۔ جہاں اللہ نے مسلمانوں کی حکومت کا ذکر کیا ہے۔ وہاں دین کا ذکر کیا ہے۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ جب اسلامی حکومت ہو گی تو دین کونسا غالب آئیگا۔ حنفی نہیں' شافعی نہیں' مالکی نہیں' حنبلی نہیں۔ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وہ دین جو اللہ کو پسند ہے۔ وہ دین جو اللہ کو پسند ہے۔ وہ دین جو اللہ کو پسند ہے' وہ دین غالب آئے گا۔ تو اب یوں سمجھ لیں اگر اسلامی حکومت بنانی ہے۔ تو پھر اسلامی دین کو غالب

کرو۔ محمدی دین کو غالب کرو۔ اور اب یہ شریعت بل۔۔۔ شریعت بل 'بعض تو کہتے ہیں کہ اسلام آئے۔ اور حنفی کیا کہتے ہیں۔ حنفی یہ نہیں کہتے کہ اسلام آئے۔ وہ کہتے ہیں فقہ حنفی آئے۔ اسلام وہ بھی نہیں۔ ہم پیپلز پارٹی کو گالیاں دیتے ہیں۔ ہم پیپلز پارٹی کو برا کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی والے اسلام کے دشمن ہیں۔ اور حقیقت میں وہی بات حنفی کہتا ہے۔ حنفی کیا کہتا ہے ؟ یہ نہیں کہتا کہ اسلام نہ آئے۔ وہ کہتا ہے فقہ حنفی آئے اور اللہ کہتا ہے اسلامی حکومت تب بنے گی۔ جب وہ دین آئے جو میں نے اتارا ہے۔۔۔ یعنی قرآن و حدیث۔۔۔ اور یہی بات ہم کہتے ہیں۔ کہ پاکستان کبھی بچ سکتا ہی نہیں۔ جب تک اس میں وہ اسلام نہیں آئے گا۔ سن لو میرے بھائیو! جب قبروں میں جائیں گے تو یہی سوال ہو گا۔

اگر آپ کو دین کی پہچان نہ ہوئی تو خاک جواب دیں گے۔ خدا کے لئے اس نقطے کو یاد رکھو۔ اس کو ذہن نشین کر لو۔ آخر قبر میں جانا ہے۔ مَا دِيْنُكَ (مشکوۃ کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر) تیرا دین کیا ہے ؟ کیا جواب دیں گے۔ فقہ حنفی تیرا دین کیا ہے ؟ یہ کہو میرا دین قرآن و حدیث ہے۔ بس فقہ ختم ہو گیا۔ اور یہی اہلحدیث ہے۔ میں اہلحدیث سے مراد یہ نہیں لیتا کہ اہلحدیث جو سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ داڑھی منڈوائے سب رگڑے دینے والے 'سب برائیاں کرنے والے۔۔۔ یہ اہلحدیث نہیں ہیں۔ اہلحدیث سے میری مراد ایک آئیڈیل اہلحدیث جو لوگوں کے سامنے کھڑا ہو جائے۔ جو لوگوں کے سامنے کھڑا ہو جائے اور کہے۔ بتاؤ کیا خرابی ہے ؟ میرا زندگی کا کونسا عمل قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ وہ اہلحدیث ہوتا ہے۔ آپ نے اہلحدیث کی پہچان سن لی کہ اہلحدیث کون ہوتا ہے۔ جو لوگوں کے سامنے پیش ہو۔ جو لوگوں کے سامنے کھڑا ہو۔ اور لوگوں کو چیلنج کرے کہ بتاؤ میرا کونسا عمل قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ میں اب ہی توبہ کرتا ہوں۔ وہ اہلحدیث کبھی نہیں ہوتا۔ آمین کر لی' رفع الیدین کر لی۔ یہ بھی اہلحدیث لکھو جی ! مولانا صاحب میرا نام۔ میں دو ہزار روپے جلسے کیلئے دیتا ہوں۔ اور یاد رکھئے لوگ پیسے بہت دیتے ہیں۔ اور خود صاف اور خدا بڑا غیرت والا ہے۔ آپ نے کبھی بھن کا معاملہ دیکھا ہے۔ بھن کے

بیٹے کی شادی ہو اور آپ بڑے چوہدری ہوں' مل اونر ہوں' آپ کو فرصت نہ ملتی ہو۔ آپ اپنے بھانجے کیلئے اپنی بہن کے پاس دو ہزار تین ہزار چار ہزار' پانچ ہزار کپڑے یہ وہ بھیج دیں۔ اور کہہ دیں میرا آنا بہت مشکل ہے۔ مجھے فرصت نہیں ہے۔ آپ جتنے دے سکتے ہوں بہت دے دیں۔ بہن کیا کہے گی ؟ میں تیرے پیسوں کی بھوکی ہوں اگر تو خود نہیں آتا۔ لے جا میں نہیں لیتی۔ پیسے میرے بھائیو ! جو بندہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد نہیں کرتا اور خدا کو پیسے دیتا ہے۔ خدا کہتا ہے دے دے۔ یہ جو انتظامیہ کے لوگ ہیں۔ پکڑا دے میں تو نہیں لیتا۔ وہ دے دیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں نے اتنا پیسہ دیا ہے۔ وہ سب برباد کیا۔ خدا کہتا ہے اپنے آپ کو مجھے دے' میرے سپرد کر۔ میرا بندہ بن پھر میں تیرے پیسے قبول کروں گا۔

میرے بھائیو ! اہلحدیث ہو' خدا کی قسم ! وہ دین جس سے آپ کی نجات ہو گی صرف یہ ہے۔ یہی ہے اور کوئی نہیں۔ میں اس لئے آپ کو واضح دلائل کے ساتھ آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ کیونکہ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جو میں نے اٹھائی۔ جس کے لیے میں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔ کہ آپ کو وہ دین سکھاؤں جو خالص محمدی ہو اور وہ کب ہو سکتا ہے ؟ جب آپ توبہ کر لیں۔ حنفیت سے' بریلویت سے' دیوبندیت سے' وہابیت سے' سب سے توبہ کر لیں۔ اور کہیں ہر وقت کہ لوگو مجھے دیکھو۔ مجھے پکڑو جو میرا عمل قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔ مجھے بتاؤ میں ابھی چھوڑنے کیلئے تیار ہوں۔ اب یہ باتیں کہ رسمی سی وہ آگے جی۔ مسجد میں آ گئے۔ مولوی صاحب میرا دس ہزار روپیہ لکھ دو۔ اور بس کبھی جمعے کو آ گیا۔ مل اونر ہے' مزے کرتا ہے۔ کاریں رکھی ہوئی ہیں۔ آ رہا ہے' جا رہا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے ہزار روپیہ دے دیا۔ اب تو خدا یار بن گیا ہو گا۔ خدا کہتا ہے میں پیسوں کا یار نہیں ہوں۔ میں آدمی کا یار ہوں۔ بندہ بن میرے پاس آ۔ پہلے مجھ سے بات کر۔ پہلے مجھ سے دل ملا اور پھر دیکھئے اسلام کے معانی کیا ہیں ؟ خوب سمجھ لو۔ اسلام کے معانی ہیں اپنے آپ کو "سپرد کر دینا" اسلام کے معانی کیا ہیں۔ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینا۔ یااللہ ! میں تیرے آگے گر گیا۔ اللہ میں تیرا ہو گیا۔ تو جو کہے گا میں کروں گا۔ یہ ہے اسلام۔ یہ اسلام نہیں ہے کہ نام عبداللہ رکھ لیا۔ یہ اسلام نہیں ہے۔ کہ نماز پڑھ لی' یہ اسلام نہیں ہے کہ دھوکہ دینے کیلئے

تھوڑی سی داڑھی رکھ لی۔ فرنچ کٹ ' تھوڑی سی داڑھی رکھ لی۔ یا کوئی اور اس طرح سے فرضی کام کر لیا۔ اللہ کا تعلق ڈائریکٹ دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ دیکھئے! ایک زبان بولتی ہے۔ لیکن اللہ کا محل کونسا ہے؟ دل۔۔۔ خدا دل کو دیکھتا ہے۔ آپ کی زبان بعد میں آئے گی۔ پہلے دل آئے گا۔ جہاں سے چیز ابھرتی ہے۔ اٹھتی ہے' خدا دل کو دیکھتا ہے کہ تیرا دل کیسا ہے؟ اور خوب سن لو۔ تو میں آپ کو سوال کا حل بتا رہا ہوں۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن اسلام کے فوائد سے محروم کیوں ہیں؟ اس لئے کہ ہمارے دل مسلمان نہیں ہیں۔ ہمارا اسلام وہ اسلام نہیں ہے۔ جو محمد لے کر آئے تھے۔ اور میں آپ سے عرض کر دوں' آپ حدیثیں پڑھ کر دیکھیں' اب تو پڑھتے ہیں۔ پہلی کتابیں تاریخ کی۔ حضرت ابو بکرؓ نے کیا کیا؟ حضرت عمرؓ نے کیا کیا؟ حضرت عثمان نے کیا کیا؟ انہوں نے یہ کر دیا۔ انہوں نے یہ کر دیا۔ اور اب ہم سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پھر آپ اگلا حصہ پڑھ کر دیکھیں کہ قیامت کے قریب جا کر مسلمان کیا کریں گے۔ پھر حیرانی ہوتی ہے جیسے حضرت ابو بکرؓ صدیق نے کیا۔ ویسے آنے والے مسلمان جو ہیں وہ کریں گے۔ یہ کیابات پہلے کر گئے یا آخری کریں گے۔ اور ہم ویسے کے ویسے ہیں۔ پھر آپ کو اپنی خامی کا پتہ لگے گا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہمارا دین نقلی ہے۔ اب دیکھو! مرنے والا مر گیا۔ جنازہ آپ نے دیکھ لیا۔ جیب سے رومال نکالا اور ساتھ چڑ گئے۔ جنازہ پڑھ لیا۔ دیکھو جی مسلمان کا جنازہ ہے۔ ہم نے حق ادا کر دیا۔ جنازہ پڑھ کر چلے گئے۔ پچاس ہیں' سو ہیں۔ دو سو ہیں۔ جنازہ مولوی نے پڑھا دیا۔ مولوی نے کبھی نہیں دیکھا کہ یہ اللہ کا دوست ہے یا اللہ کا دشمن ہے اور دیکھو آپ کسی دوست کی سفارش کریں۔ کسی سے کسی آدمی کو کام ہو' اور وہ آپ سے کہے کہ بھئی! میرے ساتھ چلو اور آپ کو پتہ لگ جائے وہ اس کو اچھا نہیں جانتا۔ آپ کیا کہیں گے نہ بھئی! میں نہیں تیرے ساتھ جاتا۔ وہ یہ شک کرے گا وہ بھی اس کے ساتھ ہے۔ وہ اسے اچھا نہیں سمجھتا۔ بات سمجھ میں آئی۔ کسی دشمن کی سفارش آپ کریں۔ کسی دشمن کے ساتھ آپ جائیں۔ تو یہ خیال کم ہو گا کہ اس کو معاف کر دے گا۔ یہ امکان زیادہ ہے۔ کہ وہ آپ سے بھی ناراض ہو جائے۔ یہ بھی اس کا ساتھی ہے۔ اس سے ڈرنا چاہیے۔ اس لئے کسی بدعتی کا' کسی بے نماز کا۔ کسی گندے کے جنازے میں آپ اس سے محروم ہو جائیں۔ یہ بہتر

ہے جائے اس کے کہ آپ خدا کو اپنا دشمن بنالیں۔ اور آج کل مشرک اور بدعتی لوگ ہمیں کہتے ہیں۔ یہ بڑے سخت ہیں' یہ بڑے سخت ہیں۔ ارے آپ کو پتہ ہی نہیں دوست کی دوستی کیا ہے ؟ اللہ کے رسول ﷺ نے ہلکی سی بات کر دی ایک آدمی قصوروار تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو انھوں دھوکہ دیا۔ قسمیں کھائیں۔ آپ ﷺ کو دھوکے دے کر ساتھ ملالیا۔ آپ نے کوئی تھوڑی سی ان کے ساتھ ہمدردی کی بات کر دی۔ اللہ نے قرآن میں ایسا ڈانٹا' ایسا ڈانٹا کہ آج تو ان کی وکالت کرتا ہے۔ جب میرے پاس آئیں گے تو پھر تو وکیل بنے گا ؟ دیکھ اللہ تجھے سمجھاتا ہے آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کرنا۔ میرے بھائیو! دوست کی محبت بڑی نازک ہوتی ہے اور اللہ تو بڑا ہی غیرت والا ہے' بڑا ہی غیرت والا ہے۔ خدا کی قسم! اگر آپ کے دل میں اللہ کی محبت آجائے تو آپ پھر ہمارے بارے یہ کبھی نہ کہیں کہ "یہ بڑے سخت ہیں"۔ پھر آپ کو پتہ چل جائے کہ محبت ہوتی ہی ایسی ہے۔ اللہ کا معاملہ بڑا ہی نازک ہے۔ اللہ ناراض ہو جائے تو معمولی سی بات پر ناراض ہو جائے' معاف کر دے تو بہت بڑی چیز پر معاف کر دے۔ اس لیے اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش کرو۔ کبھی یہ نہ دیکھیں کہ یہ بھی مسجد ہے' یہ جامع مسجد ہے۔ جامع مسجد میں بھی نمازی ہیں۔ لویسی کی مسجد کے نمازی ہیں۔ اس کی مسجد میں بھی نمازی ہیں۔ ان کو نمازی نہ کہیں۔ نمازی اس کو کہیں جس کو آپ چیک کرلیں کہ یہ محمدی ہے ورنہ سر پر رومال رکھ لینا' ٹھونگے مار لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ نمازیں تو یہودی بھی پڑھتا ہے' عیسائی بھی پڑھتا ہے۔ وہ بھی عبادتیں کرتے ہیں۔ اپنے جھوٹے سچے مذہب کے مطابق وہ بھی نماز وغیرہ پڑھتے ہیں۔ اللہ کو وہ پیارا لگتا ہے جو خالص ہو کر اس کی عبادت کرے۔ دیکھو جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ وَ مَا أُمِرُوْا اِلاَّ لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ [98:البينة:5] پہلے دین کو خالص کرو پھر عبادت کرو۔ حُنَفَآءَ یکسو ہو کر۔ حُنَفَآءَ کے معانی کیا ہیں ؟ کہ آپ کے بارے میں دو آراء نہ ہوں۔ آپ کیا کوشش کرتے ہیں کہ مجھ سے دیوبندی بھی خوش رہیں اور مجھ سے اہل حدیث بھی خوش رہیں۔ میں اچھا ہوں۔ جس کے بارے میں دیوبندی یہ کہہ دیں کہ ہمارے ساتھ ہے' وہ برباد ہو گیا۔ یہ

منافق کا کردار ہے کہ وہ کہیں کہ ہمارے ساتھ ہے اور یہ کہیں کہ ہمارے ساتھ ہے۔ آدمی کا کردار کیسا ہونا چاہیے ؟ آدمی کا کردار یہ ہونا چاہیے کہ ہر ایک کو نظر آجائے کہ یہ وہی ہے جو نظر آتا ہے۔ وہ کسی اور کے ساتھ نہیں۔ وہ صرف ایک طرف کا ہے۔ جب تک آپ یہ نہ اللہ کو دکھادیں وہ راضی نہیں ہوگا۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کیا تھی۔ وہ بھی حنیف تھے۔ حنیف کے معنی ہیں کہ جو کسی دوسری طرف تھوڑا سا میلان بھی نہیں کرتا۔ سب سے کٹا ہوا' سب سے دور' صرف ایک اللہ کی طرف ہونے والا۔

دین خالص کیا ہوتا ہے ؟ دین خالص یہ ہے کہ آپ کے اندر آلائش بالکل نہ ہو۔ کوئی آپ پر یہ شبہ نہ کرے کہ "یہ 'یہ بھی ہے اور یہ' یہ بھی ہے"۔ سب آپ کو جانیں کہ آپ خالص اہل حدیث ہیں۔ یہاں میں نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں اور پھر بھی ناراض نہیں ہوتے' دوست کے دوست ہی رہتے ہیں۔ اور میں جب منبر پر چڑھ کر صرف حق بیان کرتا ہوں' کسی کو گالی نہیں دیتا' کسی کو مندا نہیں بولتا لیکن پھر بھی یہ دیوبندی مجھے گھور گھور کر دیکھتے ہیں۔ میں بڑا حیران ہوتا ہوں کہ یااللہ! یہ مجھ سے کیا بات ہو گئی ہے۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا بھی کہتے ہیں گالیاں بھی دیتے ہیں اور شادی بیاہ میں پھر اکٹھے' دیگر تقریبات بھی پھر اکٹھے اور میں سچ کہتا ہوں تو دیوبندی مجھ سے ناراض ہوتا ہے' بریلوی مجھ سے ناراض ہوتا ہے' شیعہ مجھ سے ناراض ہوتا ہے کہ یہ جھکتا کیوں نہیں' یہ ڈھیلا کیوں نہیں پڑتا۔ اب کوئی شیعہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ ادھر بھی ہے اور ادھر بھی' کوئی دیوبندی نہیں کہہ سکتا ہے کہ دونوں طرف ہے۔ یہی منافقت ہے۔

میرے بھائیو! ایسے ہی ہو جاؤ۔ کسی کو کوئی شبہ ہی نہ رہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اَلْیَوْمَ یَئِسَ الشَّیْطَانُ آج شیطان ناامید ہو گیا ہے کہ یہ میری طرف جھکے گا۔ جب شیطان ناامید ہو جائے تو پھر وہ وہاں نہیں آتا' وہاں دھوکہ نہیں دیتا' مغالطہ میں نہیں ڈالتا۔ ہاں جب تک آپ بین بین چلتے ہیں دونوں میں لڑھکتے ہیں اس وقت وہ درمیان میں حائل ہو جاتا ہے۔ گرونانک کا حال آپ نے کبھی سنا ہے ؟ جب وہ مر گیا تو مسلمان کہیں کہ ہم

جنازہ پڑھیں گے کہ یہ مسلمان تھا اور ہندو کہیں کہ یہ ہندو تھا اس لیے ہم اس کو جلائیں گے۔ لوگ گرونانک کو پوچھتے ہیں کہ گرونانک ایسا تھا' گرونانک مصلح تھا' گرونانک ملنسار تھا۔ اور حقیقت میں وہ کچھ بھی نہیں تھا' وہ کافر تھا۔

میرے بھائیو! دین میں سخت رہو' دین کو خالص کرو اور ایک طرف کے ہو جاؤ۔ خدا قیامت کے دن کہے کہ یہ میرا ہے۔ اور کسی کا بھی نہیں۔ یہ میری پارٹی کا ہے۔ اور کسی پارٹی کا بھی نہیں۔ جب دین اتنا جاندار ہو گا پھر خدا کی قسم آپ کو نماز میں مزہ آئے گا۔ میرا بڑا لڑکا گرفتار ہو گیا۔ پولیس ہمارے گھر میں گھس آئی اور بڑے لڑکے کو پکڑ کر لے گئی۔ اب ظاہر ہے کہ ہم کیا کر سکتے تھے۔ پولیس والوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا اور لڑکے کو میری آنکھوں کے سامنے پکڑ کر لے گئے۔ ان کے خطرناک ارادے تھے اور اسے انھوں نے مارنے کی کوشش بھی کی۔ اب میرے منہ سے کیا نکلتا ہے؟ یہی کہ اللہ! اب بتا میں کس کے پاس جاؤں؟ میں نے تو آج تک تیرے سوا کسی سے دوستی لگائی ہی نہیں۔ میں اب کس کے پاس جاؤں۔ تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں۔ میں نے اللہ سے یہ دوٹوک بات کی۔ اللہ کی قسم! دل کو ایسا سکون ہو گیا کہ بیان نہیں کر سکتا اور یقین پیدا ہو گیا کہ میرا بیٹا ضرور واپس آئے گا۔ وہ اسے کچھ نہیں کر سکتے! آپ اللہ کے سر چڑھ جائیں۔ یہ صورت کب پیدا ہو گی؟ اس وقت جب آپ عملی زندگی میں صرف اللہ کو خوش رکھنے کی جستجو کریں گے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کا یہی کمال تھا۔ یہی کمال دوسرے پیغمبروں کا تھا' یہی خوبی صحابہ میں تھی اور یہی اصل ایمان ہے۔ اسی کی کوشش کرو۔

وآخر دعوانا ان الحمدللّٰہ رب العالمین

خطبہ نمبر 57

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھُدٰی ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَ مَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لاَ یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَالْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

[2:البقرۃ:185-186]

رمضان شریف کا مہینہ اب اختتام کے قریب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس مہینے میں ہمارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ جو چاہے اس مہینے میں محنت کر کے اللہ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ فرمایا میں تم سے روزے رکھوا رہا ہوں گرمی کے روزے رکھنا اگرچہ

بہت مشکل ہے لیکن اس اصول کو یاد رکھو يُرِيْدُاللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لاَ يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اللہ تمہیں تنگ نہیں کرنا چاہتا' اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہی ارادہ کرتا ہے۔ جیسے باپ اپنے بیٹے پر سختی کرتا ہے' اُسے صبح جلدی اٹھائے گا۔ اسے سکول بھیجے گا۔ اسے زیادہ کھیلنے نہیں دے گا۔ اور بھی اس پر سختیاں کرے گا۔ کیوں ؟ تاکہ یہ بن جائے۔ دشمنی مقصود نہیں ہوتی۔ بیٹے کو تنگ کرنا مصیبت ڈالنا مقصود نہیں ہوتا۔ یہ جتنی تکلیف اسے دی جاتی ہے اس کے بنانے کیلئے تاکہ وہ سنبھل جائے۔ وہ بن جائے تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میں تمہارا خالق ہوں۔ مجھے تم سے بہت محبت ہے۔ یہ جو میں تم سے روزے رکھوا رہا ہوں تمہارے فائدے کیلئے ہے روزے رکھ کر تم اللہ کے قریب ہو سکتے ہو۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے پھر تعارف کروایا وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ اے نبی! اگر کوئی تجھ سے میرے بارے پوچھے کہ اللہ کتنی دور ہے ؟ اللہ کہاں ہے ؟ میں کتنی زور سے آواز دوں' کتنا اونچا اس کو پکاروں تو اس کو وہ سنے گا۔ اسے پتہ لگے گا۔ جب کہ رمضان شریف قرب کا مہینہ ہے۔ افطاری کے وقت اس میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ ویسے بھی رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ تو مجھے اللہ کا تعارف کروا دو۔ تاکہ میرے دل کو سکون اور اطمینان ہو کہ جو کچھ بھی میں مانگوں وہ میری پکار اللہ تک پہنچ جائے گی۔ تو اسلئے فرمایا: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ اے نبی! جب تجھ سے میرے بارے میں لوگ پوچھیں تو ان سے کہہ دیں کہ میں بالکل قریب ہوں' کتنا قریب ہوں ؟ جیسے دوسری جگہ فرمایا: وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ [50:ق:16] میں شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کے معانی جاہل لوگوں نے۔۔۔ جنہیں دین کی سمجھ نہیں۔۔۔ خواہ وہ ایم۔اے ہوں اور پی ایچ ڈی ہوں۔۔۔ غلط سمجھ لئے ہیں اور وہ نتیجہ نکال بیٹھے ہیں کہ خدا ہر ایک کے اندر ہے۔ شہ رگ کے قریب ہونے کے یہ معانی نہیں ہیں کہ اللہ اندر ہے۔ فرمایا کہ اے بندے۔ خیالات تیرے دل میں پیدا ہوتے ہیں' جو خیال تیرے دل سے اٹھتا ہے' جو راز

تیرے سینے میں ہے وہ میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ معانی نہیں ہیں کہ اللہ اس کے اندر ہے۔ اللہ کسی کے اندر سما نہیں سکتا۔ اور یہ اسکی شان کے لائق بھی نہیں ہے کہ اللہ کسی کے اندر ہو۔ یہ بالکل کافرانہ عقیدہ ہے۔ جاہلانہ عقیدہ ہے۔ اگر رمضان شریف میں آپ نے اللہ کو پہچان لیا۔ اللہ کے بارے میں آپ کی معلومات صحیح ہو گئیں۔ تو سمجھو کہ آپ کی بنیاد بالکل صحیح ہو گئی۔ آپ کو عبادتوں کی بھی لذت آئے گی۔ اور اس کے علاوہ باقی نیکیاں کرنے کا بھی آپ کو مزہ آئے گا۔ تو اس لئے اللہ نے اس ایک رکوع کے اندر ۔۔۔ یہ جو رمضان شریف کے سلسلے میں اللہ نے نازل فرمایا ہے ۔۔۔ یہ آیت اپنے تعارف کے بارے میں رکھی ہے۔ اللہ اپنی مخلوق سے بالکل علیحدہ ہے اور سب سے اونچا ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کا عقیدہ ہے۔ اسے خوب ذہن نشین کر لیں۔ اگر ایک انچ کا بھی فرق پڑ گیا۔ ادھر ادھر ہو گیا' تو اللہ کے بارے میں عقیدہ خراب ہو گیا۔ اور اگر اللہ کے بارے میں عقیدہ غلط ہو گیا تو بنیاد ہی گئی اور بنیاد کے جانے سے سارا اسلام جو تھا وہ گر گیا۔ اس لئے اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ کی ذات سب سے اوپر ہے۔ سب سے اعلیٰ ہے ۔۔۔ ہم انسان زمین پر ہیں' اس زمین سے اوپر آسمان ہے جو اس زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور پھر دوسرا آسمان پہلے آسمان کو اور تیسرا دوسرے کو' اور چوتھا تیسرے کو گھیرے ہوئے ہے۔ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا [67:الملك:3] اس طرح سے ایک کے اوپر دوسرا اور دوسرے کے اوپر تیسرا' تیسرے کے اوپر چوتھا' چوتھے کے اوپر پانچواں ۔۔۔ اس طرح سات آسمان اوپر نیچے ہیں اور زمین سب سے نیچے ہے۔ اور پھر ان آسمانوں کے اوپر وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ [2:البقرة:255] اللہ کی کرسی اس کا عرش۔ تمام کائنات کو کیا آسمان اور کیا زمین سب کو محیط ہے۔ سب کچھ عرش کے نیچے ہے۔ اور اللہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى [20:طه:5] عرش کے اوپر ہے۔ یہ قرآن کا بیان ہے۔ خدا اپنی مخلوق سے اعلیٰ وارفع ہے۔ سائنس کتنی ترقی کر جائے' فرض کر لو وہ چاند پر پہنچ جاتے ہیں۔ انسان

اپنی سائنس کے ذریعے چاند پر پہنچ جاتا ہے۔ آسمان پر پہنچ جاتے ہیں' کہیں بھی پہنچ جائیں' کتنے بھی اونچے چلے جائیں' خدا پھر بھی ان سے اونچا رہے گا۔ اور خدا بتاتا ہے لوگوں سے مقابلہ کر کے دیکھ لو' تمہارے معبود نیچے تم ان کے اوپر۔ یہ لاہور کے داتا دربار والے۔۔۔ علی ہجویری۔۔۔ وہ کہاں ہیں ؟ جتنے ان کے مرید جاتے ہیں وہ ان کے اوپر جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔ درباروں پر۔۔۔ مرید اوپر اور معبود نیچے۔ کیا یہ غلط ہے ؟ آپ کسی مزار پر جائیں' کچھ مانگنے کیلئے جائیں' کوئی بھی نظریہ لے کر جائیں۔ یہ آپ کا مشاہدہ ہے' یہ آپ کا تجربہ ہے یہ آپ سے نیچے اور آپ اس کے اوپر۔ اور خدا کیا کہتا ہے ؟ اے بندے ! تو کوٹھے پر چڑھ' تو سیڑھی پر چڑھ' تو پہاڑی پر چڑھ' تو اللہ اکبر کہتا جا کہ میرا رب اور بڑا ہے۔ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کوئی کتنا بھی اونچا چلا جائے وہ اپنے رب سے نیچا ہی رہے گا۔ لیکن اور معبود جتنے بھی ہیں۔۔۔ کسی کو کوئی پیران پیر' دستگیر کہے' کسی کو کوئی غوث کہے۔ کسی کو کوئی مشکل کشا کہے' کسی کو کوئی علی مولا کہے۔ سب کے سب تمہارے نیچے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ تم سے اوپر ہوں۔ اللہ کہتا ہے کہ میں پوری مخلوق کے اوپر ہوں اور کوئی مجھ سے اونچا نہیں جا سکتا۔ اور پھر کمال یہ ہے کہ اتنا اونچا ہونے کے باوجود اس کی آگہی کا حال یہ ہے کہ اس کو آپ کے دل کا' آپ کے وسوسوں کا' آپ کے رازوں کا' آپ کے دل کی باتوں کا ایسے علم ہے جیسے کوئی آپ کے اندر موجود ہو۔ اسے بھی اتنا علم نہیں ہو سکتا جتنا اللہ کو علم ہے۔ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا [الطلاق:65:12] اللہ نے ہر شے کو اپنے علم کے ذریعے سے گھیر رکھا ہے۔ موجودات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جس کی ہر حالت سے اللہ واقف نہ ہو۔ یہ خدا کا کمال ہے۔ یہ خدا کی صفت ہے' یہ صفت کسی معبود میں پائی نہیں جا سکتی۔ اس لئے کوئی معبود نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے خدا اہم سے پڑھاتا ہے' معبود صرف اللہ ہی ہو سکتا ہے۔ جس کی طاقت اور قدرت کا یہ حال ہے کہ باوجود اس قدر بالا اور اونچا دور ہونے کے ہر چلنے پھرنے والی چیز۔۔۔ انسان' جن' جانور' ہاتھی' شیر وغیرہ ایسی نہیں کہ جس کی پیشانی پر اللہ کا ہاتھ نہ ہو۔ جب چاہے جھٹکا دے کر نیچے گرا دے۔ یہ قرآن کہتا ہے' یہ اسکی طاقت کا حال ہے۔ مَا مِنْ

دَآبَّۃٍ اِلاَّ ھُوَ اٰخِذٌم بِنَاصِیَتِھَا[11:ھود:56]خدا کا ہاتھ ہر ایک کی پیشانی پر ہے۔جب چاہے اسے نیچے گرا دے۔ یہ اسکی طاقت کا حال ہے۔اسی لئے خدا کہتا ہے۔ کہو لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ میرا کوئی شریک نہیں۔الہ ہونے کے لائق صرف میں ہوں۔میرے سوا کوئی الہ نہیں ہو سکتا۔کیونکہ میری جیسی صفات کسی میں پائی نہیں جا سکتی۔خدا کا یہ دعویٰ ہے۔اَللّٰہُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ خدا اپنا تعارف کیسے کروا رہا ہے؟خدا کی سب سے بڑی صفت کیا ہے۔اگر ہم اللہ کی تعریفیں کرنا چاہیں سب سے بڑی خدا کی حمد ‘سب سے بڑی خدا کی صفت اور تعریف یہ ہے:لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ یہ خدا کی سب سے بڑی تعریف ہے۔اس لئے حدیث میں آتا ہے سب سے بڑا ذکر لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے کہا:کہ یا اللہ!مجھے کوئی وظیفہ بتا جو میں پڑھا کروں۔کوئی ذکر بتا جو میں کیا کروں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ پڑھا کر۔ موسیٰ نے کہا:یا اللہ!اس کو تو سارا جہان پڑھتا ہے۔میں تیرا لاڈلا‘خاص اور پیارا پیغمبر۔۔۔مجھے تو کوئی خاص چیز بتا۔جیسے لوگ مولویوں سے ‘پیروں سے وظیفے پوچھتے ہیں۔کہ جی مجھے کوئی خاص چیز بتائیے۔اب موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ خاص کوئی ہو سکتا ہے؟اور اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:وَکَانَ عِنْدَاللّٰہِ وَجِیْھًا [33:الاحزاب:69]ان کا مرتبہ اللہ کے ہاں بہت زیادہ تھا۔بڑے ہی لاڈلے پیغمبر۔۔۔موسیٰ علیہ السلام۔۔۔ دیکھو انہوں نے اللہ سے کہا تھا یا اللہ!تو مجھے اپنا آپ دکھا‘میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔اللہ نے ڈانٹا نہیں۔۔کہ چپ۔۔۔ایسی بات نہیں کیا کرتے۔۔۔اور کہہ دیا:لَنْ تَرٰنِیْ اے موسیٰ!تو مجھے دیکھ ہی نہیں سکتا۔تجھ میں طاقت ہی نہیں۔ڈانٹ کر چپ نہیں کروایا۔موسیٰ علیہ السلام کا لحاظ کیا۔ان کے اصرار اور تقاضے پر فرمایا کہ اچھا اگر دیکھنا ہی چاہتا ہے تو پھر وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ اے موسیٰ!زیادہ ہی شوق ہے تو پھر میں تھوڑا سا پردہ ہٹاتا ہوں اور اس پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالتا ہوں۔اگر یہ پہاڑ

ٹھہرا رہا' اگر یہ پہاڑ بچ گیا تو تو بھی مجھے دیکھ لے گا۔ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ اور اگر پہاڑ ہی ہل گیا' ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا' پھٹ گیا' تو پھر موسیٰ تو سوچ کہ تو کیسے دیکھے گا؟۔۔۔ دیکھو! کیسی پیار کی باتیں ہو رہی ہیں۔ مثال سے سمجھو! جب ہم بازار جاتے ہیں اور بچہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔۔۔ اب اگر وہ کہے کہ ابو جی! یہ چیز لینی ہے اور ہماری نیت خرید کر دینے کی نہ ہو تو کہتے ہیں: چپ۔۔۔ آگے چلو۔ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ چپ۔۔۔ اللہ نے پہلے کہا کہ موسیٰ! تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ تجھ میں طاقت ہی نہیں۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کا اللہ کو اتنا پاس تھا کہ باقاعدہ دلیل کے ساتھ کہ اچھا! اگر تو اصرار کرتا ہے تو دیکھ لے۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ یونہی اللہ نے پہاڑ پر تھوڑی سی تجلی کی تو کیا ہوا؟ جَعَلَهٗ دَكًّا۔۔۔ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ وَ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔۔۔ فَلَمَّآ اَفَاقَ جب ہوش آئی تو سب کچھ سمجھ میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی کہنے لگے: سُبْحَانَكَ اللہ! تو پاک ہے۔ میں مان گیا کہ ان آنکھوں کے ساتھ تجھے کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ تُبْتُ اِلَيْكَ میں توبہ کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ [7الاعراف:143] میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں کہ جس طرح تو کہے بالکل ٹھیک ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اتنے لاڈلے پیغمبر تھے۔ انہوں نے کہا یا اللہ! کوئی وظیفہ بتا' کوئی ذکر بتا۔ اللہ نے کیا ذکر بتایا؟ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب سے فضیلت والا ذکر کون سا ہے؟ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ یہ پڑھا کر۔ ہر مشکل میں یہ تیرے کام آئے گا۔ ہر تیری حاجت کو اللہ پوری کرے گا۔ یہ پڑھا کر۔ موسیٰ نے کہا یا اللہ! اس کو تو سارا جہان پڑھتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: اگر اے موسیٰ اگر سارا جہان پڑھتا ہے تو کیا اس کی قدر و قیمت میں فرق پڑ جائے گا۔ اسکی تاثیر میں کوئی کمی آ جائے گی۔ اگر ساری کائنات۔۔۔ سات آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

اَللّٰہُ بھاری ہوگا۔ کیوں ؟اس لئے کہ یہ خدا کی سب سے بڑی تعریف ہے۔ یہ اسم اعظم ہے (رواہ شرح السنة مشکوۃ باب ثواب التسبیح والتحمید والتھلیل و التکبیر عن ابی سعیدن الخدری رضی اللہ عنہ) اس سے بڑی تعریف قطعاً نہیں کی جاسکتی۔ خدا اپنا جب بھی تعارف کرواتا ہے۔ آیت الکرسی پڑھ کر دیکھ لیں۔ اَللّٰہُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ اللہ کون ہے ؟اَللّٰہُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ اللہ مبتدا ہے لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اسکی خبر ہے۔ اللہ نے اپنا تعارف کروایا کہ میری صفت کیا ہے ؟ کہ میرے سوا کوئی الٰہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور کیوں نہیں ہو سکتا۔ میری خوبیاں میری صفات' میرے کمالات کسی میں نہیں پائے جاتے۔ جب میری صفت کا کائی نہیں تو معبود بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ میں واحد اکیلا معبود ہوں۔ لہذا لاَ اِلٰہَ اِلاَّ۔ اَللّٰہَ یہ اللہ کی صفت ہے۔ لیکن میرے بھائیو! آج کا مسلمان اس لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَللّٰہَ پر آ کر گر گیا' ختم ہو گیا۔ اس کا لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَللّٰہَ ہی ٹھیک نہیں رہا۔ اس لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَللّٰہَ کا وظیفہ تو سارے ہی کرتے ہیں لیکن اس کو بہت کم لوگ سمجھتے ہیں۔ بہت کم لوگ سمجھتے ہیں۔۔۔ خال خال۔۔۔ کوئی اس کو سمجھے تو سمجھے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا : وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلاَّ وَ ھُمْ مُشْرِکُوْنَ [12:یوسف :106] اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود بھی مشرک ہی ہیں۔ دنیا میں اکثریت کن لوگوں کی ہے ؟۔۔۔ ان کی جو اللہ پر ایمان لانے والے ہیں۔ ان میں سے اکثریت جو ہے وہ مشرکوں کی ہے۔ اب مسلمانوں میں اکثریت کن کی ہے ؟۔۔۔ حنفیوں کی۔ جن کی دو قسمیں ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی۔ دنیا کے کسی خطے میں چلے جائیں سب سے زیادہ تعداد حنفی اور یہ دو بھائی ہیں۔ ایک دیوبندی ہے اور ایک بریلوی۔ دونوں کا امام ایک ہے۔ دو تین عقائد کا فرق ہے: نور بشر کا' علم غیب کا۔۔۔ ان دو تین مسئلوں کا فرق ہے۔ ورنہ بالکل ایک ہیں۔ ایک خیر المدارس (جو ملتان میں دیوبندیوں کا بڑا مشہور

مدرسہ ہے) جس کے بانی مولانا خیر محمد جالندھری مرحوم تھے -ان کے نام پر اس مدرسے کا نام ہے۔ خیر المدارس وہ شر قپور گئے 'وہاں دیوبندیوں کا جلسہ تھا۔ وہاں کے حنفیوں نے پوچھا: کہ ایک طرف بریلویوں کی جماعت ہو رہی ہو اور دوسرے طرف اہلحدیثوں کی جماعت ہو رہی ہو تو دیوبندی کن کے پیچھے نماز پڑھے؟ بریلویوں کے پیچھے یا اہلحدیثوں کے پیچھے۔ تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ دیوبندی بریلوی کے پیچھے پڑھے اس لئے کہ بریلوی ہمارے حنفی بھائی ہیں۔ ہمارے ماں باپ ایک ہیں۔ وہ بھی حنفی 'ہم بھی حنفی 'ان کی فقہ بھی وہی 'ہماری فقہ بھی وہی۔ انکی نماز بھی وہی ہماری نماز بھی وہی۔ آپ نے دیکھا ہو گا دیوبندی اور بریلوی کی نماز میں ایک پائی کا بھی فرق نہیں۔ کیونکہ ہوئے جو ایک۔ وہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے مقلد وہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے مقلد۔ یہ بریلویوں نے زیادتی کی کہ دو تین عقیدے بنا لئے اور دیوبندیوں سے مختلف ہو گئے۔ ورنہ یہ دونوں حقیقی بھائی ہیں۔ اور میری باتیں پھر توجہ سے سنئے! میری باتیں عقل والوں کیلئے ہوتی ہیں۔ جو سمجھ والا ہو اس کے لئے۔ بات کو سنئے! تولیئے! اس کا وزن کیجئے! اور پھر فیصلہ کیجئے۔ یہ تو طے ہے دنیا میں آپ اس کو مانتے ہیں۔ دنیا میں آپ جس کو مانتے ہیں قیامت کے دن اس کے ساتھ آپ جنتوں میں جائیں گے۔ یا جہاں آپ جانے کے لائق ہیں دوزخ میں جائیں گے۔ یہ بات آپ کے ذہن نشین ہو گی۔ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ[17 :الاسراء: 71] اس آیت کا یہ معنیٰ لیا جاتا ہے اور ویسے عقل بھی تقاضا کرتی ہے اور حدیثوں میں صاف اور واضح ہے کہ جاؤ جس کو تم دنیا میں مانتے تھے۔ اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اب آپ سوچئے! کبھی میرا کوئی دیوبندی بھائی ہو 'یا بریلوی بھائی ہو۔ یہ تو بالکل حقیقت ہے کہ دیوبندی بریلویوں کو کافر کہتے ہیں۔ اگر دیوبندی جنت میں جائیں گے تو بریلوی جنت میں نہیں جا سکتے۔ دوزخ میں جائیں گے۔ اور اگر بریلوی جنت میں گئے دیوبندی کبھی جنت میں نہیں جا سکتے۔ دوزخ میں جائیں گے۔ کیونکہ دونوں میں بعد المشرقین ہے 'بڑا فرق ہے۔ لیکن امام دونوں کا ایک ہے۔ اب امام ابو حنیفہؒ دیوبندیوں کو جنت میں لے کر جائیں گے یا بریلویوں کو لے کر جنت میں جائیں گے۔ اور یہ وہ الجھن ہے

جس کو کوئی بریلوی اور کوئی دیوبندی حل نہیں کر سکتا۔ شیعہ اپنے بارہ اماموں کو مانتے ہیں۔ جن میں سے ان کے پہلے امام حضرت علیؓ ہیں پھر حضرت حسنؓ اور حسینؓ ہیں پھر جعفر صادق ؒ ہیں 'امام محمد باقر ؒ ہیں۔ یہ سلسلہ چلتے چلتے آخری امام 'امام مہدی تک پہنچتا ہے۔ اب ان کا نظریہ کیا ہے؟۔۔۔۔ یہ کہ ہم اپنے اماموں کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ اور پھر شیعہ کے آگے کتنے فرقے ہیں؟ اس میں اس قدر تضاد ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ شیعہ حضرت حسینؓ کے ساتھ جنت میں چلے جائیں گے۔ حضرت حسینؓ تو یقیناً جنتی ہیں۔ بلکہ سَیِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (رواه الترمذی' مشکوة' باب مناقب اهل البیت النبیؐ عن ابی سعید الخدریؓ) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔ تو کیا شیعہ ان کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ دھوکہ ہے' مغالطہ ہے کہ ہمارا امام علیؓ ہے۔ امام حسنؓ ہے' امام حسینؓ ہے۔ اور وہ ان کا انکار کریں گے۔ جیسا کہ قرآن میں آتا ہے: وَ كَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ [46:الاحقاف :6] وہ ان کے ساتھ کفر کریں گے۔ صاف انکار کر دیں گے کہ تم ہمارے نہیں ہو۔ ختم۔۔۔۔ بھاگ جاؤ۔ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا[19:مریم:82] وہ ان کے دشمن ہوں گے کہ تم نے ہمیں دنیا میں بدنام کیا۔ ذلیل کیا۔ تم نے ہمیں دنیا میں معبود بنایا۔ دور ہو جایئے! تم پر لعنت ہے۔ خفگی کا ناراضگی کا اظہار کریں گے۔ اور میرے بھائیو! یہ خوب سن لو جتنے دنیا میں لوگ اماموں کا نام لینے والے ہیں وہ بالکل ان کے Follower نہیں ہیں۔ وہ بالکل جھوٹ کہتے ہیں۔ جتنے دنیا میں اماموں کو ماننے والے ہیں وہ ان کو نہیں مانتے۔ ان کے ذہن میں جو شیطان بسا ہوا ہے حقیقت میں وہ ان کا امام ہے۔ آپ کو موٹی سی بات کہتا ہوں جو آپ کی سمجھ میں آجائے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ اور شرک کرتے ہیں۔ عیسائی جو عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر مرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی ہیں۔ اور جان دیتے ہیں۔ ہم سے لڑتے ہیں کہ تم نہیں مانتے ان کو ہم مانتے ہیں۔ دیانتداری سے بتایئے! عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں؟ آپ لازما کہیں گے نہیں۔ بالکل جھوٹ ہے۔

وہ نہیں مانتے صرف اس کے نام پر دھوکہ ہے۔ان کی ذات کو نہیں مانتے۔ عیسیٰ علیہ السلام
کے بارے میں قرآن نے کہہ دیا ہے۔ وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ
مَوْتِهٖ[4النساء:159] عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ
[43:الزخرف:61] عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ قیامت کے قریب وہ
آسمان سے اتریں گے اور آکر کیا کریں گے۔ محمد ﷺ کی شریعت پر پابند ہوں گے۔ کس
شریعت پر چلیں گے اور یوں کہیں گے بدبختو! میں نبی ہو کر محمد ﷺ کی پیروی کرتا ہوں اور
تم امتی ہو کر محمد ﷺ کی پیروی نہیں کرتے۔چنانچہ اس زمانے میں جتنے عیسائی زندہ ہوں
گے قرآن کہتا ہے وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ
مَوْتِهٖ[4النساء:159] عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے تمام عیسائی مسلمان
ہو جائیں گے اور محمد ﷺ کی پیروی کریں گے۔ سو میرے بھائیو! جیسے عیسائی عیسیٰ علیہ
السلام کا نام لیتے ہیں اور حقیقت میں ان کو نہیں مانتے۔ آج گیارھویاں دینے والے شاہ
عبدالقادر جیلانی کا نام لیتے ہیں لیکن ان کو نہیں مانتے۔ حنفی امام ابو حنیفہ کا نام لیتے ہیں لیکن ان
کو نہیں مانتے۔ شیعہ حضرت علیؓ حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا نام لیتے ہیں
لیکن ان کو نہیں مانتے۔ کن کو مانتے ہیں۔ اس کو جو ان کے ذہنوں میں شیطان بسا ہوا
ہے۔ایک بریلوی کے ذہن میں شاہ عبدالقادر کا نام بسا ہوا ہے۔ کن کو مانتے ہیں ؟۔۔۔
شیطان جو ان کے ذہنوں میں بسا ہوا ہے۔ اب ایک بریلوی کے ذہن میں شاہ عبدالقادر کا کیا
تصور ہو گا۔ دمادم مست قلندر، جو گھنٹے بجاتا پھرتا ہو گا، ٹل لٹکائے ہوئے پھرتا ہو گا، ایک
بریلوی کے تصور میں عبدالقادر جیلانی کی یہ صورت ہے۔اور حقیقت میں وہ شیطان ہے۔ شاہ
عبدالقادر اور تھے، وہ نیک تھے۔ لیکن بریلوی کے ذہن میں شاہ عبدالقادر کا جو تصور ہے وہ
شیطان کا تصور ہے۔ جو ایک بریلوی کے تصور میں ہے وہ فقیر کا تصور ہے۔ یہ خدا کی رحمت اور
اس کا فضل ہے کہ ہم اہلحدیث صرف ایک کو امام۔۔۔ جس کو اللہ نے امام بنایا ہے۔۔۔ امام

مانتے ہیں۔وہ کون ؟ محمد ﷺ۔ہم ان کو مانتے ہیں۔ماننے کے معانی کیا ہیں ؟میں ان سب کی بات نہیں کرتا جو آمین اور رفع الیدین کرتے ہیں بلکہ ان کی بات کرتا ہوں جو صحیح معنوں میں اہلحدیث ہیں۔ہم محمد ﷺ کو مانتے ہیں۔آپ کی ہر سنت پر عمل کرتے ہیں۔دنیا کو اچھا لگے یا برا لگے۔۔۔کوئی امام نہیں۔۔۔نہ امام ابو حنیفہؒ' نہ امام بخاریؒ' نہ امام شافعیؒ' نہ امام مالکؒ اور نہ امام احمدؒ۔کوئی ایسا امام نہیں جس کی پیروی کی جاسکے۔اس کے نام پر مذہب بنایا جائے۔ وہ صرف ایک ہیں۔۔۔محمد ﷺ۔۔۔ میرے بھائیو! اپنے عقیدے کو درست کرلو۔یہ آخری جمعہ ہے اس کے بعد آپ نے کہاں اکٹھے ہونا ہے۔رمضان جارہا۔اپنا ایمان خرید لو۔ اپنا دین درست کرلو-اس عقیدے کے بغیر نجات نہیں ہوگی۔امام ایک ہے۔کون ؟جس کو اللہ نے بنایا ہے۔وہ صرف اور صرف محمد ﷺ ہیں۔آپ کے بعد آپ کے سوا کوئی امام نہیں۔ ہم جو کہتے ہیں امام ابو حنیفہؒ یا امام شافعیؒ یا امام بخاریؒ۔۔۔یہ ان کو علم کے اعتبار سے کہتے ہیں کہ وہ فقہ کے امام تھے۔وہ حدیث کے امام تھے۔وہ فلسفہ کے امام تھے۔وہ منطق' معانی' اور بیان کا امام تھا۔وہ علم کلام کا امام تھا۔لیکن دین کے امام صرف ایک۔۔۔محمد ﷺ۔۔۔اس لئے اگر آپ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔اپنا عقیدہ صحیح بنانا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو اور حال کرو اور یہ عزم کرو۔یہ فیصلہ کرلو کہ ہمارے امام صرف ایک محمد ﷺ۔ان کی اتباع' ان کی پیروی جس میں نجات ہے۔اور کسی کی پیروی میں نجات قطعاً نہیں۔اور اگر آپ نے کسی اور کی پیروی کا نام لیا۔نہ اس کی نجات ہوگی۔نہ اسکی نجات ہوگی۔جیسے دیکھو دیوبندی بھی بھٹک گئے۔ بریلوی بھی بھٹک گئے۔دیوبندی آپ کا کیا خیال ہے ؟امام ابو حنیفہؒ کے پیچھے چلتے ہیں۔بالکل نہیں۔بریلوی امام ابو حنیفہؒ کے پیچھے چلتے ہیں ؟بالکل نہیں۔اگر یہ امام کے پیچھے چلتے ہوتے تو ان دونوں میں کبھی لڑائی نہ ہوتی۔وہ اِس کو کافر کہتا ہے۔ وہ اُس کو کافر کہتا ہے۔توجوبات میں آپ سے عرض کررہا تھا یہ ہے کہ آپ کو عقیدہ نمبر ۲ سمجھ لینا چاہیے۔سب سے پہلے آپ اللہ کو پہچانیں۔اللہ کی تعریف' اللہ کی شان کیا ہے ؟لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔۔۔کیوں ؟۔۔۔اس کے سوا اِلٰہ کیوں نہیں ؟اس لئے کہ جو صفات اللہ میں پائی جاتی ہیں وہ کسی اور میں نہیں پائی

جاتیں۔اس لئے کہ وہ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ ہے۔اس کے ساتھ اور کوئی الٰہ نہیں ہے۔اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ قرآن کہتا ہے:لوگو! تمہارا معبود ایک ہی ہے۔وہ کون ہے؟ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ [2:البقرۃ:163]وہ اللہ ہے۔جس کی صفت لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اور وہ رحمٰن ورحیم ہے۔اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے۔اس کو یاد کر لو۔اس میں متذبذب بالکل نہ رہنا۔اللہ کی ذات اپنی مخلوق سے اوپر ہے۔ علیحدہ ہے۔خدا کسی چیز کے اندر نہیں ہے۔خدا اپنی مخلوق سے ماوریٰ۔یہ کفر کا عقیدہ ہے۔ائمہ اہل سنت کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لیں کہ جس کا عقیدہ اللہ کے بارے میں یہ نہ ہو۔اس سے توبہ کراؤ۔اگر توبہ نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔وہ واجب القتل ہے۔اور نجات اس عقیدے پر ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر آدمی سے کوئی گناہ کا کام ہو جائے مثلاً قسم کا کفارہ ہے۔یا بیوی کو ماں کہہ دیا۔ ظہار ہے۔یا قتل کا معاملہ ہے کہ کسی کو قتل کر دیا۔ تو غلام آزاد کرنا ہوتا ہے۔ضمناً ایک غلام آزاد کیا جاتا ہے۔جس کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو۔جب غلام کو کسی کافر سے آزاد کیا جائے تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو۔ایک صحابی سے کوئی غلطی ہو گئی۔اس پر یہ چیز واجب ہو گئی کہ غلام آزاد کرے۔وہ گیا' اپنی لونڈی کو لے آیا کہ یا رسول اللہ اس کو ذرا چیک کریں۔اس کو Test کریں کہ اس میں ایمان ہے کہ نہیں؟ اگر آپ منظور کر لیں' آپ کو اس کے ایمان کا اطمینان ہو جائے تو آپ مجھے بتائیں میں اسے آزاد کر دوں۔کفارہ ادا ہو گا۔وہ لونڈی آپ کے سامنے لائی گئی۔آپ نے دو سوال کئے۔اور دونوں پچاس پچاس نمبر کے۔کسی کا انٹرویو لینا ہو تو کیسے لیتے ہیں؟ سو نمبر ہیں۔کتنے سوال ہوں گے۔چار سوال ہوں گے۔یا پانچ سوال ہوں گے یا دو سوال ہوں گے۔آپ نے دو سوال رکھے۔اس انٹرویو میں اس کا Test لینے کیلئے۔پہلا سوال کیا تھا؟ آپ نے اس سے پوچھا تھا: اَیْنَ اللّٰہُ ارے لڑکی! تو بتا اللہ کہاں ہے؟ اب دیکھو! ہمارے مولوی کیسے فیل ہوتے ہیں۔دیوبندی مولوی اور بریلوی مولوی۔یک لخت سارے کے سارے فیل۔آپ نے اس لونڈی سے

پوچھا۔ اَیْنَ اللّٰہَ ' اللہ کہاں ہے حدیث کے الفاظ ہیں فَاَشَارَتُ اِلَی السَّمَآءِ اس نے اوپر کو اشارہ کیا کہ اللہ اوپر ہے۔ اب کسی دیوبندی مولوی کو۔۔۔ جو کہ عید پڑھاتا ہو' جمعہ پڑھاتا ہو' یہاں کا ہو' وہاں کا ہو' جامع مسجد کا ہو' چھوٹی مسجد کا ہو' بڑی مسجد کا۔۔۔ چیک کرلیں۔ کبھی سیدھا جواب نہیں دے سکے گا۔ اس سے ایک سوال کیا اَیْنَ اللّٰہ اللہ کہاں ہے ؟ فَاَشَارَتُ اِلَی السَّمَآءِ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ اللہ اوپر ہے۔ دیکھو! کیا اعلیٰ جواب تھا۔ میرے دیوبندی اور بریلوی بھائیو! آپ جب سجدہ کرتے ہیں تو سوچ لو آپ کیا پڑھا کرتے ہیں سُبْحَانَ رَبِّیَ الاَعْلٰی پاک ہے میرا رب جو کہ اعلیٰ ہے' سب سے اوپر ہے۔ اور ہمارے شاعروں کا جو جاہل ہوتے ہیں ہمارے ماسٹروں کا ہمارے اداروں میں کیا چلتا ہے۔ اللہ جدھر دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے۔ میرے نیچے بھی تو ہے' میرے اوپر بھی تو ہے۔ یہ اللہ کا قصد' مشرکوں کا جن کو اسلام کی سمجھ نہیں۔ اللہ کہاں ہے ؟ اس میں بھی اللہ کہاں ہے اس میں بھی ہے۔ کتے میں بھی ہے بلی میں بھی ہے' سؤر میں بھی ہے' درخت میں بھی ہے۔ اس میں بھی ہے۔ زانی میں بھی ہے۔ جو اوپر ہے اس میں ہے اور جو نیچے ہے اس میں بھی ہے۔ اللہ ہر چیز میں ہے۔ اس لڑکی نے جواب دیا۔ فَاَشَارَتُ اِلَی السَّمَآءِ اوپر اشارہ کیا کہ اللہ اوپر ہے۔ ایک سوال پچاس میں سے اس نے پچاس نمبر لئے۔ آپ نے دوسرا سوال کیا مَنْ اَنَا لڑکی تو بتا کہ میں کون ہوں اس نے جواب دیا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے سو کے سو نمبر لے لئے۔ آپ نے اس کے مالک سے کہا: جا اسے آزاد کردے یہ ایمان والی ہے۔ (رواہ المالک و مسلم ' مشکوۃ کتاب النکاح' باب فی وجوب کون الرقیۃ المعتقۃ کفارۃ مومنۃ عن صاریہ بن حکم) آج کا مولوی بالکل فیل۔ اللہ کے بارے میں پوچھو تو جی ! ہر جگہ ہے۔۔۔ فیل۔۔۔ اور مسئلے مسائل کی بات کرو۔ میں حنفی' مطلب۔۔۔ میرا رسول امام ابو حنیفہؒ

ہیں۔ میرے رسول محمد ﷺ نہیں ہیں۔ ارے ! مسلکے نبی کے چلا کرتے ہیں کہ امتیوں کے چلا کرتے ہیں۔ حقیقت میں نبی وہ ہوا کرتا ہے۔ جس کے مسلکے چلا کرتے ہیں۔ نبی کون ہوتا ہے ؟ نام لینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ بیوی خاوند کا نام لے۔ کوئی پوچھے تیرے خاوند کا نام کیا ہے ؟ وہ کہے کہ میرے خاوند کا نام زید ہے۔ جگہ جگہ زنا کرتی پھرے۔ تو خاوند تو وہ ہیں جن سے زنا کرواتی ہے۔ مسلکے مانے اوروں کے 'نماز حنفی طریقے کی۔ روزہ حنفی طریقے کا۔ نکاح' طلاق' حج' حنفی طریقے کا۔ اور نبی کون ؟ مُحَمَّدَ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ یہ فریب ہے یہ دھوکہ ہے حقیقت میں ان کا نبی وہی ہے جس کو وہ Follow کرتے ہیں۔ جس کی پیروی کرتے ہیں۔ جس کی فقہ پر مذہب بنتا ہے۔

میرے بھائیو! قبر میں بھی یہی سوال ہوگا۔ مَنْ نَبِیُّكَ تیرا نبی کون ہے ؟

دیوبندی اور بریلوی کبھی جواب نہیں دے سکتا۔ نَبِیٌّ مُحَمَّدٌ کہ میرا نبی محمد ہے۔ اب چونکہ اللہ نے پردہ رکھا ہے۔ اگر اللہ سنا دے۔ میں کبھی کبھی سوچا کرتا ہوں یااللہ! ہم جو لڑ رہے ہیں 'ادھر اویسی صاحب ہیں 'ادھر ہم ہیں۔ ادھر جامع مسجد ہے ادھر ہم یااللہ! ہم جو لڑ رہے ہیں ہم کہتے ہیں یہ جھوٹے۔ وہ کہتے ہیں تم جھوٹے۔ اللہ تو کوئی چمکار ادکھادے۔ تو تو جانتا ہے۔ سچا کون ہے ؟ جھوٹا کون ہے ؟ لیکن خدا کی طرف سے اعلان ہوتا ہے اگر میں دکھا دوں تو ایمان بالغیب کا سودا ختم ہو جائے گا۔ یہ کوئی کمال ہے۔ یااللہ ! یہ آواز دے دے کہ عبداللہ ٹھیک کہتا ہے۔ باقی غلط کہتے ہیں۔ پھر آپ کے ایمان لانے کا فائدہ کوئی نہیں۔ ایمان بالغیب والی بات ختم ہو جاتی ہے۔ اس ایمان کا کوئی فائدہ نہیں۔ مرنے کے بعد جب سب کچھ سامنے آجائے تو آپ کا کیا خیال ہے۔ ابو جہل نہیں کلمہ پڑھتا ہوگا۔ پھر ہر ایک کلمہ پڑھتا ہے۔ لیکن اس کلمے کا فائدہ نہیں۔ اللہ کہتا ہے میں ایمان بالغیب ختم نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے سمجھا دیا۔ قرآن تم پر اتار دیا۔ تم اس کا فیصلہ کرو کہ نبی کون ہے ؟ اطاعت کے قابل کون ہے ؟ پیروی کے لائق کون ہے ؟ امام ابو حنیفہؒ یا محمد ﷺ ہیں ؟ خدا قبر میں یہی پوچھے گا۔ مَنْ

نَبِیُّکَ تیرا نبی کون ہے ؟اب اگر وہاں چالاکی کام دے سکتی ہے تو کوئی ہندو کبھی فیل نہ ہو۔ ہندو بھی کہہ دے گا لو ہو مسلمانوں کی باتیں پکی ہو گئیں فٹافٹ کہہ دے گا میرا رب اللہ ہے۔ میرا نبی محمد ﷺ ہے اور میرا مذہب اسلام ہے۔ لیکن نہیں وہاں داؤ نہیں چلے گا۔ وہاں پریکٹیکل۔۔۔ جس کو وہ مانتا رہا ہے۔ وہی مانے گا۔ وہاں دھوکہ نہیں چلے گا۔۔۔ کہ پیروی ساری عمر کرے اپنے امام کی' اپنے پیر کی' اور قبر میں کہہ دے کہ میرا نبی محمد ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ وہاں زبان سے یہ بات نہیں نکلے گی۔ کتنا بڑے سے بڑا مفتی کیوں نہ ہو۔ مولوی کیوں نہ ہو' اس زبان سے کبھی نکل سکتا ہی نہیں۔ کہ نَبِیٌّ مُحَمَّدٌ (رواہ احمد' ابو داؤد' مشکوۃ باب عذاب القبر عن براء بن عازب) میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ یہ کس کی زبان سے نکلے گا ؟ اس کی زبان سے نکلے گا جو عملاً محمد ﷺ کی پیروی کرتا ہے۔ اب دیکھ لو رسول اللہ ﷺ نے روزہ کھولنے کا وقت مقرر کیا ہے آپ نبی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ لوگو! کب روزہ افطار کرنا ہے۔ تمہارے سامنے بہت سے ذہن آئیں گے۔ کوئی کچھ کہے گا' کوئی کچھ کہے گا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ روزہ افطار کرنے کا وقت کیا ہے ؟ جب سورج کی ٹکیا' وہ قرص ڈوب جائے' نیچے گر جائے تو روزہ ختم۔۔۔ میرے نبی کا جواب یہ ہے۔ نبی ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں کہتا ہوں کہ روزہ چھوڑ دو۔ چنانچہ ہمارا اہلحدیث کا یہی مذہب ہے۔ یہی عقیدہ ہے' دیوبندی آئے۔ بریلوی آئے۔ ان کے مولویوں سے پوچھو' ان کے لیڈروں سے پوچھو تو کہیں گے بات تو ٹھیک ہے کہ سورج غروب ہو جائے تو روزہ کھل جاتا ہے۔ لیکن ہم احتیاطاً چار پانچ منٹ رکھ لیتے ہیں۔ وہ یہ جواب دیں گے۔ مطلب کیا ہے ؟ نبی سچا ہے لیکن پیروی اس کی نہیں کریں گے۔ مرضی اپنی چلائیں گے۔ سورج ڈوب جائے' چار منٹ چھ منٹ لیٹ افطار کریں گے۔ ڈوبنے پر نہیں کھولیں گے۔ شیعہ آئے تو انہوں نے کیا کہا ؟ ستارہ نکلے گا تو روزہ چھوڑیں گے۔ سورج ڈوبے گا تو روزہ نہیں چھوڑیں گے۔ اب اگر یہ کہیں کہ ہمارا نبی محمد ہے تو کہنے کا کوئی حق ہے ؟ بالکل نہیں۔ محمد کو نبی کہنے کا اسے ہی حق ہے جو نبی کی بات پر ڈٹ جائے۔ جو نبی کی بات کو بلند کرے۔ باقی کسی کی پرواہ نہ

کرے 'کوئی کیا کہتا ہے 'کوئی نہیں۔ اب دیکھ لو۔ مرد عورت کو طلاق دے دے۔ ایک تو طلاق بے وقوفی۔ غلط طلاق جسے اللہ کے رسول نے منع کیا ہے۔ دیوبندی اور بریلوی مانتے ہیں کہ ایک وقت میں اکٹھی تین طلاقیں دیتا ہے۔ یہ بدعتی ہے۔ یہ بدعت ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ یہ صحیح طریقہ نہیں لیکن کیا کرتے ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی کہ جی! طلاق تو بدعی ہے لیکن تینوں ہو گئیں۔ کہ جی! مولوی صاحب اب کیا بنے گا؟ حلالہ کروالو۔۔۔ ایک رات کے لئے 'دو رات کے لئے کسی اور سے نکاح کر دو۔ وہ صحبت کر لیں وہ طلاق دے دے پھر تیرے لئے حلال ہو جائے گی۔ کوئی پوچھے کہ نبی کا مسئلہ کیا ہے؟ ان کا کیا حکم ہے؟ دیوبندی اور بریلوی مولوی کیا کہے گا؟۔۔۔ یہ تو ٹھیک ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَعَنَ اللّٰہُ مُحَلِّلَ وَمُحَلَّلَ لَہٗ 'جو حلالہ کرتے یا کرواتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ دیوبندی مولوی جانتا ہے 'مانتا ہے۔ لیکن خود طریقہ بتاتا ہے۔ لوگوں کو کہ بیوی کا حلال کرنا ہے تو بیوی کو کسی سے ایک دن کیلئے 'دو دن کیلئے 'نکاح کر دو۔ اب دیانتداری سے بتایئے اس کا نبی محمد ﷺ ہو سکتا ہے؟ قطعاً نہیں۔ نبی کے معانی یہ ہیں کہ نبی کی بات ہو اور آپ کا سر ہو۔ کوئی اس کے بعد درجہ نہیں رکھتا۔ کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ خواہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہو 'یا حضرت عمرؓ ہو یا کوئی دوسرا تیسرا ہو میرے بھائیو! اگر کوئی امام بنانے کے لائق ہو تا تو حضرت ابو بکر صدیق کا سب سے پہلے حق تھا کہ وہ امام ہوتے۔ اگر امام بننے کے لائق کوئی ہو تا تو حضرت عمرؓ کو یہ حق تھا لیکن کیا کیا ان دیوبندی اور بریلوی بھائیوں نے؟ حضرت ابو بکرؓ کو چھوڑا 'حضرت عمرؓ کو چھوڑا 'ایک لاکھ چالیس ہزار یا چوبیس ہزار کے قریب تمام صحابہ کو چھوڑا اور امام ابو حنیفہؒ کو اپنا امام بنا کر اس پر اپنا مذہب بنا لیا۔ اور پھر وہ بھی ان کا نہیں۔ میں نے آپ کو بتایا نہیں کہ صراط مستقیم صرف ایک ہے۔ جو گاڑی اس کو چھوڑ دے گی وہ کہاں جائے گی گھڑے میں۔ اور یہ سیدھا رستہ صرف محمد ﷺ کا تجویز کردہ ہے۔

میرے بھائیو! اپنے ایمانوں کو درست کر لو۔ اسکو صاف کرو۔ یہ آخری جمعہ ہے۔ رمضان جا رہا ہے۔ اگر رمضان جیسا بابرکت مہینہ آکر چلا گیا۔ آپ کی دھلائی نہ ہوئی 'آپ کی

صفائی نہ ہوئی۔ تو آپ نے کیا کمایا۔ کوئی آپ کا فائدہ نہ ہوا؟ جو قرآن کہے' جو حدیث کہے' وہ اسلام ہے۔ وہ دین ہے۔ جو مولوی کہیں' ادھر ادھر کی باتیں کہیں وہ قطعاً دین نہیں ہے۔ تو اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتا ہے ؟ اللہ سب سے اوپر ہے۔ اللہ فوق العرش ہے۔ عرش کے اوپر ہے۔ ساری مخلوق سے وہ علیحدہ ہے۔ ہر ایک کی وہ سنتا ہے۔ کوئی اونچی آواز سے کہے' کوئی آہستہ کہے حتیٰ کہ دل میں خیال آئے۔ اللہ جانتا ہے۔ اور کسی کو یہ کمال حاصل نہیں ہے۔ لوگوں نے اپنے پیروں کے لئے بنایا ہے کہ اگرچہ میرا پیر سینکڑوں من مٹی کے نیچے ہے لیکن میرے پیر کو پتہ لگ جاتا ہے۔ مریدنی آئی ہے۔ یا مرید آیا ہے۔ چڑا آیا ہے یا چڑی آئی ہے اس کو سب پتہ چل جاتا ہے۔ یہ بات کیوں بنائی ؟ اس لئے کہ جو اللہ کی شان تھی وہ بتائی جائے وہ اسکے اندر پیدا کی جائے۔ ورنہ مزا کیا ؟ شرک کیا ہے ؟ شرک کے معنی یہ ہوتے ہیں خدا کی صفات کو چرا چرا کر اماموں میں' فقیروں میں پیدا کر دینا۔ یہ طواف کرنا' یہ چکر لگانا' یہ قوالیاں کرنا' یہ پتنگوں کی طرح سے جیسے پنکھا آپ کے گرد گھومتا ہے۔ یہ ساری چالیں کہاں سے آئی ہیں ؟ شیطان نے چرائی ہیں۔ جو اللہ کے لئے عبادات تھیں وہ غیروں کیلئے مقررر کر دیں۔ کسی کے سامنے یوں Attention کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جیسے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ' کہہ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کا حق ہے کسی افسر کے سامنے کسی مولوی کے سامنے کھڑا ہونا یہ قطعاً ناجائز ہے۔ کسی کے سامنے یوں بیٹھنا جیسے التحیات میں بیٹھتے ہیں۔ بڑے ادب کے ساتھ زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر بہت ادب کے ساتھ بیٹھنا یہ ناجائز ہے۔ یہ اللہ کی شان ہے کسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا یہ ناجائز ہے۔ یہ اللہ کی شان ہے۔ کسی کو جھک کر پاؤں کو ہاتھ لگانا جس سے رکوع کی کیفیت پیدا ہو جائے یہ شرک ہے' یہ ناجائز ہے۔ یہ اللہ کی شان ہے۔ شیطان نے وہ ساری چیزیں چرا لیں۔ کھڑے ہونا' کھڑے ہو جاؤ ـــ افسر آ گیا ہے ـــ یہ قیام سے چرا لیا ہے اور افسروں کو دے دیا۔ رکوع کرنا یہ پاؤں کو ہاتھ لگوا کر شیطان نے رکوع چرا لیا اور پیروں فقیروں اور بزرگوں کو دے دیا کہ تو ان کے پاؤں کو ہاتھ لگا۔ تاکہ رکوع ہو جائے۔ تیرا سجدہ غرق ہو جائے اور پھر جو

مردے ہیں جو کہ کچھ نہیں کر سکتے ان کو سجدے کرواتا ہے تاکہ اللہ اکیلا نہ کہے۔ سجدے کے لائق میں ہوں۔ میرا پیر بھی سجدے کے لائق ہے۔ دیکھ لو دنیا سجدے کرتی ہے۔ یہ شیطان بدلے لیتا ہے۔ اللہ نے شیطان کو جب نکالا' جب دھتکارا قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ o وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ [38:ص:77-78] نکل جا۔ تو مردود ہے' قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے۔ شیطان کو بڑا غصہ آیا کہ اس آدم کی وجہ سے میں نکال دیا گیا۔ اللہ سے ڈر کے مارے کوئی بات نہیں کہی۔ یہ کہنے لگا کہ میں اس آدم کو اور اس آدم کی اولاد کو گمراہ کروں گا۔ اور کیا طریقہ اختیار کروں گا۔ لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ [7:الاعراف:16] میں انسانوں کو گمراہ کرنے کیلئے کہاں بیٹھوں گا۔۔۔ اسلام پر۔۔۔ جنہوں نے لوٹنا ہوتا ہے' رات کے بارہ بجے کے بعد' ڈھائی تین بجے وہ کیا کرتے ہیں۔۔۔ سڑک پر آجاتے ہیں۔ کیونکہ سڑکوں پر ہی لوگوں نے چلنا ہوتا ہے۔ پھر وہاں وہ کار ہو تو روک لیا۔ سکوٹر ہو تو روک لیا۔ کوئی اور ہو تو روک لیا۔ شیطان نے کیا کہا: لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ میں تیری جرنیلی سڑک پر' اسلام پر آکر بیٹھوں گا۔ ان کو وہاں سے ہٹا کر اپنی کوٹھری میں لے جاؤں گا۔ چنانچہ دیکھ لو سیدھی لائن ایک ہی ہے۔ یہ کہ محمد ﷺ کی پیروی کرو۔ دیوبندیوں کو ورغلایا' امام ابو حنیفہؒ کے پیچھے لگا دیا۔ نام اسلام کا لیکن لائن دوسری۔ اس طرح سے شیعہ کو نام اسلام کا لیکن امام بارہ پکڑوا دیئے۔ شیطان نے کہا۔ لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ میں صراط مستقیم پر آکر بیٹھوں گا۔ وہاں سے میں ورغلا ورغلا کر ان کو وہاں سے ہٹا کر اپنی لائنوں پر ڈالوں گا۔ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ پھر ہر حیلے سے ناموں کا دھوکہ دے کر کبھی کسی چیز کا دھوکہ دے کر' کبھی کسی چیز کا دھوکہ دے کر۔ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ میں ان سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ إِلَّا عِبَادَكَ

ہاں تیرے خالص بندے۔۔۔ کوئی کوئی بچ جائے تو بچ جائے ورنہ میں سب کو لگام ڈال لوں گا۔ چنانچہ اللہ نے قرآن میں فرمایا: وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ جو شیطان نے کہا تھا اس نے اپنی بات سچی کر دکھائی۔ فَاتَّبَعُوهُ ساری دنیا شیطان کے پیچھے لگ گئی۔ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ [34: سبا: 20] مگر تھوڑے سے ایمان والے اب ایمان صحیح کس کا ہو سکتا ہے۔ ایک اہلحدیث کا۔ جس نے سوائے اللہ کے رسول ﷺ کے کسی اور کو پیر و مرشد اور امام بنایا ہی نہیں۔ لیکن اہلحدیث کو دانہ کیا ڈالتا ہے رفع الیدین کر لیا کر۔ باقی سب باتیں ٹھیک ہیں۔ باقی اپنا کام کر جیسا تیرا دل چاہتا ہے۔ چنانچہ آمین اور رفع الیدین کرنے والا اہلحدیث لیکن دنیادار ایسا پکا کہ شاید انگریز بھی اتنا دنیادار نہ ہو۔ ہو گا اہلحدیث۔۔۔ شیطان یہ پڑیا دیتا ہے۔ دیکھ کر کہ یہ اہلحدیث ہے اس کو شرک کی پڑیا نہیں دے گا۔ اس لئے کہ یہ پھنسے گا نہیں۔ اس کو دنیاداری کی پڑیا دے گا۔ بیوی ایسے جوڑ دے گا جو فیشن ایبل ہو ' ماڈرن ہو ' جو اس کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دے۔ اور اہلحدیث بڑا خوش ہے کہ اب مجھے ماڈرن اپ ٹو ڈیٹ لیڈی مل گئی ہے ' میں بڑا اونچا ہو گیا ہوں۔ میری شان بڑی اونچی ہو گئی ہے۔ حالانکہ حقیقت میں شیطان کا شکار ہو گیا۔ آپ نے صحابہ کے بارے میں کیا کہا تھا۔ اے میرے صحابہ مجھے اب یہ تو یقین ہے کہ اب تم شرک نہیں کرو گے۔ آپ نے صحابہؓ کے بارے میں کہا کہ مجھے تمہارے بارے میں بلکہ فرمایا: قَدْ يَئِسَ الشَّيْطَانُ شیطان ناامید ہو گیا کہ وہ تم سے شرک نہیں کروا سکتا۔ لیکن کیا کرے گا؟ دنیا کی رغبت دلا کر تم کو آپس میں لڑائے گا۔ شرک سے بالکل پاک لیکن آہستہ آہستہ تم کو پھر وہی بنا دے گا جو بریلوی ' دیوبندی اور لوگ ہیں۔ اس لئے میرے بھائیو! اہلحدیثو سن لو اس زعم میں بالکل نہ رہنا کہ ہم اہلحدیث ہیں۔ اہلحدیث آمین ' رفع الیدین ' کرنے والے کو نہیں کہتے۔ اہلحدیث کون ہوتا ہے؟ سب سے پہلے اس کے ذہن میں بڑائی کا تصور نہیں ہوتا ہے۔ جس کے ذہن میں بڑائی کا تصور آ جائے کہ میری کوٹھی ایسی ہو ' میرے پاس دولت اتنی ہو ' میری بیوی ایسی ہو ' میری لڑکی ایسی ہو ' وہ برباد ہو گیا۔ وہ اہلحدیث نہ رہا۔ اہلحدیث ہونے کیلئے سب سے پہلے آپ کو کیا

کرنا چاہیے۔ اپنے اندر عاجزی' انکساری' سادگی اور دنیا میں شہرت کی طمع ختم کر دینی چاہیے۔
جس نے دنیا میں شہرت کی چاہت کی وہ برباد ہو گیا۔ کام کرو لیکن نمائش نہ ہو۔ اور بڑے بننے کا
خیال بالکل چھوڑ دو۔ قرآن کی آیات میں آپ کو پہلے بھی سنا چکا ہوں تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ
جنت کس کو ملے گی ؟ یہ ہم کس کو دیں گے ؟ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ [28:
القصص:83] جو دنیا میں بڑا نہیں بننا چاہتا۔ اب دیکھ لو کون ہے جس کے دل میں یہ
خیال نہ ہو کہ میری کوٹھی ایسی ہو' میرا کاروبار ایسا ہو۔ میرا فلاں ایسا ہو' میرا فلاں ایسا ہو' اب
آپ میں سے کتنے اہلحدیث ہیں جن کا بینک بیلنس Bank Balance بہت ہو گا۔ ہزاروں
' لاکھوں کی تعداد میں ہو گا۔ اور اگر آپ سے کوئی کہے دیکھو فلاں مسجد کا کیا حال ہے ؟ تو دو
روپے' یا پانچ روپے نکال کر دے گا۔ میں آپ کو ایک معیار بتاؤں سادا سا جو آپ کو مسلمان بنا
دے۔ خدا قیامت کے دن آپ سے پوچھے گا اے بندے ! تو بتا تو اسلام کو اپنا دین سمجھتا تھا'
توجہ سے سنیئے ! خدا پوچھے گا کہ اسلام کو تو اپنا دین سمجھتا تھا۔ اب آپ کیا جواب دیں گے۔ اگر
کہیں گے یا اللہ نہیں تو خدا کہے گا چل تو تو کافر ہے۔ چلا جا۔ بھاگ جا۔ اور اگر آپ نے یہ کہا کہ
یا اللہ ! میرا دین تھا۔ تو خدا کہے گا تجھے کتنی غیرت آئی ؟ نقصان پڑا' تیری زمین پر کوئی قبضہ
کرے تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا تھا' تیری عزت پر کوئی ہاتھ ڈالے تو تو قربان ہونے
کیلئے تیار ہو جاتا تھا۔ تیرا کوئی ذاتی نقصان ہو تو تو برداشت نہیں کرتا تھا۔ اسلام تیرے سامنے
ضیاء سے لے کر چپڑاسی تک کیسی گت بن رہی ہے اور تجھے غیرت نہیں آتی تھی۔ کہیے ! کیا
جواب ہو گا۔ کیا یہ سوال اللہ نہیں کرے گا۔ ادیکھ لو جوتے ہیں۔ میں غلطی سے آپ کا جوتا
اٹھالوں۔ آپ کہیں گے نہیں کہ یہ جوتا میرا ہے۔ آپ اٹھا رہے ہیں' کیوں ؟ اس لئے کہ وہ
چیز آپ کی ہے۔ اور دین ---- آپ کا نہیں ---- سن لو ! اگر مسلمان ہو ---- اور مسلمان وہ
ہوتا ہے جو دین کو اپنا سمجھے۔ اور اس کے دین پر کوئی مٹی پڑ جائے' کوئی گرد و غبار پڑ جائے' کوئی
اس کی ٹانگ توڑ دے۔ ' کوئی سر پھوڑ دے۔ اس کا کوئی نقصان کر دے تو وہ ایسے ہی تکلیف
محسوس کرے جیسے اس کے بیٹے پر کسی نے ہاتھ ڈالا ہے۔ اسکی عزت پر کسی نے ہاتھ ڈالا

ہے۔ اس کے مکان پر کوئی قبضہ کر رہا ہے۔ اسے تکلیف ہوتی ہے اور اگر آپ کو تکلیف نہیں ہوتی۔ آپ کا بیٹا جو مرضی کرے اور آپ کو تکلیف نہیں ہوتی' آپ کی بیٹی جو مرضی کرے اور آپ کو تکلیف نہیں ہوتی۔ آپ کی بیوی جو مرضی کرے تو آپ نہیں کہہ سکتے کہ اسلام آپ کا ہے۔ ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی بیوی ہو کر اسلام کا نقصان کرے' اسلام کی حدود کو پامال کرے' آپ کا بیٹا ہو کر اسلام کی حدود کو توڑے۔ آپ کی اولاد ہو کر آپ کے دوست ہو کر اسلام کو برباد کریں۔ پھر آپ ان سے گلیں ملیں اور محبت کریں۔

میرے بھائیو! سادہ سا معیار ہے۔ میں نے آپ کو سمجھانے کیلئے یہ بات رکھی ہے۔ اس معیار پر اپنے آپ کو جانچا کریں۔ اگر آپ کے دل میں اسلام کی غیرت نہیں اٹھتی ہے' آپ ٹس سے مس نہیں ہوتے تو سمجھ لو کہ آپ میں اسلام نہیں ہے۔ اسلام کو لے جانے والی کیا چیزیں ہیں؟ اسلام کو برباد کرنے والی کیا چیزیں ہیں۔ یہ بات ہر وقت یہودی سوچتا رہتا ہے۔ دیکھ لو انڈیا نے یہ ٹیلی ویژن کا نظام امر تسر میں فٹ کیا ہے اور سارا پاکستان اس کیلئے جان دیتا ہے۔ یہ ٹیلی ویژن کا نظام کیوں Set کیا ہے؟ کہ اس سے مسلمان کو بے ایمان بنایا جاتا ہے۔ اس کے دین کو لوٹا جا سکتا ہے۔ چنانچہ پاکستانی برباد ہو رہے ہیں۔ یہ وی سی آر ۔۔۔ یہ سارا نظام کیا ہے؟ یہ آپ کو بے دین کرنے کیلئے ہے۔ اور اگر آپ ان کو سینے سے لگائیں۔ اپنے گھر میں ان کو رکھیں۔ اور معیار یہ بنائیں کہ جس کے گھر میں یہ نہیں تو وہ پھر کوئی دیسی سا آدمی ہے۔ ملاں ٹائپ۔ Standard of Living بہت اونچا ہے۔ میرے گھر میں .T.V ہونا چاہیے۔ اور جاہل جن کے دل مریض ہیں۔ جن کے دل بیمار ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں کہ مولوی صاحب ٹی وی مجھے اچھا تو نہیں لگتا لیکن بچے دوسرے لوگوں کے گھروں میں جا کر دیکھتے تھے۔ میں نے کہا یہ بے ایمانی میں خود گھر میں کیوں نہ لے آؤں۔ اس لئے میں نے ٹی وی رکھ لیا۔۔۔ ٹی وی کیوں رکھا؟ کہ بچوں کو دوسری جگہ جانے کی تکلیف نہ ہو۔ اپنے گھر میں آن آف کیا اور مزے کر لئے۔ عقل دیکھو! جب آدمی مریض ہو جاتا ہے' دل بیمار ہو جاتا ہے تو فٹافٹ شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔

میرے بھائیو! آپ کو یہ باتیں بری لگتی ہوں گی۔ کہ کیا کہہ رہا ہے لیکن میں بھی

مجبور ہوں۔ سچی بات ہے میرے دل میں درد ہے اور خدا کی قسم یہ چاہتا ہوں کہ یااللہ! یہ جتنے جمعہ پڑھنے آئے ہیں اللہ ان کی صفائی ہو جائے۔ اللہ ان میں ایسی Change آجائے کہ مجھے اطلاع ملے وہ بھی بدل گیا ہے' وہ بھی بدل گیا ہے۔ اور منبر پر چڑھنے کا فرض بھی یہی ہے۔ اگر منبر پر چڑھ کر آدمی لوگوں کو خوش کرنے کیلئے فرسٹ کلاس قصے کہانیاں سنائے' اور محظوظ کرے اور آپ بھی واہ واہ کر کے مست ہو جائیں۔۔۔ یہ منبر کا حق ادا نہیں ہوتا۔ منبر کا حق اس صورت میں ادا ہوتا ہے کہ آپ کی دھلائی مقصود ہو۔ آپ کا فائدہ کس میں ہے کہ آپ صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں۔

سو میرے بھائیو! رمضان شریف جارہا ہے۔ کوئی تو عہد کریں آپ کم از کم یہ جو گناہ بے لذت ہیں۔۔۔ دیکھو زنا۔۔۔ زنا گناہ ضرور ہے' لیکن اس میں لذت ہے اور ٹی وی اور داڑھی منڈانے میں کیا لذت ہے؟ ان میں سے ہم وہ گناہ کرتے ہیں جو بے لذت ہیں۔ اور گنہگار بھی اتنے ہوتے ہیں کہ اپنا دین ایمان خراب۔۔۔ سو اس لئے مومن جو ہوتا ہے وہ لذت والا گناہ ہو یا بے لذت ہو اس سے دور رہتا ہے۔ وہ گناہ کو کیا سمجھتا ہے؟ جیسے پہاڑ ہو' آگے کو بڑھا ہوا ہو اور وہ اس کے نیچے بیٹھا ہو۔ اور سمجھے کہ اب گرا کہ اب گرا۔ گناہ کا ڈر مسلمان کو اتنا ہوتا ہے۔ سو میں اللہ کے بارے میں آپ کو بتارہا تھا۔ دو تین منٹ میں دعا کے سلسلے میں چند منٹ میں آپ کو عرض کردوں۔ فرمایا: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اب رمضان شریف جا رہا ہے۔ آخری راتیں ہیں۔ اس میں دعا کرنی چاہیے۔ اور دعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ نے گیٹ کھول رکھے ہیں۔ پھاٹک اللہ نے کھول رکھا ہے۔ مانگو جو مانگنا ہے تو فرمایا: اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ [2:البقرة168] بندہ جب مجھ سے دوستی لگاتا ہے اور مجھے پکارتا ہے۔ مجھ سے مانگتا ہے۔ میں اسی وقت اس کی پکار کر سنتا ہوں' لوگ اردلی رکھتے ہیں۔ چپڑاسی رکھتے ہیں' پہرے دار رکھتے ہیں' ان کے ذریعے سے ان سے ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ یہ جاہل لوگ کہتے ہیں کہ نہیں یہ وسیلے کے بارے میں ہے۔ سیڑھی کے بغیر کوٹھے پر نہیں چڑھ سکتے' مرشد پکڑے بغیر اللہ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ اللہ کہتا ہے

توپاگل ہے۔ تو بتا جب تیرے دل میں خیال آیا۔ پہلے تیرے پیر کو پتہ لگا یا مجھے۔ مقابلہ کر کے دیکھ لو تو کہتا ہے کہ میں پیروں کو پکاروں کہ اللہ سے ملوں۔ اللہ کہتا ہے تو بتا جب تیرے دل میں خیال آتا ہے تو پہلے مجھے پتہ لگتا ہے یا تیرے پیر کو پتہ لگتا ہے۔ اب کیا کہے گا۔ بریلوی مشرک کیا کہے گا۔ کہ نہیں جی! پتہ تو پہلے اللہ کو لگتا ہے۔ پھر سیڑھی لگانے کی ضرورت کیا ہے؟ پھر کسی کو پکڑنے کی ضرورت کیا ہے کہ جہاں تجھے پہنچنا ہے' وہاں اطلاع پہلے ہو گئی پھر اب جب تو زبان پر لائے گا۔ میری یہ تکلیف ہے' میرا یہ دکھ ہے' میری یہ آرزو ہے۔ میری یہ خواہش ہے' میری یہ حاجت ہے' میرا یہ سوال ہے۔ تو تو بتا۔ تو بولے گا۔ پہلے اللہ سنے گا یا تیرا پیر سنے گا۔ خدا پوچھتا ہے تو کیا کہے گا۔ ایک مشرک بھی یہی کہتا ہے کہ نہیں سنتا تو پہلے اللہ ہی ہے۔ تو پھر خدا کہتا ہے تو دوسروں کو ہاتھ ڈالنے کی ضرورت کیا ہے؟ بے وقوف پھر مجھے پکار۔ اور پھر خدا کہتا ہے تو بتا اگر تیرا دکھ ہے' اگر تیری پریشانی ہے۔ اگر تیری تکلیف ہے تو رحمٰن رحیم میں ہوں یا تیرا امردہ پیر۔ رحمت اس سے زیادہ ہے یا مجھ میں زیادہ ہے۔ مشرک کہے گا نہیں یا اللہ! رحمت تجھ میں زیادہ ہے' خدا کہے گا پھر جھک کیوں مارتا ہے۔ پھر کیوں کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ کسی کو حیلہ وسیلہ بناتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اے میرے اللہ خدا کہتا ہے' ہاں کہو کیا کہتا ہے۔ خدا شہ رگ سے قریب ہے۔ ادھر کہتے ہیں' سیڑھی لگالو پھر چڑھیں گے۔ خدا سے زیادہ کوئی سننے والا نہیں۔ خدا سے زیادہ کوئی رحم کرنے والا نہیں۔ خدا کے قبضے میں سب کچھ ہے۔

میرے بھائیو! نہ کوئی لے کر دے سکتا ہے۔ نہ کوئی اپنے پاس سے دے سکتا ہے۔ کسی کے پلے ہے کیا۔ سوچو! کوئی کتنا بڑے سے بڑا ہے۔ اب ملتان چلے جاؤ۔ اللہ اکبر! شرک کا گڑھ ہے۔ یہ فلاں کا مزار ہے۔ یہ فلاں کا مزار ہے۔ لوگ کتنی دور سے سندھ سے' پنجاب سے آتے ہیں۔ اپنی مرادیں لے کر آتے ہیں اور وہاں مانگتے ہیں۔ خدا کیا کہتا ہے کہ ان جیسا پاگل بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ مجھ زندہ خدا کو چھوڑ کر اس مردہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہو۔ اگر اس کے ہاتھ میں کچھ ہوتا۔ اگر اس کے ہاتھ میں کچھ ہوتا' اگر کسی مردے کے پلے میں کچھ

ہو تا خواہ وہ نبی ہو' یا ولی ہو' وہ کتنا بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو تو خدا کہتا ہے یہ اپنے بچوں کو پہلے سنبھالتا' یہ اپنی بیوی کو پہلے سنبھالتا' دیکھ لو کسی پیر کو۔۔۔ کوئی پیر مر جائے' اس کی بیوی نکاح کرتی ہے کہ نہیں ؟ بریلوی مولوی جو مر جاتے ہیں ان کی بیویوں کو چاہیے کہ جب دور دور سے دنیا ان سے فوت ہو جانے کے بعد فیض لینے آتی ہے خود فیض بھی حاصل کر لیا کریں۔ نکاح کی تکلیف کیوں کرتی ہیں ؟ دیکھو نا! عقل کی بات ہے لوگ کہتے ہیں حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں۔ اور یہ محض جھوٹی بات ہے اور دل ایسا نہیں کہتا۔ صرف بریلوی مولوی کی زبان کہتی ہے۔ اگر یہ یقین ہو کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں تو جا کر سعودی حکومت سے کہیں کہ جی! ہمیں سو فیصدی یقین ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ قبر کھودو ہم باہر نکالیں گے۔ لیکن بریلویوں کو پتہ ہے کہ اگر قبر کھودی بھی جائے تو آپ زندہ نہیں ہوں گے۔ اگر زندہ ہوتے تو صحابہ انہیں دفن کیوں کرتے ؟ دیکھو! کیا معقول بات ہے' کیسی عقلمندانہ (Common Sense) بات ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ مشرک پاگل ہوتا ہے' بے وقوف ہوتا ہے۔ اس کو عقل کوئی نہیں ہوتی۔ عقل والا صرف ایک ہی ہے۔ وہ جو محمد ﷺ کے طریقے پر چلتا ہے۔ خدا کہتا ہے میں سب سے زیادہ سننے والا ہوں۔ میں تمہاری دعائیں قبول کرنے والا' سب کچھ میرے قبضے میں ہے۔ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ' اب یہ جی! یورینیم (Urinium) مل گئی ہا۔ا۔ہا۔! تیل مل گیا' گیس مل گئی واہ اواہ! بڑا امیر ملک بن گیا۔ بڑی نایاب چیزیں' کمیاب چیزیں' بڑی قیمتیں چیزیں۔۔۔ خدا کہتا ہے میرے پاس تو ہر ایک چیز کا خزانہ ہے۔ وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ' [15:الحجر:21] ہمارے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے۔ لیکن ہم دنیا میں جتنی جتنی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ بارشیں نہیں ہوتیں۔ خدا کے پاس پانی نہیں ہے۔۔۔ نہیں نہیں بلکہ اس کی مرضی نہیں ہے۔ یا اتنی بارشیں ہوتی ہیں کہ تجھ سے پانی سنبھالا نہیں جاتا۔ خدا کہتا ہے کہ نہیں۔ میری مرضی نہیں۔ ارے ایسے زندہ خدا کو چھوڑ کر غیروں کے پیچھے جانے والا کبھی مسلمان ہو سکتا ہے ؟ خدا کے لئے مسلمان ہو' اپنے عقیدوں کو درست

کرو۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خطبہ ثانی

دل چاہتا ہے کہ جمعے کو جلدی ختم کر دیا جائے۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ بعض دوست نئے آئے ہوتے ہیں۔ ان کے کان میں اگر بات پڑ جائے اور بڑی سچی بات ہے دل میں حسرت رہتی ہے کہ یا اللہ! یہ آیا ہے۔ یہ خالی واپس نہ جائے۔ یہ کچھ نہ کچھ لے کر جائے۔ اس میں کوئی انقلاب آ جائے۔ اس لئے خواہ مخواہ دیر لگ جاتی ہے۔ اب نہ میں چاہتا ہوں' یہ بات صرف ایک تقاضا ہے۔ جو بڑا اہم اور ضروری ہے۔ اللہ کی قدرت جو نئے آتے ہیں ان کو کچھ نہ کچھ دلچسپی ہوتی ہے اور جو پرانے ہیں' جن کو سونا ہوتا ہے وہ پیچھے پڑے رہتے ہیں کہ جی! آپ نے بڑی دیر لگا دی۔ اب آپ کو یہ پتہ نہیں کہ دیر کے کیا معنی ہیں؟ دیکھئے دیر وہ خطرناک ہوتی ہے جب وقت نکل جائے۔ ظہر کا وقت کب تک ہے؟ ایک مثل تک ظہر کا وقت ہے۔ دیر تو تب ہو جب ایک مثل سے وقت نکل جائے۔ کہ جی! اب عصر کا وقت ہو گیا۔ ایک مثل تک ظہر کا وقت ہے۔ اور ظہر کا وقت جو ہے وہ جمعہ کا وقت ہوتا ہے۔ جو پرانے ہیں رچے ہوئے جن کو زیادہ ضرورت نہیں ہوتی' جن کو زیادہ تر سونے کا کام ہوتا ہے' آنکھ کھلتی ہے تو وہ کہتے ہیں جمعہ ختم نہیں ہوا۔ اور پھر بعد میں وہ میرے پیچھے پڑتے ہیں کہ آپ نے دیر لگا دی۔ اور مجھے لالچ ہوتا ہے کہ نئے نئے چہرے جو بیچارے آج ہی آئے ہیں۔ شاید یہ پھر نہ آئیں۔ اللہ کرے ان کے دل کو کوئی اچھی بات لگ جائے کہ یہ مستقل ہمارا گاہک بن جائے۔ اور اللہ اس کی ہدایت کا کوئی سامان پیدا کر دے۔ تو اس لئے دل نہ توڑا کریں۔ نیت کو دیکھیں' میری نیت کو دیکھیں۔ اپنی نیت کو درست کریں۔ مقصد یہ ہو کہ کوئی نہ کوئی درست ہو جائے۔

س: حجۃ الوداع کے موقع پر جب حضور ﷺ نے اپنا آخری خطبہ دیا تو فرمایا دین مکمل ہو چکا ہے تو کیا آپ اس وقت رفع الیدین کرتے تھے؟ مناسب جواب ارشاد

فرمائیں۔

ج: اب دیکھئے! یہ سوال سن کر آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ جن لوگوں کا اصل دل نہیں مانتا کسی چیز کے کرنے کا تو پھر وہ سوالات ایسے کرتے ہیں۔ اب انہوں نے سوال کیا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے وہاں نماز پڑھی تو کیا رفع الیدین کیا؟ اگر یہ سوال کرنے والا اپنے دل سے یہ پوچھ لے اگر یہی معیار صحیح ہے کہ جو کام آپ نے اس نماز میں کیا تھا وہی کرنا چاہیے تو میں کہتا ہوں یہ جو شروع میں پہلی رفع الیدین تم بھی کرتے ہو آپ ﷺ نے اس وقت کی تھی؟ آپ پہلی دکھا دیں، دوسری میں دکھا دوں گا۔ جب آپ نے نماز شروع کی اس وقت پہلی رفع الیدین آپ ﷺ نے کی جو آپ کرتے ہیں۔ اب اگر یہ معیار آپ کے لئے نہیں تو میرے لئے کیوں ہے؟

ایک مولوی آیا کہ آپ یہ بتائیں جو آپ ﷺ نے آخری نماز پڑھی جب پہلے حضرت ابوبکر صدیق رض امام تھے، پھر آپ امام بن گئے کیا اس میں آپ نے الحمد شریف پڑھی۔ اگر اس میں پڑھی تو ثابت ہوگی اور اگر نہیں پڑھی تو نماز میں الحمد شریف نہیں پڑھنی چاہیے۔ میں نے کہا آپ یہ ثابت کر دیں کہ آپ نے اس نماز میں رکوع کیا۔ اگر ثابت ہو گیا کہ رکوع کیا تو رکوع کرنا چاہیے ورنہ نہیں کرنا چاہیے۔ اب کون ثابت کرے بھلا۔ بات کیا ہے؟ نماز کا طریقہ نارمل حالات میں دیکھا جاتا ہے۔ آپ کی تعلیم کیا ہے؟ آپ کا طریقہ کیا ہے۔ اگر ایک دفعہ بھی زندگی میں یہ ثابت ہو جائے کہ نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ تو پھر اگر کسی نماز میں ذکر نہ ہو تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ طریقہ جو بتا دیا۔ تو یہ سوالات جو ہیں یہ صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو پھانسا جائے اور حالانکہ اصول وہی ہے۔ "چاہ کردہ، چاہ در پیش" جو دوسروں کیلئے کنواں کھودتا ہے وہ سب سے پہلے خود اس میں گرتا ہے۔

س: جنازہ میں مقتدی اونچی آواز سے آمین کہہ سکتے ہیں کہ نہیں؟

ج: میں عرض کردوں قریب قریب تمام مسئلے حنفیوں کے ہاں بیکار ہو گئے۔ دین کا حلیہ ہی بگڑ گیا ہے۔ جنازہ ان کا کسی طریقے کا نہیں ہوتا' نمازیں ان کی کسی طریقہ کی نہیں ہوتیں۔ روزہ کھولنے میں بھی مجرم' روزہ رکھنے میں بھی مجرم' ہر کام غلط طریقے کا۔ نکاح اور طلاق میں بھی مجرم' دین ہی سارا بگڑ گیا ہے۔ جب نبی کو چھوڑ دیا تو دین کیسے رہ سکتا ہے۔ تو بہترین طریقہ جنازے کا یہ ہے کہ امام جو ہے وہ اونچی آواز سے جنازہ پڑھے آہستہ آواز سے پڑھنا بھی ثابت ہے۔ لیکن آپ کا اکثر عمل جو تھا وہ اونچی آواز سے تھا اور پھر جو لوگ دعائیں نہیں پڑھ سکتے' جن کو دعائیں نہیں آتیں وہ امام کے ساتھ آمین کہہ سکتے ہیں۔ چونکہ قنوت میں ثابت ہے جن کو دعائیں یاد نہ ہوں وہ اونچی آواز سے آمین کہیں۔ اگر آتی ہوں تو خود پڑھ سکتا ہے۔ اگر نہ آتی ہوں تو امام کے پڑھنے پر آمین کہہ سکتا ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ اور یہ طریقہ پرانا اور قدیم سے چلا آرہا ہے۔

نماز عید الفطر کے متعلق اب جھگڑا یہ پڑے گا کیونکہ گرمی تیز ہے' لوگوں نے کوشش تو یہی کرنی ہے کہ روزے انتیس ہی ہو جائیں۔ میرے بھائیو! اگر اللہ رعایت کرے تو ٹھیک ہے قبول کر لو لیکن اگر اللہ کی طرف سے رعایت نہ ہو تو پھر رسے نہ تڑواؤ۔ اپنا کام دل سے کرو۔ اگر چاند نظر آجائے تو عید ورنہ روزہ۔ اب حکومت کی مرضی یہ ہے جیسا کہ عام بے دینوں کا ذہن ہوتا ہے کہ جب حکومت اعلان کردے کہ عید ہے تو عید اور جب حکومت اعلان کر دے کہ روزہ تو روزہ۔۔۔ اور یہی حنفیوں کا مذہب ہے کہ جو قاضی فیصلہ کر دے ظاہراً یا باطناً وہ نافذ ہے۔ یہ حنفیوں کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ جب مولانا صادق صاحب زندہ تھے۔ اس طرح سے چاند کا چکر پڑ گیا۔ مولانا صادق نے فیصلہ کر دیا۔ وہ اس وقت ناظم امور مذہبیہ تھے۔ سب حنفی ایک لائن میں ہو گئے کہ جب ناظم امور مذہبیہ نے فیصلہ کر دیا اب چاند ہو نہ ہو عید ہو گی۔ یہ حنفی فقہ کا مسئلہ ہے کہ قاضی جو فیصلہ کر دے

بیشک وہ غلط ہی ہو نافذ ہو گا اللہ کے نزدیک بھی اور دنیا کے نزدیک بھی۔ اور اس کی مثال بھی میں آپ کو بتادوں کسی مولوی سے پوچھ لینا حنفی فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت پر یہ دعویٰ کر دے کہ یہ میری بیوی ہے حالانکہ وہ اس کی بیوی نہیں۔ مرد یہ دعویٰ کر دے کہ یہ میری بیوی ہے اور عدالت میں جا کر گواہ گزار دے' قاضی اور جج یہ فیصلہ کر دے کہ ہاں یہ تیری بیوی ہے تو اسے لے جائے۔ اب وہ نہ اللہ کے ہاں مجرم ہے اور نہ قانون میں مجرم ہے۔ کیونکہ قاضی کا فیصلہ ظاھرًا وَّ بَاطِنًا نافذ ہے۔ یہ اصول ہے۔ اسی بنا پر حکومت چاہتی ہے چاند ہو گیا ہے عید ہو گی۔ لیکن اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ پوچھو کہاں چاند نظر آیا ہے ؟ جب حکومت اعلان کرتی ہے تو جب تک ہم شہروں سے یہ پتہ نہ لگا لیں اور وہاں سے یہ اطلاع نہ مل جائے کہ چاند دیکھا گیا ہے' فلاں فلاں نے دیکھا ہے ہم اس وقت تک نہ روزہ رکھتے ہیں نہ عید کرتے ہیں۔ اب اس دفعہ بھی چاند ہو گیا کہ کل روزہ ہو گا۔ ہم نے ساہیوال ٹیلی فون کیا' لاہور ٹیلی فون کیا' جب ہمیں اطلاع مل گئی کہ لاہور میں انجنیئرنگ یونیورسٹی میں جو اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کا چیئرمین ہے ۔۔۔ پروفیسر عبدالحفیظ صاحب ۔۔۔ انہوں نے خود چاند دیکھا ہے۔ ساہیوال سے اطلاع مل گئی وہاں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے۔ تو ہم نے اعلان کر دیا کہ کل روزہ ہو گا۔

یاد رکھئے شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جب چاند کا اطمینان ہو جائے تو عید ہو گی' چاند کا اطمینان ہو جائے تو روزہ ہو گا ورنہ نہیں۔ حکومت کے اعلان سے نہ عید ہو سکتی ہے نہ روزہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں عید الفطر عباسیہ ہائی سکول کے گراؤنڈ میں پڑھی جاتی ہے۔ عورتوں کیلئے پردے کا باقاعدہ انتظام ہوتا ہے۔ اور عید میں عورتوں کا آنا جانا بہت ضروری ہے۔ حضور ﷺ کی جو ورکرز تھیں حضرت ام عطیہؓ ان کو حکم تھا کہ عورتوں کو گھروں سے نکالو۔ جن عورتوں نے عید نہیں

پڑھنی' نماز نہیں پڑھنی وہ بھی چلیں۔ دعا میں جا کر شریک ہوں۔ اتنی تاکید ہوتی تھی۔ عیدگاہ میں پردے کا انتظام ہوگا۔ آپ بھی جلدی آنے کی کوشش کریں اور اپنے گھر سے مستورات کو بھی لے کر آئیں اور اپنے گھروں میں دیکھئے عورت اگر دیندار ہو جائے تو مرد سے بھی پکی ہو جاتی ہے۔ اور اگر عورت جاہل ہو جائے تو شیطان کا جال ہے۔ یہ سب سے بڑا جال ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو شیطان کو تکلیف تو بڑی ہوئی اور جب مائی حوا کو پیدا کیا تو شیطان بڑا خوش ہوا کہ اب ایک جال میرے ہاتھ میں آ گیا۔ میں اب شکار کروں گا۔ عورت بہت بڑا فتنہ ہے۔ اگر سنبھل جائے تو اس جیسی دولت کوئی نہیں اور اگر عورت جاہل ہو تو اس جیسا عذاب کوئی نہیں۔ اب یہ عورتیں ہماری آتی ہیں' چیاں بھی چھوٹی بڑی۔۔۔ سرخی لگا کر' پاؤڈر لگا کر۔۔۔ حالانکہ حدیث میں آتا ہے جو عورت عید کیلئے جائے' جمعے کیلئے جائے اس سے خوشبو بالکل نہیں آنی چاہیے۔ اگر اس کے جسم سے خوشبو آتی ہے' اس کے تیل سے خوشبو آتی ہے' یا اس نے خوشبو لگائی ہوئی ہے تو وہ ایسے غسل کرے جیسا فرضی غسل کیا جاتا ہے۔ (رواہ النسائی' کتاب الزینت' باب اغتسال المراۃ من الطیب عن ابی ھریرۃؓ) اپنی خوشبو کو دور کرے۔ ورنہ باہر بالکل نہ جائے۔ اپنے گھروں میں عورتوں کو سمجھاؤ کہ جب جمعے کیلئے جاؤ' عید کیلئے جاؤ تو بن ٹھن کر نہ جاؤ۔ خدا کے دربار میں جا رہی ہو عاجزی کے ساتھ' انکساری کے ساتھ' توجہ کے ساتھ دین سیکھو۔ تاکہ تمہاری اولاد پر اچھا اثر پڑے۔ اب ہماری اولادیں گندی کیوں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ مائیں گندی ہیں۔ مائیں فیشن ایبل ہیں۔ مائیں فیشن کرتی ہیں۔ اولاد نے تو بے دین ہونا ہی ہے۔ اور اگر آپ کے گھروں میں عورتیں ٹھیک ہو گئیں' تو ان شاء اللہ العزیز بڑے بڑے اچھے مومن پیدا ہوں گے۔ اس لئے اپنی عورتوں کو دین کی تعلیم زیادہ سے زیادہ دینے کی

کوشش کرو۔ اور یہ جمعہ بہت اچھا موقع ہوتا ہے۔ بڑی دھلائی ہو جاتی ہے' صفائی ہو جاتی ہے۔ عقائد کا پتہ چل جاتا ہے۔

س: ایک آدمی قرآن سنا رہا ہے۔ اس نے کوئی لینا نہیں' کیا اگر اس کے ساتھ حسب توفیق امداد کی جائے تو ہمارا دینا اور اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج: دیکھئے! حضرت عمرؓ کو جب آپ کوئی چیز دیتے' کوئی خرچہ ورچہ کوئی پیسے ویسے دیتے تو حضرت عمرؓ شرماتے اور نہ لیتے۔ تو آپ ﷺ نے اصول بیان کیا۔ اے عمرؓ جب اللہ تجھے کچھ دے مانگی نہیں ہے تو تو بھی کھا اور لوگوں کو بھی کھلا۔ صدقہ خیرات کر۔ (صحیح البخاری کتاب الاحکام' عن عمرؓ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ) تو اگر امام ایسا ہے' اس نے قرآن سنایا ہے' اس نے طے بھی نہیں کیا' پھر لوگ اسے دیتے ہیں' اگر وہ خوش حال ہے ضرورت مند نہیں ہے' محتاج نہیں ہے تو جماعت والوں سے کہو یہ پیسے کسی اور اچھی جگہ پر لگاؤ۔ میری حالت ماشاء اللہ بہت اچھی ہے۔ اور اگر واقعتاً ضرورت ہے' اور بغیر اس کے چاہنے کے لوگوں نے دیا ہے تو ٹھیک ہے' کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن تراویح والے امام کا پہلے سے طے کرنا' پیسے لینا' یا اس کو اپنا سیزن سمجھنا' اپنی کمائی کے دن سمجھنا ایسے امام بھی منحوس ہیں اور ایسے اماموں کو رکھنے والے بھی بے برکت ہیں۔

س: مرد کیلئے مہندی لگانا جائز ہے کہ نہیں؟

ج: ہاں اگر گرمی کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو' اور حکیم کہہ دے کہ پاؤں کو لگاؤ یا ہاتھوں کو لگاؤ یا کسی اور طرح سے یہ علاج ہے تو جائز ہے۔ ویسے جیسے ہمارے بیاہ شادی پر جاہل نوجوان جو ہیں ادھر بہو کے مہندی لگ رہی ہے ادھر لاڑے کو مہندی لگ رہی ہے وہ بھی عورت ہے اور یہ بھی عورت ہے۔ یہ بالکل ناجائز ہے۔

س: جو رقم کاروبار میں لگ گئی اسکی زکوۃ دینی چاہیے کہ نہیں؟

ج: دیکھئے جو رقم کاروبار میں لگی ہوئی ہوتی ہے اور وہ مال قابل فروخت پڑا ہے تو سال کے بعد اس کی قیمت لگا کر اس کی زکوٰۃ دے۔ مثلاً آپ نے کپڑے خریدے گندم خریدی' آپ نے ہولہ گڑ' شکر چینی وغیرہ رکھی ہوئی ہے۔ چونکہ وہ آپ نے وہ قابل فروخت رکھی ہے تو سال کے بعد جب وہ مہینہ آجائے جس میں آپ نے زکوٰۃ دینی ہوتی ہے' کوئی رمضان میں دیتا ہے' کوئی رجب میں دیتا ہے اپنی سہولت کے اعتبار سے آپ جونسا وقت چاہیں مقرر کر سکتے ہیں۔ تو اس کی اس وقت کی جو مارکیٹ ہو' ویلیو ہو' جو قیمت اس وقت ہو اس کے حساب سے اس کی زکوٰۃ دینی چاہیے۔

س: بیٹھا ہوا آدمی باہر والے کو سلام کا جواب نہیں دیتا کہتے ہیں اعتکاف کی حالت میں سلام کا جواب دینا ناجائز ہے ؟

ج: یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ سلام تو نماز میں بھی جائز ہے۔ کوئی آدمی باہر سے آجائے۔ آکر السلام علیکم کہے۔ تو زبان سے وعلیکم السلام نہ کہے۔ ہاتھ سے جواب دے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے حدیث موجود ہے کہ اگر کوئی آکر السلام علیکم کہتا تو آپ ﷺ ہاتھ سے یوں جواب دیتے۔ آپ رکوع میں ہیں تو آپ نے ہاتھ ہلا دیا۔ آپ سجدے میں ہیں تو آپ نے ہاتھ ہلا دیا۔ اور اعتکاف میں بات کر سکتا ہے۔ کوئی ضروری بات ہو۔ چنانچہ حضور ﷺ کی بیوی حضرت حفصہؓ ان کو کوئی کام تھا' کوئی مشورہ کرنا تھا۔ حضور ﷺ کے پاس آگئی' رات کو اور آپ سے جو کچھ پوچھنا تھا وہ پوچھ کر جانے لگی حضور ﷺ نے دیکھا یہ فتنوں کا زمانہ ہے' یہودی مدینے میں رہتے ہیں۔ آپ ان کو چھوڑنے کیلئے آگے تک گئے۔ تاکہ جو راستہ سے حفاظت میں میری بیوی چلی جائے یعنی ایسی بات ہو سکتی ہے۔ جب بیوی آکر بات پوچھے یا آپ کے کاروبار کا معاملہ ہے۔ کوئی پاٹنر ہے آپ سے آکر پوچھتا ہے کہ وہ گاہک آئے ہیں' وہ مال پوچھ رہے ہیں' یہ قیمت لگ رہی ہے۔ آپ کی کیا مرضی ہے۔ پھر آپ ناراض ہوں گے۔ میں دے دوں کہ نہ دوں۔ آپ اسے کہہ سکتے

ہیں کہ دے دو یا نہ دے دو۔ قیمت لگاؤ۔ ایسی ضرورت کی باتیں جو ہیں سب ہو سکتی ہیں جہاں آپ اعتکاف بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہاں پاخانے پیشاب کا انتظام نہیں آپ کا گھر قریب ہے تو آپ پیشاب اور پاخانے کیلئے اپنے گھر جا سکتے ہیں۔ آپ کی روٹی کا کوئی انتظام نہیں کوئی لانے والا نہیں' تو آپ گھر جا کر روٹی کھا سکتے ہیں۔ یہ اسلام کی تعلیم بڑی نیچرل 'بڑی سادہ ہے۔ اور ہمارے ہاں بعض ایسی کھلی چھٹی کہ اعتکاف میں کیا بیٹھتے ہیں میٹنگیں ہی میٹنگیں' باتیں ہی باتیں' گپیں ہی گپیں۔ وقت ہی ضائع کرتا ہے۔ اعتکاف والے کو فالتو' لایعنی باتیں نہیں کرنی چاہیے۔ کوئی ضروری بات ہو تو ہو سکتی ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان

خطبہ نمبر58

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُباللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لاَ تُرْجَعُوْنَo فَتَعَالَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ ج لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ oوَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لاَ بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ اِنَّہٗ لاَ یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَoوَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ o

[23:المومنون:115-118]

کیا تم نے یہ خیال کرر کھا ہے کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا ہے ؟وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لاَ تُرْجَعُوْنَ اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔واپس ہماری طرف نہیں آؤ گے۔فَتَعَالَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ پس بلند ہے اللہ جو سچا بادشاہ ہے۔ ایسے غلط کام

کرے۔ جن کا کوئی نتیجہ نہ ہو۔ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ اس کی شان یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ وہ عرش عظیم کا رب ہے۔ بڑے عرش کا۔ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ جو اللہ کے سوا کسی معبود کو پکارے۔ وَ مَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ جو پکارے اللہ کے سوا کسی اور معبود کو۔ لاَ بُرْھَانَ لَہٗ وہ پاگل ہے' وہ بے وقوف ہے۔ اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔

سو میرے بھائیو! یہ بات ہمارے لئے بھی ایسے ہے جیسے کہ غیر مسلموں کیلئے ہے کہ انسان پر یہ بات سوار رہتی ہے کہ صرف یہی دنیا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اس سے مجھ پر بڑا حرف آتا ہے۔ کہ اگر صرف یہی دنیا ہو اور اس کے بعد تم میرے پاس نہ آؤ۔ میں تیرا حساب کتاب نہ لوں۔ کوئی جزا و سزا نہ ہو۔ کوئی جنت دوزخ نہ ہو۔ بس صرف یہ دنیا ہی ہو۔۔۔ کھایا پیا' اولاد پیدا کی اور مر گئے۔۔۔ قصہ ختم۔۔۔ تم تو سمجھتے ہو گے کہ یہ معمولی بات ہے۔ حقیقت میں اس سے مجھ پر حرف آتا ہے۔ فَتَعَالَى اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقّ میری شان بہت اونچی ہے کہ میں ایسے عبث کام کروں ایسے بے کار کام کروں کہ لوگوں کو پیدا کر دوں۔ دنیا میں لوگ آئیں' اور آپ دیکھ رہے ہیں جو دنیا میں حال ہے۔ اللہ نے دنیا میں بڑا فرق رکھا ہے۔ کوئی امیر ہے' کوئی غریب ہے۔' کوئی ظالم ہے' کوئی مظلوم ہے' کوئی مار کھا رہا ہے' کوئی مار رہا ہے۔' کسی کا کچھ حال ہے' کسی کا کچھ حال ہے لوگ مر جاتے ہیں۔ اب دیکھ لو ناں کوئی کتنا امیر ہے اور وہ عیش کرتا ہے۔ اور کوئی مظلوم ہے دنیا سے چلا جاتا ہے' کوئی دنیا میں ظالم ہو کر زندگی گزارتا ہے' کسی کا حال کچھ ہے' کسی کا حال کچھ ہے۔ اگر آدمی مر کے مٹی ہو جائے اور اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے' ظالم کو ظلم کی سزا نہ ملے۔ امیر سے اس کا حساب نہ لیا جائے' غریب کی کسمپرسی کو نہ دیکھا جائے کہ اس نے کیا کیا۔ کوئی حساب کتاب' کوئی جزا و سزا کچھ نہ ہو تو یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو انتہائی عبث کام ہے۔ بالکل ایسی مثال ہے جیسے کوئی سکول ہو' کوئی مدرسہ ہو' بچے وہاں جاتے ہوں۔ استاد وہاں تنخواہ لیتے ہوں۔

ایک سال گزر جائے' دو سال گزر جائیں۔ نہ وہاں کسی کا امتحان ہو کہ پاس کون ہوتا ہے' فیل کون ہوتا ہے۔ محنتی کون ہے' نالائق کون ہے' کھلنڈرا کون ہے۔ کوئی پتہ ہی نہیں۔ ایک سال گزر گیا' دو سال گزر گئے' تین سال گزر گئے۔ ایسے سکول میں' ایسے ادارے میں' کون ہے جو اپنے بچے کو داخل کرے۔ کون برداشت کرتا ہے کہ ایسا سکول دنیا میں Exist کرے' دنیا میں موجود ہو۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ اس ادارے کو چلانا ہی نہیں چاہیے۔

امتحان ہو' سال کے بعد' چھ مہینے کے بعد' تین مہینے کے بعد۔ باقاعدہ فیصلہ ہو کہ کون لائق ہے اور کون نالائق ہے۔ کس نے پڑھا ہے' کس نے نہیں پڑھا۔ کس کو ڈگری دی جائے اور کس کو نہ دی جائے۔ کس کو ڈگری دی جائے اور کس کو فیل کیا جائے۔ اور یہاں کوئی بات ہی نہیں ہے۔ سلسلہ چل رہا ہے۔ ہر آدمی ایسے ادارے کو پسند نہیں کرے گا اور خواہ مخواہ تنقید کرے گا۔ ایسے ادارے چلانے والوں کو بے وقوف کہا جائے گا۔ پاگل سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں: وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا بَاطِلاً [38:ص:27] میں نے یہ اتنا بڑا آسمان ویسے ہی کھڑا کیا ہے۔ اور یہ زمین اور یہ نظام اور یہ جاندار اور یہ ستارے اور یہ سورج اور یہ سب کا سب ایک کھیل تماشا ہے۔ کہ بغیر کسی نتیجہ کے میں نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے۔ کوئی نتیجہ نہ نکلے۔ فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ اللہ کی شان بہت اونچی ہے۔ وہ ایسے بچوں والے کام کرے۔ آپ نے بچوں کو دیکھا ہے کہ بچہ گھر سے چلا جاتا ہے۔ گلی میں جہاں ریت پڑی ہو وہاں اپنے گھر بناتا رہتا ہے' کھیلتا رہتا ہے۔ جاتے ہوئے پاؤں مارا اور سب صاف کر کے چلا گیا۔ اس کو "بچے کا کھیل" کہتے ہیں کہ یہ بچہ تھا' اس کا کھیل تھا۔ کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلا لیکن اگر بڑا آدمی جائے۔ اور شام کو گھر واپس آجائے تو بیوی کیا کہے گی۔ لوگ کیا کہیں گے۔ بڑا احمق ہے' اس کا کیا فائدہ؟ پاگل کوئی اچھا کام کر' مزدوری کر۔ کوئی محنت کر۔ تیرے بیوی بچے ہیں۔ ان کا پیٹ پالنا ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ کیسی احمقانہ بات کرتا ہے۔ تو لایعنی۔۔۔ یہ بچوں والا کھیل۔۔۔ اللہ کی شایان شان نہیں ہے۔ اور ویسے جا بجا قرآن مجید میں اللہ نے اس بات کو اس طرح بیان کیا ہے کہ بالکل

لوگوں کو یقین آجائے کہ مر کر ہم فنا نہیں ہوں گے۔ مر کر ہمیں اللہ کے پاس جانا ہے۔ اللہ کو جا کر حساب دینا ہے۔ دنیا میں کیا کیا ہے۔ ہر ایک سے سوال یہ ہوگا۔۔۔ سن لو کوئی نوجوان ہو' کوئی بوڑھا ہو کہ کیا کر کے آیا ہے؟ ہر ایک سے یہ سوال ہوگا۔ سنا کیا کر کے آیا ہے۔ میں نے تجھے دنیا میں بھیجا تھا۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً [67: الملك:2] تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے' برے کام کون کرتا ہے۔ بے فکری کی زندگی کون گزارتا ہے' تقویٰ اور احتیاط کی زندگی کون گزارتا ہے۔ میں نے یہ دیکھنے کیلئے تمہیں دنیا میں بھیجا تھا۔ سنا تو کیا کر کے آیا ہے۔ اللہ اب بعض بعض لوگ یہ غریب غریب لوگ جو رات کو گلیوں میں سڑکوں پر پڑے ہوتے ہیں۔ یہ دکانوں کے پھٹوں پر رات وہاں گزار لیتے ہیں۔ تو نے دنیا میں آ کر کیا کیا۔ یہ تو ایک وہ ہیں ناں جس کو ہمیں دیکھ کر ترس آتا ہے۔ یہ بیچارے کی کیا زندگی ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرے کو دیکھ لو۔ جو کسی دفتر میں ملازم ہے دفتر میں جاتا ہے۔ ڈیوٹی دیتا ہے۔ تنخواہ لیتا ہے۔ بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ خدا پوچھے گا کیا کر کے آیا ہے؟ کیا کہے گا؟ یا اللہ! چار پانچ بچے تھے' ان کا پیٹ پالا ہے۔ تو خدا کہے گا یہ کتے' یہ سؤر' یہ جانور یہی کام کرتے تھے۔ تو نے کیا کیا؟ میں نے تجھے انسان بنایا تھا' تو نے کبھی غور نہیں کیا کہ میں انسان ہوں۔ میری سب چیزوں پر حکومت ہے۔ اللہ اکبر! جس جانور کو آپ مرضی پکڑ کر ذبح کر کے کھالیں۔ دیکھو! آج دل چاہا مرغ ذبح کر لیا۔ آج دل چاہا' بکرے کا گوشت کھالیا۔ آج دل چاہا سبزی کھالی۔ میں یہ نہیں کھاتا' میں تو یہ کھاؤں گا۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ میری پسند یہ ہے۔ خدا کہے گا میں نے تجھے دنیا میں بادشاہ بنا کر بھیجا تھا۔ ہر چیز تیری خدمت کیلئے۔ تیرے فائدے کیلئے' میں نے بنائی تھی۔ تو نے کیا کیا۔ اس نے کیا کہا۔ یا اللہ! میں نے پیٹ پالا۔۔۔ یا اللہ میں نے یہ کام کیا۔ جانوروں کی حد تک اپنے آپ کو جانور ثابت کیا۔ اور اگر اس نے سمجھ سے کام لیا۔ یا اللہ جو تو نے کہا میں نے وہ کیا۔ یہ انسان ثابت ہوتا ہے۔ انسان کس چیز سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ جواب دے بندہ خدا کو قیامت کے دن کہ یا اللہ! تو نے مجھے بھیجا تھا۔ تو نے میری زندگی کی کفالت اٹھائی تھی کہ میں تجھے پالوں گا۔ یا اللہ

اس لئے میرا یہ فرض تھا کہ جو تم نے کہا وہ میں نے کیا۔ جس سے تم نے منع کیا' اس کام سے میں باز آ گیا۔ اور جس کی تو نے اجازت دی۔ وہ میں نے کر لیا۔ یہ انسان ثابت ہو گیا۔ اور جس نے وہی کہا جو دنیا کے انسان آج کرتے ہیں۔ اللہ اکبر! بڑے سے بڑے آدمی کو دیکھ لو۔ بڑے سے بڑے آدمی کو دیکھ لو۔ صدر کو دیکھ لو' پرائم منسٹر کو دیکھ لو۔ گورنر کو دیکھ لو' کمشنر کو دیکھ لو' تو ڈی سی کو دیکھ لو۔ خدا اس سے پوچھے گا تو کیا کر کے آیا ہے۔ اگر اس نے یہ کہا کہ یا اللہ اپنی مرضی کی حکومت کی۔ مجھے دنیا میں بڑا اختیار حاصل تھا تو خدا کہے گا میں نے تجھے دنیا میں اس لئے بھیجا تھا کہ دنیا میں جا کر اپنی مرضی کرنا۔ مارا گیا۔ یعنی یہ فیل ہونے والی بات ہے۔ یہ دوزخی ہونے کی بات ہے۔

میرے بھائیو! بڑا سادہ سا نقطہ ہے۔ ہر آدمی کی سمجھ میں آنے والا ہے' کوئی پڑھا ہو یا ان پڑھ ہو۔ اس کیلئے کسی علم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سوال کو کبھی نہ بھولیں کہ خدا آپ سے پوچھے گا کہ کیا کر کے آیا ہے کہ اس کا جواب ہمیشہ سوچا کریں۔ کہ میں جواب دوں گا۔ اب دیکھ لیجئے کوئی آپ میں سے 35 سال کا ہے۔ کوئی آپ میں سے چالیس سال کا ہے۔ کوئی تیس سال کا ہے' کوئی پچاس سال کا ہے' کوئی ساٹھ سال کا ہے۔ کسی کا وقت بہت قریب ہے۔ عمر کے لحاظ سے اور کسی کی سمجھ ابھی کم ہے۔ ابھی جوان ہے۔ یہ سوال ہر ایک کیلئے ہے کہ اللہ نے مجھے اتنے سال کی مہلت دی ہے۔ وہ مجھ سے پوچھے کہ تو نے کیا کیا؟ تو میں کیا جواب دوں گا۔ اپنے گھر' اپنی بیوی کو بھی یہ سوال سمجھائیں کہ خدا نے یہ لازمی پوچھنا ہے کہ تو کیا کر کے آیا ہے۔ تو کیا جواب دیں گے۔ اگر تو نے یہی کہا میں نے بچے پیدا کئے' یہ کام تو کتے بھی کرتے ہیں۔' بچے تو وہ بھی پیدا کرتے ہیں' تو نے کیا کام کیا؟ خاوند سے پوچھے کہ تو نے کیا کام کیا۔ یہ سوال کبھی نہ بھولو۔ آپ پڑھے ہوئے ہیں یا ان پڑھ ہیں۔ یہ آپ کے امتحان کی تیری ہے۔ یہ آپ کی زندگی کو بنانے والا سوال ہے۔ اگر آپ نے عقل سے کام لیا' ہوش سے کام لیا تو آپ اس سوال کی تیاری میں اس سوال کے جواب دینے والے بن جائیں۔ اور اگر آپ نے یہ خیال نہ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اس دنیا کی زندگی کا۔ یہاں سے جانے کا دور پھر وہاں پہنچ کر واویلا کرنے کا نقشہ قرآن مجید میں بہت جگہ بیان کیا ہے۔ اور یہ جو آیت میں نے آپ کے

سامنے پڑھی ہے اس کو اللہ تعالےٰ نے تتمہ کے طور پر' نتیجہ نکالنے کے طور پر بیان کیا ہے۔
تو اللہ تعالےٰ نے شروع میں فرمایا حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ [23:
المومنون :99] جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے تو کیا کہتا ہے۔ یہ گندے آدمی
کی بات ہے۔' نالائق آدمی کی بات ہے۔ کہ جس نے اپنی دنیا کی زندگی کے مقصد کو نہیں سمجھا
۔ یہ اس کی بات ہو رہی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے۔ حَتّٰی اِذَا جَآءَ
اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ کیا کہتا ہے۔ فرشتے آگئے۔ اسکے اوپر چڑھ گئے' گھر والوں سے تعلق
منقطع ہو گیا۔ آنکھیں اس کی پتھرا گئیں تو ہم دیکھتے ہیں اس کی آنکھیں بدل گئی ہیں۔ ہمیں
اندازہ کب ہوتا ہے۔ کہ اب یہ مرنے کے قریب ہے۔ کہ جب اس کی آنکھیں الٹ گئی ہیں۔
اب وہ آنکھیں کب الٹتی ہیں ؟ آنکھیں ایک تو یہ ہے کہ دنیا کا نظام ہے۔ جب دل
کی حالت بالکل متغیر ہو جاتی ہے تو نظام سارا اپ سیٹ (Up Set) ہو جاتا ہے۔ آنکھیں
ادل بدل ہو جاتی ہیں۔ ورنہ جب وقت قریب آتا ہے۔ وہ فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے۔ تو آنکھیں
پھر کسی پر ٹکتی نہیں۔ نہ اسے بیوی نظر آتی ہے۔ اسے اولاد نظر آتی ہے۔ نہ اسے کوئی پہچان
ہوتی ہے۔ کہ کون آ گیا۔ آنکھیں پتھرا جاتی ہیں۔ تو پھر جس نے دنیا میں کچھ نہیں کیا ہوتا۔
جانوروں والی زندگی غفلت والی زندگی' بے خبری والی زندگی اس نے گزاری ہوتی ہے۔ وہ کہتا
ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ اللہ واپس کر دے۔ اللہ اب چھوڑ دے۔ بالکل ایسے جیسے ہر کسی کو
پکڑے وہ کہتا ہے۔ یا اللہ مجھے چھوڑ دے۔ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا میں تو غافل ہی رہا۔ مجھے
تو کبھی خیال ہی نہ تھا کہ کچھ ہوتا ہے۔ مجھ سے پوچھنا ہے۔ میں نے تو اپنی زندگی گزارنے کی
سوچی' کھایا کمایا' بے فکری سے زندگی گزار دی۔ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا اللہ مجھے چھوڑ
دے تاکہ میں جاکر کوئی اچھا کام کر دوں۔ میرے پاس تو بہت مال تھا' بڑی گنجائش تھی' بڑا
وقت تھا۔ میں نے نالائقی میں نمازیں نہیں پڑھیں۔ میں نے نالائقی میں پیسہ اللہ کی راہ میں
خرچ نہیں کیا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ یہ دنیا کا دھندہ ہے۔ کبھی ادھر پیسے اڑا دیئے' کبھی ادھر

پیسے اڑا دیئے۔ میں نے اپنی کمائی کیلئے کہ اولاد میرے کام نہیں آئے گی۔ اپنے ہاتھ سے اپنے لئے بھی کچھ خرچ کر لوں۔ جو مجھے آگے مل جائے گا۔ کبھی کوئی سوچا ہی نہیں۔ لَعَلِّیٓ أَعۡمَلُ صَالِحًا فِیۡمَا تَرَکۡتُ میں بڑا ہی مال چھوڑ کر آیا۔ بڑی جائیداد تھی۔ بہت میری چلتی تھی۔ بہت اچھا وقت گزرتا تھا۔ میں تو بے خبری میں رہا۔ یااللہ! مجھے تھوڑی سی مہلت دے دے کہ میں تھوڑا سا کچھ کر لوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کَلَّا۔۔ بس۔۔۔ ختم۔۔ یہ بات کبھی ختم نہیں ہو گی۔ یعنی یہ ہر ایک کے ساتھ سمجھ لیں۔ یہ دنیادار ہیں۔ بڑے سے بڑا انسان۔۔۔ ہمارے ہاں بڑے کا تصور صدر کا ہے' پرائم منسڑ کا ہے۔ بادشاہ کا۔ اس سے لے کر ایک چھوٹے سے چھوٹے چپڑاسی تک' بالکل کمی کمین تک۔ جن کو ہم دنیا میں بڑا گھٹیا سمجھتے ہیں۔ ہر ایک پر یہی سوال ہوتا ہے۔ ہر ایک سے یہی بنتی ہے اور وہ یہی کہتا ہے کہ یااللہ! میں بے خبر رہا۔ مجھے پتہ نہیں تھا۔ میں غافل رہا۔ مجھے چھوڑ دے' تھوڑی سی مہلت دے۔ خدا کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے۔ کَلَّا ہرگز نہیں۔ ایسا نہ ہو گا۔ فرمایا: اِنَّهَا کَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا[23:المومنون:100] یہ بات ہے۔ جو اس وقت اس کے منہ سے نکل جائے گی۔ اس پر عمل ہو گا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کو مہلت مل جائے۔ اللہ اس کو کہے اچھا چل نماز پڑھ لے۔ اچھا جا کر نماز پڑھ لے۔ کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس کے منہ سے یہ بات نکلے گی۔ حسرت۔۔۔ یٰحَسۡرَةً عَلَی الۡعِبَادِ [36:یس:30] خدا کہتا ہے ہائے کافروں پر حسرت ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَحَسۡرَةٌ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ [69:الحاقة:50] کافروں پر حسرت ہی حسرت۔۔۔ کہ وہ زندگی گزار رہے ہیں۔ کوئی بادشاہ بنا ہوا ہے' کوئی امیر بنا ہوا ہے۔ کوئی غریب ہے۔ کوئی کچھ کر رہا ہے' کوئی کچھ کر رہا ہے۔ کھیل تماشے میں لگے ہوئے ہیں۔ انہیں موت یاد نہیں' انجام یاد نہیں۔ اِنَّهَا کَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا [23:المومنون:100] یہ ایک بات ہے جو اس کے منہ سے

نکل رہی ہے۔اس کا نتیجہ کوئی نہیں۔ کہ ہم پردہ گرادیں۔ میں ختم۔۔۔اب دنیا ختم۔۔۔ اب تیرے لئے کوئی بیوی نہیں۔ تیرے لئے کوئی اولاد نہیں۔ تیرے لئے کوئی زمین نہیں۔ تیرے لئے کوئی دنیا کا دھندہ نہیں۔از حد تیرا دنیا سے تعلق منقطع۔ تو دنیا سے گیا۔ لوگ یہی کہیں گے 'مر گیا۔ قصہ ختم۔اب واپس دنیا میں ایک لمحے کیلئے بھی نہیں آنے دیں گے۔ وَ مِنۡ وَّرَآءِ هِمۡ بَرۡزَخٌ ہم پردہ گرادیتے ہیں۔ پردہ کردیتے ہیں۔اس دنیا اور اگلے جہان والا پردہ جو وہ آجاتا ہے۔وہ اس جہاں سے اگلے جہاں میں منتقل ہو جاتا ہے۔اور کب تک پردہ رہے گا کہ وہ اس سے مل نہیں سکے گا۔ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ[23:المومنون:100] قیامت تک۔ حتیٰ کہ وہ اٹھائے جائیں۔ دوبارہ قبروں سے نکلیں۔ پھر پتہ لگے گا۔بیوی خاوند کو پہچانے گی۔ خاوند بیوی کو پہچانے گا۔ دوست دوست کو پہچانے گا۔ دشمن دشمن کو دیکھے گا۔ ہر ایک کا پتہ لگے۔ہاں یہ آ گیا' ہاں یہ آ گیا۔ اچھا یہ وہی ہے۔ پھر سب پتے لگ جائیں گے۔ جیسے دنیا میں ہم یہاں ایک دوسرے سے ملتے اور پتہ ہے کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے۔ کیا کہتا ہے مجھے میرا دشمن' میرا دوست ہے۔ یہ میری مخالفت کرتا ہے۔ یا موافقت کرتا ہے۔ سب پتے وہاں لگ جائیں گے۔ اور کھل کر بات سامنے آجائے گی۔ یہ انسان۔۔۔ ہر آدمی کے ساتھ یہ نقشہ ہے۔ لیکن یقین سے ہم صرف یہی کہتے ہیں۔ ڈاکٹر نبض دیکھ رہا ہے' جی! اس کو دل کا دورہ پڑ گیا۔ اس کو دل کا دورہ پڑ گیا ہے۔ بس اس کے بعد اس کو جان لیوا ثابت ہوا ہے۔ قصہ ختم ہو گیا۔ اور حقیقت میں ہوتا کیا ہے ؟ جو لایا تھا وہ لے گیا۔ یعنی خلاصہ کیا ہے ؟اس سب کا بیان کیا ہے ؟ جو لایا تھا وہ لے گیا۔ جس نے بھیجا تھا وہ بلا لے گیا۔ موت کیا ہے۔ موت ٹرانسفر ہے' موت انتقال ہے۔ نقل مکانی ہے' اس جگہ سے اگلی جگہ جانے کا نام موت ہے۔ موت ایک دروازہ ہے۔ اس دنیا میں عالم برزخ میں جانے کا۔ ختم ہو گیا۔۔۔بیوی' بیوی نہیں رہی۔ بچہ بچہ نہیں رہا۔۔چار مہینے دس دن کی عدت گزار کر اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ دیکھ ناں زندہ آدمی طلاق دے تو عدت کتنی ہوتی ہے۔ تین حیض اور وہ قریب قریب دو مہینے۔۔۔ سوا دو مہینے میں ختم ہو جاتا ہے۔ چلو

اگر یہ نہ ہو تو تین مہینے چلو۔ کس کا فائدہ ہوتا ہے؟ خاوند کو گنجائش ہوتی ہے کہ ان تین مہینوں میں پھر سے بیوی بنالے۔ اگر اس مدت میں مر جائے وہ وارث ہوتی ہے۔ بیوی مانے یا نہ مانے۔ خاوند کہے کہ میں تجھے واپس لیتا ہوں۔ وہ انکار نہیں کر سکتی۔ انکار کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بعض عورتیں بے وقوفی سے خاوند نے طلاق دے دی۔ اب وہ اس کے بعد مہینے دس دن' تیس دن رجوع کرنے 'میں نہیں۔ اب میں نہیں مانتی. تیرے ماننے نہ ماننے کا کچھ نہیں۔ تو اس کی بیوی ہے مان یا نہ مان۔ تو تیرے انکار کا کچھ نہیں ہوتا۔ خاوند کا حق فائق ہے۔ یہ عدت خاوند کیلئے ہے۔ اس کے فائدے کیلئے ہے۔ لیکن اگر مر جائے تو عدت کتنی ہے۔ چار مہینے دس دن۔ خاوند کے لئے کچھ نہیں۔ خاوند کیلئے تو اسی دن سے کام ختم ہے۔ جب سے وہ مر گیا۔ بس اس کی بیوی نہیں۔ اب وہ کیا کرے۔ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ اس سے کیا ہوگا۔ کہ اب وہ شادی کرے گی۔ چار مہینے دس دن غم کا اثر ہے۔ طبیعت پر بڑا بوجھ ہے۔ تو چار مہینے دس دن کی مہلت ہے۔ تاکہ وہ تیار ہو جائے۔ کچھ صحت بن جائے' دوسری جگہ پھر نکاح کرلے۔ یہ چار مہینے دس دن اس عورت کی عدت ہے جس کا خاوند مر جائے۔ لیکن جو مر گیا یہ اس کے فائدے کیلئے نہیں ہے۔ یہ عورت کے اپنے فائدے کیلئے ہے۔ اس کی اپنی صحت یا کوئی اور حمل کا احتمال ہو۔ اس قسم کی گنجائش دیکھ کر اللہ نے یہ مدت رکھی ہے۔ لیکن بیوی ختم۔۔۔ اب کیا ہوگا۔ جس سے مرضی نکاح کرے۔ اور اس کی رہی نہیں۔ دنیا کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اب وہ جس سے مرضی نکاح کرلے۔ کوئی پوچھے کیوں۔ یہ تو اسکی بیوی تھی۔ ارے وہ کہاں ہے؟ جو مر گیا وہ گیا۔ اس لئے تو ہم کہتے ہیں کہ کوئی مرنے کے بعد واپس نہیں آتا۔ یہ جو لوگ شہیدوں کو کہتے ہیں کہ زندہ ہیں۔ اگر شہید زندہ ہو تو اس کی بیوی کبھی نکاح کرے؟ ارے زندہ خاوند کی بیوی نکاح کر سکتی ہے؟ یہ دیکھو مشاہدے کی بات ہے۔ آنکھوں دیکھی بات ہے۔ لیکن آج کل کا مسلمان اس بات کا ہی انکار کرتا ہے۔ ارے شہید' شہید تو زندہ ہیں۔ شہید تو مرتا ہی نہیں۔ شہید تو زندہ ہیں۔ بے وقوف وہ زندہ ہو تو بیوی نکاح کر سکتی ہے۔ اب اس سے کوئی پوچھے شہید جو جنگ میں مارا جائے' یا کسی طرح سے مر جائے۔ جس کو بھی شہید کہتا ہے۔ اب لوگوں نے 'جاہلوں نے 'شہادت عام کردی۔۔۔ ہر

ایک کو شہادت۔۔۔ سکھوں کی بھی شہادت' کیمونسٹوں کی بھی شہادت' سوشلسٹوں کی بھی شہادت' جلوس نکالتے ہیں' دکانیں لوٹتے ہیں گولی لگ جائے شہید۔ لڑکے لڑکیاں دونوں مل جل کر پکنک پر گئے۔ پنجند پر ڈوب کر بیڑہ غرق ہو گیا۔ یہاں شہیدوں کی مسجد بنا دی۔ شہادت خدا سے مذاق ہے۔ اور پھر کمال یہ دیکھئے۔ شہادت دینے والا اللہ۔ شہادت کا درجہ دے اللہ۔ یہاں بندے دیتے ہیں۔ شہید۔۔ شہید۔۔ شہید خدا کہتا ہے۔۔ بے وقوفوں یہ پاس تو ہونے دو۔ اگر یہ میرے پاس فیل ہی ہو گیا۔ تم شہید بنالو۔ وہ دوزخ میں جارہا ہے۔ یاد رکھو۔۔۔ سکولوں' کالجوں' میں پڑھنے والے لڑکے سب جانتے ہیں۔ کہ کوئی انعام کب ملے گا۔ اگر وہ پاس ہو۔ اگر وہ فیل ہو جائے تو کسی کو انعام کا سوال ہی پیدا نہیں ہو تا۔ شہادت ایک انعام ہے۔ ایک درجہ ہے۔ جو پاس شدہ لوگوں کو ملتا ہے۔ دیکھو ناں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پاس ہو جائے۔ چلو پاس یعنی یوں سمجھ لیں جیسا کہ 33 نمبر پاس مارکس۔۔۔ ایک تو سیکنڈ کلاس' پھر فرسٹ کلاس یہ درجے ہیں۔ اس طرح سے یہ درجے ہیں کسی کو خدا شہید بنا دے۔ کسی کو خدا صالح بنادے۔ کسی کو خدا صدیق بنادے۔ کسی کو خدا کوئی درجہ دے دے۔ کسی کو کوئی درجہ دے۔ یہ وہ درجے ہیں جو پاس ہونے کے بعد ہیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ نبی کے دوزخ میں جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو تا۔ یہ ٹاپ کا درجہ ہے۔ یہ فرسٹ کلاس ہے۔ سب سے اوپر کا درجہ ہے۔ اس لئے نبی کے بارے میں ہم یہ کبھی تصور نہیں کر سکتے کہ وہ دوزخ میں جائے' وہ فیل ہو جائے۔ باقی جو ہو گا پہلے پاس ہو گا پھر صالح کا درجہ اس کو ملے گا۔ پہلے پاس ہو گا پھر شہید کا درجہ اسکو ملے گا۔ تو میرے بھائیو بات سادہ سی تھی۔ جو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ جب انسان مر جاتا ہے اس دنیا سے چلا جاتا ہے۔ ملکیت اس کی ختم۔ زمین اسکی تقسیم ہو جاتی ہے۔ مکان اسکا تقسیم ہو جاتا ہے۔ کپڑے چارپائی قرآن مجید میں ہے: يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِيٓ أَوۡلَٰدِكُمۡ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ ٱلۡأُنثَيَيۡنِ فَإِن كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ ٱثۡنَتَيۡنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ [4:النساء:11] میت کی ہر چیز تقسیم ہونی چاہیے۔ اس کی چارپائیاں' اس کے بستر' اس کے برتن' اس کا پن تک۔ مرنے والا

مر جائے۔ اسکا Pen تھا۔ وہ بھی تقسیم ہو گا۔ اس کی بھی قیمت ڈالی جائے گی۔ مَا تَرَكَ جو اس نے چھوڑا۔۔۔ اس نے زمین چھوڑی ہے' اس نے مکان چھوڑا ہے' اس نے دکان چھوڑی ہے۔ اس نے پنشن چھوڑی ہے۔ اس نے اپنا بینک بیلنس چھوڑا ہے۔ اس نے گھر کا سازو سامان چھوڑا ہے۔ ہر چیز میں لڑکیوں کا بھی حصہ ہے اور لڑکوں کا بھی حصہ ہے۔ وہ کیوں؟ اب وہ مر گیا۔ اب اس کی ملکیت ختم ہو گئی۔ اس کی ملکیت باقی نہیں رہی۔ تو لہذا مسلمان کا عقیدہ ایک تو یہ بن جائے کہ جب انسان مر جاتا ہے۔ دنیا سے لا تعلق ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ کہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ چکر لگاتے رہتے ہیں۔ پھر پھیرے ڈالتے رہتے ہیں۔ یہ کافروں کی باتیں ہیں۔ یہ مسلمانوں کی باتیں نہیں ہیں۔ کوئی عقیدہ رکھنے والا بریلوی ہو' شیعہ ہو' اب دیکھو ناں حماقت۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ جو جھوٹا مذہب ہوتا ہے ان کے مذہب میں بڑا تناقص ہے۔ ٹکراؤ (Contradiction) ہے۔ اب دیکھ لو شیعہ حضرت حسین ؓ کہ دسویں کو وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کا چالیسواں کرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں شہید تو زندہ ہے۔ تو تم چالیسواں کرتے ہو' اور دوسری طرف کہتے ہو کہ زندہ ہے۔ اللہ کے پاس زندہ ہو وہ اگلا جہان ہے۔ لیکن دنیا اس کی بیوی سے نکاح کر لیتی ہے۔ اور پھر اس کے بعد مرنے کے بعد آدمی کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ بالکل نہیں۔۔۔ قطعاً نہیں۔ مرنے کے بعد کوئی کام نہیں کر سکتا۔ خدا اسے نماز نہیں پڑھنے دیتا۔ مرنے کے بعد خدا اسے نماز نہیں پڑھنے دیتا۔ وہ کہے یا اللہ! میں نے پہلے نمازیں نہیں پڑھیں۔ مجھے خیال نہیں تھا۔ میں بے کار ہوں۔۔۔ کام تو ہے نہیں۔ میں یا اللہ نمازیں پڑھ لوں۔ خدا اجازت دے گا کہ ہاں پڑھ لے؟ خدا کہے گا ختم۔۔۔ بس۔۔۔ اب کوئی موقع نہیں۔ دنیا جو عمل کی جگہ تھی۔ دار العمل تھا۔ وہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اب برزخ میں آ گیا ہے۔ اب تو تیرا معاملہ بالکل ہی ایسے ہے۔ برزخ کیا ہے۔ برزخ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی کو پکڑا جائے۔ ابھی عدالت میں کیس پیش نہیں ہوتا۔ وہ حوالات میں بند رہتا ہے۔ یہ برزخ ہے۔ اور پھر جب اس کا کیس لگ جاتا ہے۔ عدالت سے فیصلہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو جیل بھیج دیتے ہیں۔ جیل گویا دوزخ ہے۔ اور حوالات گویا برزخ ہے۔ حوالات میں

اسی وقت تک رہتا ہے۔ جب تک اس کا کیس یعنی چلتا رہتا ہے۔ ابھی جو ہے۔ یہ برزخ ہے Waiting Period ہے کہ ابھی دیکھو' ٹھہرو' انتظار کرو' آ لینے دو۔ سارے ملزم جمع ہو جائیں۔ سارے اکٹھے ہو جائیں۔ اس لئے اللہ نے حساب کا دن ایک رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ جب مر جائے حساب لینا شروع ہو جائے۔ جا تیری اتنی نیکیاں ہیں۔ جا تیرے اتنے گناہ ہیں۔ تو جنت میں چلا جا تو دوزخ میں چلا جا۔ نہ۔۔۔ یہ نہیں۔ کیا ہو گا؟ یہاں سے چلا جاتا ہے۔ برزخ میں Waiting Point (مقام انتظار) ہے۔ وہاں رہتا ہے۔ انتظار کرتا ہے۔ جیسے ہی صور پھونکا جائے گا' اللہ کہہ دے گا کہ دنیا ختم۔۔۔ چاند سورج آسمان زمین سب تہس نہس۔ سارا سلسلہ ختم۔ پھر سب کو کھڑا کرے گا۔ اب سارے آ گئے آؤ۔ حساب دو۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ دیکھو میں آج مر جاتا ہوں' میں آج مر جاتا ہوں۔ اگر میرا ابھی حساب شروع ہو جائے اور میں نے ایسے کام کئے ہیں جن کا نقصان لوگوں کو پہنچ رہا ہے اور وہ دو سال تک' دس سال تک' پچاس سال تک لوگ بھٹک رہے ہیں تو اس کا گناہ مجھے ہو گا۔ اس لئے خدا کہتا ہے۔ جتنے لوگوں کا تو مولوی تھا' جتنے لوگوں کو تو نے گمراہ کیا ہے جب تک لوگ تیرے وعظوں کے اثر سے گمراہ ہوتے رہیں گے۔ مثلاً آپ میرا وعظ سن کر گمراہ ہوئے' آپ نے اپنی اولاد کو گمراہ کیا۔ آپ نے اپنی Family کو گمراہ کیا۔ آگے ان سے پھر وہی گندی اور بے دین اولاد پیدا ہوئی۔ تو میرا گناہ جاری۔ تو پھر جب تک میرا اثر باقی رہے گا میرا عمل جاری رہے گا۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ثواب کی کوئی حد ہے؟ صحابہؓ کے ثواب کی کوئی حد ہے؟ نیک لوگوں کے ثواب کی کوئی حد ہے۔ اور اللہ جانتا ہے ان مولویوں کو دیکھ کر تو ڈر لگتا ہے کہ مولوی کیسا بیباک ہو کر' بے خوف ہو کر' دنیا کو گمراہ کرتا ہے۔ کبھی اسے ڈر نہیں لگتا کہ کتنے لوگ بیٹھے سن رہے ہیں۔ لوگوں کے دلوں پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ اگر یہ لوگ گمراہ ہو گئے' سب کا بوجھ' ان کی اولادوں کا بوجھ' اور جو متعلقین ہیں ان کا بوجھ میری گردن پر ہو گا۔ میرے جیسا بدبخت کون ہے۔ کوئی ڈر نہیں۔ اس لئے یاد رکھو مولوی کا معاملہ بڑا عجیب ہے۔ اگر ثواب ہے تو اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی پکڑا گیا تو بھی اس کا کوئی مقابلہ نہیں۔ کیا چور' کیا زانی' مولوی کا مقابلہ کرے گا۔ مولوی تو بہت بڑا گنہگار ہے۔ چور کو

بہت تھوڑی سزا ملے گی' اس نے چوری کی' برا کام کیا' جس کا نقصان کیا اس کا نقصان کیا۔ سلسلہ ختم۔۔۔ تھوڑا سا سلسلہ ہے جس کا مال چوری کیا گیا' جس کا دل دکھایا' اس کی سزا۔ خدا کی نافرمانی کی سزا۔ ہر گناہ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک اللہ کا کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ کیوں کیا؟ ایک انسانوں کو اس کا نقصان پہنچایا۔ یا اس حقوق اللہ اور حقوق العباد والا معاملہ ہے۔ تو چور کی سزا' زنا کی سزا بہت تھوڑی' مختصر لیکن مولوی کی سزا آئے ہائے! آپ اندازہ کر لیں ایک آدمی کو گمراہ کیا۔ دو کو گمراہ کیا۔ تین کو گمراہ کیا۔ اور جب وہ قیامت کے دن مولوی کو دیکھیں گے تو کہیں گے یااللہ! اس بے ایمان کو پکڑ یااللہ! اس کو پکڑ۔ اس نے ہمیں برباد کیا۔ یہ ہے وہ جس نے ہمیں تباہ کیا تھا۔ ہمیں دھوکے میں ڈالا تھا۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ عالم ہے' یہ مولوی ہے۔ اس نے ہمارے عقیدے خراب کیے۔ اس نے ہمارے نظریات خراب کیے۔ ہمارا دین برباد کیا۔ یااللہ! اس کو نہ چھوڑ۔ خدا کہے گا۔ فکر نہ کرو۔ دونوں کو نہیں چھوڑنا۔ تمہیں کہا کس نے تھا کہ اس کے پیچھے لگ جاؤ۔ تمہیں ہمیشہ یہ تلاش کرنا چاہیے تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم کیا ہے؟ تم حنفی بن گئے۔ تم بریلوی بن گئے تم نے پیر پکڑ لیا۔ میں نے ایک امام مقرر کیا اور تم نے اپنے امام بنا لئے۔ اب مجھے کہتے ہو کہ یااللہ! اس نے گمراہ کیا۔ تم کیوں اس کے پیچھے لگے۔ دیکھو ناں میں جمعہ پڑھاتا ہوں۔ میری کیا حیثیت ہے؟ یہ کہ میں وہ بات کہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ مہر والی' پکی بات۔ اور اگر میں بات اپنی طرف سے کروں کہ بزرگ یوں کہتے ہیں۔ بزرگ یوں کہتے ہیں۔ جیسے تبلیغی جماعت والے کرتے ہیں تو آپ سمجھ لیں یہ پاگل ہے جو بزرگوں کا نام لے کر دھوکہ دیتا ہے۔ ارے دین بزرگوں کا ہے یااللہ کا ہے؟ عقل کی بات ہے۔ ایمان کی بات ہے۔ جس کو ایمان نہیں ہوتا' جس کو سمجھ نہیں ہوتی وہ مولویوں کے منہ دیکھ کر برباد ہوتا ہے۔ اور جس کا ایمان صحیح ہوتا ہے وہ نہ مولوی کی پگڑی کو دیکھتا ہے اور نہ اس کی گدی کو دیکھتا ہے۔ نہ اس کی شہرت کو دیکھتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہے۔ مولوی صاحب کا نہیں۔ تو بس ختم۔۔۔ قصہ ختم۔۔۔

تیری کوئی حیثیت نہیں۔ نبی ﷺ کی بات کے مقابلے میں حضرت ابوبکرؓ کی کوئی حیثیت نہیں۔ حضرت عمرؓ کی کوئی حیثیت نہیں۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی کوئی

حیثیت نہیں۔ سارا جہان ایک طرف محمد ﷺ کی بات ایک طرف۔ کل کو آپ یہ کہیں کہ یااللہ! ہم کو فلاں نے گمراہ کیا۔ وہ تو پکڑا جائے گا۔ جس نے گمراہ کیا۔ لیکن آپ بچ نہیں سکتے۔ یہ کہہ کر کہ یااللہ! میں فلاں مسجد میں نماز پڑھتا تھااور وہاں مولوی جو تھاوہ یہ کہتا تھا۔ میں نے مان لیا۔ خدا کہے گا۔ اسلام کسے کہتے ہیں تو پھر کیا جواب دیں گے۔ بریلوی بننے کو کیا اسلام کہتے ہیں ؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ماننے کو اسلام کہتے ہیں۔ جو مولوی کہے اس کو بالکل اسلام نہیں کہتے۔ جو لوگ کہیں' جو لوگ کریں یہ اسلام نہیں ہے ؟ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اسلام زندہ لوگوں کا مذہب ہے' اسلام ہوشیار لوگوں کا مذہب ہے۔ بیدار لوگوں کا مذہب ہے۔ عقل والوں کا مذہب ہے۔ جو بے عقل ہوتا ہے وہ اسلام سے ہٹ جاتا ہے اور کبھی آپ نے اندازہ نہیں کیا اس لئے آپ کی اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ میں نے نماز پڑھتے ہوئے اندازہ کیا ہے۔ چونکہ بیمار رہتا ہوں۔ اکثر طبیعت خراب رہتی ہے۔ کبھی بیٹھ کر نماز پڑھی۔ کبھی دو کھڑے ہو کر پڑھ لیں۔ کبھی بیٹھ کر پڑھ لیں۔ تو میں جب اپنی کمزوری کی حالت دیکھتا ہوں بیٹھے بیٹھے کبھی ہاتھ کھسک کر یہاں نیچے آگئے۔ بیٹھ کر ہاتھوں کو یوں رکھا۔ یہ عزم چاہتا ہے۔ یعنی ہمت چاہتا ہے' ارادہ چاہتا ہے۔ یہ Attentive ہو اس میں جان ہو۔ اور جب ڈھیلا ہوتا ہے۔ ہاتھ یوں آگئے۔ اور ڈھیلا ہوا تو پھر ہاتھ یوں آگئے۔ کھڑا ہوا پاؤں بالکل ایک سیدھ میں۔ انگلیوں کا رخ بالکل قبلے کی جانب ہو۔ اور میں نے دیکھا جب ذرا سا ڈھیلا ہو کر کھڑے ہو گئے' پاؤں یوں۔ پھر میں ذرا اپنے آپ کو ہوشیار کر کے' خبردار کر کے پاؤں ٹھیک کرتا ہوں کہ یہ تو حنفیوں والا طریقہ ہو گیا۔ سیدھا کھڑا ہو ہمت کر کے۔ تو آپ دیکھ لیں سست آدمی کی نماز! جب انسان سست ہو جاتا ہے' بے توجہ ہو جاتا ہے۔ نماز کی طرف سے غافل ہوتا ہے تو حنفی نماز پڑھتا ہے۔ یہاں ہاتھ رکھ کر۔۔۔۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔' آپ کر کے دیکھ لیں۔ ایک دن کر لیں گے۔ ایک آدھ نماز میں کر لیں گے۔ ورنہ یہی ہو گا نیچے آتے جائیں گے' گرتے ہی جائیں گے۔ چونکہ نیچے کرنے میں کوئی بوجھ نہیں اٹھانا پڑتا۔ نیچے کرنے میں کوئی تکلف نہیں۔ کوئی بوجھ نہیں۔ ہاتھ خود بخود نیچے جارہے ہیں۔ اب یہاں رکھنا۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ جب آپ ہوشیار ہوں -Atten

tiveہوں اور آپ متوجہ ہوں آپ میں جان ہو۔ یہاں رکھنا۔ اس میں فضلیت زیادہ ' یہاں ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے میں ایک تو یہ ہے نبی کی سنت ہے۔ یہ تو اس کی ایک گارنٹی والی بات ہے۔ عقلا آپ کو ویسے عام طور پر بات بتا تا ہوں۔ یہاں ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا بہت مشکل ہے ۔ یہ اہلحدیثوں سے بھی نہیں ہوتا۔ کبھی آپ غور کر کے دیکھ لیں۔ اہلحدیثوں کو جو قائل ہیں کہ ہاتھ یہاں رکھنے چاہئیں۔ آپ دیکھ لیں کہ اکثر اہلحدیث جب بے خبر ہو گا بس ہاتھ یوں۔ یہ نیچے کو گر رہا ہے۔ اور حالانکہ ہاتھ حضرت سھل بن سعد سے روایت ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ كُنَّا نُؤمَرُ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنىٰ عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى (صحيح البخارى كتاب الصلوة عن سهل ابن سعدؓ) ہمیں حکم ہوتا تھا۔ کہ ہم دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں۔ یہ اور حنفیوں کا کیا ہوتا ہے۔ دائیاں نیچے ہوتا ہے بایاں اوپر ہوتا ہے۔ حنفیوں کا حال یہ ہوتا ہے۔ اب دیکھو ناں نیچے کون ہے ؟ اوپر کون ہے ؟ یہ دائیاں نیچے ' بایاں اوپر اور اللہ کے رسول کا حکم کیا ہوتا تھا۔ کہ دایاں اوپر ہو اور بایاں یہ ہوں۔ ثُمَّ يَشُدُّهُمَا عَلَى صَدْرِهِ (ابو دائود 759 یہ مرسل ہے) آپ ہاتھ سینے پر مضبوطی سے باندھتے اور یہ نماز آپ دیکھ لیں۔ آپ اہلحدیثوں کو دیکھ لیں اس طرح آپ اہلحدیثوں کو کھڑے ہوئے دیکھ اہلحدیث جب ڈھیلا ہو گا نماز میں بے توجہ ہو گا۔ تو کھڑا ہو گا۔ پاؤں یوں ہوں گے۔ پاؤں کا رخ یوں ہو گا' ایک پاؤں یوں ہو گا۔ اور یہ پاؤں یوں جاتا ہو گا۔ مثلا یہ ادھر کو منہ ہے۔ شمال مغرب کی طرف اور یہ جنوب مغرب کی طرف اور ہونا کیا چاہیے۔ بالکل Parallel جیسے گاڑی کی دونوں لائنیں Parallel ہوتی ہیں۔ عین متوازی۔ آپ کبھی دیکھیں۔ اپنے پاؤں کو کہ ایڑھیاں ذرا یوں اور نیچے ذرا یوں۔ عین متوازی۔ یہ زندہ نمازی کی نشانی ہے۔ اور یہ پاؤں یوں ہونا۔ ہاتھوں کا جیسے میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ پاؤں کا یوں ہونا۔ یوں ایک طرف نکل جانا۔ سیدھے یوں نہ ہونا۔ یہ سوئے ہوئے غافل ست نمازی کی نشانی ہے۔ تو اس لئے عام طور پر دیکھ لیں رپھر ویسے اب یہ بریلویت۔ میں سمجھانے کیلئے آپ سے باتیں عرض کر رہا ہوں۔ بریلویت ' دیوبندیت علم اٹھالو یہی کچھ

نظر آئے گا۔ بریلویت کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ اور اہلحدیث بڑی مشکل سے پیدا ہوتا ہے۔ اہلحدیث بہت مشکل سے بنتا ہے۔ ہر بات کی تصدیق کے ساتھ۔ یہ بات کہاں سے ثابت ہے۔ یہ مسئلہ اس کتاب میں کہاں ہے؟ وہ یہ علم ہو یہ شرح صدر ہو یہ اطمینان ہو تو اہلحدیث ہے۔ اور سنی سنائی لوگ کرتے ہیں۔ لائٹ آف کر دو۔ ہر چیز نظر آئے گی ہر چیز نظر آئے۔ یہ کیا پڑا ہے۔ یہ گوبر ہے' گوہا ہے' یہ پتھر ہے۔ یہ لوہا ہے۔ یہ فلاں چیز ہے یہ سخت ہے۔ یہ نرم ہے۔ روشنی میں ہر چیز نظر آتی ہے۔ سنت بھی نظر آتی ہے۔ بدعت بھی نظر آتی ہے۔ اور جب روشنی نہ ہو تو پھر سنت اور بدعت کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ سنت کسے کہتے ہیں۔ جس پر محمدی مہر ہوتی ہے۔ اور بدعت کسے کہتے ہیں۔ جس پر اپنا ٹھپہ ہوتا ہے۔ یا کسی مولوی کا ٹھپہ ہوتا ہے یا بزرگوں کا ٹھپہ ہوتا ہے۔ یہ بدعت ہے جو لوگوں کے کام ہیں۔ تجویز کردہ یہ بدعتیں ہیں اور جو محمد ﷺ کا فرمان ہے ان کی سنت ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیں ہم کتنے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ مصلے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دیتے ہیں فَیَخرُجُ اَحَدُنَا تو ہم میں سے کوئی نکل جاتا ہے۔ اس کو پاخانہ کی حاجت ہو جاتی ہے۔ فَیَخرُجُ اِلٰی جَنَّةِ البَقِیعِ وَ یَقضِی حَاجَتَه' جنت البقیع کی طرف جاتا ہے اور وہاں قضاء حاجت کرتا ہے' گھر جاتا ہے' وضو کرتا ہے اور واپس آتا ہے تو حضور ﷺ پہلی رکعت کے ہاف قیام میں کھڑے ہوتے ہیں۔ سن لیا آپ نے۔ جو نئے نئے آتے ہیں پہلے قیام میں آپ کو نماز میں پا لیتے ہیں۔ یہ اندازہ ہے آپ کے قیام کا۔ اتنا لمبا قیام ہوتا۔ اب آپ کو ایسی نمازیں نظر آتی ہیں اہلحدیث بھی اس معیار سے گر گئے ہیں۔ حنفیوں کے ہاں تو چھٹی ہے۔ اور دو تین چیزیں تو حنفیوں نے ایسی برباد کی ہیں ایک سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه' یہ کھڑا ہوا۔۔۔ کتنی دیر۔۔۔ حنفیوں کا اگر اصل ماڈل دیکھنا ہو تو پٹھان کو دیکھ لو۔ یہ جتنی فقہ کی بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ حنفی مذہب کی ہیں۔ فقہ کی کتابیں یہ سب ادھر کی پیداوار ہیں۔۔ پٹھانوں کی۔۔۔ اور پٹھان پکا اور اصلی حنفی ہوتا ہے۔ آپ نے کبھی ان پٹھانوں کی نماز

دیکھی ہے جو بادام اخروٹ بیچتے ہیں۔ دیکھا کیسی نماز اڑاتے ہیں۔ دو حصوں کا خون کرتے ہیں۔ رکوع کو گئے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ‘ --- رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ--- اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ ---اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ یہ تینوں دعائیں ثابت ہیں۔ اور اس کے بعد اَللّٰھُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَ لاَ مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَ لاَ یَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (رواہ مسلم مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الرکوع عن ابی سعید الخدری رض) یہ دعا بھی اور اس کے بعد اور بہت سی دعائیں آتی ہیں۔ یہ مختلف دعائیں ہیں۔ کسی موقع پر آپ کوئی پڑھتے اور کسی موقع پر کوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں توجہ سے سنیے گا۔ آپ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ‘ کہہ کر اتنی دیر کھڑے رہتے کہ ہم اپنے دلوں میں یہ کہتے کہ قَدْ نَسِیَ آپ بھول گئے ہیں۔ اَوْ وَھِمَ (رواہ المسلم‘ مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الرکوع عن انس رض) یا کسی اور وہم میں پڑ گئے ہیں۔ اس لئے اتنی دیر لگا دی ہے۔ یہ حال ہے اور ویسے عام اندازہ یہ ہے حضرت براء بن عازب کہتے ہیں آپ ﷺ کا رکوع‘ آپ کا سجدہ‘ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ‘ کہہ کر کھڑا ہونا‘ ایک سجدے سے اٹھ کر دوسرے سجدے تک بیٹھنا یہ چاروں حالتیں قَرِیْبًا مِنَ السِّوَآءَ--- چاروں حالتیں قریب قریب برابر ہوتی تھیں۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ جتنا لمبا رکوع ہوتا۔ اتنا قومہ ہوتا۔ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ‘ یہ کہہ کر اتنی دیر کھڑے رہتے جتنی دیر رکوع میں لگاتے پھر سجدے میں جاتے۔ جتنا لمبا سجدہ کرتے۔ پہلے سجدہ سے اٹھ کر اتنی دیر بیٹھتے۔ پھر دوسرا سجدہ کرتے۔ قَرِیْبًا مِنَ السِّوَآءَ یہ چاروں حالتیں قریب برابر ہوتیں۔

حنفی نمازیں ایسی ہوتی ہیں؟ میرے بھائیو! میں کیا آپ سے عرض کروں۔ آپ

یہ سمجھتے ہیں کہ آپ مسلمان ہیں۔ برا تو بہت لگتا ہوگا۔ آپ کو۔ یہ دیکھو جی! مولوی ہمیں اچھا جمعہ پڑھا رہا ہے۔ لیکن یاد رکھئے گا یہ سب باتیں آپ کو اس وقت معلوم ہوں گی جب آپ مریں گے اور آپ فرشتوں کے سپرد ہوں گے۔ پھر آپ کو پتہ لگے گا کہ ہاں مولوی ٹھیک کہتا تھا۔ میں آپ کو کوئی ایسا جمعہ نہیں جس میں یہ نہ سمجھاتا ہوں کہ لوگو! اسلام کا معیار محمد ﷺ ہیں' امام ابو حنیفہؒ نہیں' کوئی مولوی نہیں۔ یہ طے کر لو یہ فیصلہ کر لو کہ اگر مجھے مسلمان ہونا ہے تو میرے لئے معیار صرف محمد ﷺ ہیں۔ اور اگر آپ نے اپنے دل میں کوئی اور معیار بنالیا' آپ کہیں گے آخر وہ بھی تو مولوی ہے ناں۔۔۔ میری بات توجہ سے سنیئے' ایک آدمی کسی مسئلہ کی تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ اب اگر وہ حنفیوں کے پاس جاتا ہے تو وہاں سے اسے کیا ملے گا۔ حنفی مسئلہ ملے گا یا کچھ اور ملے گا۔ یہ عقل کی بات ہے یا بے عقلی کی؟ اگر آپ یہ چاہتے ہوں کہ کہ آپ ملکی سیاست سمجھیں اور اس کے لئے آپ پیپلز پارٹی کے پاس چلے جائیں تو آپ کو وہاں پیپلز پارٹی کے نظریات ہی ملیں گے۔ آپ اس کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کے مفاد کی بات ہے۔ یہ تو پیپلز پارٹی کا نظریہ ہے۔ آپ کسی اور پارٹی کے پاس جائیں تو وہاں سے اس پارٹی کے نظریات ملیں گے۔ اصول کیا ہے؟ کسی جانبدار کے پاس جاکر تحقیق کرنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ حنفی کے پاس جائیں گے تو آپ کو حنفی مصالحہ ملے گا' کسی بریلوی کے پاس جائیں گے تو بریلوی مصالحہ ملے گا' اسلام نہیں ملے گا۔ کسی دیوبندی کے پاس جائیں گے تو دیوبندی سودا ملے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ واقعتاً آپ کو اسلام ملے تو آپ کسی نیوٹرل کے پاس جائیں جو غیر جانبدار ہو۔ جو کسی امام کا ڈسا ہوا نہ ہو' جو کسی امام کا مقلد نہ ہو۔ وہ کون ہو سکتا ہے جو کسی امام کو نہیں مانتا۔ اس کا امام صرف محمد ﷺ ہے۔ وہ صرف اہلحدیث ہے۔ کہئے غلط بات ہے۔ آپ کی عقل اس کو کبھی غلط کہہ سکتی ہے؟ سوچ لیجئے گا۔ اگر آپ واقعات کو جاننا چاہتے ہیں فرض کر لیجئے گا کہ کسی کیس میں آپ کو انکوائری پر لگا دیا جاتا ہے۔ اب آپ انکوائری کرتے ہیں۔ کسی آدمی کے آپ بیان لیتے ہیں اور کوئی کہہ دے یہ تو اس پارٹی کا ہے۔ وہ جو دو پارٹیوں کا کیس آپ کے سامنے ہے۔ یہ آدمی تو اس پارٹی کا ہے۔ آپ کے ذہن میں کیا آئے گا کہ اجی! اگر یہ اس پارٹی کا ہے تو ادھر کی بات کرے گا۔ پھر اور کو بلاتے

ہیں۔ کس کو بلاتے ہیں؟ اور کوئی آپ سے کہہ دے یہ دوسری پارٹی کا ہے تو آپ فوراً سمجھ جائیں گے یہ اسی پارٹی کی بات کرے گا۔ آپ فوراً نہیں کہیں گے کہ ایسا آدمی بتاؤ جو غیر جانبدار ہو۔ اور جو غیر جانبدار ہو مثلاً آپ تانگے میں بیٹھ گئے' آپ اس سے پوچھتے ہیں کہ سنا بھئی! تمہارے شہر کا کیا حال ہے؟ فلاں کیسا ہے؟ فلاں کیسا ہے؟ تو کس پارٹی میں ہے۔ وہ کہے کہ میری بلا سے میں پارٹی وارٹی کچھ نہیں جانتا۔ آپ کسی اور آدمی سے پوچھتے ہیں' کسی نیوٹرل سے' کسی غیر جانبدار سے تو آپ کا کیا خیال ہوگا؟۔۔۔ یہ کہ یہ عام لوگوں کی رائے ہے' یہ پارٹی والوں کی رائے نہیں ہے۔ یہ عام لوگوں کی رائے ہے۔

اس لئے میرے بھائیو! خوب سمجھ لو آپ مسئلے کی تحقیق کرتے ہیں' پوچھنا ہے کہ آمین کہنی چاہیے کہ نہیں اور حنفی مولوی کے پاس چلے گئے۔ اب حنفی مولوی آپ کو کبھی نہیں کہے گا کہ کہنی چاہیے۔ وہ تو حنفی مسئلہ بتائے گا۔ کیا نتیجہ نکلے گا۔ آپ کے پلے کچھ نہیں پڑے گا۔ آپ کو چاہیے اگر آپ نے مسئلے کی تحقیق کرنی ہے فقہ کی بات ہو تو حنفی سے پوچھو' حدیث کی بات ہو تو اہلحدیث سے پوچھو۔ اجتہاد تقلید نہیں ہے۔ اماموں کی پوجا نہیں ہے۔ اماموں کے پیچھے چلنا نہیں ہے۔ آپ کو اپنا دین ٹھیک کرنا ہے۔ آپ کو اپنا اسلام درست کرنا ہے۔ اور بہترین طریقہ یہ ہے حدیث کی کتاب بخاری شریف جو کہ حدیث کی سب سے اونچی کتاب ہے اٹھاؤ۔ بخاری شریف کا مطالعہ کرو۔ مشکوۃ شریف کا مطالعہ کرو۔ حدیثوں کا مطالعہ کرو۔ حدیث آپ کو بول بول کر کہے گی۔ آ' بندہ بن جا۔۔۔ آ' بندہ بن جا۔ حدیث یہ کہتی ہے۔ آپ مولویوں کی شکلوں کو دیکھتے ہیں' یہ فلاں مولوی صاحب عیدگاہ میں عید پڑھاتے ہیں' لاکھوں آدمی وہاں ہوتے ہیں۔ بڑا مولوی تو یہی ہے نان۔ جب وہ یہ کہتا ہے تو بات ختم ہو گئی۔۔۔ یہ طریقہ ہے سمجھنے کا؟۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے یاد ہے کہ میں مظفر گڑھ میں تھا۔ پنجاب یونیورسٹی کے بورڈ آف سٹڈیز کا ممبر تھا۔ میں نے یہ کورس مقرر کروایا کہ فقہ کی کتاب قدوری میں سے نماز کا باب (Chapter) اور ادھر حدیث کی چھوٹی سی کتاب بلوغ المرام سے بھی نماز ہی کا Chapter

اب مجھے پتہ ہے کہ اکثریت حنفی طالب علموں کی ہوتی ہے۔ تاکہ تقابل ہو' مقابلہ ہو' لڑکے دیکھ سکیں کہ حدیث کیا کہتی ہے اور فقہ کیا کہتی ہے۔ ویسے دیکھنے میں تو یہ بات بہت اچھی تھی۔ ایک سال یہ چلا اور اگلے سال جب میں گیا تو مجھے علامہ صاحب جو اسلامیات کے ہیڈ تھے انہوں نے مجھے خطوں کا پلندہ دیا۔ میں نے جب ایم اے کیا تو وہ چونکہ اس وقت پڑھایا کرتے تھے اور ایک طرح سے میرے استاد تھے۔ کہنے لگے کہ مولوی بڑا شرارتی ہے۔ تو ایسا دانہ ڈال گیا۔ دیکھو کتنے خط آئے ہیں اور لوگوں نے اپنے خدشات کا اظہار کیا کہ اگر یہ بلوغ المرام حدیث کی کتاب کا Chapter کورس میں رہ گیا تو سارے لڑکے اہلحدیث ہو جائیں گے۔ اس کو بدلو۔ چنانچہ انہوں نے فافٹ بدل دیا۔ حدیث کا وہ حصہ رکھ دیا جو تبلیغیوں والا ہے کہ سبحان اللہ کا اتنا ثواب ہے 'الحمد للہ کا اتنا ثواب ہے۔ السلام علیکم کہنے کا اتنا ثواب ہے۔ واہ ....اواہ۔۔۔اسر دھنتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں اور مسئلہ نماز یوں پڑھنی چاہیے۔ ہاتھ یہاں رکھنے چاہئیں۔ رفع الیدین کرنی چاہیے۔ نہ نہ نہ۔۔۔ یہ مسئلے نہ کرو۔ یہ تو اخلاقی مسئلے ہیں۔ کبھی تبلیغیوں کو دیکھ لو۔ جن کو دیکھ کر آپ دیوانے ہو جاتے ہیں۔ جو دنیا میں ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اسلام کے نام پر وہ مولوی ذکریا کی کتابیں۔ جو جھوٹ سے بھری ہوئی ہیں۔ اور تین موضوع' جھوٹی روایتیں ان کو ایسے پڑھتے ہیں جیسے قرآن ہے اور حدیث دکھا دو' بخاری دکھادو۔۔۔مسلم دکھادو۔۔۔نہ نہ۔۔۔ بالکل نہیں۔ برداشت ان سے نہیں ہوتی تو چیز میں وہاں مظفر گڑھ کالج میں تھا اور پڑھایا کرتا تھا۔ یہ کورس سارا اب جب حدیث آئی کہ حضور ﷺ یہاں سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے۔ ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ پھر اس کو اپنے سینے پر مضبوطی سے اس کو باندھ لیتے' کس لیتے۔ (عون المعبود بحواله مراسيل ابو داؤد) یوں اس طرح سے پڑتے۔ تو ایک لڑکا کہنے لگا۔ ہمارے ہاں تو ایسا نہیں کرتے۔ اور پھر حدیثیں بھی مل جاتی ہیں۔ ضعیف یہ وہ کچی پکی۔ ادھر کی ادھر کی سب کچھ۔ جو جھوٹی کتابیں ہوں۔ پھر رفع الیدین کا مسئلہ آ گیا۔

اتفاق سے اس سال مظفر گڑھ کا جو حنفیوں کا بڑا مدرسہ ہے۔ اس کے شیخ الحدیث کا لڑکا بھی کلاس میں پڑھتا تھا۔ بی اے میں وہ ذرا زیادہ محنت کرتا تھا۔ میں نے کہا بیٹا آپ کو زیادہ سہولت ہے۔ آپ کے والد عالم ہیں۔ آپ کی لائبریری میں حدیث کی ساری کتابیں ہیں۔ اب یہ دو چھٹیاں آرہی ہیں۔ اپنے ابا سے کہنا کہ بخاری شریف نکال کر پھر مسلم شریف' پھر ابو داؤد' پھر نسائی' پھر ترمذی۔ پھر ابن ماجہ۔۔۔ یہ صحاح ستہ۔۔۔ یہ حدیث کی بڑی مشہور کتابیں ہیں۔ ان کو سب کو اپنے ابا سے سن لینا۔ پھر جو آپ کا دل کہے۔ اس پر عمل کر لینا۔ بچے کے دل کو یہ بات بہت اچھی لگی۔ کیونکہ ابھی صاف دل تھا۔ مولویوں کی طرف سے ابھی پکا نہیں ہو رہا تھا۔ وہ چلا گیا۔ روزانہ تیاری کر کے آتا تھا۔ بات کوئی نہ کوئی نقطہ بنتا تا اب وہ وہاں میرے پاس آ کر چلتا نہیں تھا۔ وہ بیچارہ اس نے کہا ابا جی! آج پروفیسر صاحب نے ایک بڑی اچھی تجویز بتائی ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ حدیث کی کتابیں اپنے ابا سے سن لینا۔ پھر جو رائے ہو اس پر فیصلہ کر لینا۔ اب باپ تو سب کچھ جانتا تھا۔ کہنے لگا بات اصل میں یہ ہے کہ یہ جتنے محدث تھے سب ہمارے خلاف تھے۔ یہ جو حدیثیں جمع کرنے والے تھے' امام بخاری وغیرہ ۔۔۔ یہ سارے ہم حنفیوں کے خلاف تھے۔ اس لئے ان حدیثوں سے ہمارا کام نہیں بنتا۔ اپنے فقہ کے مسئلے لینے ہیں۔ اور لڑکا دو دن کے بعد جب آیا تو میں نے پوچھا سنا بیٹا! وہ آپ نے گھر ابا جی سے بات کی تھی۔ اس نے کہا: ہاں جی! انہوں نے یہ کہا تھا۔ میں نے کہا پھر بس۔ اب تو سمجھ لے کہ جب محدثین تمہارے خلاف تھے تو تمہارا تو صفایا ہو گیا۔ تمہارے پلے کچھ رہ گیا۔ اور یقین جانیں میں آپ سے یہ بات منبر پر کھڑا کہہ رہا ہوں۔ بخاری شریف اٹھا لیں اگر حنفیت کا نام و نشان آپ کو نظر آجائے۔ کہیں امام ابو حنیفہؒ کا نام نہیں۔ بلکہ اگر امام بخاری نے کسی غلط مسئلے کی نشاندہی کرنی ہوتی ہے۔ حنفیوں کا غلط مسئلہ بیان کرنا ہوتا ہے۔ تو یوں کہتے ہیں۔

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ بعض لوگ ایسے کہتے ہیں اور غلط۔ حدیث یہ کہتی ہے پھر امام مسلم کی مسلم شریف اٹھا کر دیکھ لیں۔ ابو داؤد اٹھا کر دیکھ لیں' ترمذی جو انسائیکلوپیڈیا ہے۔

مذاہب کا انسائیکلوپیڈیا فلاں امام کا یہ قول' فلاں امام کا یہ قول' فلاں امام کا یہ قول'

ابن ماجہ اٹھا کر دیکھ لیں۔ نسائی اٹھا کر دیکھ لیں' حنفیوں کا نام کوئی محدث لیتا ہی نہیں۔ لیکن آج دیکھ لیں دنیا آنکھیں بند کر کے حنفی' حنفی اور مجھے یہ اس لئے افسوس ہوتا ہے اور میں یہ اس لئے کہتا ہوں خدا ہم سے پوچھے گا اللہ نے ہمیں علم دیا ہے۔ خدا کہے گا دنیا میں اندھیرا تھا۔ حنفیت کا اور تم چپ رہے۔ تم نے اس اندھیرے کو اٹھایا نہیں۔ اس لئے میں جمعے میں لازماً لازماً۔ حدیث کی روشنی ڈالتا ہوں تاکہ یہ فقہ حنفی کا اندھیرا دور ہو۔ اور آپ کو دین کی سمجھ آ جائے۔ خدا کے پاس آپ جا کر کہہ نہیں سکتے کہ یا اللہ! ہمیں کسی نے سمجھایا نہیں۔ ہمیں کسی نے خالص دین بتایا نہیں۔ میں آپ کو خالص دین بتاتا ہوں۔ اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے تاکہ خدا کے پاس جا کر سرخرو ہو جاؤں۔ اور یہ کہہ سکوں کہ یا اللہ! باوجود مخالفتوں کے باوجود مخالفتوں کے میں نے یہ بات بہت کہی۔ بہت کہی اور لوگوں کو خوب سمجھایا کہ لوگو دین اسلام حنفی بننا نہیں ہے۔ اسلام کیا ہے؟ محمدی بننے کا نام اسلام۔ حنفی بننے کا نام اسلام نہیں۔ حنفی بننے سے اسلام پر گرد و غبار بڑھ جائے گی۔

یہ اللہ نے آپ کو زندگی دی ہے۔ اس زندگی کو غنیمت جانیں۔ اس کو فرصت جانیں جب فرشتہ جان نکالنے کیلئے آئے گا۔ تو پھر اس وقت لوگ کہیں گے۔ رَبِّ ارْجِعُوْنِ یا اللہ! چھوڑ دے۔ تھوڑی دیر کی مہلت دے دے۔ لَعَلِّی اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ میں تو غفلت میں ہی رہا۔ یا کیا ہی کچھ نہیں۔ یا جو کیا وہ بریلوی بن کر کیا۔ جو کیا وہ دیوبندی بن کر کیا۔ میں نے تو اسلام کو سمجھا ہی نہیں' خدا کہے گا۔ کَلَّاً اب تو نہیں ہو گا۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔ بس۔۔۔ مہلت ختم۔۔۔ ہائے! اللہ جانتا ہے۔ ہم بچوں کا امتحان لیتے تھے۔ تین گھنٹے کا پرچہ ہوتا ہے۔ پرچہ تقسیم (Distribute) کر دیا۔ لڑکے پرچے کر رہے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اعلان ہوتا ہے۔ آدھ گھنٹہ گزر گیا۔ گھنٹہ گزر گیا۔ ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا۔ ہاف ٹائم ہو گیا۔ یہ ہو گیا۔ وہ ہو گیا۔ پھر پانچ منٹ جب رہ جاتے ہیں اس وقت اعلان کرتے ہیں اور پھر آخر میں Time is up ٹائم ختم ہو گیا۔ پرچے دے دو تو ٹھیک ورنہ نگران کیا کرتے ہیں؟ پرچے چھینے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ ایک سوال رہ گیا' تھوڑا سا

رہ گیا۔ وہ کہتا ہے رہنے دو۔ بس ٹھیک ہے جو کچھ کیا۔ وہ کہتا ہے تھوڑا سا۔ وہ کہتا ہے نہیں۔ مجھے پتہ نہیں کتنی دفعہ یہ خیال آیا کہ اللہ قرآن میں ہی بیان کرتا ہے کہ جب فرشتے جان نکالتے ہیں یہ ایک مستقل ڈیپارٹمنٹ ہے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ کوئی ایکسیڈنٹ میں مر گیا۔ پھر اللہ کے فرشتے دوڑ کر آتے ہیں وہ مر جاتا ہے۔ اوہو! اوہو! اچھا اچھا اسکو کار کچل گئی۔ یہ گاڑی کے نیچے آگیا۔ یہ یوں ہو گیا' اللہ کو شاید پتہ ہی نہیں لگتا۔ اللہ کہتا ہے ناں یہ کبھی خیال نہ کرو۔ وَ مَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلاَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ جب بھی کوئی مرتا ہے میرے اذن سے۔ میرے حکم سے۔ اور یہ ایک مستقل محکمہ ہے۔ قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ [32:السجدۃ:11] اس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ کون ہے؟ ملک الموت اور اس کے نیچے عملہ ہے۔ اور وہ باقاعدہ کام کرتا ہے۔ اب کیا صورت ہے۔ اس کے مختلف ذرائع ہیں۔ کسی کو سانپ لڑا دیا۔ اور اس کی موت کا سبب بن گیا۔ اور فرشتے پہنچ گئے۔ کوئی فرشتوں کے آنے میں دیر لگتی ہے۔ فرمایا جتنی یہ دنیا ہے' جتنے جاندار' انسان اور ہر چیز فرشتے کے سامنے ایسے جیسے ایک بہت بڑے میدان میں چھوٹی سے پلیٹ پڑی ہو۔ ہر زندے کے پاس پتہ نہیں ملک الموت روزانہ کتنے چکر لگاتا ہے۔ کہ کب خدا کا حکم ہو اور میں اس کی جان نکالوں۔ تو فرشتہ جان نکالتا ہے۔ اسباب اس کے بے انتہا ہو سکتے ہیں۔ پھر خدا مہلت نہیں دیتا۔ بالکل مہلت نہیں دیتا۔ کوئی کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو۔ اب دیکھ لو صدر۔ دیکھ لو کوئی پتہ نہیں لگا۔ کوئی درخواست نہیں' کوئی فریاد نہیں۔ ایک جرنیل' دوسرا جرنیل' تیسرا جرنیل۔ ہوائی فوج ان کے قبضے میں -اب کوئی پوچھتا ہے کہ کون تھا۔ ذرا گنجائش نہیں۔ اب رہا یہ کس نے کیا۔ کیا وہ کتنا مجرم ہے۔ وہ Case بعد کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ موت آگئی۔ تو یہ وعدے کرتا ہے' یہ وعدے کرتا ہے۔ وہ تیری نیت کے ساتھ معاملہ ہے۔ لیکن اب تیرا وقت آگیا ہے۔ تیری عمر اتنی ہو چکی ہے۔ اور ہم نے پہلے یہ لکھا تھا کہ ہم نے اس کو اتنے گھنٹے' اتنے منٹ' اتنے سیکنڈ پر ختم کر دینا ہے۔ ہم نے تجھے واپس بلا لیا ہے۔

میرے بھائیو! موت کو خوب سمجھ لو۔ موت کیا ہے؟ میں بار بار آپ سے عرض

کر تا ہوں موت کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ جنگ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کے دل ہل گئے۔ ہائے! ہائے! ایسا نقصان۔۔۔ چلو کوئی بوڑھا ہوتا تو بات کچھ اور تھی۔ اب کسی کام کا نہیں۔ ابھی جوانی ہے۔ اور پھر جرات اور جسارت ہائے! ہائے! اوہ شہید ہو گیا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آئی کہ اللہ کو پتہ لگ جاتا تو اللہ کبھی جان نہ نکالتا۔ یہ تو اتفاقی ہو گیا۔ طرح طرح کے وسوسے۔۔۔ کسی کے دل میں کوئی وسوسہ۔۔۔ کسی کے دل میں کوئی وسوسہ۔۔۔ اور یہ انسانی کمزوری ہے۔ کسی کے دل میں کوئی خیال اور کسی کے دل میں کوئی خیال۔ اللہ نے قرآن کی یہ آیت اس وقت اتاری۔ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلاَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تمہارا کیا خیال ہے؟ کوئی مر جاتا ہے۔ خدا کو پتہ نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا سے اجازت لے کر ملک الموت جان نکالتا ہے۔ میرے علم میں ہے کہ حضرت حمزہ شہید ہو رہے ہیں۔ اب دیکھ لو جدھر پڑتے تھے صفوں کی صفیں الٹتے جا رہے تھے۔ اور ایک وحشی غلام طاق میں رہا کہ جب وہ میری زد میں آئے گا تو اس پر برچھی پھینکوں گا۔ اس کو برچھی چلانے کی بڑی مہارت تھی۔ حضرت حمزہ بڑے بڑے لوگوں کو الٹ رہے تھے۔ جب اس کی زد میں آگئے اس نے برچھی ماری اور آپ کو چیر کر رکھ دیا۔ بس اب لوگ سمجھے ہائے ہائے یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیا ہو گیا۔ حضور ﷺ کا چچا۔۔۔ ایسا مخلص۔۔۔ ایسا دلیر۔۔۔ ایسا بہادر۔۔۔ اور جوانی اور ٹھاٹ کی عمر۔ یہ کیا ہو گیا۔ اللہ نے اسی وقت نازل کیا۔ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلاَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُؤَجَّلاً [3:آل عمران: 145] یہ موت کیا ہے؟ ایک تحریر ہے۔ جو وقت پر پوری ہوتی ہے۔ كِتَابًا مُؤَجَّلاً میں غنیمت جانو ان دنوں کو زندگی کے دن آپ کو ملے ہوئے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اپنے گزارے کیلئے نوکری کرو۔ اپنے گزارے کیلئے محنت کرو۔ اپنے گزارے کیلئے کاروبار کرو۔ جو کر سکتے ہو۔ کرو۔ لیکن موت کو نہ بھولو۔ جس نے موت کو بھلا دیا وہ مسلمان نہیں رہتا۔ اپنی تیاری کرو۔ ہر وقت تیار رہو۔ پتہ نہیں خدا کب بلا لے۔ اور میں آپ سے عرض کر دوں دنیا کی ہوس دنیا کا خیال۔ اسکو چھوڑیئے۔ یہ آپ کو تباہ کر رہی ہے۔

دنیاداروں کیلئے چھوڑ دو۔ ٹھیک ہے آپ دنیا دار نہ بنیں۔ آپ دیندار بنیں۔ آپ کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ نیکی نیکی۔۔۔ جتنی آپ کر لیں گے۔ اچھی ہے۔ آپ جتنا اپنے ذہن کو یہ بنالیں گے۔ کہ پتہ نہیں موت کب آجائے' اپنا کام ٹھیک کر لو۔ اس کو غنیمت جانو۔ سمجھ لو کہ

آپ کی سعادت ہے۔ آپ کی نیک بختی ہے۔ جس کو موت یاد نہیں وہ سمجھے کہ میرا ایمان ٹھیک نہیں ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

دوسرا خطبہ

اہل حدیث بننا بہت مشکل ہے۔ اہلحدیث رہنا بہت مشکل ہے۔ انسان کمزور ہے۔ اس سے سستی اور کمزوری ہوتی رہتی ہے۔ صحابہ میں سستی آگئی تھی حدیثوں میں صاف آتا ہے بخاری شریف میں حدیث شریف ہے کہ عبداللہ بن عباس صحابی ہیں۔ ان کا شاگرد حضرت ابوہریرۃ کے پیچھے نماز پڑھ کر گیا۔ اور جا کر حضرت عبداللہ بن عباس سے جا کر کہنے لگا۔ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ میں نے مکہ میں ایک بوڑھے کے پیچھے نماز پڑھی اس نے بائیس دفعہ اللہ اکبر کہا۔ پھر اس کے بعد رکوع کو گیا۔ اللہ اکبر پھر سجدے کو گیا۔ پھر اللہ اکبر پھر سجدے کو گیا۔ بائیس مرتبہ اس نے اسکا اللہ اکبر سنا۔ اِنَّہٗ اَحْمَقٌ وہ راوی کہنے لگا۔

ابن ابی ملائیکہ اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس صحابی سے کہنے لگا کہ اِنَّہٗ اَحْمَقٌ مجھے وہ بڈھا پاگل سا نظر آتا ہے۔ کیا بات نکلی کہ امام اس زمانے میں نماز پڑھاتے اور کہتے یہ سستی حضرت عثمانؓ سے شروع ہوئی یا ان کے گورنروں سے کہ امام اپنا آرڈر نہیں دے رہا۔ بس کھڑا ہے' رکوع کو چلا گیا۔ جب وہ رکوع کو چلا گیا۔ پچھلی سطر نے دیکھا تو وہ رکوع کو چلے گئے۔ پہلی سطر کو دیکھا تو دوسری سطر والے رکوع کو چلے گئے۔ امام چپ اور رکوع کو جا رہے ہیں۔ امام چپ اور کھڑے ہو رہے ہیں۔ امام چپ اور سجدے کو جا رہے ہیں۔ سجدے سے کھڑے

ہو رہے ہیں اور حضور کا طریقہ کیا تھا؟ یہ کہ اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جب اپنے شاگرد کی یہ بات سنی تو کہنے لگے تیری ماں تجھے گم پائے تو مریں۔ جیسے ہم کہتے ہیں "تو مریں تو اٹھتا نہیں" یعنی پیار اور محبت سے۔۔۔ سنت ابی القاسم یہ جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بوڑھے نے نماز پڑھائی ہے یہ تو نبی ﷺ کی سنت ہے لوگوں نے چھوڑ دی۔ حضرت ابو ہریرہ کہا کرتے تھے۔ ابھی وضو کر رہے ہیں اور امام نماز پڑھا رہا ہے۔ امام سے کہتے ذرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھ میری آمین نہ رہ جائے۔ آج کل دیکھ لیں اہلحدیثوں کی خالص مسجد ہو اور چالیس پچاس نمازی ہوں۔ کوئی ایک آدھ شاید آمین بلند آواز سے کہے ورنہ کوئی نہیں کہتا۔ سب مردے۔ خیال ہی نہیں ویسے آمین پر بحثیں کریں گے۔ لیکن جہاں تک کہنے کا تعلق ہے کوئی پرواہ نہیں۔

اور عبداللہ بن زبیرؓ کے بارے میں بخاری شریف میں آتا ہے کہ وہ نماز پڑھاتے 'مکہ میں' حرم میں تو وہاں آواز کی گونج اٹھتی۔ سنتوں کو لوگوں نے اس وقت چھوڑنا شروع کر دیا لیکن وہ لوگ پھر خوش قسمت تھے۔ وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ یہ ہمارا مذہب تسھنا تھونا سستی سے غفلت سے' لاپرواہی سے۔ یہ کبھی نہیں کہتے تھے کہ میرا یہ مذہب ہے۔ اب تو بیڑہ غرق یہ ہو گیا ہے۔ ہمارے مذہب میں ہے ہی نہیں۔ آمین کہنا ہمارے مذہب میں ہے ہی نہیں۔ ورنہ وَاَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلُجَّةً (صحیح بخاری کتاب الاذان باب جھر الامام بالتامین) اتنی اونچی آواز سے آمین کہتے تھے کہ مسجد میں گونج ہوتی تھی۔ یہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے اور رفع الیدین کا حال دیکھ لو۔ آج کا حنفی مولوی جل جاتا ہے۔ سڑ جاتا ہے۔' جب ذرا رفع الیدین کا نام لیتا ہے۔ آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا نام سنا ہے جس کو عمر ثانی بھی کہتے ہیں۔۔۔ کتنے زبردست خلیفہ تھے؟ کتنے متقی اور پرہیزگار تھے' اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ باہر ایک آدمی ملنے کیلئے آیا' کسی نے اطلاع دی کہ فلاں آدمی آپ کو ملنا چاہتا ہے' وہ اندر آجائے؟ اپنے ساتھی سے کہنے لگے نہیں' اس کو بلانا نہیں' چلا جائے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ اپنی اولاد کو رفع الیدین نہیں کرنے دیتا۔ اور میں

نے دیکھا ہے ہمیں رفع الیدین نہ کرنے پر مار پڑا کرتی تھی۔ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا۔ (جزء القراۃ للامام محمد بن اسماعیل بخاری)اب آپ غیرت دیکھیں۔ یہاں ہمارے جماعت اسلامی والے کہتے ہیں۔۔۔ یہ چھوٹی چھوٹی سنتیں ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز جیسا خلیفہ اس آدمی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جرم کیا ہے؟ یہ کہ رفع الیدین کرنے پر جلتا ہے۔ اب آپ ان باتوں کا اندازہ کرلیں۔ کہ ماحول کتنا بدل گیا۔ اور اگر آپ نے نمبر لینے ہیں اور اگر آپ چاہتے ہیں۔ اللہ آپ سے راضی ہو جائے اور آپ خالص قرآن و حدیث کے ماننے والے ہوں تو بالکل سیدھے ہو جائیں۔ یہ بل چھل نکال دیں۔ قرآن و حدیث کے مطابق زندگی پرہیز کی گزاریں۔ دیکھئے! ہمارے ایمان کا' ہمارے اسلام کا' ہماری دینی حالت کا معیار کون ہے؟ آج کل کے مولوی ہیں۔ خدا کی قسم کوئی کہہ سکتا ہے۔ بالکل نہیں۔ معیار کون ہیں؟ صحابہ۔۔۔ اور صحابہ میں سے وہ جو نبی کی سنت کا علم بلند کرتے ہیں۔ جو باقاعدہ دعوت دیتے ہیں اور روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ عمل تھا۔ حضور ﷺ کا یہ عمل تھا۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دی ہے۔ ترك الناس التامين لوگ آمین کہتے تھے' جو پیچھے عورتیں تھیں وہ آواز سنتیں تھیں۔ اتنی اونچی آواز سے آپ آمین کہتے تھے۔ (اخرجه اسحاق بن راهويه فی مسند ہ نصب الرایۃ ج 1ص :371) پھر حدیث میں آتا ہے۔ اب آپ سن لیں۔ آپ نے فرمایا: اے میرے صحابہ! یہودی تمہاری دو باتوں پر جلتے ہیں۔ ایک جب تم اسلام علیکم اور وعلیکم السلام کہتے ہو۔ دوسرے جب آمین کہتے ہو۔ تو یہودی جلتے ہیں' حسد کرتے ہیں (ابن ماجة كتاب الصلوة مسند امام احمد ج 6 ص135 اور امام بخاری نے جزء القراۃ رقم الحدیث 988میں نقل کی ہے' ابن خزیمة ج 1ص288) اور آج کل آپ نے دیکھا ہے کہ آمین پر کون جلتا ہے۔ یہ دیوبندی' بریلوی کا تو خیر نام ہی کیا لینا ہے۔ اس لئے مجھے دیکھ کر یہ خیال آتا ہے اللہ یہ

مولوی کیا سمجھتے ہیں ؟ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ آج کل ہماری اکثریت ہے' اللہ اکثریت سے ڈر جائے گا۔ خدا کے ہاں کوئی جمہوریت نہیں۔ خدا جمہوریت کی جڑ کاٹتا ہے۔ جب سارے لوگ جمع ہو جائیں گے۔ خدا آدم علیہ السلام سے کہے گا۔ اے آدم دوزخ کا کوٹہ علیحدہ کر دے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے۔ یا اللہ! کیا Ratio ہو گی' کس حساب سے۔ خدا کہے گا ایک جنتی اور 999 دوزخی اور یہاں جب یونیورسٹی رزلٹ نکالتی ہے' بورڈ جب رزلٹ نکالتے ہیں تو دیکھ لیتے ہیں ۔۔۔ نہ نہ ۔۔۔ یہ نہ کرنا ۔۔۔ ہڑتال ہو جائے ۔۔۔ طوفان آ جائے گا ۔۔۔ حکومت فیس نہیں کر سکے گی ۔۔۔ اس لئے بھی رزلٹ ذرا ٹھیک کرو۔ خدا بھی کیا ڈرتا ہے ؟ دیکھ لو یہ بخاری شریف میں ہے - حدیث ہے کہ آدم علیہ السلام سے کہا جائے گا- 999 دوزخ کیلئے اور ایک جنت کیلئے ۔۔۔ کیا یہ آپ کو نظر نہیں آتا کہ اس وقت دنیا کدھر ہے۔ اہلحدیثو! اب میں آپ سے کیا عرض کروں ؟ مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ جب میں بار بار اہلحدیث کا نام لیتا ہوں۔ تو آپ یہ اہلحدیث نظر آتے ہیں۔ جی ! میرے پیسے کھا گیا۔ میں نے رشتہ کیا۔ ایسے خبیث نکلے کہ لڑکی کو تنگ کرتے ہیں۔ کبھی کوئی مصیبت' کبھی کوئی مصیبت۔ میرے پاس کوئی نمونہ نہیں کہ میں اہلحدیث عملی دکھا سکوں ورنہ میرے بھائیو! سن لو۔ یاد کر لو اپنے دل سے فیصلہ کر لو کہ نجات پانے والی جماعت ہے تو وہ اہلحدیث ہے۔ جو قرآن و حدیث کو مانتی ہے اور جو "الف" سے لے کر "ے" تک پورا عمل کرتی ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان

خطبہ نمبر59

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰہَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَ یَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَ یَغْفِرْلَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ [57:الحدید:28]

میرے بھائیو! اللہ تعالٰی نے یہ نظام جو دنیا میں چلایا ہے یہ نظام اسلام کہلاتا ہے۔ اور پوری کائنات کا نظام ہے۔ حتی کہ آسمانوں میں بھی اور کیا سمندر کیا خشکی موجودات جتنے بھی ہیں سب کے سب اسی نظام کے تحت چلتے ہیں۔ اور اسی نظام کے مطابق چلنے کا ہمیں حکم ہوا ہے۔ چنانچہ یہ اسلام جو ہے اس لئے ہمیں اسکا پابند کیا گیا ہے کہ اگر تم کائنات میں اپنے آپ کو فٹ کرنا چاہتے ہو کہ کہیں کوئی Clash نہ ہو تو پھر تم بھی وہی طریقہ اختیار کرو اسی نظام کو قبول کرو۔ عملاً اسی نظام کو اختیار کرو جو پوری کائنات کا نظام ہے۔ معمولی سی بات ہے اور انسان اسے آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ کہ دنیا میں چھوٹے چھوٹے ملک چھوٹی چھوٹی

حکومتیں قوانین بناتی ہیں۔ لور رعایا اس قانون کی پابندی کرتی ہے۔ اور دنیا سب مانتی ہے کہ ہاں یہ کلاں حکومت ہے۔ حکومت چھوٹی ہو یا بڑی ہو۔ اب بڑا ہی ہے نا یہ دنیا کا نظام ۔۔۔ سورج ہے' چاند ہے' پھر اس کے بعد ان گنت ستارے ہیں لور کوئی ان کو گن نہیں سکتا پھر آسمان سے زمین تک بے شمار مظاہر فطرت ہیں' پھر انسان ہیں' یہ حیوانات ہیں۔ جتنی یہ چیزیں ہیں اللہ کی کوئی حکومت ہی نہ ہو۔ اللہ کا کوئی قانون ہی نہ ہو' کافروں نے تو اسی بات کو تو نہیں مانا تھا۔ خدا کی قدرت! آج کے مسلمان بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اللہ بادشاہ ہے۔ اسکا کوئی قانون ہے' اس کی ایک حکومت ہے۔ اور اس کے قانون کی خلاف ورزی' اس کے حکم کی خلاف ورزی جو ہے بڑا سخت گناہ ہے۔ ہمیں چھوٹی چھوٹی حکومتیں جو ہماری آنکھوں کے سامنے نظر آتی ہیں۔ ہم ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اللہ کی حکومت کو ہمارا دل نہیں مانتا۔ لور حقیقت میں یہی کفر ہے۔ رسمی طور پر نمازیں پڑھ لینا' یا روزے رکھ لینا یا مسلمانوں میں چلتے رہنا یا کسی اور مذہب میں ہے یا کسی لور قوم میں ہیں اس کے ساتھ چلتے رہنا۔ یہ بالکل اور بات ہے۔ حقیقتاً اس کو سمجھنا۔ خدا احکم الحاکمین ہے۔ اس کی حکومت ہر چیز پر ہے۔ خدا اجاطور پر قرآن مجید میں کہتا ہے۔ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ اللہ ہی کیلئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی۔ وَ لَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ[3:آل عمران:83] جو چیز بھی تمہیں نظر آتی ہے: کیا آسمان' کیا زمین' سب کی سب خوش' ناخوش اس کی مطیع ہیں' اس کی فرمانبردار ہیں۔ لور انسانوں کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ قرآن مجید میں یہ بات بار بار آتی ہے۔ اگر انسان تنہائی میں بیٹھ کر سوچے تو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بہت توجہ دلائی ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ[3:آل عمران:190] کہ جو آدمی سوچے گا کہ دیکھو آخر آسمان جو ہے اس کو کسی نے بنایا ہی ہے۔ اس کو سیٹ کیا ہے' پھر رات اور دن کا نظام ہے۔ پھر زمین ہے لور پھر یہ ہماری سائنس بتاتی

ہے کہ ہماری یہ زمین ایک کرہ ہے جو فضا میں معلق چل رہا ہے' دوڑ رہا ہے۔ یہ ساری کی ساری چیزیں آخر کسی نے بنائی ہیں۔ تو اس کا علم کس قدر وسیع ہو گا؟ اس کے علم کی کوئی حد ہو گی؟ جس نے اتنی بڑی زمین' چاند اور سورج جو ہے اس کو پیدا کیا ہے' پھر فلاں چیز ہے' فلاں چیز ہے۔ یہ سب چیزیں اللہ نے سیٹ کی ہیں۔ اور سب میں اس کا قانون چلتا ہے' اس کا حکم چلتا ہے۔ پوری اس کی نگرانی ہے۔ تو انسان کیسے غافل رہ سکتا ہے۔ اگر اس کی طبیعت صحیح ہو' اس کی عقل سلیم ہو' اور وہ بالکل ہی جانوروں والی زندگی نہ گزارتا ہو تو از خود انسان جو ہے اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔ بچے کو چھوڑیں' بچہ تو بے سمجھ ہوتا ہے' لیکن جب انسان جوان ہو جاتا ہے' جب سوچ بیدار ہو جاتی ہے تو پھر اس کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ آخر خدا ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ وہ مجھ سے پوچھے گا کہ دنیا میں جا کر تو نے کیا کیا؟ مجھے اس کے قانون کو ماننا چاہیے۔ اور پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان دنیا میں آئیں اور مر جائیں اور قصہ ختم۔ اور اگر صورت حال یہ ہو تو اس بات کو تو خدا تعالے نے بہت بڑا قصور کیا ہے کہ اس سے تو اس کی ذات پر حرف آتا ہے۔

اگر کوئی حساب کتاب نہ ہو' کوئی جزا سزا نہ ہو تو اللہ کے بارے میں تم کیا کہو گے؟ یہی نا کہ وہ کیسا ظالم ہے؟ معاذ اللہ!۔۔ کہ اس نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس میں اس قدر ظلم ہو رہا ہے' دیکھو! کس طرح سے چیر پھاڑ ہو رہی ہے' مار دھاڑ ہو رہی ہے' قتل و غارت ہو رہی ہے۔ اگر کوئی حساب کتاب نہ ہو تو یہ تو بہت بڑا ظلم ہے۔ اب حکومتیں بنتی ہیں۔ پاکستان کی حکومت کو لے لو۔ وہی زمیندار' سرمایہ دار جو بڑے بڑے ہوتے ہیں لوگوں کو وہ دھوکہ دیتے ہیں۔ اور آکر کیا کیا ظلم نہیں کرتے۔ اور ظلم کی انتہاء نہیں ہے اور پھر وہ اسی طرح مر جاتے ہیں۔ اور اگر نیک وبد برابر رہیں کہ مرنے کے بعد سب مٹی ہو جائیں گے' کوئی حساب کتاب نہیں ہو گا' کوئی جزا و سزا نہیں ہے تو اس سے تو اللہ پر حرف آتا ہے' تب تو خدا ظالم ٹھہرا کہ اس نے یہ کیا نظام بنایا ہے کہ دنیا میں ایک امیر ہے اور ایک عیش کرتا ہے اور ایک بیچارہ بہت تنگی سے وقت گزارتا ہے۔۔۔ ایک ظالم ہے اور ایک مظلوم ہے' ایک حاکم ہے اور ایک محکوم ہے۔ یہ فرق آخر اس نے پیدا کیوں کیا؟ اگر جزا و سزا نہ ہو تو پھر کوئی انصاف

نہیں۔ اگر کوئی داد فریاد نہ ہو تو پھر کچھ بھی نہیں' کوئی کچھ نہیں۔ اللہ اکبر! قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ جو بڑے بڑے امیر ہیں' سردار ہیں' ہم ان کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کا نقشہ کھینچتے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ یہ کون لوگ وہ ہیں جو غریبوں کو دیکھ کر آنکھوں سے اشارے کرتے تھے وَ اِذَا مَرُّوْا بِھِمْ یَتَغَامَزُوْنَ یہ انہیں دیکھتے اور اشارے کرتے ۔۔۔ یہ ملاں ۔۔ یہ مولوی ۔۔۔ یہ جنتی بنتا ہے ۔۔ یہ دیکھو! وہ جا رہا ہے ۔۔۔ یعنی ان کو حقیر جانتے تھے۔ وَاِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰی اَھْلِھِمُ اور جب کبھی اپنے گھروں کو جاتے وہاں جا کر خوش ہوتے کہ آج میں نے ایک مولوی کو پاگل بنایا ہے ۔۔۔ ایک داڑھی والے کی یوں گت بنائی ۔۔۔ ہمارے لئے اللہ بیان کرتا ہے' اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو غریب لوگ ہیں' جو نیک لوگ ہیں' اللہ تعالےٰ ان کو تختوں پر بٹھائیں گے۔ بہت اعلیٰ ان کا بیٹھنے کا انتظام ہو گا۔ اس انداز سے وہ بیٹھیں گے کہ ان کو دوزخی سب نظر آئیں گے۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ نَضْرَۃَ النَّعِیْمِ اگر ان کے چہروں کو دیکھیں گے ۔۔۔ آج تو بہت غریب نظر آ رہے ہیں' بیچارے کو نہانے کے لئے صابن میسر نہیں ۔۔۔ پھٹے پرانے کپڑے ہیں۔ لیکن اس وقت ان کے چہروں پر رونق اور نعمتوں کی تازگی نظر آئے گی۔ کہ یہ بہت خوشحال ہیں۔ جیسے کہ امیر کا چہ نظر آ ہی جاتا ہے ۔۔۔ کپڑوں سے ۔۔۔ لباس سے ۔۔۔ بالوں سے کہ کسی امیر خاندان کا ہے۔ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ نَضْرَۃَ النَّعِیْمِ اے مخاطب! تو ان کے چہروں سے پہچان لے گا کہ یہ بہت نعمتوں میں' اور عیش میں زندگی گزارے گا۔ خدا ان کو بٹھا کر دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ ان کو سزا دی جا رہی ہو گی اور ان کو نقشہ دکھایا جا رہا ہو گا۔ اور پھر خدا ان سے پوچھے گا حضرت بلالؓ جیسے سے ۔۔۔ آپ کو پتہ ہی ہے حضرت بلالؓ کو امیہ جیسے لوگ کس طرح سزا دیتے تھے۔ وہ بڑے تھے' امیر تھے اور یہ غلام تھے' کمزور تھے' غریب تھے۔ اس طرح سے آج دنیا میں ہوتا ہے ۔۔۔ اللہ ان غریبوں کو تختوں پر بٹھا کر

پوچھے گا۔ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ[83:المطففین:36] اب تمہیں بتاؤ! ان کو بدلہ ٹھیک مل رہا ہے ؟ دیکھو! انصاف کی حد۔۔ خدا ان غریبوں سے پوچھے گا جو بیچارے بڑے مظلوم۔۔۔ اب دیکھو نا۔۔۔ آپ نے کسی وڈیرے کو ووٹ نہ دیا تو دل میں یہ ڈر کہ وہ تو مروادیں گے' کوئی اور کام کروادیں گے۔ تو اسی وجہ سے لوگ ڈر کے مارے ان سے تھراتے رہتے ہیں' کانپتے رہتے ہیں۔ عزت اور اپنے مال۔۔۔ کہ یہ ضائع نہ ہو جائے۔ اور ہمارا کوئی ایسا نقصان نہ ہو جائے۔۔۔ ایک صاحب مجھے بتا رہے تھے کہ میں سندھ میں ایک وڈیرے کے پاس گیا۔ وہاں ہم ناشتا واشتا کر رہے تھے' کچھ کھا پی رہے تھے اور برابر کے مکان سے کراہنے کی آواز آرہی تھی' جیسے کوئی شخص بے چین ہو' بیمار ہو۔۔۔ میں نے سوچا کہ معاملہ کیا ہے ؟ وہاں سے اٹھ کر جب میں دوسرے کمرے میں چلا گیا تو میں نے وہاں جو آدمی رہتا تھا اس سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی آرہی ہے۔ اس نے بتایا کہ اس وڈیرے کا کوئی مخالف تھا' اس نے اس کو پکڑ رکھا ہے۔ اور اس کی دبر میں نمک مرچ لگا کر ڈنڈا چڑھایا ہوا ہے اور پتہ نہیں کتنے دن ہو گئے ہیں۔ اس کو اسی حالت میں رکھا ہوا ہے۔ کوئی پرچہ نہیں کاٹ رہا' کوئی پولیس نہیں پوچھ رہی۔ جو چاہتے ہیں ظلم وزیادتی کر رہے ہیں۔۔۔۔ پتہ نہیں دنیا میں کتنے واقعات ایسے ہوتے ہیں جو ہمارے علم میں نہیں ہیں' ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں۔ لیکن تاریخ بتاتی ہے' حالات بتاتے ہیں کہ بہت عجیب و غریب واقعات ہوتے ہیں۔ تو اب اللہ کا نظام دیکھو کہ خدا ان ظالموں کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اور ان مظلوموں سے' ان غریبوں سے پوچھے گا : هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ [83المطففین :36] کیا ان کو بدلہ مل گیا؟ ان کافروں کو بدلہ مل گیا جو یہ کرتے تھے۔ خدا ان سے پوچھے گا۔۔۔ مطلب کیا کہ اب تو تم خوش ہونا! اب دیکھو! مظلوم کے سامنے ظالم کو سزا ملے تو خوشی تو قدرتی بات ہے۔ خوشی تو اس کو ہوتی ہے۔ اللہ یہ دن دکھائے گا۔ کیوں ؟ اگر خدا یہ انصاف نہ کرے تو خدا' خدا ہی نہیں۔ اللہ پھر ظالم ٹھہرتا ہے۔ جب اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ حکم دیا ہے کہ حکومت بناؤ' انصاف کرو' لیکن ساتھ یہ

بھی کہہ دیا اگر تم انصاف نہیں کرو گے' تو میں انصاف کروں گے۔جب میرے پاس آؤ گے پھر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی مظلوم رہ جائے۔اس کا کوئی فریادرس' اس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہو۔ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ فرمایا: ہم کبھی ان کو چھوڑ دیں گے ؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم ان کو کبھی چھوڑ دیں۔اس سے آپ اندازہ کریں کہ ہمیں اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے ؟ ہمارا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ ہے' وہ احکم الحاکمین ہے۔ اس نے ہمیں بہت اختیارات دے رکھے ہیں' ہمیں بہت سے احکامات دے رکھے ہیں ان کے تحت اگر کوئی اس نظام کو قائم کردے تو انصاف ہو سکتا ہے۔۔۔دنیا میں اب انصاف نہیں ہو رہا۔اللہ کے احکام نہیں چل رہے' ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔ خدا کہتا ہے میں نے ایک دن جس کا نام ''یوم الدین'' ہے۔۔۔بدلے کا دن۔۔۔جزا کا دن۔۔۔سزا کا دن۔۔۔ ہر آدمی کو اس دن جو اس نے کیا ہے اس کے سامنے کر دیا جائے گا۔اور خدا دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال کر بار بار یہ کہے گا۔میں نے تم پر ظلم نہیں کیا' یہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہیں۔تم اپنے اعمال کی وجہ سے یہ سزا بھگت رہے ہو۔اب دیکھ لو دوسرے جو نیک لوگ ہیں وہ مزے کر رہے ہیں۔ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ[7:الاعراف:43] اللہ تعالیٰ جنتیوں سے کہے گا کہ یہ جنت ہے جس کا میں نے تمہیں وارث بنایا ہے۔میں نے یہ جنت تمھیں کیوں دیا ہے ؟ تمہارے اعمال کی وجہ سے' تم نے میری حکومت کو تسلیم کیا' تمہارے دل میں یہ ایمان تھا کہ اللہ ہی احکم الحاکمین ہے' اسی نے حساب لینا ہے۔لہذا کوئی پوچھے یا نہ پوچھے میں ظلم نہ کروں۔اگر مجھے دنیا میں کسی نے نہیں پکڑا تو اللہ ضرور پکڑے گا۔اللہ حساب لے گا اور وہاں پھر کوئی چھڑانے والا نہیں ہو گا۔آپ قرآن پڑھ کر دیکھ لیں قیامت کے دن کے متعلق کوئی بات نہیں جو اللہ نے بیان کرنے سے چھوڑی ہو۔ہر بات کو اللہ نے بیان کیا ہے۔

آج کل مشرک یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی کو مانتے ہیں۔ہمارے فلاں پیر تھے' سب کرنی والے تھے۔یہ کر دیتے تھے' وہ ایسا کر دیتے تھے۔جب قیامت کے دن سب لوگ اکٹھے ہو جائیں گے تو اللہ اعلان کرے گا۔ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ لوگو! یہ فیصلہ کا

دن ہے۔ جَمَعۡنٰکُمۡ وَ الۡاَوَّلِیۡنَ ہم نے تم سب کو اکٹھا کر لیا۔ پہلے بھی۔۔۔ پچھلے بھی۔۔۔ دیکھو ناں آج بریلوی کے ذہن میں پیران پیر۔۔۔ گیارھویں والا پیر کتنی بڑی ہستی ہے؟ کوئی حد ہے؟ کہتے ہیں: ہائے اوہ تو جی پتہ نہیں کیا ہیں۔ خدا کہے گا۔ میں نے سارے آج اکٹھے کر لئے ہیں۔ جَمَعۡنٰکُمۡ وَ الۡاَوَّلِیۡنَ پہلے بھی ہیں اور تم بھی ہو اب فیصلہ ہوگا۔ فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ کَیۡدٌ فَکِیۡدُوۡنِ [77:المرسلات:39] اے مریدو! اگر تم سے کچھ ہو سکتا ہے تو پیروں کو کہہ کر تم کچھ کروالو۔ اگر تم کچھ کر سکتے ہو فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ کَیۡدٌ فَکِیۡدُوۡنِ [77:المرسلات:39] اگر تمہاری کوئی تدبیر چل سکتی ہے۔ اگر تم بچاؤ کا اپنا کوئی طریقہ' کوئی صورت بنا سکتے ہو تو بنالو۔ فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ کَیۡدٌ فَکِیۡدُوۡنِ [77:المرسلات:39] میرے خلاف کر لو' بلالو اپنے پیروں کو' اور فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ کَیۡدٌ فَکِیۡدُوۡنِ [77:المرسلات:38-39] اگر کوئی تدبیر میرے خلاف ہے تو کر دیکھو۔ اور یاد رکھئے! سفارش جو ہوگی تو اس کی جس کو اللہ نے بخشنا ہوگا۔ اللہ بخشنا نہ چاہے' اللہ معاف نہ کرنا چاہے اور کوئی سفارش کر جائے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر سفارشیں جب ہوں گی۔ نبی ﷺ کی سفارش ہوگی' قرآن کی سورتوں کی سفارش ہوگی' چھوٹے بچوں کی سفارش ہوگی' حافظوں کی سفارش ہوگی اور نیک لوگوں کو اللہ یہ اعزاز بخشے گا کہ وہ بھی سفارش کریں گے۔ لیکن سفارش کب ہوگی۔ دنیا میں سفارشیں ہوتی ہیں؟ Case ہونے سے پہلے' کیس کا Decision ہونے سے پہلے سفارش ہوتی ہے۔ کہ جی! ہمارا کیس فلاں جج کے پاس ہے۔ کچھ بھاگ دوڑ کر و اب اگر فیصلہ ہو جائے پھر کوئی سفارش تو نہیں کرتا۔ اب اللہ کے ہاں سفارش کب ہوگی۔ فیصلے پہلے ہوں گے سفارشیں بعد میں ہوں گی۔ اگر فیصلے سے پہلے سفارش ہو جائے تو گھپلا ہوتا ہے' دھاندلی ہوتی ہے۔ اللہ نے یہ نظام رکھا ہی نہیں کہ کوئی سفارش کرے اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ فیصلہ پہلے ہوگا کہ یہ اس

درجے کا مجرم ہے۔اور ساتھ ہی یہ ہوگا کہ یہ سفارش کے قابل ہے۔یہ دوزخی ہے لیکن یہ سفارش کے قابل ہے اور یہ دوزخی ہے سفارش کے قابل نہیں ہے۔اس کی سفارش نہ رسول اللہ ﷺ کر سکتے ہیں نہ کوئی اور کر سکتا ہے۔لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا[78:النبا:7] کوئی بات نہیں کر سکے گا۔اللہ کے سامنے کوئی بات نہ کر سکے گا۔مگر جسے اللہ اجازت دے گا۔وہ بولے گا اور بولے گا بھی کیا؟ قَالَ صَوَابًا ٹھیک بات کہے گا۔غلط بات کبھی نہیں کہہ سکے گا۔مثلاً اللہ جس کی سفارش نہ چاہتا ہو کوئی سفارش کو کھڑا ہو جائے گا؟آپ نے سو دفعہ سنا ہوگا۔ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو فرشتے زنجیروں میں سنگلوں میں جکڑے ہوئے دوزخ کی طرف لے جارہے ہوں گے اور خدا ابراہیم علیہ السلام کو دکھادے گا کہ دیکھو یہ تیرا باپ جارہا ہے۔تو اپنے باپ سے کہیں گے:ابا!میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا۔فَاتَّبِعْنِیْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا[19:مریم:43]کہ میرے پیچھے لگ۔یہ نہ کہہ کہ یہ چھوکرہ ہے'یہ میرا بچہ ہے اور میں بڑا ہوں'بزرگ ہوں۔کیا بزرگ چوں کے پیچھے لگتے ہیں جو تیری بات مانوں؟فرمایا:میرے پیچھے لگ' یہی ہدایت کی راہ ہے' ہدایت مجھ سے سیکھ'ابراہیم علیہ السلام نے زندگی میں باپ سے کہا تھا: فَاتَّبِعْنِیْٓ اب میرے پیچھے چل۔والدین کو دیکھ لینا چاہیے اگر میرا لڑکا اچھی بات کہتا ہے'میرا لڑکا لائق ہے' اللہ نے اس کو دین کی سمجھ دی ہے اور وہ مجھے کوئی نصیحت کر رہا ہے تو تکبر میں نہ آئے۔۔۔ ہیں!۔۔۔میں تیری بات مان لوں۔۔۔ فَاتَّبِعْنِیْٓ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے کہتے ہیں۔ابا!میرے پیچھے چل۔اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّامیں تجھے جرنیلی سڑک پر لے چلوں گا۔اعلیٰ سڑک پر جو سیدھی جنت کو جاتی ہے۔توباپ کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ابا میں نے تجھے سمجھایا نہیں تھا تو باپ کہے گا۔بیٹا!اب زخموں پر نمک کیا چھڑکتے ہو؟ابا اس بات کا کوئی فائدہ ہے میں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ میں بے وقوف تھا'تو سمجھ والا تھا۔اور میں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ تیری یہاں چلتی ہے۔اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے اور تو اللہ کا پیارا ہے۔اور میں اس کا

دشمن ہوں۔ میں ذلیل ہوں اور اگر تجھ سے کچھ ہو سکتا ہے تو کر۔۔۔ یعنی میرے لیے کوئی سفارش کر۔۔۔ کوئی نجات کی صورت ہو سکتی ہے تو کر۔۔۔ لیکن چونکہ ابراہیم علیہ السلام قانون کو جانتے ہیں کہ غلط سفارش تو ہو ہی نہیں سکتی۔ سفارش اس کی ہو گی جس کے بارے میں اللہ نے اجازت دینی ہے۔ اور آپ کا بالکل اسی قسم کا مسئلہ ہے۔ جیسے دنیا میں جرائم ہوتے ہیں نا۔۔۔ بعض جرائم قابل ضمانت ہوتے ہیں اور بعض قابلِ ضمانت نہیں۔ بعض جرم جو ہیں وہ قابل ضمانت ہیں اور اس کے لیے بھی یہ ہے کہ یہ جرم ہے اور فلاں آدمی اس حیثیت کا ہے۔ اتنی جائیداد کا مالک ہے۔ اس کی ضمانت دے سکتا ہے۔ اور یہ جرم جو ہے یہ اتنا بڑا ہے اس کی ضمانت کوئی نہیں۔ مثلاً قتل میں۔ جس میں ضمانت منظور نہیں ہوتی۔ نہ اس میں ضمانت ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی ضمانت دے سکتا ہے۔ خواہ کتنی بھی بڑی حیثیت کا کیوں نہ ہو۔ قتل میں کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔ وہاں بھی بالکل یہی صورت ہو گی کہ جس کی سفارش نہیں ہو گی دوزخی ہے۔ سفارش نہیں ہو سکتی۔۔۔ اس کی سفارش کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ باپ 'نہ بیٹا۔۔۔ نہ ولی 'نہ پیر فقیر 'کوئی نہیں کر سکتا۔ سفارش کن کی ہو گی؟ ان کی جو سفارش کی سطح میں آئیں گے۔ ان لوگوں کی سفارش ہو سکتی ہے۔ اب یہاں ابراہیم علیہ السلام کا باپ ہے اور ابراہیم علیہ السلام کتنے بڑے شخص ہیں؟ اللہ تعالے نے ان کو کتنا بڑا درجہ دیا ہے 'ابراہیم کی شخصیت اور ان کی شان کے بارے میں ایک یہی جملہ کافی ہے اور یہ قرآن مجید کا ہے۔ کوئی قصہ کہانی نہیں ہے۔ وَاتَّخَذَاللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلاً [4:النساء:125] اللہ کہتا ہے میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا۔ دیکھو وہ کتنا بڑا ہے۔ یعنی بندہ اللہ کو دوست بنائے تو چلو ٹھیک ہے۔ کہ جی! مجھے آپ سے بڑی محبت ہے 'میں آپ کو بہت چاہتا ہوں۔ بھئی! ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی مطلب ہوگا۔ کچھ چاہتا ہوگا۔ وَاتَّخَذَاللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلاً [4:النساء:125] لیکن اللہ کہتا ہے میں نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا۔ اب کتنی اونچی شان ہے 'کوئی پیر اس درجے کا نہیں ہو سکتا 'کوئی ولی 'کوئی فقیر 'اس درجے کا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے باوجود ابراہیم علیہ السلام کو پتہ ہے کہ میرا باپ ہے۔ اللہ اس کو بخشے گا نہیں۔

سفارش نہیں کر سکے گا۔ جب باپ نے کہا کہ بیٹا! اگر کچھ ہو سکتا ہے تو کر تو ابراہیم علیہ السلام کچھ نہیں کر سکیں گے۔ باپ کہے گا خدا سے کہ یا اللہ! میرا باپ کو بخش دے۔۔۔ بس ایک چیخ سے بات کریں گے کہ یا اللہ! میں نے تجھ سے دنیا میں ایک دعا کی تھی۔ وَ لاَ تُخزِنِیُ یَوُمَ یُبُعَثُوُنَ [26:الشعراء:87] اللہ قیامت کے دن مجھے رسوانہ کرنا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے۔ یا اللہ! مجھے قیامت کے دن رسوانہ کرنا۔ تو ابراہیم علیہ السلام کہیں گے یا اللہ! اس سے بڑی میری رسوائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ میرے باپ کو ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ میرے باپ کو بخش دے بلکہ عرض یہ کر رہے ہیں کہ یا اللہ! تو نے کہا تھا کہ میں تجھے رسوا نہیں کروں گا۔ میری یہ دعا تو نے قبول کی تھی' میں نے یہ دعا کی تھی' بڑی رسوائی ہے کہ میرا باپ جو ہے دوزخ میں جا رہا ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ میرے باپ کو بخش دے۔۔۔ قانون کی بات ہے کہ یہ جرم ہے۔ یہ اپنے تعلق کا اظہار ہے کہ اللہ تیرا میرا یہ تعلق ہے' اب اللہ تعالےٰ کیا کریں گے ؟ یہ کہ ان کے باپ کی شکل بدل دیں گے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ بجو کی شکل اور بعض میں آتا ہے کہ سؤر کی شکل تاکہ لوگ پہچانیں نہ اور ابراہیم علیہ السلام کی رسوائی نہ ہو۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کہہ سکتے ہیں کہ یا اللہ! میرے باپ کو بخش دے ؟ نہیں۔۔۔ اور نہ ہی اللہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو بخشتا ہے کہ چلو میرے پیارے کا' میرے دوست کا باپ ہے۔ چلو چھوڑ دو' اسے جانے دو' نہیں بالکل نہیں۔۔۔ ہمیشہ دوزخی' ابدی دوزخی۔۔۔ یہ اللہ کا قانون ہے' یہ اللہ کا نظام ہے۔ اب آپ سوچ لیں ان مشرکوں نے' پیر پرستوں نے' ان فقیروں کے ماننے والوں نے' پاگلوں نے' انہوں نے دین کو کیا سمجھا ہے ؟ وہ اللہ ہی کیا ہوا جو کسی سے ہرک (مرعوب ہو) جائے' جو کسی سے ڈر جائے۔ سوچ لیں وہ اللہ ہی کیا ہوا۔ اب جاہلوں کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ اللہ اس کی نہیں موڑ سکتا' یہ جاہلوں کے دل میں ہوتی ہے کہ اللہ اس کی موڑ نہیں سکتا' اس کی ضرور مانتا ہے۔ اور اللہ کی ذات !۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔! موڑنا تو در کنار' خدا ڈانٹ بھی دیتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو قرآن مجید نے کیا چھوڑا ہے۔

سب کچھ بیان کر دیا ہے۔ نوح علیہ السلام کو دیکھو ڈانٹ دیا۔ نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے بارے دعا کر رہے ہیں: رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ [11:ھود:45] یا اللہ! میرا بیٹا' میرے اہل میں سے ہے۔۔۔ وہ گیا۔۔۔ وہ تو ڈوب گیا۔۔۔ پانی اس کو بہالے گیا۔۔۔ یا اللہ! میرا بیٹا گیا۔ نوح علیہ السلام خدا سے دعا کرتے ہیں' آخرت کی سفارش کی بات نہیں۔ وہاں تو سفارش کر ہی نہیں سکیں گے۔ بلکہ اس دعا کی وجہ سے جو انھوں نے اپنے بیٹے کے لیے کی تھی' سے اتنے شرمندہ ہوں گے' اتنے نادم ہوں گے کہ چھپتے پھریں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب لوگ میدان محشر میں ہوں گے اور بہت سختی کا وقت ہوگا تو لوگ اکٹھے ہو کر آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے' کہیں گے: تو ہم سب کا باپ ہے' خدا سے درخواست کر کہ حساب کتاب شروع کر دے' یہ سختی دور ہو جائے۔ جو بچ نکلنے والے ہیں' جو جنتوں میں جانے والے ہیں وہ تو اس سختی سے کم از کم بچ جائیں۔ آدم علیہ السلام کیا کہیں گے؟ بھئی! میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ مجھے ڈر لگتا ہے' میں نے جنت میں رب کا منع کردہ پھل کھالیا تھا' مجھ سے خدا کی نافرمانی ہو گئی تھی۔ مجھے تو ڈر لگتا ہے میں تمہاری سفارش کیلئے نہیں جاسکتا۔ لوگ پھر نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے جو کہ آدم ثانی ہیں اور نوح علیہ السلام سے جا کر کہیں گے کہ سب ہی کو آپ کی پشت سے اللہ نے پیدا کیا ہے اور آپ نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی ہے' اپنی امت کو سمجھایا ہے اور بڑی ماریں کھائی ہیں۔ آپ کو بہت اونچا درجہ حاصل ہے' آپ ہی چل کر ہماری سفارش کریں تو نوح علیہ السلام چھپتے پھریں گے اور کہیں گے: نہ۔۔۔ نہ۔۔۔ مجھے حوصلہ نہیں پڑتا' مجھے ڈر لگتا ہے' میں نے اپنے بیٹے کے لئے دعا کر لی تھی۔ خدا نے مجھے ڈانٹ دیا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء' و صحیح مسلم' مشکوۃ کتاب الصفۃ القیامۃ و الجنۃ و النار باب الحوض و الشفاعۃ عن انس رضی اللہ عنہ) تو دعا کی تھی رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ [11:ھود:45] کہ یا اللہ! میرا یہ بیٹا ہے' یہ میرے اہل میں سے ہے' میری اولاد

میں سے ہے۔ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ اور اللہ تیرے وعدے سچے ہیں۔ تو اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ تو سب حاکموں کا حاکم ہے۔ اللہ نے کہا۔ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اے نوح! یہ تیرا بیٹا ہے؟ یہ بد عمل 'بد کردار ہے' ٹھیک ہے نسلاً تیرا بیٹا ہے لیکن تیرا اس سے کیا جوڑ میل! اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ یہ بد کردار ہے۔ فَلاَ تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اے نوح! مجھ سے اس چیز کا سوال نہ کرنا جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ [11:ھود:46] میں تجھے منع کرتا ہوں ورنہ تیرا نام جاہلوں میں سے کر دوں گا۔ اللہ نے نوح علیہ السلام کو یہ بات کہی اور پھر آپ نے دیکھا ہے آج کل کے مشرکوں کا عقیدہ پیروں کے بارے میں کیا ہے؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں جو لوگ پیروں کے پیچھے 'فقیروں کے پیچھے' جاہلوں کے پیچھے لگ کر اپنے آپ کو برباد کر دیتے ہیں ان کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟ وہ قرآن کو نہیں مانتے۔ اگر ان کا قرآن پر ایمان ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔ نوح علیہ السلام کو دیکھ لو اپنے بیٹے کیلئے دعا کر کے اس قدر نادم ہیں' اس قدر پریشان ہیں' پشیمان ہیں' چھپتے پھرتے ہیں اور کہیں گے کہ مجھے ڈر لگتا ہے' میں خدا کے پاس جا نہیں سکتا۔ کیونکہ میں نے اپنے بیٹے کیلئے دعا کر لی تھی۔ دیکھو زندگی میں دعا کر سکتے ہیں بد کیلئے 'کافر کیلئے' مشرک کیلئے 'بدعتی کیلئے۔۔۔ زندگی میں دعا کر سکتے ہیں۔ لیکن جب پتہ لگ جائے کہ یہ مر گیا ہے پھر دعا کرنی جو ہے اس سے اللہ سخت ناراض ہوتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اسی لئے تو ڈانٹ پلائی گئی۔ پہلے تو بیٹے سے باتیں کرتے ہیں کہ بیٹا آ۔۔ کشتی میں سوار ہو جا۔ يٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لاَ تَكُنْ مَّعَ الْكَافِرِيْنَ اے بیٹا! آ۔۔ کشتی پر سوار ہو جا۔۔۔ کافروں کے ساتھ نہ مل۔ لیکن اس نے کہا: سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ کہ پانی ہے نا آخر۔ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ لیکن یہ پتہ نہیں کہ جب اللہ پکڑنے پر آئے تو پہاڑ کہاں بچا سکتا ہے۔

سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ میں جلدی سے کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا۔ پانی میرا کیا کرے گا؟ دیکھ لو جس کی نگاہ دوررس ہوتی ہے' جس کا ایمان صحیح ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔ نوح علیہ السلام کا ایمان صحیح تھا۔ ان کو پتہ تھا کہ جب اللہ ناراض ہو تو بندہ بھاگ نہیں سکتا۔ آدمی کو کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ لیکن اس بدبخت کو علم نہیں تھا۔ وہ کہنے لگا: مجھے پہاڑ بچا لے گا۔ جب اس نے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور وہ مجھے بچا لے گا۔ انہوں نے کہا: لاَ عَاصِمَ الْیَوْمَ بیٹا! آج کوئی بچانے والا نہیں۔ اِلاَّ مَّنْ رَّحِمَ [11:ھود:43] اللہ ہی ہے جس پر رحم کردے اور وہ بچ جائے ورنہ کوئی بچ نہیں سکتا۔ اللہ سزا دینا چاہے پھر آدمی بچ جائے' اللہ پکڑنا چاہے اور پھر کوئی بچ جائے' یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ دیکھ لو! ہمارے ملک کا حال ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے عوام بھی نام لیتے ہیں۔ اور حکومتیں جو آتی ہیں وہ سبھی کہتے ہیں پاکستان کو ترقی دو۔ لیکن دیکھ لو کیسے بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ اب کوئی اندھے سے اندھا کیوں نہ ہو' کیسا ہی نالائق کیوں نہ ہو وہ یہ سمجھ اور دیکھ رہا ہے کہ پاکستان گیا ہی گیا ہے۔۔۔ کیوں؟۔۔۔ ہماری بداعمالیوں کی وجہ۔۔۔ جب کراچی کے حالات دیکھتے ہیں تو قرآن کا یہ مقام سامنے آجاتا ہے وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِنْ کُلِّ مَکَانٍ [16:النحل:112] ہم تمہارے سامنے ایک شہر کی مثال بیان کرتے ہیں۔ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً وہ شہر بڑے امن میں تھا' بڑے اطمینان اور سکون سے لوگ زندگی گزار رہے تھے۔ یَاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِنْ کُلِّ مَکَانٍ چاروں طرف سے اس میں دنیا کا مال آتا تھا' تجارت ہوتی تھی' کاروبار ہوتا تھا۔ جیسے دنیا کھنچی جا رہی ہو۔ کراچی شہر کیا ہے' پورا ملک ہے۔ دنیا میں بہت سے ملک ایسے ہیں جن کی آبادی سے زیادہ کراچی کی آبادی ہے۔ کراچی ایک ملک بنا ہوا تھا یَاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِنْ

كُلِّ مَكَانٍ ہر طرف سے' چاروں طرف سے دنیا کا مال آتا تھا اور وافر آتا تھا۔ بڑے آرام اور سکون کے ساتھ زندگی گزر رہی تھی۔ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ فَأَذَاقَهُ اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ ہم نے بھی ان پر دو چیزیں مسلط کر دیں۔ ایک بھوک اور دوسری ہوا۔ ہائے ہائے! اب کیا ہوگا؟ اب دیکھ لو کراچی میں کئی آدمی مطمئن نہیں ہیں۔ پتہ نہیں کہ بچوں کہ نہ بچوں۔ نہ جانے کب گولی آجائے۔ کراچی میں ایسے حملے ہو رہے ہیں کہ دکاندار دکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کار آکر رکی۔۔۔ جیپ آکر رکی۔۔۔ اور اس میں سے چار پانچ آدمی نکلے' صفائی کرنی شروع کر دی۔ پندرہ بیس آدمی کا صفایا کر کے چلے گئے۔ کوئی پتہ نہیں کس پنجابی کو گولی لگی' کس پٹھان کو گولی لگی' کس ہندوستانی کو گولی لگی۔ یعنی اب لوگ مکان و دکان بیچ بیچ کر بھاگ رہے ہیں۔ اب کوئی ادھر کو جا رہا ہے اور کوئی اُدھر کو جا رہا ہے۔ اب دیکھو استاد نے کیا نقشہ کھینچا ہے۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً اللہ تمہارے سامنے مثال بیان کرتا ہے۔ ایک ملک کی مثال بیان کرتا ہے۔ بالکل امن میں اور اطمینان سے زندگی گزر رہی تھی۔ يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ چاروں طرف سے دنیا کا مال آتا تھا' خوب کاروبار چلتا تھا' تجارت خوب تھی' خوب ترقی کر رہا تھا۔ لیکن فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ عیاشی' بے حیائی' بے شرمی' نافرمانی انہوں نے یہ کام شروع کر دیے۔ پھر کیا ہوا؟ فَأَذَاقَهُ اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ ہم نے ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا۔ اب کپڑے تو آدمی کبھی نہیں اتارتا۔ یعنی ایسا ہوا' ہر وقت ڈر اور غریبی کا ڈر۔۔۔ اور اس کے بعد گولی لگنے کا ڈر۔۔۔ بیروت آپ کے سامنے ہے' کیسے تباہ ہوا؟ دنیا کے لوگ عرب کیا' فلاں کیا' فلاں کیا' کیا کماتے تھے؟ وہاں کھلم کھلا زنا کرتے تھے' وہاں حسن بکتا تھا۔ لیکن دیکھ لو اب بیروت کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ اخباروں میں آپ نے آپ نے پڑھا ہی ہے۔ اور یہی حال کراچی کا ہے۔ اب کراچی میں

سکون کبھی نہیں ہو گا' ہمارے ملک میں سکون کبھی نہیں ہو گا۔ خدا کا عذاب ہے' حکومتیں جو آتی ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں' لیڈر جو آتے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ اور یہ کیوں ؟ ہماری بد اعمالیوں کی سزا ہے۔ حدیث میں آتا ہے جب بے حیائی زیادہ ہو جائے' حسن ننگا ہو جائے' تو پھر خدا کا عذاب اور مصیبتیں طرح طرح کی آتی ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے اور پہلا خطبہ دیا اس وقت بھی یہ بات کہی تھی: لوگو! اگر تمہارے ہاں بے حیائی شروع ہو گئی' بے پردگی شروع ہو گئی' عورتیں آزاد ہو گئیں تو خدا کا عذاب کبھی کسی رنگ میں' کبھی کسی رنگ میں' کبھی کوئی آفت' کبھی کوئی عذاب آئے گا۔ اب دیکھ لو ہمارے ملک کا کیا حال ہو رہا ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ٹلے گا۔ اس کا علاج صرف ایک ہے اور وہ اسلام کا ڈنڈا ہے۔ اسلام اس ملک میں نہ لیڈروں نے آنے دینا ہے اور نہ مولویوں نے۔ مولوی فضل الرحمن ہے نا۔۔۔ لیکن دیکھ لو کیسے کام چل رہا ہے۔ یعنی آج کل مولوی بھی اندھا اور آج کل کا سیاسی لیڈر بھی اندھا ہے۔ اس کا اصل سبب جو ہے وہ آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے۔ جو تکلیف بھی آتی ہے وہ اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ اور ہوتا کیا ہے ؟ آپ گناہ کرتے ہیں' اس کو خوب سمجھ لیجئے آپ گناہ کرتے ہیں اب اللہ آپ کو عذاب (سزا) دینا چاہتا ہے تو کیا کرے گا- آپ سے کوئی چیز ایسی کھلا دے گا کہ آپ کوئی چیز ایسی کھالیں گے آپ کو بیماری لگ گئی۔ اب آپ ڈاکٹروں کے چکروں میں پڑ گئے' اب بچ نہیں سکتے۔ چل سو چل۔ بوتل ہاتھ میں گولیاں ہاتھ میں' ساری زندگی یہی کام چلتا ہے۔ اس طرح سے قوم جب گناہ کرتی ہے اور اللہ عذاب دینا چاہتا ہے تو پھر اللہ کیا سبب پیدا کرتا ہے۔ اب سبب کی صورت دیکھ لو۔ کراچی میں وہ الطاف حسین نے پانچویں قوم کھڑی کر دی۔ وہ کہتے ہیں: ہم مہاجر ہیں اور کوئی مہاجر نہیں۔ وہ علیحدہ ہو گئے۔ اب ایسی دشمنی' پنجابی اور پٹھان سے کہ ہندو اور مسلمان کی وہ دشمنی نہیں ہے جو دونوں کی آپس میں ہے۔ اللہ قرآن میں یہی بات کہتا ہے۔ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ [6:انعام:18] اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔ چاہے اوپر سے عذاب نازل کر دے چاہے نیچے سے عذاب دے دے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی کہ یا اللہ!

میری قوم پر ایسا عذاب نازل نہ کرنا'جس سے میری امت ملیامیٹ ہو جائے۔خدا نے کہا کہ قبول'منظور۔۔۔یااللہ!کوئی دشمن ایسا مسلط نہ کرنا جو میری امت کو صاف کر دے!اللہ نے کہا منظور۔۔۔اللہ نے کہا طرح طرح کے عذاب نازل کر سکتا ہوں۔یہ عذاب بھی ہے کہ دشمن کوئی بھی نہ آئے اور ان کو آپس میں لڑا لڑ کر مار دوں۔میں یہ بھی کر سکتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے کہا:یااللہ!میری امت کو اس عذاب سے بچانا۔اللہ نے کہا یہ نامنظور'یہ منظور نہیں'یہ سزا میں ضرور دوں گا۔بھائی کو بھائی مارے گا'اپنا کا قریبی پڑوسی کل آپ سے آرام سے رہ رہا تھا لیکن آج ایک دوسرے کو گولی مار رہے ہیں۔میں نے آپ کو سمجھایا کہ ایک چیز کے دو سبب ہوتے ہیں:ایک سبب قریبی اور دوسرا بعید۔اب کراچی میں جو ہو رہا ہے۔اس کا سبب قریبی ہے کہ فلاں حادثہ ہو گیا'فلاں واقعہ ہو گیا۔۔۔کہ کوئی گاڑی جا رہی تھی۔۔۔اس میں چند بد معاش سوار تھے'انھوں نے کچھ لڑکیاں راہ چلتی اٹھائیں اور لے گئے'ان سے زنا کیا۔پھر ان کے لاشیں جو تھیں ان کو قبرستان میں پھینک دیا۔اچھا جی!وہ لڑکیاں کون تھیں؟جی!وہ یوپی والوں کی ہندوستانی لڑکیاں تھیں۔اور جی!وہ کار میں کون تھے جو انھیں اٹھا لے گئے؟ان میں جی!ایک پٹھان تھا'ایک پنجابی تھا۔۔۔اس وقت سے کام شروع ہو گیا۔پنجابی اور پٹھان ایک طرف اور سارے ہندوستانی ایک طرف۔مار دھاڑ'قتل و غارت'چل سو چل۔۔اب ان فسادات کی بنیاد یہ ہے۔لیکن اصل میں ہے کیا؟یہ کہ خدا عذاب دینا چاہتا ہے۔اللہ نے Point کھڑا کر دیا۔جیسا کہ میں نے آپ کو بیماری کی مثال دی۔جب اللہ کسی بندے کو پکڑنا چاہتا ہے۔کسی بیماری میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔اس سے کچھ بد پرہیزی کروا دیتا ہے'اسے کوئی چیز کھلا دیتا ہے'کہ تو یہ کھا لے۔پھر اس کے بعد چل سو چل۔ساری گھر کی دولت بھی گئی اور پھر جان بھی گئی۔دوائیوں پر ساری کمائی لگ گئی۔جو رشوتوں سے'حرام سے کمائی تھی وہ گئی۔اور کچھ دیر کے بعد وہ بھی گیا۔یہ خدا کا عذاب ہے'یہ خدا کی پکڑ ہے۔اصل میں یہ سب کچھ کیوں ہوتا ہے؟ہمیں خدا نظر نہیں آتا۔ہمیں خدا کی حکومت نظر نہیں آتی'ہم مانتے ہی نہیں کہ خدا ہے۔ہم کہتے ہیں کہ نہیں جو کچھ ہے اس کا سبب یہ ہے۔اس کا سبب یہ ہے۔دیکھو جی!اتنے بیمار ہو گئے۔گرمی تھی۔بیمار ہو گئے۔لوگ مر گئے۔قصہ

ختم۔۔۔ یہ ہے ہی نہیں کہ جس کا بیٹا مر گیا۔ اس کا معاملہ کیا تھا۔ پتہ نہیں اس کو اللہ نے کس وجہ سے سزا دی ہے۔ یعنی جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے۔ اور قرآن میں یہ کھلی آیت ہے وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ جو مصیبت بھی تم پر آتی ہے فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ [42:الشوری:30] وہ تمہارے اعمال کا ہی نتیجہ ہے۔ مَا اَصَابَ ایک عام ہے اور پھر مِنْ مُّصِیْبَۃٍ آگے نکرہ ہے۔ اس عموم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کا یہ اصول ہے وہ جب کسی کو سزا دیتا ہے تو اس کا سبب اس کے گناہ ہوتے ہیں۔ یہ عام اصول ہے۔ اور ایک جگہ اللہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر میں ہر گناہ پر تمہیں پکڑنے لگوں لَوْ یُؤَاخِذُاللّٰہُ النَّاسَ بِظُلْمِھِمْ [16:النحل:61] اگر میں ہر گناہ پر پکڑنے لگوں تو کوئی چلتا پھرتا جاندار زمین پر زندہ نہ رہ سکے۔ خدا کہہ رہا ہے میں اکثر سے تو درگزر کر دیتا ہوں لیکن تمہیں جو تکلیف پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اب کون سوچتا ہے؟ غلام اسحاق کو یہ خیال ہے یا بے نظیر کو یہ خیال ہے کہ پاکستانی پوری قوم مجرم ہے۔ پوری کی پوری قوم مجرم ہے۔ خدا کا نام لے کر ہندوؤں سے علیحدہ ہوئے' انگریز سے آزاد ہوئے۔ اور جب اللہ نے پاکستان دے دیا اپنی بد معاشی شروع کر دی۔ نہ خدا یاد' نہ قرآن یاد' نہ اللہ یاد' نہ اللہ کی حکومت یاد۔ کچھ بھی نہیں یاد نہیں۔ جیسے ہے ہی کوئی نہیں۔ دیکھو کیسی نافرمان قوم ہے؟ خدا کا عذاب کیوں نہ آئے؟ دیکھ لو مشرقی پاکستان کیسے گیا؟ ظاہری سبب یہ ہے کہ الیکشن ہوئے۔ اِدھر مجیب آ گیا۔ اُدھر بھٹو آ گیا اور بھٹو نے کہا: اُدھر تم۔۔۔ اِدھر ہم۔ مجیب اُدھر اپنی حکومت بنا کر بیٹھ گیا اور یہ اِدھر۔۔۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو علیحدہ تسلیم کر لیا۔ وہ بنگلہ دیش بن گیا۔ اور یہ مغربی پاکستان رہ گیا۔۔۔ یہ دو غدار تھے جنہوں نے پاکستان سے غداری کی۔ اللہ نے ادھر مجیب کو سنبھال لیا۔ ادھر بھٹو کو سنبھال لیا۔ قوم کو پھر بھی ہوش نہ آئی۔ وہی ہاتھ اور اب دیکھ لو بلوچستان کا حال کیا ہے؟ وہ مینگل ہے' وہ بزنجو ہے' وہ اکبر بگٹی ہے۔ وہ فلاں ہے' ان کو روس اچھا لگتا ہے مگر مسلمان اچھے نہیں لگتے ہیں۔ سندھ کا حال دیکھ لو ان کو ہندو اچھا لگتا ہے۔

ان کو پنجابی مسلمان اچھے نہیں لگتے۔ اور پھر حال کیا ہوگا جو بنگلہ دیش کا ہو رہا ہے۔ اب بنگلہ دیش والوں سے پوچھ کر دیکھ لو کیوں بھئی ! پہلے اچھے تھے یا اب اچھے ہو ؟ وہ رو رہے ہیں۔

میرے بھائیو! یہ باتیں صرف ملکوں کی نہیں آپ کے گھروں میں بھی یہ بات ہوتی ہے۔ گھر میں آپ کی بیوی سے لڑائی۔۔۔بیوی کہنے میں رہتی ہی نہیں۔۔۔ ہر وقت گھر میں فساد پھر اولاد کا یہ حال ہے کہ اولاد باغی اور آپ ٹکریں مارتے ہیں' زور لگاتے ہیں۔ مگر گھر بگڑتا ہی جا رہا ہے' گھر برباد ہی ہوتا جا رہا ہے۔ کیوں جی ! میرے لڑکے کو فلاں نے برباد کر دیا۔ اے جی ! میری بیوی جو ہے فلاں کے کہنے میں ہے۔ اللہ کہتا ہے میں تجھے تیری بداعمالیوں کی سزا اس طرح دے رہا ہوں۔ یہ ظاہری سبب میں پیدا کرتا ہوں۔ یہ ظاہری سبب جس کی وجہ سے تکلیف رونما ہوتی ہے یہ میں نے پیدا کیے ہیں۔ اس لئے کہ میں تجھے سزا دینا چاہتا ہوں۔ میرے بھائیو! اللہ پر نگاہ رکھو' اللہ کو مانو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں' ہم نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ہم اپنے اللہ کو مانتے نہیں' پہچانتے نہیں کہ اللہ کی ذات کون ہے ؟۔۔۔ یہ ایمان ہی نہیں کہ اللہ قادر مطلق ہے' وہ سب کچھ دیکھتا ہے' جب اس کی نافرمانی ہوتی ہے اس کو غصہ آتا ہے' جب وہ غضب میں آتا ہے تو پھر وہ سزا دیتا ہے۔ ہمارا حال یہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ دیکھو سیدھے رہو۔ سیدھے ہونے کا طریقہ کیا ہے ؟ میں تمہاری طرف نبی بھیجتا ہوں اور نبی آ کر تمہیں دین سکھاتا ہے کہ اللہ کو راضی کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ اب جو نبی کے پیچھے چلتا ہے اللہ اس سے راضی رہتا ہے۔ اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ خدا کہتا ہے اے میرے ایسے بندے اگر تجھ سے غلطی بھی ہو گئی' میں تجھ کو معاف کر دوں گا۔ یعنی آپ حیران ہوں گے۔ جب بندہ خدا کا بن جاتا ہے۔ یہ تو خدا بھی جانتا ہے کہ آخر انسان ہے' اس کے کچھ احساسات ہیں' اس کے کچھ جذبات ہیں' اس کی کچھ خواہشات ہیں' اس کا دل ہے' غلطی تو اس سے ہو گی اور خدا خود مانتا ہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا[4:النساء:28] میں نے انسان کو بڑا ہی کمزور پیدا کیا ہے۔ لیکن اللہ بندے سے

یہ توقع کرتا ہے کہ جو مسلمان ہو وہ کم از کم میرا باغی نہ ہو۔اور باغی ہونے کی صورت کیا ہے ؟ آپ اپنے بچے کو دیکھ لیں۔اگر آپ کا بچہ غلطی کر جائے تو آپ جانتے ہیں کہ بچہ ہے بچوں سے غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ آپ درگزر کر دیتے ہیں۔ لیکن بچہ جب باغیانہ حرکت کرتا ہے تو پھر آپ کا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ نہیں اب یہ گیا۔ پھر وہ عاق کرنے کی سوچتا ہے۔ وہ بیٹے کو بے دخل کرنے کی سوچتا ہے۔اسے کہتا ہے کہ تو میرے جنازے میں نہیں آنا' میں تیرے جنازے پر نہیں آؤں گا۔ تو میرے گھر نہ آ۔یہاں تک نوبت بھی پہنچ جاتی ہے۔ چھوٹی نافرمانی ہوتی ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ بچہ ہے۔بس نافرمانی ہو گئی۔اور کبھی کبھی بغاوت ہوتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ بچے باپ کے خلاف ایسا نہ کر۔بالکل یہی حال مسلمان کا ہے۔جب تک مسلمان مسلمان ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے' اس سے غلطیاں ہوتی ہیں تو خدا معاف کرتا رہتا ہے۔ اور جب وہ سرکش ہو جاتا ہے ' اللہ کا اسے خیال ہی نہیں کرتا' اسے ڈر ہی نہیں رہتا۔۔۔ اور حالت یہ ہے کہ گناہ کیا اور کوئی پرواہ نہیں۔یاد رکھو جب بندہ گناہ کر کے نہ ڈرے' سمجھو کہ غدار ہو گیا ہے' باغی ہو گیا ہے۔اب خدا کا اس سے تعلق ختم ہو گیا۔ وہ خدا کا باغی ہو گیا۔ آپ کو پتہ نہیں ہے کہ یہ چیز گناہ ہے اگرچہ بشری تقاضے سے ہو۔بعض دفعہ آدمی گناہ کرتا ہے 'مگر دل سے برا جانتا ہے۔اندر ہی اندر جنگ ہوتی رہتی ہے۔روکنے کوشش کرتا ہے مگر نفس پھر غالب آجاتا ہے۔ پھر کر بیٹھتا ہے۔یہ ٹسر چلتی رہتی ہے' چلتی رہتی ہے اگر وہ کوشش کرتا ہے تو اللہ توفیق دے دیتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا[29:العنکبوت:69] جو کوشش کرے ہم ضرور اس کی مدد کرتے ہیں اور اگر یہ سائیڈ ختم ہو گئی' یہ کوشش اس نے چھوڑ دی اور گندہ ہو گیا۔ گناہ کرنے لگ گیا' ڈر ختم ہو گیا۔خدا بھی دھکا دے دیتا ہے۔جا' دور۔۔۔ قصہ ختم۔۔۔!

بالکل جیسے ایک باپ اور بیٹے کا تعلق ہوتا ہے۔ایک حد تک باپ برداشت کرتا رہتا ہے' درگزر کرتا رہتا ہے اور جب حد سے جب بات گزر جاتی ہے تو باپ سمجھتا ہے کہ اب یہ گیا۔بالکل یہی معاملہ اللہ کا بندے کے ساتھ اور بندے کا اللہ کے ساتھ ہوتا۔اس لئے کبھی

کبھی نڈر نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: اَفَاَمِنُوۡا مَکۡرَ اللّٰہِ [7:الاعراف :99] جس کے دل سے میرا ڈر نکل گیا' وہ کافر ہو گیا' وہ گیا۔ بیشک وہ نمازی ہو' وہ حاجی ہو' وہ روزے دار ہو' وہ کچھ ہو جس کے دل سے ڈر نکل گیا اس مطلب کیا ہے؟ گناہ کرتا ہے اور ڈر لگتا ہی نہیں۔ اور اسی لئے میں آپ سے بار بار داڑھی کے بارے میں کسی نہ کسی رنگ میں ہر جمعے بات کہہ دیتا ہوں۔ میں حیران ہوتا ہوں جو داڑھی منڈاتا ہے کیا اس کو یہ علم نہیں ہے کہ خدا اس پر ناراض ہے۔ پھر پتہ نہیں کیوں جرأت کر لیتا ہے۔ چلو کچھ دیر مہینہ جنگ چلے کہ بھئی لوگ کیا کہیں گے۔ پھر وہ دل کو سمجھاتا ہے کہ لوگوں کو دیکھنا ہے یا اللہ کو دیکھنا ہے۔ مہینہ تک جنگ رہے گی' بیچ ڈرا ہوتا رہے گا' پھر آخر جب بار بار کوشش ہو گی کہ نہیں اللہ کو ناراض نہیں کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ دھکا دے دے۔ اور اللہ قرآن میں دیکھو جیسے میں نے عرض کیا کہ اللہ نے قرآن میں کچھ نہیں چھوڑا جسے بیان نہ کیا ہو۔ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَ قَلۡبِہٖ لوگو! گناہ سے ڈر جایا کرو۔ اس بات کو یاد رکھو کہ اللہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے۔ پھر اسے نیکی کی طرف آنے دیتا ہی نہیں۔ یہ قرآن کہتا ہے: وَاعۡلَمُوۡۤا جان لو اس حقیقت کو اَنَّ اللّٰہَ یہ کہ اللہ یَحُوۡلُ حائل ہو جاتا ہے' رکاوٹ بن جاتا ہے' آڑ بن جاتا ہے بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَ قَلۡبِہٖ [8:الانفال:24] بندے اور اس کے دل کے درمیان' پھر اس کو اِدھر آنے ہی نہیں دیتا۔ اب یہ مولوی' یہ بریلوی مولوی' یہ شیعہ مولوی' یہ دیوبندی مولوی' یہ اہلحدیث بگڑے ہوئے مولوی۔۔۔ کیا ان کو پتہ نہیں ہے؟ لیکن دیکھ لو ڈر ہی کوئی نہیں۔ کھلم کھلا سب کام کرتے ہیں۔ اب کیا بات بن گئی۔ اللہ درمیان میں آڑے آ گیا۔ اب اللہ سیدھا ہونے ہی نہیں دیتا۔ آپ پوچھیں گے مولوی کو مسئلے کا پتہ نہیں جو وہ ایسے عمل کرتا ہے۔ پتہ تو ہے۔ پھر کیا بات ہے؟ وجہ یہی ہے کہ اللہ اب اسے اس طرف آنے نہیں دیتا۔ قرآن پڑھ کر دیکھیں۔

وَ نُقَلِّبُ اَفۡئِدَتَھُمۡ وَ اَبۡصَارَھُمۡ کَمَا لَمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٖۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ نَذَرُھُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِھِمۡ یَعۡمَھُوۡنَ [6:الانعام:110]ہم قرآن پڑھتے ہیں۔اب قرآن مجید میں نبیوں کے بشر ہونے کے بارے میں اتنا کچھ ہے' اتنا کچھ بیان کیا ہے کوئی شبہ کر سکتا ہی نہیں۔اور شبہ اگر ہو جائے تو ایمان ہی گیا' اب دیکھئے' سوچئے ذرا! ایمانیات میں کیا یہ نہیں آتا کہ محمد ﷺ پر ایمان ہو۔دیکھو نا! جب ہم ایمان لائیں گے' بنیادی چیز یہ ہے کہ اللہ پر ایمان ہو' رسول پر ایمان ہو۔اچھا! "رسول بندے" پر ایمان ہے یا "رسول نور" پر ایمان ہے۔اگر وہ بندہ ہو اور آپ کا ایمان نور پر ہو تو آپ کا ایمان کہاں ہوا؟ قصہ ہی ختم۔۔۔اس لئے یہ بنیادی چیز ہے کہ جب آپ محمد ﷺ پر ایمان لائیں' آپ کا یہ ایمان ہونا لازمی ہے کہ وہ انسان تھے۔وہ بشر تھے' وہ آدم کی اولاد میں سے تھے' وہ بندے تھے۔اور اگر آپ نے ایمان کا دعویٰ کر لیا' محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔اور دل آپ کا یہ کہتا ہے کہ وہ بشر نہیں تھے وہ انسان نہیں تھے وہ نور تھے۔ مسلمانی والا قصہ بالکل صاف۔۔۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ بریلوی کروڑوں کی تعداد میں ہوں' ان میں ایمان کا نام و نشان نہیں۔اب دیکھو ناں مثلاً اللہ پر ایمان ہو اور اللہ کو بندہ سمجھیں کہ جی میرا اللہ پر ایمان ہے۔ایمان ہو گا؟ کوئی ایمان نہیں ہو گا۔اب محمد ﷺ پر ایمان کہ جی! میں ان کو مانتا ہوں کہ وہ بندے نہیں تھے۔وہ انسان نہیں تھے۔وہ آدم کی اولاد میں سے نہیں تھے۔وہ تو تھے ہی نور۔کوئی اور جنس میں سے' کوئی اور ہی مخلوق تھے۔۔۔ کیا اس کا ایمان ہے ؟۔۔۔ایمان اس کا ہے ہی نہیں' بالکل ختم ہے معاملہ۔۔۔دیکھو یہ کتنی بنیادی چیز ہے۔اچھا پھر جب ہم قرآن دیکھتے ہیں وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا یہ پندرہ پارہ ہے۔وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَھُمُ الۡھُدٰۤی دنیا کے جو کافر ہیں' جو پیغمبر پر ایمان نہیں لائے۔ قرآن یہ بیان کرتا ہے کہ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا لوگوں کو کس چیز نے ایمان لانے سے روکا ہے؟۔۔۔اس بات نے۔۔۔ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا [17:الاسراء:94]ہم اس بشر پر ایمان لے آئیں۔ا

س لئے لوگ ایمان نہیں لائے۔ دیکھو! قرآن نے بات کتنی کھول کر بیان کر دی ہے۔ جب ہم پڑھتے ہیں تو ہمارے دل میں یہ خیال آتا ہے اللہ! یہ دورہ تفسیر کروانے والے' یہ بڑے بڑے علامہ فہامہ۔۔۔ یہ آیتیں نہیں پڑھتے' ان کو یہ آیتیں نظر نہیں آتیں۔ اللہ یہ کیابات ہے ؟ قرآن اتنا کھول کر' اتنا صاف اور واضح بیان کرتا ہے اور یہ اتنے بڑے بڑے عالم ہیں۔ عربی میں تفسیریں لکھتے ہیں۔ عربی میں کتابیں لکھتے ہیں عربی جانتے ہیں اور دنیا دور دور سے ان سے پڑھنے کیلئے آتی ہے۔ اللہ! ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ؟ کیابات ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ مجھ سے سنو۔ اللہ جواب دیتا ہے کہ جہاں ساتواں پارہ ختم ہوتا ہے آخری آیت وَ نُقَلِّبُ اَفۡئِدَتَہُمۡ وَ اَبۡصَارَہُمۡ میں ان کے دلوں پھیر دیتا ہوں' ان کی آنکھوں کو پھیر دیتا ہوں۔ کَمَا لَمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٖۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ جب انہوں نے پہلے پڑھا تو مانا کیوں نہیں۔ جب انہیں پہلے تسلیم کرنے دیتا ہی نہیں۔ وَ نَذَرُہُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ میں ان کو اسی گمراہی میں چھوڑ تا ہوں۔ کہ تمہاری موت اسی حالت میں آئے گی تو اندھا ہے۔ تجھے نظر نہیں آتا۔ جب اس نے پہلے میری آیت کو ٹھکرا دیا۔ اب وہ ساری عمر علامہ رہے گا۔ لیکن یہ آیت اس کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ یہ قرآن کہتا ہے۔ لوگوں کا حال اللہ میرا معاف کرے۔ خوب سوچ لو میرے بھائیو! جب تک Surrender نہیں کریں گے۔ اسلام نام ہی سرنڈر کرنے کا ہے۔ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینے کا نام۔ اپنی اکڑ کو توڑ دیتا ہے۔ ذہن سے بڑائی کا تصور نکال دینا عاجزی' انکساری' سادگی' بالکل ہلکا پن' جو بڑا بنتا چاہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ جمہوریت کفر ہے۔ جمہوریت کفر کیوں ہے ؟ اس میں Candidate کھڑا ہوتا ہے اور اپنی تعریفیں کرتا ہے۔ میں نے یوں کیا اور میں ایسا ہوں' میرے مقابلے کا کوئی نہیں لہذا ووٹ مجھے دو۔ اور اسلام کیا کہتا ہے ؟ اسلام کہتا ہے کہ جو یہ کہے کہ مجھے بناؤ اسے بالکل نہ بناؤ۔ دیکھ لو بھٹو کتنا بڑا تھا لیکن کیا حشر ہوا ؟ اب پھندا ڈال رہے ہیں۔ کہتے ہیں جب پھندا ڈالا جارہا تھا تو کہہ رہا تھا کہ ذرا ڈھیلا کر" ذرا جلدی کر۔ کیا میری جان نکال رہے ہو ذرا جلدی کرو۔ وہی بھٹو جو نجانے کیا بنتا تھا ؟ اور خدا کیا دکھا رہا ہے ؟ بڑائی سوائے اللہ کی ذات

کے کسی کو زیب نہیں دیتی۔ اللہ فرماتا ہے: اَلْکِبْرُ رِدَائِیْ تکبر، بڑائی میرا لباس ہے، میری چادر ہے۔ فَمَنْ نَازَعَنِیْ جس نے بڑا بننا چاہا۔ میری چادر چھیننی چاہی میں اسکو الٹا کر کے رکھ دوں گا۔(رواہ مسلم ' مشکوۃ فی کتاب الآداب' باب الغضب والکبر عن ابی ھریرۃ رضی) خدا اس بات کو بالکل برداشت نہیں کرتا۔ اس لئے میرے بھائیو! عاجزی اختیار کرو۔ پھوں پھاں چھوڑ دو۔ دولت کا ناز، خاندان کا ناز اور بڑائی چھوڑ دو۔ اگر آپ کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے تو سمجھو کہ آپ کی تباہی اور بربادی ہے۔ قران کی آیت جو بہت دفعہ میں نے سنائی ہے۔۔۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جسے عمر ثانی بھی کہتے ہیں جب مرنے لگے ' موت کا وقت قریب آ گیا تو یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ یہ سورہ قصص کی آخری آیت اور آخری رکوع ہے۔ تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ یہ آخرت کا گھر ' یہ جنت ہم کس کو دیں گے؟ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لاَ یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا[28:القصص:83] جو دنیا میں بڑا نہیں بننا چاہتا۔ جو دنیا میں بڑا بننا چاہتا ہے وہ جنت میں کبھی نہیں جائے گا۔ یہ قرآن ہے اور یہ بیماری میرے خیال میں ہر چھوٹے سے چھوٹے آدمی کے لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ میں عاجزی اور انکساری تھی۔ لباس سادہ' سادہ رہنا کوئی پھوں پھاں نہ تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ کی دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَشْکُوْا اِلَیْکَ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ ---اَللّٰھُمَّ اَشْکُوْا اِلَیْکَ اللہ میں تیرے پاس شکایت کرتا ہوں ضُعْفَ قُوَّتِیْ کہ میں بڑا ہی کمزور ہوں وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ میرے پاس کوئی حیلہ نہیں ' کوئی تدبیر نہیں ' میں بڑا ہی کمزور ہوں۔ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ لوگ مجھے حقیر اور ذلیل جانتے ہیں۔ جب طائف گئے تھے کافروں نے پتھر مار مار کر لہو لہان کر دیا تھا کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ ذلت کی حالت۔ اور یہاں کہتے ہیں

کہ پیر جو چاہے کر دے۔ اندازہ کریں طائف شہر میں جا رہے ہیں۔ وہاں انہوں نے کتے پیچھے لگا دیئے' بچے پیچھے لگا دیئے' مار مار کر نکال دیا۔ اب واپس آ رہے ہیں اور یہ خدا کے سامنے دعا کرتے ہیں اللہ میں اپنی کمزوری کی شکایت تیرے سامنے کرتا ہوں' میں بہت کمزور ہوں' میرے پاس کوئی تدبیر' کوئی حیلہ نہیں۔ وَ هَوَانِىُ عَلَى النَّاسِ لوگ مجھے کتنا ذلیل اور حقیر سمجھتے ہیں۔ اللہ تو طاقت والا ہے۔ یعنی یہ حال اللہ کے رسول ﷺ کا ہے۔ اور عاجزی۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کو سرکلر جاری کرتے وہ یہ کہ آٹا چھانے بغیر کھاؤ۔ یہ گورنروں کو حکم تھا۔ اور دوسری بات یہ ہوتی کہ تیرا چپڑاسی کوئی نہ ہو۔ تیرے دروازے پر کوئی اردلی نہ بیٹھے جو لوگوں کو روکے کہ "نہیں' اندر نہیں جانا"۔ اور لوگ اندر جانے کیلئے اس کو رشوتیں دیں اور یہ کام چلے۔ کوئی چوکیدار نہیں رکھنا۔ اور جو کمرہ تیرا ہو اس کے آگے بر آمدہ نہ ہو۔ جو تیرا کمرہ ہو' دفتر ہو' اس کے آگے بر آمدہ نہ ہو کہ لوگوں کو ڈائریکٹ تیرے تک پہنچنے میں تکلیف ہو۔ اور جب حج کو موقع ہوتا عام اعلان تھا کہ جس کسی کو کسی حاکم سے شکایت ہو وہ شکایت کرے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عاص جو مصر کے گورنر تھے اس کے خلاف ایک آدمی نے شکایت کی کہ اس نے مجھے مارا ہے۔ اور ناجائز مارا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت ان کو بلایا اور بلا کر اس کی مشکیں ویسے ہی کس دیں اور کہا جیسے تجھے اس نے مارا ہے ایسے ہی تو اسے مار۔ ! یہ گورنر کے ساتھ معاملہ ہے۔ اور اپنا حال یہ ہے کہ ایک آدمی آ گیا' باہر کا کوئی وفد آیا ہوا تھا' اس سے بات چیت ہو رہی تھی۔ کوئی خاص میٹنگ تھی۔ اس نے آ کر کوئی بات پوچھنا چاہی' ان کو غصہ آ گیا کہ تجھے یہی وقت ملا ہے۔ میں تو لوگوں کے ساتھ مصروف تھا۔ اور تو لگا اپنی بات چلانے۔ اس کے ایک لگا دی۔ وہ بے چارہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اور چل پڑا۔ فوراً اپنے دل میں خیال آیا عمر ! تو کیا سمجھتا ہے ؟ تو اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے ؟ بھول گیا کہ فلاں ملک کا وفد آیا بیٹھا ہے اور میری یہ پوزیشن ہے۔ تو سب کچھ بھول گیا۔۔۔ اس کے پیچھے دوڑے اور وہاں جا کر اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ جیسے میں نے تجھے مارا ہے اسی طرح تو مجھے مار۔ کیوں ؟۔۔۔ اس لئے کہ اس کو جنت نہیں ملے گا جو

جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔

میرے بھائیو! ان باتوں کو یہ نہ سمجھیں کہ یہ وقت کٹی کی باتیں ہیں‘ یہ میں آپ کو جگانے کیلئے‘ آپ کو مسلمان کرنے کیلئے تاکہ آپ جنت میں جا سکیں اس لیے یہ باتیں کرتا ہوں ہمارا رہنے سہنے کا جو حال ہے وہ جنتیوں والا بالکل نہیں ہے۔ اپنی بچیوں کو دیکھیں‘ اپنے گھر اپنی عورتوں کو دیکھیں‘ ان کی کیسی زندگی ہے؟ تھوڑا سا پڑھا ہوا ہے‘ جب تک بیوی کا برقعہ کالا نہیں بنائے گا وہ کہے گا کہ ہائے! میرا تو سٹینڈرڈ تو کچھ نہ ہوا۔ چادر لیں۔۔۔ سفید برقعہ پہنیں تو کوئی دیسی عورت‘ کوئی پینڈو عورت لگے گی۔ میں افسر ہوں‘ میں پڑھا لکھا ہوں‘ میں پروفیسر ہوں‘ میں نوکر ہوں۔۔۔ میری بیوی سادہ ہو!۔۔ ایسی ہو کہ بازار میں جائے تو پتہ لگے کہ فلاں کی بیوی ہے۔۔۔ یہ گمراہی ہے‘ میرے بھائیو! یہ بدبختی ہے‘ یہ دوزخ میں جانے کی باتیں ہیں۔ دیکھو میں آپ کو آخری بات سنادوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جو زنا کا Act (کام) ہے وہ یکایک نہیں ہوتا‘ پہلے آنکھ زنا کرتی ہے‘ ہاتھ زنا کرتے ہیں‘ زبان زنا کرتی ہے‘ پاؤں زنا کرتے ہیں۔۔۔ عورت کو دیکھنا‘ عورت کو ہاتھ لگانا‘ عورت کی طرف چل کر جانا‘ عورت سے باتیں کرنا‘ یہ سب مختلف اعضاء اور جوارح کے زنا ہیں۔ اور جب یہ سارے اکٹھے ہو کر آگے بڑھتے ہیں تو پھر زنا جو اصل فعل ہے وہ ہوتا ہے۔ اب آپ سوچئے! ایک عورت باہر نکلتی ہے‘ اس کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے۔ اب آپ کی بیٹی‘ آپ کی بیوی‘ آپ کی کوئی اور عورت بن ٹھن کر بازار جاتی ہے۔ لوگ اس کو دیکھتے ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے زنا کرتے ہیں کہ نہیں کرتے۔ یہ حدیث ہے۔ یہ زنا کون کرواتا ہے؟ اپنی بیٹی سے اپنی بیوی سے؟ جو عورت کو یوں لاتا ہے اور لوگ اس کو دیکھتے ہیں۔ کوئی خدا کا خوف ہے کہ نہیں؟

میرے بھائیو! اگر آپ بچنا چاہتے ہیں تو کرتوت چھوڑ دو اس کے لئے یہ لچھن مسلمانوں کے نہیں ہوتے جو آج ہمارے ہیں۔ اور میں ہزار دفعہ کہہ چکا ہوں کہ عورتوں کے پردے بدل دو۔ کالی چادریں یا اور خوبصورت کپڑے جو ہیں ان کو بدل دو۔ عورت جب پرانی چادر میں نکلے یا سفید پرانا برقعہ لے کر نکلے تو کوئی دیکھے گا نہیں کہ یہ کوئی پرانی‘ بڈھی عورت ہے‘ پرانی ٹائپ کی ہے‘ اس کو کیا دیکھنا ہے؟ یہ پردہ ہے۔۔۔ نہ کسی کی آنکھ زنا کرے گی نہ زنا

کا عذاب آپ کو ہو گا۔ اور اگر آپ نے اپنی بیٹی کو' اپنی بہن کو' اپنی بیوی کو یونہی چلایا جیسے پھرتی ہیں۔ اور آتی جاتی ہیں تو آپ کا کیا خیال ہے آپ کی بیوی اکیلی پھرتی ہے ؟ آپ کا نام زنا کروانے والوں میں آتا ہے۔ اور یہ حدیث۔۔۔ مشکوٰۃ شریف اٹھا کر دیکھ لو۔ میرا کام تو سمجھانا ہے۔ عالم کا کام چوکیدار کا ہوتا ہے۔ پہرہ دینے والے کا ہوتا ہے۔ سوئے ہوئے کو جگانا۔ غافلوں کو خبردار کرنا۔ کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ اپنے دین' ایمان کو ضائع نہ کرو۔ اپنے دین ایمان کی حفاظت کرو۔ اللہ کو پہچانو۔۔۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا نام لیا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز شہزادے تھے۔ بنو امیہ کے شاہی خاندان میں سے تھے۔ خلیفہ بننے سے پہلے وہ گورنر بھی رہ چکے تھے۔ ان کی پرورش اس قدر ناز نعمت میں ہوئی کہ جیسے تھانیدار ہوں خوب پلے ہوئے دنبے کی طرح کے ہوتے تھے۔ یعنی ان کے کا پیٹ اس قدر بڑا ہوا تھا کہ جو دھوتی وہ پہنتے تھے اس کے بل نظر نہیں آتے تھے۔ اس طرح سے پلے ہوئے تھے۔ لیکن جب ٹھوکر لگ گئی' خلیفہ بن گئے تو کہنے لگے کہ ان کے جسم پر سے چٹکی بھرو تو کہیں سے گوشت ہاتھ میں نہیں آتا تھا۔ اس قدر ان کی حالت تھی۔ ایسے نیک تھے۔ بہت دنیا ان کے زمانے میں مسلمان ہوئی۔ حتیٰ کہ جو اہل کار تھے گورنر تھے' باہر کے ملکوں کے لوگ وہ کہنے لگے جس انداز سے کافر مسلمان ہو رہے ہیں' اگر ان کی یہی رفتار رہی تو ہم لوگ جزیہ کن سے وصول کریں گے ؟۔ ہم تو انہی کے پیسے سے خزانہ بھرتے ہیں۔ جب یہ مسلمان ہو گئے تو خزانے تو خالی ہو جائیں گے۔ پیسہ تو ہے کوئی نہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ مجھے اللہ نے دنیا میں پیسے جمع کرنے والا نہیں بنایا۔ اللہ نے مجھے داعی بنا کر بھیجا ہے کہ لوگوں کو مسلمان کرو۔ دولت رہتی ہے رہے اور اور نہیں رہتی تو نہ رہے۔ ایسے نیک تھے۔ اور پھر دینی غیرت کا کیا حال تھا؟ اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں' ایک آدمی کوئی مشیر خاص بیٹھا ہوا تھا۔ باہر سے ایک آدمی آیا اور آکر پیغام دیا کہ

فلاں آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔وہ آپ سے ملنے آیا ہے ؟انہوں نے کہا:اسے دوڑا دو'اسے بھگادو'اسے میں بلانا نہیں چاہتا۔ساتھی پوچھنے لگے کہ کیوں ؟کیابات ہے ؟کہنے لگے کہ مجھے پتہ لگا ہے کہ اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو مارا ہے کہ وہ نماز میں رفع الیدین کیوں کرتا ہے'حالانکہ مجھے یاد ہے کہ ہمیں رفع الیدین نہ کرنے پر مار پڑتی تھی اور یہ ظالم سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے اپنے چھوٹے بھائی کو مارتا ہے۔اس وجہ سے میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔(جزء رفع الیدین للامام بخاریؒ) غیرت کا یہ حال۔آج اگر رفع الیدین کا نام لیا جاتا ہے تو پسو پڑ جاتے ہیں۔دیکھو جی!چھوٹی چھوٹی باتوں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔اب حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسا خلیفہ جس کو عمر ثانی بھی کہتے ہیں ان کی غیرت کا یہ حال ہے کہ اس آدمی سے بات کرنا پسند نہیں کرتے۔میرے بھائیو! وہ دور گزر گیا۔آج کل لوگوں کو سنتیں اچھی نہیں لگتیں۔سنتوں پر عمل کرنے والے'لوگوں کو بہت برے لگتے ہیں۔لیکن ایک وقت وہ بھی تھا'جیسے کہ میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا وقت تھا اور سنت کے تاریک کو اتنا برا سمجھا جاتا تھا کہ اس سے ملاقات کرنا گوارہ نہ کرتے تھے۔

دیکھئے شیطان انسان کے پیچھے لگا ہوا ہے اور اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔وہ پہلے آدمی کو دیکھتا ہے اگر مذہبی ذہن کا ہے تو مذہبی ہی پڑی (دوا) دیتا ہے۔اس کو پڑیا مذہبی ہی دیتا ہے اور اگر وہ بے دین ٹائپ کا ہے تو اس کو بے دینی کی پڑیا دیتا ہے۔اس کو ادھر برباد کرتا ہے۔فرمایا بعض شیطان جو ہیں ان کا کام ہی یہ ہے کہ وضو کرتے ہوئے وسوسہ ڈالنا۔اوہو! یہ سوکھا رہ گیا۔پھر وہ دھوکہ دے رہا ہے کہ اوہو! تو نے استنجا نہیں کیا۔پھر وہ ادھر چلا گیا۔یعنی ان کو وضو کے چکر میں اتنا ڈال دیا کہ اتنے میں جماعت ہو جاتی ہے۔وہ تقویٰ میں' زہد میں'اپنی پاکی کے چکر میں پڑا رہتا ہے۔شیطان اس کو اس چکر میں رکھتا ہے۔پھر کسی کو نماز میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو نے دو رکعت پڑھی ہیں حالانکہ تین پڑھی ہوتی ہیں۔بس اسی چکر میں بھول گیا۔کبھی ادھر کو'کبھی ادھر کو۔میں نے یہ سورت نہیں پڑھی'میں نے یہ دعا نہیں پڑھی۔اس چکر میں ڈالتا ہے۔اور بعض کو کوئی چیز نئی مل جائے اور خصوصا آج کل بیماری تو عام ہے اب رفع الیدین کرنا سنت ہے۔رفع الیدین کے معانی یوں ہاتھ اٹھانا اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر یا انگلیاں کانوں کے برابر اٹھانا۔۔۔یہ رفع الیدین ہے۔۔اس طرح ہاتھ

اٹھانے کی حکمت اور فلسفہ کیا ہے؟ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ سب کچھ چھوڑ کر' بیوی' بچے' مال سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ ۔۔۔ فارغ ہو کر ۔۔۔ تیری جناب میں آیا ہوں۔

لیکن دیوبندی اس پر چڑتے ہیں۔ دیوبندی رفع الیدین نہیں کرتے۔ اب شیطان اس کا ردعمل ان لوگوں میں جو اہلحدیث نئے نئے ہوتے ہیں ان میں کیا پیدا کرتا ہے۔ دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اف! وہ رفع الیدین کریں گے۔ کھڑے ہو کر ہاتھوں کو اوپر اٹھائیں گے۔ ۔۔۔ لفظ تو دو ہیں ۔۔۔ رَفَعَ یَدَیْهِ وَ اَمْسَكَهَا ہاتھ اٹھائے اور ان کو روکے رکھا۔ تو وہ حنفیوں کو چڑانے کے لئے رفع الیدین کرتے ہیں۔ دیکھو! میں رفع الیدین کر رہا ہوں' اس طرح سے کھڑا ہے ۔۔۔ یہ بیماری ہے ۔۔۔ اور پھر اب یہ سجدے سے اٹھنا جیسے آٹا گوندتے ہیں یہ مسئلہ ایسا ہے کہ البانی چکر میں پڑ گیا۔ اس کی وجہ سے ساری اہلحدیث جماعت اس طرف لگ گئی' سب کے سب اس میں پڑ گئے۔ تلخیص الجید میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں اس کے بارے میں ابن صلاح کے حوالے سے امام نووی کے حوالے سے لاَ اَصلَ لَه' اس کی کوئی بنیاد ہی نہیں۔ ابن صلاح یہ کہتے ہیں: "عجمیوں کا طریقہ ہے" اور بخاری شریف میں صاف آتا ہے۔ یَعْتَمِدُ یَدَیْهِ عَلَى الاَرْضِ حضور اپنے دونوں ہاتھوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے لیکن اب یوں جیسے آٹا گوندتے ہیں۔ آٹا گوندھنا ایک اچھا خاصہ چکر ہے۔ اور بے بنیاد اور پھر علماء اور اہلحدیث جیسے شروع سے نماز پڑھتے ہیں' بالکل اس کے خلاف ہیں۔ اس طرح سے اور نئے نئے چکر ۔۔۔ اب کالی پگڑی ہے' حالانکہ آج کل کالی پگڑی شیعہ کا شعار ہے۔ اوروں میں تو بہت کم اور شاذ و نادر ہے اور جب کوئی چیز غیر قوم کا شعار بن جائے اس سے انسان کو بہت گریز کرنا چاہیے۔ یہاں ایک آدمی آیا' وہ کہنے لگے۔ یا علی! ہم نے اس سے کہا کہ تو پاگل ہو گیا ہے جو "یا علی!" کہتا ہے۔ کہنا لگا کہ جی! اللہ کا نام "علی" نہیں ہے؟ میں نے کہا: اللہ کا نام علی ہے۔ لیکن "یا علی" آج کل شیعہ کرتے ہیں۔ اس لئے اگرچہ علی اللہ کا نام ہے "یا علی!" کہنا جائز نہیں۔ لیکن جب دوسرے مشرک لوگ کہیں تو "یا علی" بالکل نہیں کہنا چاہیے۔ جیسا کہ لاَ تَقُوْلُوْا رَاعِنَا[2:بقرة :104] یہودی اور مسلمان اللہ کے رسول ﷺ سے کہتے "راعنا" ۔۔۔ کہ جی! آپ نے بات کی ہے' میں سمجھ نہیں سکا' ذرا س کو Repeat کر دیجئے گا۔ اب یہ الفاظ مسلمان بھی کہتے اور یہودی بھی' لیکن یہودی کیا کرتے؟ ۔۔۔ "راعنا" ۔۔۔ عین کو ذرا کھینچ دیتے' قاریوں کی طرح اور مسلمان سادہ کہہ لیتے۔ وہ "راعنا" کے معانی لیتے "ہمارا گوالہ" ہمارا نوکر' ہمارا چرواہا۔۔۔ وہ یہ معانی لیتے اور

حضور ﷺ کو چھیڑتے' چڑاتے اور خدا نے مسلمانوں سے کہا۔ کہ تم "راعنا" کہو ہی نہیں۔ تاکہ ان کو موقع ہی نہ ملے۔ کہ وہ پھر بگاڑ کی صورت پیدا کریں۔ تو اس طرح سے آدمی کو ان چیزوں سے بہت بچنا چاہیے۔ کہ جو چیزیں غیروں کا شعار بن جائے اور ہمارے ہاں لازمی بھی نہیں۔ آپ نے جمعہ پڑھاتے وقت اتفاق سے کالی پگڑی باندھی ہے تو آپ نے سفید بھی باندھی ہے۔ کالی شعار بنانا سفید کو نہ کرنا' لباس میں یہ کوئی ضروری نہیں۔ یہ ان لوگوں کا کام ہے۔ اور میرا بھانجا حافظ سعید جو انجینئرنگ یونیورسٹی میں ہے وہ یہاں بھی آکر پروگرام وغیرہ کرتے ہیں' سعودی عرب میں ان کو ایک عالم ٹکر گیا۔ سعودی عرب کا عالم مل گیا۔ جمعے کی نماز ہوئی' جمعے کے دن صبح کی نماز اور اس میں سجدہ آتا ہے۔ اس نے کہا کہ کہیں حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے سجدہ تلاوت کے وقت جب آپ سجدے میں گئے تو اللہ اکبر کہا ہو۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر نہیں کہا' تو میرا بھانجا اس کے پیچھے لگ گیا۔ بہاول نگر چلے گئے۔ وہاں یہی تربیتی اجتماع تھا۔ صبح کی نماز پڑھائی اور چپکے سے سجدہ میں چلا گیا' اور بغیر اللہ اکبر کہے چپ چپ ہی کھڑا ہو گیا۔ اب لوگ پریشان کہ شاید یہ بھول گئے ہیں۔ سلام پھیرا تو لوگوں نے پوچھا آپ نے "اللہ اکبر" کیوں نہیں کہا۔ کہنے لگا: حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اب لوگ چکر میں پڑ گئے کہ کوئی مولوی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے۔ ہمیں تو انہوں نے اچھا مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ پریشان ہو گئے۔ تو مجھے چونکہ جمعہ پڑھانا ہوتا تھا' نو بجے میں بھی پہنچ گیا۔ تو سعید ابھی بیٹھا ہوا تھا۔ لوگ مجھ سے مسئلہ پوچھنے لگے کہ جی اگر امام جو ہے نماز پڑھا رہا ہو سجدہ تلاوت آجائے تو "اللہ اکبر" نہ کہے ؟ میں نے کہا: کیوں نہ کہے ؟ کہنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جی! آپ کا بھانجا تو نہیں کہتا۔ میں نے اس سے پوچھا ارے سعید! یہ کیا بات ہے ؟ کہنا لگا کہ جی! سعودی عرب کا ایک عالم آیا تھا وہ ایسے کہتا تھا' میں بھی اس کے پیچھے لگ گیا۔ میں نے کہا پاگل تو دیکھ! اگر کوئی نئی بات عالموں سے سنے تو کوئی مقلد نہیں ہے' اہلحدیث عالم ہیں تو ان کو دیکھ' ان کے طریقے کو دیکھ' بات کو سمجھ اس کی تحقیق کر۔ تو لوگوں کے لئے خواہ مخواہ فتنہ بنتا ہے۔ پھر میں نے اسے سمجھایا اچھا تو یہ بتا کہ جب امام نماز پڑھاتا ہے تو وہ سجدے کو جاتا ہے وہ اللہ اکبر کہتا ہے۔ کہنے لگا: ہاں۔۔۔ میں نے کہا کیوں کہتا ہے ؟ چپکے سے کیوں نہیں جاتا ؟ رکوع کو جاتا ہے چپکے سے کیوں نہیں جاتا ؟ اللہ اکبر کیوں کہتا ہے ؟ اس لئے کہ پیچھے والے لوگوں کو پتہ لگ جائے۔ میں نے کہا تو بتا جب امام سجدہ تلاوت کرے گا۔ تو امام اکیلا کرے گا یا پیچھے مقتدی بھی کریں گے ؟ کہ جی! پچھلے بھی کریں گے تو میں نے کہا: پھر وہ

اللہ اکبر کیوں نہ کہیں۔ یعنی Common Sense کی چیز ہے اور امت کا عمل ہے۔ یہ گمراہی آج کل اتنی پھیلتی جارہی ہے' اتنی پھیلتی جارہی ہے اور خارجی ذہن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: میری امت میں ایک جماعت ایسی کھڑی ہو جائے گی' میرے صحابہؓ! اتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھیں گے' ایسے طریقے سے وہ نیکی کا اظہار کریں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کے مقابلے میں ہیچ جانو گے۔ لیکن وہ دین سے ایسے نکلے ہوئے ہوں گے جیسے آٹے سے بال نکلا ہوا ہوتا ہے۔ تو اس لئے ان معاملات میں آدمی بہت ہوشیار رہنا چاہیے۔ شیطان مختلف طریقوں سے حملے کرتا ہے۔ جس کی قسمت سیدھی ہوتی ہے۔ سمجھتا ہے۔ صحیح طریقے سے دیکھتا ہے۔ پھر احادیث بھی موجود ہیں۔ لیکن امت کا عمل اور امت سے مراد کونسی امت ہے۔ بدعتی نہیں' مقلد نہیں' وہ جو کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ جن کا مذہب حدیث پر عمل کرنا ہے۔ وہ حدیثوں کی چھان بین کرتے ہیں وہ سارے ایک طرف۔ سبحان ربی الاعلیٰ آئے گا۔ نہ نہ جی! نہ کہو۔ یہ بالکل نہ کہو۔ مسعود (جماعت المسلمین والے) نے بیماری چلائی۔ اب سارے کے سارے اس سے انکار کرتے ہیں اور سارے ہٹ گئے۔ حالانکہ آمین دیکھو۔ آمین۔۔۔ الحمد۔۔۔ نہ پڑھی جائے کہ کوئی لیٹ آئے بعد میں آئے اور امام اس آیت پر پہنچ گیا۔ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَ لَاالضَّآلِّيۡنَ آپ آ کر شامل ہوئے آپ نے ہاتھ باندھے آمین۔۔۔ امام تو کہے گا۔ آپ بھی کہیں گے۔ وہ جس نے الحمد نہیں پڑھی وہ بھی کہے گا۔ جس نے الحمد نہیں پڑھی وہ بھی کہے گا۔ وہ بھی آمین کہے گا۔ اس طرح سے آیات کا جواب ہے۔ جب امام دے۔ پڑھنے والا دے تو سننے والا بھی دے گا۔ سجدہ تلاوت پڑھنے والا بھی کرے' سننے والا بھی کرے۔ اور اتنی مثالیں موجود ہیں اور پھر سورۃ الرحمن۔۔۔ آپ نے سورۃ رحمن صحابہ کو پڑھ کر سنائی صحابہ چپ سنتے رہے۔ آپ نے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ بار بار پڑھا۔ کسی صحابی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا میں نے یہی سورت جنوں کو پڑھ کر سنائی وہ تم سے اچھے ہیں۔ انہوں نے مجھے جواب دیا۔ جیسے میں کہتا تھا۔ لاَ نُکَذِّبُ۔۔۔ جن بھی جواب دیتے تھے۔ پڑھتے آپ تھے اور جن سن کر جواب دیتے تھے۔ لیکن آج کل یہ چکر ڈال رکھا ہے سب مریض کچے ایمان والے جتنے ڈانوں ڈول یعنی فٹا فٹ پیچھے لگنا۔ یہ حق والوں کا کام نہیں ہوتا۔ حق والے تحقیق کرتے ہیں۔ باقاعدہ تسلی کرتے ہیں۔ اور آج کل تو اس قسم کے فتنے چل رہے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان ۔۔۔

خطبہ نمبر 60

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھُدٰی ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لاَ تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَ لاَ تَتَّبِعُوْااَھْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ o لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ط ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ o کَانُوْا لاَ یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ ط لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ o تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ط لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَھُمْ اَنْفُسُھُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَ فِی الْعَذَابِ ھُمْ خَالِدُوْنَ o وَ لَوْ کَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالنَّبِیِّ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مَا اتَّخَذُوْھُمْ اَوْلِیَآءَ وَلٰکِنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ

فَسِقُوْنَ[5:المائدہ:77 -81]

میرے بھائیو! گمراہی بعض دفعہ دین سے دوری کی وجہ سے آجاتی ہے۔ دین سے بے خبری' دین سے بالکل بچ نہ رہنا۔ دین سے پرے پرے رہنا بالکل بے دین۔ پتہ ہی کچھ نہیں۔ اس سے بھی بے دینی آتی ہے۔ اور کبھی کبھی بے دینی جو ہے دین کے رنگ میں آجاتی ہے اور یہ دونوں چیزیں بڑی خطرناک ہیں۔ قرآن مجید جو ہماری اصلاح کیلئے آیا ہے۔ ہماری روحانی بیماریوں کے علاج کیلئے آیا ہے۔ اس میں ہمیں دونوں طرح کی خرابیوں سے جو دونوں تباہی اور بربادی کی ہیں ہمیں ہوشیار کیا ہے۔ خبردار کیا ہے۔ مکہ کے لوگ بے خبر تھے۔ وہ کسی کو مانتے نہیں تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنے آباء واجداد کی وجہ سے مانتے تھے۔ وہ ہمارے بڑے ہیں۔ بزرگ ہیں اور ہم انکی اولاد میں سے ہیں۔ لیکن جہاں تک دین کا تعلق تھا وہ نبوت کے سلسلے کے قائل نہیں تھے۔ آخرت کے قائل نہیں تھے۔ فرشتوں کے قائل نہیں تھے۔ اور بڑا عجیب سا تصور تھا۔ ان کو امی کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ بالکل ان پڑھ تھے۔ اور بے دین تھے۔ بالکل اندھیرے میں اور اس کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ تھے جو دین والے تھے۔ علم والے تھے' کتاب والے تھے۔ نبیوں کے ماننے والے تھے۔ رسولوں کے ماننے والے تھے۔ آخرت کے ماننے والے' کتابوں کے ماننے والے پھر بے دین اور دونوں ایک ہی جگہ کے 'ایک ہی طرح کے کافر اور دونوں دوزخ میں جانے والے۔ تو کفر جو ہے وہ دونوں طریقوں سے آتا ہے۔ بالکل آدمی الگ تھلگ رہے۔ بالکل اسے پتہ ہی نہ ہو۔ تو وہ بھی کفر میں چلا جاتا ہے۔ اور دنیا ہی کے رنگ میں اپنے دین کو چلائے اور بگاڑ پیدا کرتا جائے تو وہ بھی کفر میں چلا جاتا ہے۔ یہودی اور عیسائی یہ نبیوں کے ماننے والے تھے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کفر میں اتنے آگے بڑھے ہوئے تھے' اتنے آگے بڑھے ہوئے تھے جتنے مشرکین مکہ بڑھے ہوئے تھے۔۔۔ فیل۔۔۔ ایک بالکل داخلہ لیتا ہی نہیں۔ سکول اور کالج ہوتا ہی نہیں۔۔۔ وہ پڑھتا ہی نہیں۔ اور ایک داخل ہو گیا اور فیل ہو گیا۔ اب دونوں فیل ہیں۔ نہ اسے کوئی نوکری ملے نہ وہ کسی کام کا۔ دونوں ہی بے کار۔ یعنی یہ صورت جو ہے انسان کے سمجھنے کی ہے۔ اگر آدمی تعلیم

میں داخل ہو تو علم حاصل کرے۔ کسی مقام پر پہنچے۔ کسی ٹھکانے لگے تو چلو علم سے کوئی فائدہ اٹھائے اور یہ کہ عمر بھی برباد۔ وقت بھی برباد کرے۔ پھر وہی کام کرے جوان پڑھوں اور جاہلوں نے کرنے ہیں۔ یہ سب سوائے وقت کے ضیاع کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا: قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لاَ تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اے اہل کتاب دین میں غلو نہ کرو۔ غَيْرَ الْحَقِّ غلط قسم کا "غلو" کے معانی کیا ہوتے ہیں۔ غلو کے معانی زیادتی کرنا' بڑھانا' بڑھاتے جانا۔ بڑوں کی اتنی عزت کرنا دین کے رنگ میں اتنی عزت کرنا کہ ان کو کچھ کا کچھ بنا دینا۔ ایک تو یہ ہے کہ میں نہیں جانتا۔ مولوی شولوی کیا ہوتے ہیں۔ نبی میں کسی کو نہیں مانتا۔ ایک تو وہ ہو گیا۔ اور ایک ایسا ہے جس نے نبی کو ایسا چڑھایا ہے' ایسا چڑھایا کہ خدا کا بیٹا بنادیا۔ اب دونوں کے کفر میں کیا شک ہے۔ وہ بھی کافر' وہ بھی کافر۔۔ اس نے پیغمبر کو اتنا بڑھایا اس نے ولی کو اتنا بڑھایا۔ اتنا چڑھایا کہ امام کو نبی بنادیا اور نبی کو خدا بنادیا۔ کسی کو کچھ بنادیا اور کسی کو کچھ بنادیا۔ دونوں کافر ہیں۔ وہ بھی کافر ہیں' وہ بھی کافر ہیں۔ تو جہاں قرآن مجید مکے کے لوگوں کو سمجھاتا ہے کہ اے مکے والو! تمہارے اندر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ روشنی بالکل نہیں ہے۔ آنکھیں کھولو اور دین کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ کہ دین کیا چیز ہے۔ وہاں یہود و نصاریٰ سے کہتا ہے: لاَ تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ دین میں غلو نہ کرو۔ اپنی طرف سے اضافے نہ کرتے چلے جاؤ۔ غلط باتیں اس میں ایڈ نہ کرتے جاؤ۔ شامل نہ کرتے جاؤ۔ وَ لاَ تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ دین بگڑتا کیسے ہے؟ لوگوں کی باتوں کو دین بنا کر چلائے جانا یہ دین کا بگاڑ ہے۔ دین کب تک خالص رہتا ہے جب تک یہ دیکھا جائے کہ نبی کی مہر ہے کہ نہیں ہے۔ اب جب یہ بات چلنے لگ جائے جو آیا' جو کہا سب دین۔۔۔ چنانچہ بائبل کو دیکھ لیں۔ بائبل میں آپ حیران ہوں گے اس میں جو خطوط لکھے ہوئے ہیں وہ عیسیٰ علیہ السلام کے مدتوں بعد لکھے گئے۔ ایک طرف تو عیسائی کہتے ہیں کہ یہ انجیل ہے۔ یہ بائبل ہے وہ کتاب ہے جو اللہ تعالےٰ نے نازل کی۔ یہ آسمانی کتاب ہے۔ اور

پھر یہ نہیں دیکھتے کہ اس کے اندر ہم نے ان لوگوں کی باتیں داخل کر رکھی ہیں۔ جو عیسیٰ کے بعد آئے ہیں۔ اچھا اب مسلمانوں نے وہی کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جو کہا ٹھیک ہے۔ وہ ٹھیک ہے۔ امام صاحب بالکل ٹھیک ہے۔ ہم حنفی ہیں' جو ہمارے امام صاحب نے کہہ دیا اس کو بھی انہوں نے دین بنالیا۔ یہ یہودیوں والی خصلت ہے' یہ عیسائیوں والی خصلت ہے۔ وَ لاَ تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ لوگوں کی باتوں کو دین بنالو یہ دین کا بگاڑ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ باتیں لوگوں کی ہوتی ہیں۔ خیالات لوگوں کے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کی رسم ہوتے ہیں۔ اور تم ان کو ایسے سمجھتے ہو جیسے نبی کی بات ہے' جیسے وہ اللہ کا حکم ہے۔ اس سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کھوٹا اور کھرا دونوں مل جائیں گے۔ اور جہاں کھوٹا اور کھرا ملنے لگ جائے وہاں بیڑا غرق ہو گیا۔ اب دیکھو ناں چیز بازار میں کھری نہ ملے تو ہم کیا کہیں گے۔ ہمارے زمانے میں آج کل یہی برائی ہے کہ جی چیز کھری نہیں ملتی۔ کوئی چیز کھری نہیں ملتی۔ ہر چیز ملاوٹی ہے۔ اور بالکل اسی اعتبار سے دین بھی کھرا نہیں ملتا۔ دین بھی ملاوٹی ہے۔ اور ویسے یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ ساری دکانیں۔۔۔ جتنی بھی دکانیں ہیں ہر دکان سے مال ملاوٹی ملے۔ ہر دکان پر مال ملاوٹی ملے۔ اور لوگ اس سے خوب نفع کمائیں۔ مولوی کہتا ہے میں کیوں نہ کمائی کروں۔ یہ رشوت کیسے عام ہوتی ہے۔ پہلے تو رشوت لینے والے محکمے دو تین ہی تھے۔ پٹواری لیتا ہو گا۔ یا پولیس کا آدمی لیتا ہو گا۔ باقی محکموں میں رشوت اتنی نہیں چلتی تھی۔ تعلیم والے تو جانتے ہی نہیں تھے کہ رشوت کیا چیز ہے؟ لیکن دیکھ لو اب ایک محکمے والے نے دوسرے سے لی تو اس نے کہا جب یہ ہم سے لیتے ہیں تو ہم کیوں نہ لیں۔ دیکھا دیکھی سارے وہ بھی لینے لگ گئے۔ اور بالکل اسی طرح سے دین کا معاملہ ہو گیا۔ کہ جب ہر چیز کھوٹی' ہر چیز گھٹی تو علماء نے' مولویوں نے یہ کام شروع کر دیا کہ دین ملاٹی کر دیا۔ کسی نے کہا مولوی صاحب دیکھو ناں ہم وہاں گئے تھے۔ ہمارا کام ہو گیا۔ ہم تمہارے پاس آئے ہیں آپ بھی ہمارا کام کر دیں۔ اچھا بھئی! کام تو ہو جائے گا آپ کو بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ ہاں جی! جو آپ کہیں گے۔ آپ کی خدمت کر دیں گے۔ بس پھر ٹیڑھی بات کر دی۔ کوئی قول تلاش کر لیا۔ کسی

کی بات تلاش کر لی- فلاں امام کی یہ رائے ہے۔اس کو فتویٰ لکھ کر دے دیا کہ چلو جی کام بن گیا۔اللہ اللہ خیر سلا۔۔۔ یعنی جب ایک صورت ایسی بن جائے تو اس سے پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ چلو دنیا کی چیزیں ہیں۔ کوئی ڈنڈے کا وقت آجائے تو کچھ نہ کچھ اس سے مذہب بگڑ جاتا ہے۔جب دین کھوٹا چلنے لگ جائے' جب دین ملاوٹی ہو جائے تو پھر کیا پیداوار اس میں دیکھئے۔ چیزیں ملاوٹی ہوں گی۔ تو بندوں پر اثر پڑے گا۔ انسانوں پر اثر پڑے گا۔ان کی صحتوں پر اثر پڑے گا۔ پھر اولادیں بھی ٹیڑھی پیدا ہوں گی۔بے ہمت' بے کار' کمزور' نکمے نااہل' نالائق۔ اس قسم کے پیدا ہوں گے اور جب دین ملاوٹی ہوگا تو پھر کیا۔پھر سارے کیسے پیدا ہوں گے۔اسلام کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ سب بناسپتی ' سب بناسپتی۔۔۔ کھوٹ ہی کھوٹ۔۔۔حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے قریب جا کر صورتحال یہ ہو جائے گی کہ جیسے باؤلے کتے کا کاٹا ہوا مریض۔۔۔ جسے ہلکا کتا کاٹ لے تو اب اس کی زہر کیسی ہوتی ہے۔سارے جسم میں زہر سرایت کر جاتی ہے۔سارے جسم میں اس کا تھوک لگ جاتا ہے۔اس کے جسم کا ہر حصہ۔۔۔رگ رگ میں' بال بال میں' ہر چیز میں زہر سرایت کر جاتی ہے۔ فرمایا: کہ قیامت کے قریب جا کر لوگوں کا یہ حال ہو جائے گا کہ بدعت اتنی عام ہو جائے گی۔ اتنی عام ہو جائے گی کہ سارا دین ان کا بدعتی بن جائے گا۔(رواہ احمد ' ابو داؤد ' مشکوۃ' کتاب الایمان' باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ عن معاویہ)بدعت کے ایسے رسیا ہوں گے کہ کھری بات تو ان کی سمجھ میں آئے گی ہی نہیں۔ ان کو بالکل پسند نہیں آئے گی۔وہ کہیں گے۔یہ کیا؟۔۔۔ ہیں۔۔۔ یہ کیا بات کہہ دی ؟اس قدر ان کے اندر بدعت کا اثر اور بدعت کیا ہے ؟دین کی ملاوٹ۔۔۔دین کی ملاوٹ کیا چیز ہے ؟بدعت۔ کہ لیبل دین کا' نام دین کا' اور سکہ اپنا۔چیز اپنی۔ اصلی دین کیا ہے ؟چیز محمدی' خالص دین محمدی۔۔۔چیز محمدی۔۔۔ حنفی چیز' وہابی چیز' شافعی چیز' پیروں کی چیز' فقیروں کی چیز' مولویوں کی چیز جب وہ محمدی کے ساتھ ملا دی۔ تو وہ ملاوٹی ہو گی۔ دین کب بگڑتا ہے۔دین اس وقت بگڑتا ہے جب نبی کی بات کے ساتھ کسی اور کا ٹانکا لگا دیا جائے۔

جیسے عیسائیوں نے کیا۔ اب عیسائیوں کے ہاں جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا کی جاتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑا مانا جاتا ہے۔ اس طرح سے ان کے بعد وہ جتنے فلاں اور فلاں جتنے ہیں سب کی اسی طرح سے کہ اس نے یہ کہا ہے۔ اس نے یہ کہا ہے۔ اس نے یہ لکھا ہے' اس نے یہ لکھا ہے۔ آج بزرگ فوت ہوتے ہیں۔ اب چشتی ہونا' قادری ہونا' نقشبندی ہونا یہ ایک بہت بڑا خطاب ہے۔ بہت بڑا اعزاز ہے۔ بہت بڑا ٹائٹل بن گیا ہے۔ لیکن حقیقت میں دین کے اعتبار سے کیا ہے؟ دین میں بہت بڑی ملاوٹ کھوٹ۔ یعنی سمجھنے کی بات ہے ناں اور میرے خیال میں یہ مشکل نہیں ہے کہ آپ کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی ہو۔ ملاوٹ کیا چیز ہوتی ہے۔ جو چیز نبی ﷺ کے بعد اس کو دین سمجھ لینا' اس کو دین کا جز سمجھ لینا۔ دین کا کوئی حصہ سمجھ لینا۔ وہ ملاوٹ ہے۔ اب دیکھو ناں کوئی آدمی کہے آپ کا سلسلہ کیا ہے؟ جی! ہمارا سلسلہ چشتی ہے۔ بھئی! یہ چشتی سلسلہ کیا ہوتا ہے؟ کہ جی! یہ سلسلہ ہے۔ یہ فلاں سلسلہ ہے' یہ فلاں بزرگ سے چلتا ہے۔ اور یہ فلاں بزرگ سے چلتا ہے۔ اور یہ فلاں بزرگ سے چلتا ہے۔ یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو نہیں تھا۔ کسی سے پوچھ کر دیکھ لیں۔ کہ جی نہیں۔ ان کے زمانے میں نہیں تھا۔ تو بس پھر ملاوٹی ہے۔ کھوٹ ہے ناں۔ جب کھوٹ ہے تو پھر کیا ہے؟ وہی عیسائیوں والی خصلت ہے۔ یہ اب اگر اس بات کو یوں کہا جائے کہ یہ عیسائیوں والی خصلت ہے تو لوگوں کو بڑی تکلیف کہ دیکھو جی! کمال کر دیا۔ ہمیں تو عیسائیوں کے ساتھ ملا دیا۔ اور حالانکہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ یہ بالکل حقیقت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو کتنی ننگی اور کھلی باتیں ہیں۔ آپ نے کہیں فرمایا جب میری امت گمراہ ہو گی۔ اب تو میرے صحابہ ہیں ناں۔ جو بالکل میرے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ جہاں میں قدم رکھتا ہوں وہیں قدم رکھتے ہیں۔ مجھ سے آگے نہیں بڑھتے۔ اپنی طرف سے کوئی بدعت نہیں کرتے۔ لیکن جب میری امت بگڑے گی۔ تو کن کے طریقے پر چلے گی۔ یہودیوں کے' عیسائیوں کے۔ فرمایا لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔ تم ضرور پیروی کرو گے۔ پہلے لوگوں کی سنتوں کی۔ میری سنتیں تو گئیں۔ اب یہ جو اہل سنت کہلاتے ہیں۔۔۔ بریلوی۔۔۔

اب دیانتداری سے سوچنے کی بات ہے کہ بریلوی کبھی اہلسنت ہو سکتا ہے۔ جس نے قدم قدم پر بدعت کرنی ہو۔ قدم قدم پر بدعت وہ اہلسنت ۔۔۔ ہائے ہائے ۔۔ ظلم نہیں تو اور کیا ہے ؟ لیکن دیکھ لو وہ اہل سنت ہیں۔ اب اللہ کے رسول وضاحت کرتے ہیں۔ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ یہ سنت یہودیوں اور عیسائیوں کی ہے۔ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (بخاری ومسلم مشکوۃ کتاب الرقاق باب تغیر الناس عن ابی سعیدؓ) تم ضرور پہلے لوگوں کی پیروی کرو گے ' پہلے لوگوں کی سنتوں کی۔ صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ وہ کون ؟ فرمایا: یہود و نصاریٰ کے اور کون ؟ اور فرمایا تم ان کے برابر چلو گے۔ بالکل ان کے برابر ہو جاؤ گے۔ اور مثال کیا دی جیسے پاؤں کا ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے۔ اب آپ جوتے خریدیں 'بوٹ خریدیں' دیسی جوتی خریدیں تو آپ دیکھیں گے کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہے۔ جیسے کہ آپ کے دونوں پاؤں برابر ہیں۔ فرمایا بالکل جیسے یہودی ویسے آج کل کا مسلمان۔ جیسے عیسائی ویسے آج کل کا مسلمان۔ مذہب میں بھی اور گناہوں میں بھی۔ فرمایا گناہوں میں اگر کسی یہودی نے ماں سے زنا کیا تو میری امت کا آدمی بھی ضرور ماں سے زنا کرے گا اور سنت پر اور ان کی سنت پر عمل کریں گے۔ اب یہ سنت دیکھ لو۔ سارا رمضان گزرا۔ سارا رمضان گزرا اب اہلسنت نے دیوبندی سمیت کن کی سنتوں پر عمل کیا۔ یہودیوں کی سنت پر۔ فرمایا روزہ جلدی کھولنا' روزہ جلدی افطار کرنا' سورج کی ٹکیا غروب ہو جائے' سورج کا قرص غائب ہو جائے فوراً روزہ چھوڑ دینا۔ (بخاری شریف کتاب الصوم باب متی یحل فطر الصائم) اگر تم نے یہ کام نہ کیا۔ روزہ دیر سے کھولا' تو یہ یہود و نصاریٰ کی سنت ہے۔ روزہ دیر سے کھولنا چنانچہ آپ روزہ ریڈیو پر سنتے ہیں۔ کہ غروب آفتاب اتنے بجے ۔۔۔ سات بج کر ایک منٹ پر یا دو منٹ پر' یا تین منٹ پر۔ اور افطاری چھ منٹ پر۔ سات منٹ پر۔ کہ جی یہ پانچ منٹ کیسے۔ یہ یہودیوں کی سنت کے' یہ یہودیوں کی

سنت کے احتیاط کے۔ اس لئے امام ابن تیمیہؒ حضور ﷺ کی زندگی میں جو واقعہ ہوا کہ آپ کی زندگی میں بادل ہو گئے۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں بادل ہو گئے۔ آخر سوچیں دین کا خیال جتنا اللہ کے رسول ﷺ کو ہو سکتا ہے ہمیں تو کبھی نہیں ہو سکتا۔ روزہ افطار کر دیا۔ آپ نے روزہ افطار کر دیا۔ صحابہ نے بھی افطار کر دیا۔ اتنے میں سورج نکل آیا' بادل جو تھے اس لیے سورج دوبارہ نمودار ہو گیا۔ (بخاری کتاب الصوم باب اذا افطر رمضان ثم طلعت الشمس عن فاطمة رضی اللّٰه عنها) اب امام ابن تیمیہؒ نتیجہ نکالتے ہیں کہ دیکھو بادل بھی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے مشرکوں والی' یہودیوں اور عیسائیوں والی احتیاط نہیں کی۔۔۔ اور ٹھہر جاؤ۔۔۔ اور ٹھہر جاؤ۔۔۔ پانچ منٹ اور ٹھہر جاؤ۔۔۔ دس منٹ اور ٹھہر جاؤ۔۔۔ احتیاط کر لو۔۔۔ احتیاط کر لو۔۔۔ اور یہی واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا۔ حضرت حفصہؓ کے گھر میں وہ راوی بیان کرتا ہے کہ افطاری کے لئے حضور ﷺ کی بیوی حضرت عمرؓ کی بیٹی ان کے گھر سے افطاری کیلئے پیالے پر پیالے تیار ہوئے۔ دھڑا دھڑ مسجد میں آرہے ہیں۔ اور لوگوں نے روزہ افطار کر لیا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیں۔ حضرت علیؓ موجود' حضرت عثمانؓ موجود حضرت عمر خلیفہ ہیں۔ وقت کے خلیفہ ہیں۔ اتنے متقی' اتنے پرہیز گار' اتنی خدا خوفی والے۔ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اتنی احتیاط والے۔ اب تقویٰ کہتے ہی احتیاط کو ہیں۔ متقی کسے کہتے ہیں۔ جو احتیاط کرنے والا ہو۔ متقی پرہیز گار۔ روزہ سب نے افطار کر لیا۔ اور اتنے میں سورج نکل آیا۔ جب بادل ہٹا تو سورج کا کنارہ نظر آرہا ہے۔ کیوں ؟ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمانا ان کے ذہنوں میں تھا۔ روزہ کو دیر نہ کرنا۔ لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ (ابوداؤد' ابن ماجة مشکوة کتاب الصوم باب مسائل متفرقة عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه) یہ یہودیوں کی خصلت ہے۔ روزے کو دیر کرنا۔ اور ڈرتے تھے صحابہؓ کہ کہیں ہم میں یہودیوں والی سنت نہ آ

جائے۔اور آج کا مسلمان تو اس پر فخر کرتا ہے۔ بہت خوش ہوتا ہے۔ ہمارا دیوبندی بھائی' ہمارا بریلوی بھائی' اور پھر شیعہ کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ وہ تو بہت فارورڈ ہیں۔ بہت فارورڈ ہیں۔ انہوں نے تو سورج کا حساب غلط کر دیا۔ وہ کہتا ہے تارا دیکھوں تو روزہ افطار کروں۔ اب کیا کرے گا نبی۔ نبی ﷺ کا کیا فائدہ ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا فائدہ کیا ہے؟ اور اگر یہ صورت نہیں کہ جس کو دیکھا وہیں جھک گئے۔ جہاں دیکھا وہیں جھک گئے۔ لڑھک گئے۔ جہاں دیکھے وہاں قلابازی کھا گئے۔ تو محمد رسول اللہ کا فائدہ کیا؟ اللہ جاہلوں میں کیا کیا عجیب عجیب باتیں پھیلی ہوتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں یہ تو خواہ مخواہ کی باتیں ہیں۔ جانا تو سب نے وہیں ہے۔ اور اللہ قرآن میں کیا کہتا ہے۔ ہود علیہ السلام کی زبان سے اللہ نے قرآن مجید میں یہ جملہ لکھا ہے۔ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلاَّ هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا دیکھو خدا کی شان یہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو۔ خدا کا ہاتھ ہر ایک کی پیشانی پر ہے۔ جب چاہے اس کو نیچے کو جھٹکا دے دے۔ کوئی کتنے بھی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو۔ خدا جب چاہے کہ اس کو جھٹکا دے دے۔ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلاَّ هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا خدا کا ہاتھ ہر ایک کی پیشانی پر ہے۔ جب چاہے وہ اسے نیچے پھینک دے۔ اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ [11:ھود:56] سیدھی راہ پر جاؤ گے۔ تو رب ملے گا۔ ورنہ نہیں ملے گا۔ یہ ھود علیہ السلام نے "سورة ھود" میں اپنی قوم سے بات کی۔ جب اپنی قوم سے وعظ کر رہے تھے۔ ساری قوم دشمن ہے۔ میری قوم کے لوگو! میرا اللہ پر بھروسہ ہے۔ میرا رب سب طاقتوں کا مالک ہے۔ طاقت کا باہر تصور نہیں ہے۔ اِنِّی تَوَكَّلۡتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّی میرا اللہ پر بھروسہ ہے' وہ میرا رب ہے۔ سب طاقتوں کا مالک ہے۔ طاقت کا باہر تصور ہے ہی نہیں۔ مَا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلاَّ هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ہر ایک کی پیشانی اس کے ہاتھ میں ہے۔ اِنَّ رَبِّی عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ میرا رب جو ہے وہ سیدھی پر راہ ہے۔ سیدھے جاؤ گے تو خدا ملے گا۔ اگر غلط راہ پر جاؤ گے تو خدا کبھی نہیں ملے گا۔ یہ ھود علیہ السلام نے کہا۔ پھر کوئی کہے۔ یہ ان کا اجتہاد ہو گا۔

اللہ نے تو یہ بات نہیں کہی۔ اللہ نے سورۃ النحل میں یہ بات بڑے واضح انداز میں کہی وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَائِرٌ [16:النحل:9] جو قصد سبیل' میانی راہ' صحیح راہ جو ہے اللہ اس پر ہے۔ اگر انسان سیدھی راہ پر جائے گا اور اسلام بالکل اعتدال کی راہ ہے۔ عین صراط مستقیم جو ہے وہ اعتدال کی راہ ہے۔ وہ میانی راہ ہے۔ اس راہ پر جانے سے ہی اللہ مل سکتا ہے۔ جو اس راہ سے ذرا ہٹ گیا تو اللہ نے صاف کہہ دیا وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا اے نبی! تو کہہ دے' لوگوں کو بتادے کہ میرا یہ راستہ ہے۔۔۔ سیدھا۔۔۔ جو میں نے تمہیں بتادیا ہے۔ فَاتَّبِعُوْهُ اسی راستے پر آنا۔ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ شیطان بہت راستے بتائے گا۔ کسی اور راہ پر نہ چلنا۔ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ [6:الانعام:154] جو اصل راہ ہے اس سے شیطان تمہیں ہٹالے جائے گا۔ تم راستے پر چلو گے اور یہی سمجھو گے۔ یہ بھی چلا جائے گا۔ اور پھر قرآن مجید میں سورۃ الحجر میں کہا۔ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ [15:الحجر:41] جب خدا کی شیطان سے گفتگو ہوئی' شیطان نے کہا کہ میں لوگوں کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ میں ایسے کروں گا' میں ایسے کروں گا۔ اللہ نے فرمایا: دیکھو! جو تو تیرے جھانسے میں آنے والے ہیں وہ تو تیرے جھانسے میں آ جائیں گے۔ جو میرا بندہ ہو گا وہ تیرے جھانسے میں نہیں آئے گا۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ میرے بندوں پر تیرا زور کبھی نہیں چلے گا اور پھر وہ ہمیشہ میری راہ پر چلیں گے۔ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ یہ راہ جو مجھ پر آتی ہے اور میرے بھائیو! ہم اس بات کی کبھی پرواہ نہیں کرتے کہ ہماری لائن سیدھی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہمارا مطلب سیدھا رہے۔ ہم کیا کہتے ہیں کہ ہمارا مطلب سیدھا ہو۔ ہمارا کام پورا ہو۔ خدا کہتا ہے کہ ناں۔۔۔ اپنی لائن سیدھی رکھو۔ اور لائن سیدھی کا مطلب کیا ہے؟۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔

نبیوں کا سلسلہ دیکھ لو' نبی آئے۔ اللہ فرماتا ہے قرآن کے بیان کے انداز کو دیکھو۔ ثُمَّ قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِرُسُلِنَا کبھی آپ نے سکولوں میں پریڈ شریڈ کی ہو گی۔ شاید بڑوں کو آج کل اس طرح پریڈ نہ کرواتے ہوں۔ ہمیں تو یاد ہے جب ڈرل ماسٹر لائن سیدھی کرواتا تھا تو کہتا تھا گردن میں دیکھو۔ ایک دوسرے کی گردن میں دیکھو۔ پیچھے ہر لڑکا دوسرے کی گردن میں دیکھے تو اس طرح سے لائن سیدھی ہو۔ ان کو خیال نہیں تھا کہ دیکھو کتنا تکلف کرتے ہیں۔ اور جب قرآن پڑھا تو سمجھا کہ یہ بات تو انہوں نے قرآن سے سیکھی ہے۔ ثُمَّ قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِرُسُلِنَا [57:الحدید:27] قَفّٰی کہتے ہیں گدی کو۔ نبی کیسے آئے؟ ایک لائن میں۔ بلکہ ایک سیدھ میں۔ ایک دوسرے کی گردن کے پیچھے۔ بالکل نبی ایک سیدھ میں آیا کرتے تھے۔ جو بات اللہ نے کہی وہی بات نبی کہے گا۔ اور ان کو کیا حکم ہے جو نبی کہے تم وہی کرو۔ جو نبی کہتا ہے اور نبی وہی کرتا ہے جو اللہ کہتا ہے۔ اور یہی سیدھی راہ ہے۔ اور اسی راہ پر چل کر سیدھے اللہ کو پا سکو گے۔ تو فرمایا اے اہل کتاب دینداری میں بیدین نہ ہو۔ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ یا اہل کتاب! دین میں غلو نہ کرو۔ دین میں کہ حق سے ہٹ جاؤ۔ وَ لَا تَتَّبِعُوۡۤا اَهۡوَآءَ قَوۡمٍ لوگوں کی خواہشوں کی' لوگوں کی باتوں کو دین بنا کر ان کی پیروی نہ شروع کر دو۔ قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ دنیا پہلے گمراہ ہی اسی وجہ سے ہوئی۔ وَاَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا اور انہوں نے بہت دنیا کو گمراہ کیا ہے۔ وَ ضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ اور جو اس لائن پر آجاتے ہیں' اس راستے پر آجاتے ہیں وہ صراط مستقیم سے ہٹ جاتے ہیں۔ صراط مستقیم کیا ہے؟ محمد ﷺ کی پیروی۔ اور میرے بھائیو! کیا بات ہے۔ یہ سبق یاد نہیں۔۔۔ لیکن مصیبت ہے کہ شیطان چلنے نہیں دیتا۔ اگر آدمی کہے کہ نہیں مولوی صاحب میں یہ سبق یاد رکھتا ہوں پھر یہ سبق یاد رکھنے سے اچھا پھر داڑھی منڈانے والی بات ہے۔ اگر اور بد عقیوں سے بچیں تو پھر داڑھی والا بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اہلحدیث

اپنے آپ کو کہتے ہیں اہلحدیث ہیں۔ اور بدعتوں سے بچتے ہیں۔ اور پھر جب وہ کہتے ہیں کہ میں تو محمدی ہوں میں تو بالکل اللہ کے رسول ﷺ نے جو کہا اس پر چلتا ہوں۔ دوسرا کہتا ہے۔ داڑھی پھر وہ ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ دیکھو ناں جب صراط مستقیم ہے۔ یہ کہ نبی ﷺ کے پیچھے لگنا۔ نبی کی لائن میں لگ جاؤ۔ نبی کے پیچھے لگ جاؤ۔ بالکل کوئی پرواہ نہ کرو۔ اور پھر کمال یہ ہے کہ کبھی قرآن مجید کا مطالعہ کرو۔ صراط مستقیم کا لفظ کہاں کہاں آتا ہے۔ کبھی عقائد کے ساتھ آتا ہے۔ اور کبھی اعمال کے ساتھ آتا ہے۔ دیکھو قران مجید اِنَّ اللّٰهَ رَبِّی وَ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ قرآن میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّی بیشک اللہ میرا رب ہے۔ وَ رَبُّکُمْ اور تمہارا بھی رب ہے۔ فَاعْبُدُوْهُ اس کی عبادت کرو۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ [3:آل عمران:51] یہی سیدھی راہ ہے۔ یعنی اللہ کی خالص عبادت کو صراط مستقیم کہا ہے۔ اب اعمال کو دیکھو۔ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ [43:الزخرف:61] عیسیٰ (علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں' اس میں شک نہ کرو۔۔۔ لوگو! میری پیروی کرو۔ اللہ نے محمد ﷺ سے کہا ہے کہ کہہ دو! کہ وَاتَّبِعُوْنِ لوگو! میری پیروی کرو۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ یہ سیدھی راہ ہے۔ دیکھو وہاں عبادت کو صراط مستقیم کہا ہے۔ یہاں محمد ﷺ کی پیروی کو سیدھی رہ کہا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام تو دو چار موٹی موٹی چیزوں کا نام ہے۔۔۔ نہ۔۔۔ میرے بھائیو! میں کیوں داڑھی کا نام بار بار لیتا ہوں؟ مجھے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے۔۔۔ کیوں؟ جب کوئی آدمی کسی بات پر ڈٹ جائے۔۔۔ میں نے دیکھا ہے کہ گھر میں آپ بچے سے کہیں "بیٹا! یہ کام کرو۔۔۔ بیٹا یہ کام کرو۔۔۔ بیٹا یہ کام کرو۔۔۔ بچہ کام کرتا رہا' ایک کام آپ نے کہا وہ کرتا ہی نہیں۔ کام کوئی ایسا برا بھی نہیں۔ تو آپ کے دل میں یہ آئے گا کہ کیا بات؟ یہ میری بات کیوں نہیں مانتا؟ حالانکہ بات معمولی ہو۔ جب آپ کے ذہن میں یہ بات آجائے گی کہ میری یہ بات

نہیں مانتا تو شکوک و شبہات پیدا ہونے لازماً شروع ہو جاتے ہیں۔ دیکھو! بشری تقاضے سے غلطی ہو جانا' بھول جانا' کسی شہوت کے زور پر گڑبڑ ہو جانا۔۔۔ وہ اور بات ہے۔ ان کمزوریوں کو اللہ جانتا ہے۔ اللہ ان کو معاف بھی کر دیتا ہے۔ لیکن ایک گناہ کو معمول بنا لینا۔ 'ایک گناہ کو عادت بنا لینا۔ میرے بھائیو! اس کی ڈائریکٹ چوٹ ایمان پر پڑتی ہے۔ سو صراط مستقیم' اس کے لئے میں آپ کو قرآن مجید کی آیت بتاتا ہوں۔۔۔ کس قدر واضح ہے۔ اس سے آپ کو دو تین مسئلے بھی معلوم ہو جائیں گے۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ آؤ لوگو! میں تمہیں پڑھ کر سناتا ہوں جو جو چیزیں تم پر اللہ نے حرام کی ہیں۔ پہلی بات اللہ نے یہ کہی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا اللہ کا یہ حکم بھی ہے۔ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ اور فاقے کی وجہ سے اولاد کو نہ مارنا یہ جو آج کل منصوبہ بندی (Family Planing) ہوتی ہے۔ دو بچے کافی ہیں۔۔۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔۔۔ بس۔۔۔ کافی ہیں۔ اگر زیادہ پیدا کرو گے تو تمہاری عیش میں خلل آئے گا۔ اس لئے فیملی پلاننگ ہوتی ہے۔ کبھی کچھ ہوتا ہے اور کبھی کچھ ہوتا ہے۔ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ کسی جگہ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ فاقے کے ڈر سے اولاد کو نہ مارنا۔ مِنْ اِمْلَاقٍ فاقے سے اولاد کو نہ مارنا۔ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَ اِیَّاهُمْ پالگو! روزی ہم تمہیں بھی دیتے ہیں۔ ان بچوں کو بھی ہم ہی دیں گے۔ روزی رساں ہم ہیں۔ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ بے حیائیوں کے بالکل قریب نہ جانا اور بے حیائیاں کیا ہیں؟۔۔۔ یہ وی سی آر' یہ سینما' یہ لڑکیوں کا بے حیائی کے ساتھ پھرنا۔ یہ بے پردگی۔ چنانچہ عید کے موقع پر ہم دیکھتے نہیں ہیں ہمارے مسلمان بھائی جو عید پڑھنے جاتے ہیں۔ وہ لڑکیوں کو کیسے لے کر جاتے ہیں۔ جوان لڑکی ہے۔ وہ کیسے پھرتی ہے۔ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ بے حیائی کے قریب نہ جانا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ کوئی بے

حیائی ظاہر ہو یا چھپی ہو دونوں سے بچو! وَلاَ تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلاَّ بِالْحَقِّ کسی جان کو قتل نہ کرنا۔۔۔ پہلے بچہ حرام کا پیدا کر لیا۔۔۔ پھر جی ابدنامی ہو گی' اُسے مار دو۔ شاید اس گناہ سے تو تم بچ جاؤ کہ بچہ حرام کا پیدا ہو گیا۔۔ ہو گیا۔۔ اب جب تم اس کو مار دو گے۔ پھر تم نہ بچو گے۔ کیونکہ تم نے قصداً قتل کیا ہے۔ تم نے قتل عمد کیا ہے۔ اب تم نہیں بچو گے۔ تو کسی جان کو قتل نہ کرنا۔ وَ لاَ تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمَ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جانا۔ اللہ نے اس کو یتیم تمہارے مال کے لئے بنایا ہے۔ اللہ تمہارے بچوں کو بھی یتیم بنا سکتا تھا۔ لیکن فی الحال اسی کو یتیم بنایا تاکہ تمہارا امتحان لے لے۔ کہ تمھاری سمجھ میں کچھ بات آتی ہے کہ نہیں۔ اِلاَّ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ' اچھے طریقے سے اس کے مال سے کوئی کاروبار کرو۔ اس کے مال کی حفاظت کرو۔ بیشک ہاتھ لگاؤ لیکن اس مال کو اپنے مطلب کیلئے استعمال نہ کرنا' اس کے قریب نہ جانا۔ وَ اَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ تول دو تو پورا۔۔۔ ہم کسی کو ایسی چیز پر مجبور نہیں کرتے جو وہ کام نہ کر سکے۔ اسلام کے سارے حکم جو ہیں اس قسم کے ہیں۔ جن پر انسان چل سکتا ہے۔ پھر وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا جب کبھی بات کیا کرو تو انصاف کی۔ تمہاری پنچائتیں ہوتی ہیں' تمہارے جھگڑے ہوتے ہیں' جب کبھی بات کیا کرو تو انصاف کی بات کیا کرو۔ وَ لَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی خواہ وہ تمہارے مقابلے میں تمہارا باپ ہو' تمہارا بھائی ہو' کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ تم مسلمان ہو' تمہارے منہ سے حق بات اور کھری بات نکلنی چاہیے۔ وَ بِعَھْدِ اللّٰہِ اَوْفُوْا جو عہد کرو اس کو پورا کرو۔ وَ اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا [الانعام:6:152] یہ صراط مستقیم ہے۔ یہ اسلام ہے۔ دیکھ لیا آپ نے اب کوئی یہ کہے اسلام تو کلمہ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' داڑھی داڑھی یہ وہ جو ہیں۔ اب دیکھو ناں۔۔۔ یتیم کا مال۔۔۔ ہم اپنے بھائیوں کا ورثہ صاف کر جاتے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کتنا بھی پکا اہلحدیث کیوں نہ ہو۔ بس اس کا داؤ لگ جائے سہی۔۔۔ بہن کا ورثہ'

چھوٹے بھائی کا ورثہ ایسے کھا جائے گا جیسے شیر مادر ہوتا ہے۔ کوئی ڈر ہی نہیں لگتا' کوئی خوف ہی نہیں۔ پھر گھروں میں بے حیائی' بے پردگی اور جو کچھ ہوتا ہے کچھ پرواہ ہی نہیں۔ دیکھ اللہ نے کتنی باتیں کہی ہیں۔ ماپ اور تول کو پورا کرو۔ اور ہمارے ہاں کیا ہے؟ چیز گیلی گیلی تول کر دے دو۔ اس کا وزن زیادہ ہو گا۔ حدیث میں آتا ہے ایک دفعہ بارش ہو گئی۔ آپ کہیں منڈی کی طرف نکل گئے۔ دیکھا کہ اوپر جو اناج پڑا ہے وہ خشک ہے۔ آپ نے اس کے نیچے ہاتھ ڈالا تو نیچے سے کچھ گیلا نکل آیا۔ آپ نے ان سے پوچھا ارے! یہ کیا؟۔۔۔ کہنے لگے۔۔۔ یارسول اللہ ﷺ بارش پڑ گئی تھی اور بھیگ گیا تو ہم نے اسے نیچے کر دیا' سوکھا اوپر کر دیا۔ فرمایا: مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا (رواه دارمی فی کتاب البیوع باب فی النهی عن الغشة عن ابن عمرؓ)۔۔۔ ارے مسلمان کو دھوکہ۔۔۔! جو مسلمان کے ساتھ دھوکہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ ناپ ہو' تول ہو یہ چیزیں پوری ہوں۔ لین دین کا معاملہ بالکل ٹھیک ہو۔ اور ان سب کے ساتھ کیا کہا۔ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا اے نبی! ان لوگوں کو بتا دے کہ یہ ہے میری سیدھی راہ۔ اگر تم نے اہلحدیث بننا ہے۔ تو ان سب باتوں کو یاد کرو۔ صرف رفع الیدین ہی یاد رکھی ہے آج کل اہلحدیث کی نشانی کیا ہے؟ رفع الیدین۔۔۔ اور بس۔۔ قصہ ختم۔۔۔ آمین کہہ دی' رفع الیدین کر لیا۔ بس' اہلحدیث اور باقی تالے توڑ۔ جو مرضی کرتے رہے۔ سب ٹھیک چلتا رہتا ہے۔ پرواہ ہی کچھ نہیں۔

میرے بھائیو! اسلام کسی ایک مسئلے کا نام نہیں۔ اسلام کہیں ایک چیز کا نام نہیں۔ وہ جاہل ہیں جو ہمیں کہتے ہیں کہ جو کہ آپ دیوبندیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ خدا کی قسم! یہ بات نہیں ہے۔ یا بریلویوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ میرے بھائیو! جس طرح سے میں کہتا ہوں دیوبندیوں کے خلاف کہ وہ لائن سے ہٹ گئے ہیں' جس طرح میں بریلویوں کے خلاف کہتا ہوں کہ وہ لائن سے ہٹ گئے ہیں۔ انہوں نے ملاوٹ کر لی ہے۔ اسی طرح سے میں ان سے کہتا ہوں جو اہلحدیث ہے وہ داڑھی منڈائے' جو اہلحدیث ہو اس کی

بیوی بے پردہ ہو۔اس کی بیٹی بے پردہ ہو۔اس کے گھر میں اس قسم کی باتیں ہوں ؟سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نمونہ۔۔۔خدا کے سامنے نمونہ بن کر پیش ہو کہ یہ اسلام اور ہم محمد ﷺ کی راہ پر ہیں۔ محمد ﷺ کی راہ کیا ہے ؟یہ دیکھ لو جتنے آپ نے مسائل سنے اور وہ آیت جو میں نے آپ کو سورۃ زخرف کی سنائی ہے۔وہ کیا ہے ؟وَاتَّبِعُوْنِ لوگو! میری پیروی کرو۔ وَاتَّبِعُوْنِ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ [43:الزخرف:61] یہ سیدھی راہ ہے۔اسلام کسے کہتے ہیں ؟اسلام کسے کہتے ہیں ؟ عید میلاد آئی۔۔۔ عید منائی' عرس آیا' چڑھاوے چڑھا دیئے جو نوائے وقت کا ایمان ہے۔ اسلام یہ نہیں ہے۔ اسلام کسے کہتے ہیں ؟ اسلام محمد ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔ آپ کے پیچھے پیچھے چلنا' آپ کے پیچھے چلنا' آپ نے رفع الیدین کی' جو رفع الیدین نہیں کرتا۔ اس کا اسلام ناقص ہے۔ وہ نبی کا پیروکار نہیں ہے۔وہ کیوں نہیں کرتا۔اب آپ کسی حنفی سے پوچھ کر دیکھ لیں۔ کسی حنفی سے پوچھ کر دیکھ لیں کہ بھئی ارفع الیدین کیوں نہیں کرتا۔ دیکھو ناں اب افسوس کی بات ہے ناں۔ پہلی اللہ اکبر کے ساتھ ہے' پھر غائب۔ یہ پہلے کیوں کرتا ہے ؟۔۔۔ یہ ہمارے امام صاحب نے کی ہے۔ ہم جو حنفی ہیں' دوسری نہیں کرتا' تیسری نہیں کرتا' اجی! بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے کی ہو گی۔ لیکن جب تک ہمارا امام حنفی منظوری نہ دے۔ ہم تو حنفی ہیں۔ ہم نہیں کر سکتے۔لگ گیا۔ نبی پر پہرہ۔ کہ نبی کی وہ بات ٹھیک جس کو امام ابو حنیفہؒ پاس کریں۔ اندازہ کریں اس کے کیا معانی ہیں جو آدمی رفع الیدین نہیں کرتا اس کے کیا معانی ہیں ؟ کہ وہ پہلی رفع الیدین کرے گا اور دوسری کو کیا کہے گا کہ یہ مکھیاں مارنا ہے۔ گھوڑے کی طرح دمیں مارتے ہیں۔اور خود وتروں کی قنوت میں رفع الیدین کرے گا۔ عید کی تکبیروں میں رفع الیدین کرے گا۔ حالانکہ بعض جگہ اللہ کے رسول ﷺ نے کی نہیں۔ یہ جھوٹی کرتا اور جہاں کی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ وہاں یہ نہیں کرتا۔ اس لئے کہتا ہے میں حنفی ہوں۔ یہ میرے بھائیو! ملاوٹ ہے۔ یہ کھوٹ ہے۔ یہ دین کو Poluted کرنا ہے' یہ دین کو پلید کرنا ہے' یہ دین کو خراب کرنا ہے۔ کوئی کام اسلام میں کسی کو داخل نہیں کر سکتے۔ آپ نے بس

دفعہ سنا ہوگا کسی نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ تیرا باپ۔۔۔کون۔۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ تو حج تمتع سے منع کیا کرتے تھے۔وہ تو کہتے تھے حج تمتع نہیں کرنا چاہیے۔حج کرنا چاہیے۔ اور دیکھ لو حضرت عمر کوئی معمولی آدمی ہیں؟اور یقیناً امام ابو حنیفہؒ سے تو بڑے ہیں۔خلیفۃ المسلمین ہیں۔ کس قدر اونچی شان کے آدمی ہیں۔جب کسی نے کہا ان کے بیٹے سے کہ تیرا باپ تو حج تمتع سے منع کرتا تھا اور تو کہتا ہے کہ حج تمتع کرنا چاہیے۔بیٹے نے کہا کہ میں تجھے اللہ کے رسول ﷺ کی بات بتاتا ہوں تو مجھے میرے باپ کی بات بتاتا ہے؟ کیسا آدمی ہے؟

(جامع ترمذی ابواب الحج باب ما جاء فی التمتع عن ابن شہابؓ) اب یہ سوچ لیں۔ میرے بھائیو! دین میں جب تک جان نہیں ہوگی 'اب دیکھ لیں سیاسی پارٹیاں۔۔۔آپ دیکھتے نہیں جگہ جگہ کشتی ہوتی ہیں۔ جھگڑے ہوتے ہیں۔ کتنے گرم ہیں۔ پیپلز پارٹی کے۔ کتنے گرم ہیں استقلال پارٹی کے۔ اپنی پارٹی کے بارے میں کتنے گرم ہیں۔اور آپ کا کیا خیال ہے اسلام نرم ہے۔ ٹھنڈا ہے۔اسلام میں غیرت نہیں ہے۔ یہ تو ہم بے غیرت ہیں۔یہ ٹھیک ہے کہ کہنے کا طریقہ اچھا ہونا چاہیے۔لیکن آپ کے عمل میں کس قدر سختی ہونی چاہیے کہ جہاں بدل جائے تو نہ بدلے۔جب تو اللہ کے رسول ﷺ کی بات کو سن لے 'اللہ کے رسول کے طریقے کو دیکھ لے تو نہ بدلے۔جہاں نہ بدلتا ہے تو بدل جائے لیکن تو کہہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پیچھے جاؤں گا۔کسی اور کی بات نہیں مانوں گا۔ دین جو ہے محفوظ رہا اس طرح سے رہا ہے۔ مدینے کا گورنر منبر پر چڑھ کر تقریر کر رہا ہے۔اور یوں ہاتھ ہلا رہا ہے۔ اور اس کو بار بار ہاتھ ہلانے کی عادت تھی۔ ایک صحابی اٹھا۔۔حالانکہ وہ اس دور میں گورنر تھے۔۔۔ پہلے زمانے میں وہی امام ہوتے تھے جو سرکاری حاکم ہوتے تھے۔ قَبَّحَ اللّٰهُ الهَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ اللہ ان ہاتھوں کو توڑے 'اللہ کے رسول ﷺ جب اشارہ کرتے تو انگلی سے کرتے۔ یہ دو ہاتھوں سے یوں ماتم کرتے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعۃ قولہ تعالی و اذا راوا تجارۃ او لھوا'

مشکوۃ باب الجمعۃ والصلاۃ عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ
)۔۔۔ ایک گورنر بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔ بیٹھ کر جمعہ پڑھا رہا ہے۔ ایک صحابیؓ آ گیا۔
جس کو معلوم تھا کہ نبی ﷺ کی سنت کیا ہے ؟ وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے اُنظُرُوا ھٰذَا
الْخَبِیْثِ اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔ آپ اندازہ تو کریں اسلام جو بچا ہے
تو کیسے بچا ہے۔ اور اگر یہ بات ہوتی کہ ٹھیک ہے۔ سب ٹھیک ہے۔ جہاں کوئی لگا ہوا ہے سب
ٹھیک ہے تو بیڑہ غرق ہو جاتا۔ جیسے ہو رہا ہے۔ سو میرے بھائیو! میرے اس کہنے کا مطلب
یہ ہے کہ اپنے دین کو اوور حال کر لو۔۔ اور دیکھتے نہیں کہ آپ کے دین میں جان کیوں نہیں
آتی۔ آپ کو خدا سے محبت کیوں نہیں ہوتی ؟ ارے خدا سے محبت تو ہو جب آپ یہ سمجھیں
کہ اللہ میرا ہے۔ یہ آپ کب سمجھیں گے ؟ جب آپ طے کر لیں گے کہ اللہ جو حکم دے میں
قبول کروں گا اور جب یہ ہے کہ سب ٹھیک ہے' سب ٹھیک ہے۔ جس کی بات دیکھی مان لی۔
جس کی بات دیکھی مان لی۔ اللہ سے کبھی محبت نہیں ہو سکے گی۔ اور یاد رکھو آپ دیکھ لیں گے
جیسے میں نے شروع میں آپ سے عرض کیا تھا۔ جب چیزیں ساری ملاوٹی ہو جائیں۔ ہم آج
کل کہتے نہیں کہ آج کل کے بچے بڑے کمزور ہیں کہ جی ڈالڈے کی پیداوار ہیں۔ کمزور کیوں
نہ ہوں۔ کہ جی! ڈالڈے کی پیداوار ہیں۔ کھانے کو کوئی خالص چیز تو ملتی نہیں۔ پھر جان کیسے
آئے گی ؟ سو میرے بھائیو! بالکل یہی بات ہے۔ نمازیں ہماری بے جان ہیں۔ روزے ہمارے
پھیکے ہیں۔ حج ہمارے بیکار ہیں۔ ہماری زکوٰۃ میں جان نہیں۔ اللہ۔۔۔ ! زکوٰۃ کیا ہے ؟ زکوٰۃ
کے معانی کیا ہیں ؟ زکوٰۃ کے دو معانی ہیں ۔ اس کے دو کنارے ہیں۔ ایک اس کا کنارہ وہ ہے
جو دینے والے کی طرف ہے اور اس کا ایک کنارہ وہ ہے جو لینے والے کی طرف ہے۔ زکوٰۃ کے
معانی ہیں "پاکی"۔ جس مال سے زکوٰۃ نکلتی ہے' زکوٰۃ اس کو پاک کر دیتی ہے۔ اور زکوٰۃ کے
ایک معانی ہیں "بڑھانا' نمو کرنا' زیادتی' اضافہ "جس کو ملے گا وہ پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔ تو وہ
اگلے سال زکوٰۃ نہیں لے گا۔ لیکن ہمارا حال کیا ہے ؟ ہمارے مال سے زکوٰۃ نکلے اور نہ ہمارا مال
پاک ہو اور جس کے پاس جائے وہ ہمیشہ کے لئے گر جاتا ہے۔ مانگتا نہیں۔ آپ دیکھ لیں۔ میرا

تو تجربہ ہے جس کو اس سال صدقہ فطر دیں گے' جس کو زکوۃ دیں گے۔ وہ اگلے سال ضرور مانگے گا- آپ کا پکا گاہک بن جائے گا۔ یونہی رمضان کا موقع آیا۔۔۔ دے دو جی! دے دو جی! اس میں جان ہی نہیں کہ کسی کو پاؤں پر کھڑا کر دیا جائے۔ اس لئے کہ بات ہی کچھ نہیں۔ وہ چیز ہی نہیں۔ میرے بھائیو! جیسے ڈالڈے کی پیداوار میں جان نہیں اسی طرح سے ہمارا جو اسلام ہے اس میں بھی جان نہیں۔ ہمارے لَآاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰہُ میں کوئی جان نہیں۔ ہماری نمازوں میں کوئی جان نہیں۔ ہم نماز کیسے پڑھتے ہیں حنفیوں والی۔ ہم نماز کیسے پڑھتے ہیں ٹوٹی ہوئی' بالکل بجھی ہوئی۔ جس میں خدا سے بات ہی نہیں۔ ورنہ آدمی چلو ایک دفعہ نہ سہی' دوسری دفعہ تو خدا سے بات ہو جائے۔ کچھ تو آخر خدا سے تعلق پیدا ہو جائے کہ آپ کے دل میں یہ خیال ہو جب چاہیں دل میں خیال ہو۔ کوئی کام کرنے لگیں تو سوچیں جانا تو اسی کے پاس ہے پھر میں اسے کیا منہ دکھاؤں گا۔ جو پہلے اس سے وعدے کر کے آیا ہوں۔ اب میں منہ کالا کروں گا تو پھر اس کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ لیکن نہیں۔۔۔ جیسے گئے ویسے آگئے۔۔۔ اللہ اللہ خیر سلا۔۔۔

میرے بھائیو! یہ باتیں کیوں نہیں بنتی ؟ اس لئے کہ ہمارا اسلام ڈالڈا ہے۔ ہمارا اسلام خالص نہیں۔ اپنے اسلام کو خالص کرو۔ اور خالص صورت کیا ہے ؟ کہ تصور مٹادو' کہ آپ سوائے اہلحدیث کے اور کچھ نہیں' سوائے اہل سنت کے کچھ نہیں۔ اور اہل سنت سے مراد وہ نہیں ہیں جو بریلوی ہیں۔ بس میں نے آپ کو بتایا کہ اہلسنت کے معانی کیا ہیں ؟ اہل سنت کے معانی ہیں جو نبی ﷺ کی سنت پر چلنے والا ہو۔ یہ تو اصل اسلام ہے۔ لیکن آج کل آپ کا کیا خیال ہے یہ جو نام ہے اہل سنت۔ نبی کی سنت پر چلنے والوں کا ہے ؟ ہر بدعت جو ہے وہاں سے چلتی ہے۔ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ کہ میری امت جب بگڑے گی تو یہود و نصاریٰ کی سنت پر چلے گی۔ وہ اہل سنت ادھر کو جاتا ہے۔ وہ اہل سنت ادھر کو نہیں آتے۔ اہل سنت صحیح ہے اگر دل سے ہو' اہل حدیث صحیح ہے' محمدی صحیح ہے۔ اور آپ کے دل میں شوق ہونا چاہیے کہ میں نماز پڑھوں تو دیکھوں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی

نماز کیسی تھی؟ آپ کی تعلیم کیا تھی؟ آپ کا طریقہ کیا تھا؟ اور پھر عین دل کھول کر کہ اللہ اب جو بھی ہو سو ہو اب میں تیرے پاس آ گیا۔ اللہ مجھے کھینچ لے۔ تَلْزِمُنِیُ اِلَیْكَ یااللہ مجھے قریب کر۔ اب اتنا تو میں نے کر لیا۔ وضو کر کے تیرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اللہ دل کا موڑنا' دل کا پھیرنا' دل کو مائل کرنا' تو تیرا کام ہے۔ اور تو میرے دل میں محبت ڈال۔ تاکہ مجھے نماز میں لذت آئے اور احسن طریقے سے نماز ادا کرے۔ تو یہ صورتیں جو ہیں ان کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور میرے اکثر وعظ میں زور اس بات پر ہوتا ہے کہ اسلام کو خالص کر لو۔ اسلام کو خالص کرو۔ دیکھو اللہ نے یہود و نصاری کا یہ اہتمام کیا ہے۔ پھر ان کے انجام کا بھی ذکر کیا ہے۔ لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ [5:مائدہ:78] لعنت کی گئی بنی اسرائیل پر داؤد (علیہ السلام) کی زبان سے اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی زبان سے۔ اب چونکہ پیغمبر تو کوئی نہیں آنا۔ اب تو پیغمبر کوئی نہیں آنا۔ فرمایا کہ ان کتابوں کے بعد جو پیغمبر آئے ان پیغمبروں نے آکر کھلم کھلا لعنت کی کہ یہ تمہارا دین ہے؟ اور آج کل دیکھ لیں۔ اب یہ شاہ عبدالقادر جیلانی۔۔۔ گیارھویں والا پیر۔۔۔ اب بریلوی ان کو مانتے ہیں۔ اگر آج یہ گیارھویں والا پیر آجائے سب سے پہلے اس کا انکار بریلوی ہی کریں گے۔ کیونکہ وہ نماز یہاں آ کر پڑھے گا۔ وہ اویسی صاحب کی مسجد میں کبھی نماز نہیں پڑھیں گے۔ وہ کہیں گے یہ تو وہ بابا ہے ہی نہیں جس کی گیارھویں ہم دیتے تھے۔ یہ تو وہابی ہے۔ وہ ہے ہی نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ ۔۔۔ اگر آج آپ آ جائیں تو سب سے پہلے یہ انکار کریں گے۔ کیوں؟ جو دین کے مطابق بات ہوئی اگر وہ اس کے مطابق ہوئی تو کہہ دیں گے ٹھیک ہے۔ انہوں نے یہ تو نہیں دیکھنا کہ کتابیں کیا کہتی ہیں؟ اب شاہ عبدالقادر کی کتاب "غنیۃ الطالبین" ہے۔ "فتوح الغیب" ہے۔ یہ ان کی کتابیں ہیں۔ جب ان کی کتابیں نکال کر دکھاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ ان کی کتابیں ہی نہیں۔ وہ لطیفہ آپ نے سنا ہو گا کہ ایک لڑکا علی گڑھ یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔ وہاں یہ مشہور تھا ممکن ہے اور جگہ بھی یہ واقعہ ہوا ہو۔ یہ صرف لطیفہ ہی ہو۔ اب کالجوں کی زندگی وہاں کا جھوٹا Standard

۔۔۔ تو ایک لڑکے نے اپنا سٹینڈرڈ بنا رکھا تھا۔ وہ اپنی پوزیشن بنا کر رکھتا۔ باپ بیچارہ وہی دھوتی والا۔ بڑی بڑی داڑھی اور ڈنڈا ہاتھ میں۔ اب باپ بیٹے کو بلائے بیٹے کو شرم آئے۔ یہ مانتے ہوئے کہ یہ میرا باپ ہے۔ دوست پوچھتے کہ یہ کون ہے؟ یہ جی! میرے باپ کا ملنے والا ہے۔ اس کو غصہ آیا' بڑی غیرت آئی' یہ بڑی خباثت ہے۔ یہ میرا بیٹا ہو کر مجھے نہیں پہچانتا؟ وہ کہنے لگا کہ او خبیث! تو مجھے نہیں پہچانتا' میں تیرے باپ کو ملنے والا نہیں ہوں تیری ماں کو ملنے والا ہوں۔ اس نے اس کو جواب دیا۔ کیوں؟ اس کو شرم آتی تھی کہ میں اسے یہ کہوں کہ یہ میرا باپ ہے۔ وہ کہیں گے کہ تو بڑا ہے اور یہ بیچارہ سیدھا سادہ سا ہے۔ یہی صورت ہے جب آپ کے ذہن میں بابا گیارھویں والا اور قلندر ہو گا ایسا ہی۔۔۔ پاگلوں کی طرح پھرتا ہو گا۔ اور جب آپ دیکھیں گے کہ وہ تو پکا موحد ہے' توحید والا ہے' وہ رفع الیدین کرتا ہے اور آمین کہتا ہے اور وہ اہلحدیثوں کی طرح نماز پڑھتا ہے۔ جب وہ آ جائے گا تو یہ کہیں گے کہ یہ تو وہ ہے ہی نہیں۔ فوراً انکار کر دیں گے۔

میرے بھائیو! دین کو سمجھنے کی کوشش کرو اور جب اللہ آپ کو دین کی سمجھ دے دے گا خدا کی قسم آپ بڑے امیر ہو جائیں گے۔ اور اصل امیری دل کی امیری ہے۔ اصل غنا دل کا غنا ہے۔ اور جب ایک آدمی کا دل غنی ہو جاتا ہے پھر اسے کوئی اور اچھا نہیں لگتا۔ اور میں آپ کو یقین کے ساتھ بتلاتا ہوں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں' صدر آ جائے دنیا دوڑی جاتی ہے' میرا دیکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ گورنر آ جائے دنیا دوڑی دوڑی جائے۔ تو کیا جانا؟ چھوڑ دے۔ وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔ دیکھنے کو دل نہیں چاہتا' کوئی بات ہی نہیں۔ انکی حالت قابل رحم ہے۔ حساب میں پھنسے ہوئے ہوں گے۔ پھر آپ کو اندازہ ہو گا کہ کس قدر مصیبت میں یہ بے چارے پھنسے ہوئے ہیں۔ اور میرے بھائیو! خوش قسمت وہ ہے جس نے اپنے دین کو ٹھیک کر لیا ہو اور نماز اس طرح سے پڑھتا ہے جیسے خدا سے ملنے کیلئے آتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

س: کیا وہ جانور جو قربانی کی نیت سے خرید اگیا ہو بیچا جا سکتا ہے ؟

ج: دیکھئے جو جانور قربانی کی غرض سے خرید اگیا ہو پھر اس کو بیچنا جائز نہیں۔ جب نیت کر لی جائے یہ قربانی کے لئے مخصوص ہے۔ قربانی کی نیت سے خرید ا ہے تو اس کو پھر بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ قربانی کیلئے خاص ہو گیا۔ اگر اس کو کوئی نقصان پہنچ جائے کوئی کج اس میں پڑ جائے' کوئی اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے' سینگ ٹوٹ جائے' کوئی اور ایسی صورت ہو جائے تو وہ اسی حالت میں قربان ہو سکتا ہے کیونکہ وہ اللہ کا مال ہو چکا ہے۔ وہ جو عیب پڑا وہ اللہ کو دیئے جانے کے بعد پڑا ہے۔ جب اس نے اللہ کے نام کیا تھا اس وقت بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ اور یہ استدلال حضرت ابو سعید خدری کے واقعہ سے کرتے ہیں کہ اس نے ایک دنبہ لیا اور اسکی چکی کو کسی چیز نے پھاڑ کھایا۔ زخمی کر دیا۔ تو انہوں نے اس کو قربان کیا۔ اگر چہ اس روایت پر جرح ہے۔ عقلا جو ہے یہ بات صحیح ہے کہ اگر کوئی انسان اس سے بہتر دے دے تو اس کا کیا کہنا ہے ؟ بہر کیف وہ قربانی میں لگ سکتا ہے۔ تو جو جانور قربانی کا مخصوص ہو جائے پھر اس کو بیچنا جو ہے وہ جائز نہیں ہے۔

س: عورتوں کا قبرستان جانا جائز یا ناجائز ؟

ج: دیکھئے اس میں بحث تو بہت ہے۔ لیکن احتیاط والا پہلو اسی میں ہے۔ کیونکہ جو عورتیں قبروں کی زیارت کے لئے جاتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اس لئے اس وعید کے تحت یہ بات خطرناک ہے۔ حضرت عائشہؓ واقعہ سے استدلال کہ وہ اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰنؓ کی قبر پر گئی تھیں۔ لیکن انہوں نے ساتھ ہی یہ کہا تھا کہ اگر تجھے میں پہلے مل لیتی تو میں قبر پر کبھی نہ آتی۔ (دونوں روایات کیلئے دیکھئے جامع الترمذی ابواب الجنائز' باب ما جاء

فی کراھیة زیارة القبور) خدشہ ان کے دل میں بھی تھا۔ تو پھر حضرت عائشہؓ کا عمل جو ہے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ بعض عالم کہتے ہیں کہ عورت جو قوی ایمان والی ہو' وہاں جا کر کوئی شرکیہ کام نہ کرے تو وہ جا سکتی ہے۔ لیکن یہ کون Test کرے گا کہ قبروں کی زیارت کرنے والی ہر عورت قوی ایمان والی ہے ؟

عورتیں کمزور ایمان والی ہوتی ہیں۔ وہاں جا کر کوئی نہ کوئی حرکت ضرور ایسی کر دیتی ہیں جو صبر کے منافی ہوتی ہے' اس لئے عورتوں کا قبرستان جانا ٹھیک نہیں۔ اور بات اصل میں کیا ہے ؟ دعا ہی تو کرنی ہے نا۔ دعا تو گھر بیٹھے بھی ہو سکتی ہے۔ قبرستان جانا ٹھیک نہیں ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔۔

خطبہ نمبر 61

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ [1:الفاتحة :1-3]

سب تعریفوں کے لائق اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔اس لئے کہ وہی سب چیزوں کا خالق ہے۔اگر کسی چیز کا اندر حسن ہے'کوئی خوبی ہے تو وہ اس کی ودیعت کردہ ہے۔اسی کی پیدا کردہ ہے۔اس لئے حقیقت میں تعریف کے لائق صرف اللہ ہی ہے۔کیونکہ کوئی چیز ایسی نہیں جس کا کوئی ہنر'اس کی کوئی خوبی'اس کا کوئی کمال'اس کا کوئی حسن جو ہے اپنی طرف سے ہے۔جب نسبت اللہ ہی کی طرف ہے تو حقیقت میں تمام تعریفوں کے لائق بھی صرف اللہ ہی ہے۔اسی لئے "اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ " یہ سورۃ الفاتحہ ہے جسے اُمُّ الْکِتَاب بھی کہتے ہیں۔شروع ہی اس سے ہوتی ہے اور یہ تمام تعریفوں سے جامع تعریف

ہے۔بلکہ حدیث میں آتا ہے اَفْضَلُ الذِّکْرِ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ سب سے بہتر ذکر جو ہے وہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه ہے اور اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔کیونکہ بندہ جب کہتا ہے اے اللہ! سب تعریفوں کے لائق تو ہی ہے۔ تعریف جب کی جاتی ہے تو اس کے معانی یہ ہیں تعریف کرنے والا خود محتاج ہے' خود ضرورت مند ہے' اپنی ضرورت کے لئے یہ تعریف کرتا ہے اور حقیقت میں پہلی دعا ہے۔اور دوسرے لفظوں میں دعا اپنی مجبوری اور حاجتمندی کو ظاہر کرنا اور دوسرے کو بڑا سمجھنا ہے۔ دوسرے کی بڑائی کرنا ہے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بہترین دعا ہے اور جنت میں یہ کلمہ مسلمانوں کی زبان پر عام ہو گا' جنتیوں کی زبان پر ہو گا۔ کہ وہ بات بات پر الحمد للہ کہیں گے' کیونکہ سب تعریفوں کے لائق دنیا میں بھی اللہ تھا اور اب تو خیر دیکھ ہی لیا' ہر ایک نے تجربہ کر لیا۔

میرے بھائیو! سب تعریفوں کے لائق اللہ کی ذات ہے۔ تو اس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے اور کوئی ایسی ذات نہیں کہ جس کی تعریف نہ ہو سکے۔لوگ مبالغہ کرتے ہیں۔شاعر اپنے محبوب کی تعریف میں کہتا رہتا ہے کہ میں اس کی تعریف ہی نہیں کر سکتا۔ کہاں سے الفاظ لاؤں' میں کیسے تعریف کروں۔ نبی ﷺ کے بارے میں بھی کہ نعت خواں یہی کہتے ہیں کہ ان کی تعریف کر ہی نہیں سکتے 'تعریفیں تو ختم ہو ہی نہیں سکتیں۔یہ سب مبالغے ہیں۔ حقیقت میں جس کی تعریف نہیں ہو سکتی اور سب اس کی تعریف سے قاصر ہیں وہ صرف اللہ کی ذات ہے۔باقی آپ ہزار تعریفیں کرتے رہیں ایک جملہ سب کو ختم کرنے کیلئے کافی ہے۔ کہ یہ جو کچھ ہے اللہ نے کیا ہے' قصہ ختم ہو گیا۔ تو تعریفوں کے لائق صرف اللہ کی ذات ہوئی۔ آج کل ہمارے بریلوی بھائی اپنی مجلسوں میں' اپنی تقریروں میں' اپنے جلسوں میں حضور ﷺ کی تعریفیں کرتے ہیں۔ نعتیں پڑھتے ہیں۔اور بہت مبالغہ آرائی کرتے ہیں۔اور یاد رکھئے گا یہ حقیقت میں ان کی عبادت ہے جو وہ رسول اللہ ﷺ کی کرتے ہیں۔اب دیکھو ناں سُبْحَانَ اللّٰهِ ___ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ '

، اللّٰہ اکبر ۔۔۔ سب سے کامل، سب سے بہتر وظیفہ جو ہے وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ،
اَلْحَمْدُلِلّٰہِ، لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر اور لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ ہے۔
ان چاروں کلمات کی حدیثوں میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر چاروں کو ایک جگہ جمع کر کے ایک
آدمی اس وظیفے کو کرے تو لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ بھی آ گیا جو سب وظیفوں کا تاج ہے اور اس کے
علاوہ سُبْحَانَ اللّٰہِ بھی آ گیا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ کا کلمہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ بخاری
شریف میں جو آخری حدیث ہے یہی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ
الْعَظِیْمِ۔۔۔ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ ۔ یہ
دو کلمے کہنے میں بہت آسان ہیں۔ ان پڑھ سے ان پڑھ آدمی بھی ان کو بڑے آرام سے ادا کر
سکتا ہے (بخاری ومسلم ، مشکوۃ کتاب الدعوات باب ثواب
التسبیح والتمجید والتھلیل والتکبیر عن ابی ھریرۃؓ) قیامت کے دن
جب اعمال کا وزن ہو گا تو یہ بڑے بھاری ہوں گے۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ یہ ترازو میں بہت
بھاری ہوں گے، فرمایا: سبحان اللہ سے آدھی فضا (آسمان اور زمین کے درمیان جو خلا
ہے) ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے سے بھر جاتی ہے۔ اور اگر الحمد للہ ساتھ کہہ دیا جائے تو پوری
فضا بھر جائے۔ تو فرمایا یہ کہنے میں بہت آسان ہیں۔ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ
ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ ترازو میں، وزن میں یہ بہت بھاری ہوں گے۔ جس نے یہ کلمات
کثرت سے کہے ہوں گے اس کا ثواب کا پلڑا بھاری ہو گا۔ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خدا کو
یہ دونوں بڑے پیارے ہیں۔ یہ فرشتوں کی ہر وقت کی تسبیح ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ
بِحَمْدِہٖ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ یہ فرشتوں کی تسبیح ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی جتنی
تعریف کی جائے اتنی ہی کم ہے۔ اس میں ثواب بھی ہے، انسان کا اپنا فائدہ بھی اور یہ باقاعدہ

نیکیاں شمار ہوتی ہیں، جتنی دفعہ یہ کلمات زبان سے نکلیں۔ لیکن میرے بھائیو! یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ انسان کا عقیدہ درست ہو۔ اور اگر ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہو کہ نہیں اور بھی بہت ہیں جن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ وہ بھی بہت بڑے ہیں۔ بہت بڑے ہیں۔ بس سمجھ لو کہ پھر اللہ کی توحید والا معاملہ صاف ہو گیا۔ توحید جو ہے آپ حیران ہوں گے ابھی آپ غور کریں۔ ہمارا طبقہ اردو دان ہے۔ توحید واحد سے بنا ہے۔ توحید کو عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کو ایک ماننا، اللہ کو ایک جاننا۔ حالانکہ فقط اتنا تصور توحید نہیں ہے۔ اگر اسی کا نام توحید ہوتا تو کلمہ کیا ہوتا۔ کلمہ ہوتا اللہ واحد۔۔۔ یہ کلمہ ہوتا۔ اللہ واحد کی کیا معانی ہیں؟ اللہ ایک ہے۔ کلمہ توحید لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ہے۔ کلمہ کیا ہے؟ جس کو پڑھا کر کسی کو مسلمان کیا جاتا ہے اور یہی کلمہ توحید ہے۔ جو بنیاد ہے، جس پر نجات کا مدار ہے۔ حدیث میں آتا ہے نجات جو ہے کوئی نمازی ہو، کوئی روزے دار ہو، کوئی حج کرنے والا ہو، کتنے بھی اس نے بڑے سے بڑے عمل کئے ہوں نجات جو ہے وہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهِ پر ہو گی۔ کیوں؟ جتنے بھی اعمال ہیں جتنی بھی نیکیاں ہیں وہ سب لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کی تصدیق کیلئے۔ تو اصل Base جو ہے، اصل بنیاد نجات کا جو دار و مدار ہے وہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ پر ہے۔ چنانچہ وہ حدیث بڑی مشہور حدیث ہے جب حضور ﷺ فوت ہو گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑا صدمہ تھا۔ آپ کی جدائی کا غم پھر کسی کے دل میں کوئی خیال کہ میں یہ بات پوچھ لیتا۔ اسی پریشانی میں حضرت عثمانؓ تھے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں پاس سے گزر کر السلام علیکم کہا، حضرت عثمانؓ نے جواب نہ دیا۔ وہ اپنے خیال میں گم تھے۔ ظاہر ہے آپ کسی کو سلام کہیں اور وہ جواب نہ دے تو افسوس تو ہوتا ہی ہے۔ غصہ بھی آتا ہے۔ ہر مسلمان کا حق ہے۔ سلام کا جواب دینا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ اگر کوئی جواب نہ دے تو وہ ملزم ہے، وہ مجرم ہے۔ اس پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے خلیفہ وقت کے پاس جا کر دعویٰ دائر کر دیا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو سلام کہا ہے انہوں نے جواب نہیں دیا۔ فوراً ان کی پیشی ہو گئی تو انہوں نے انکار کیا کہ مجھے کوئی پتہ نہیں ہے کہ مجھے انہوں نے سلام کہا

ہے۔ تو اب چونکہ حضرت عثمانؓ بہت عالی ہوئی شخصیت تھے۔ اب یہ تو کوئی کہہ نہیں سکتا کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ ٹھیک ہے آپ نے نہیں سنا ہوگا۔ اگر سن لیتے اور جواب نہ دیتے پھر یقیناً مجرم ہوتے۔ گنہگار ہوتے۔ تو آخر ان سے پوچھا گیا کہ بات کیا ہے ؟ جب ایک آدمی السلام علیکم کہہ رہا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہی نہیں۔ تو کیوں نہیں سنا۔ تو حضرت عثمانؓ کہنے لگے کہ میں اپنے خیال میں گم تھا' میں بڑا پریشان تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم سے جدا ہو گئے۔ چلے گئے۔ میں یہ نہ پوچھ سکا کہ ہماری نجات کیسے ہو گی ؟ اب حضرت عثمانؓ کو پتہ ہے کہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جن دس صحابہ کے نام لے کر آپ نے کہا تھا کہ اَبُو بَکْرٍ فِي الْجَنَّةِ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو ہے وہ جنت میں جائے گا۔ عُمَرُ فِي الْجَنَّةِ حضرت عمرؓ جنت میں جائیں گے۔ عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ حضرت عثمانؓ جنت میں جائیں گے۔ (رواہ الترمذی ' مشکوۃ کتاب الفضائل والمناقب باب مناقب العشرۃ عن عبدالرحمٰن بن عوف) آپ نے دس صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام لے کر کہا تھا کہ یہ جنتی ہیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ کو فکر کیا ہے ؟ کہ اللہ کے رسول ﷺ چلے گئے اور میں یہ پوچھ نہ سکا کہ آخر ہماری نجات کس بات پر ہو گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی آپ سے یہی سوال کیا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ ٹھیک ہے ہم نمازیں پڑھتے ہیں' اب آپ اندازہ کر ہی لیں شیعہ نمازیں نہیں پڑھتے' مرزائی نمازیں نہیں پڑھتے ؟ بریلوی نمازیں نہیں پڑھتے ؟ یا اور مختلف لوگوں کے فرقے نمازیں نہیں پڑھتے یا روزے نہیں رکھتے یا حج نہیں کرتے ؟ ابوجہل حج نہیں کرتا تھا۔ اگر صرف نماز پر نجات ہو تو پھر سارے ہی بخشے جائیں گے۔ لیکن آپ جانتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پہلی امتوں کے بہتر فرقے بن گئے میری امت کے تہتر فرقے بنیں گے۔ كُلُّهُمْ فِي النَّارِ سب دوزخ میں جائیں گے۔ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہوں گے' وہ روزے بھی رکھتے ہوں گے' وہ حج بھی کرتے ہوں گے' وہ زکوٰۃ بھی دیتے ہوں گے۔ اور وہ بہت سے کام کر لیں گے۔ اگر

نمازوں پر نجات ہو تو ہر نمازی نجات پا جائے۔ نہیں۔ کوئی خاص بنیادی چیز ایسی ہے اگر وہ معیاری ہو گی تو نجات ہو گی ورنہ نجات نہیں ہو گی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان کو تسلی دیتے ہوئے کہا تو غم نہ کر' فکر نہ کر میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ نجات کس چیز پر ہو گی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ نجات اس کلمے پر ہو گی جو میں نے اپنے چچا ابو طالب پر پیش کیا تھا اور اس نے قبول نہیں کیا تھا۔ اس کو نہیں پڑھا۔ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ پر نجات ہو گی۔ (رواہ احمد' مشکوۃ کتاب الایمان عن عثمان رضی اللّٰہ عنہ فصل ثالث) اب اس کے معانی یہ ہو گئے کہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ایک ایسا کلمہ ہے کہ صرف یہ کہنے سے کہ اللہ ایک ہے یہ سچا ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے جیسے عرض کیا تھا کہ اگر عقیدہ یہ ہو کہ اللہ ایک ہے' اللہ دو نہیں' تین نہیں۔ تو کلمہ کیا ہوا؟ اللہ واحد' اللہ ایک ہے۔ اس کلمے کو سارے کافر بھی قبول کر لیتے۔ ابو جہل بھی قبول کر لیتا۔ عتبہ' شیبہ بھی قبول کر لیتے۔ بڑے بڑے جو کافر تھے سارے اس کلمے کو قبول کر لیتے' کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہوتا۔ قرآن بتاتا ہے کہ ان کو اللہ واحد سے کوئی تکلیف نہ ہوتی تھی' ان کو تکلیف کس سے ہوتی تھی؟ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ۔۔۔ اِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ [37:الصّٰفّٰت:35] جب ان کے سامنے لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ پڑھا جاتا۔۔۔ مکے والوں کے سامنے تو پھر اکڑتے ہیں۔ یَسْتَکْبِرُوْنَ پھر اکڑتے ہیں' پھر انہیں تکلیف ہوتی ہے' پھر دشمنی پر اتر آتے ہیں۔ کہ دیکھو جی! کیا کہتا ہے؟ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کے معانی یہ ہیں لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کے معنی ہیں کہ اللہ کے علاوہ باقی سب کی صفائی ہے۔ جن کو تم مانتے ہو' جن کو تم کچھ سمجھتے ہو کہ یہ کچھ کر سکتے ہیں' یہ جھوٹ ہے' سب باطل ہے' سب غلط ہے۔ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ کوئی مشرک دنیا میں ایسا نہیں ہوا جو یہ کہے کہ اللہ دو ہیں۔ مشرکین مکہ حج

کرتے تھے' ابو جہل اور دوسرے بڑے بڑے کافر حج کرتے تھے۔ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ یہ پکارتے تھے لاَ شَرِیْكَ لَكَ یہ ان کا تلبیہ تھا' لاَ شَرِیْكَ لَكَ اے اللہ ! تیرا کوئی شریک نہیں۔ وَ لاَ شَرِیْكٌ لَّكَ اِلاَّ شَرِیْکاً تَمْلِکُہ' وَ مَا مَلَكَ اللہ تیرا کوئی شریک نہیں۔۔۔ ہاں۔۔۔ ایسے چھوٹے چھوٹے شریک ہیں تَمْلِکُہ' کہ مالک تو ہی ہے۔ مَامَلَكَ مالک وہ نہیں ہیں۔ یعنی چھوٹے چھوٹے ضمنی۔۔۔ یہ ان کا شرک تھا۔ یہ انکا کفر تھا۔ آج کل بھی دیکھ لیں۔ دو اللہ کہنے والا کوئی نہیں' اللہ کو سب ایک مانتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کے کوئی مشکل کشا ہے۔ کوئی مولا ہے۔ کوئی حاجت روا ہے' کوئی لڑکے دینے والا ہے' کوئی کچھ کوئی کچھ۔ یہ سب میرے بھائیو! یہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کی نفی ہے۔ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کے متعلق فرمایا کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْهِ [الشوریٰ 42:13] اے نبی! جس چیز کی تو دعوت دیتا ہے یہ بات مشرکوں پر بڑی بھاری ہے۔ یعنی لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کا کلمہ مشرکوں پر بڑا بھاری ہے۔ اور اس کا وزن بڑا ہے۔ اگر کسی آدمی کو کوئی موقع نہ ملے۔۔۔ نہ نماز کا' نہ روزے کا' نہ حج کا کسی نیکی کا اسے کوئی موقع نہ ملے۔ ساری زندگی اس نے کفر میں گزاری ہو' لیکن اگر اسے موقع مل گیا۔ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ دل سے پڑھنے کا تو اکیلا یہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ پورے وزن کا کام دے گا۔ اور اس کی نجات ہو جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ کہا تھا۔۔۔ مشکوۃ شریف میں یہ حدیث ہے۔۔۔ یا اللہ مجھے کوئی وظیفہ بتا۔ اللہ نے کہا اے موسیٰ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ پڑھا کر۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یا اللہ ! یہ تو سارا جہان پڑھتا ہے میں خاص آدمی ہوں کوئی خاص وظیفہ بتا۔ اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان' ساتوں زمینیں سب کے سب ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں' اور لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ایک پلڑے میں ہو تو لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ پھر بھی بھاری ہے۔ تو

کیا سمجھتا ہے؟ اگر سارا جہان پڑھتا ہے تو کیا اس کی تاثیر کم ہو جائے گی' یہ کوئی شان میں کم ہے؟ یہی پڑھا کر۔ یہ سب سے بہتر وظیفہ ہے۔ (شرح السنة مشکوة کتاب الدعوات باب التسبیح والتحمید و التهلیل والتکبیر عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه) اب جاہل لوگ جو ہیں (عام لوگ) وظیفہ کریں گے لَاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور تو اور جاہلوں نے مسجدوں پر لکھا ہوتا ہے۔ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لوگوں کو اتنا پتہ نہیں کلمہ کیا ہوتا ہے؟ اور ذکر' وظیفہ کیا ہوتا ہے؟ میرے بھائیو! کیا رونا رویا جائے کہ لوگوں کو سمجھ ہی نہیں ہے کہ توحید کیا چیز ہے؟ آپ اندازہ کریں۔ دیکھیں کتنا فرق ہے۔ اگر ایک آدمی لاکھ دفعہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہہ دے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو مسلمان ہی نہیں ہوتا۔ اکیلا بیٹھ کر وظیفہ کرنے لگے تو لاکھ دفعہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کہہ لے اور ایک مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ لیں تو سب پر پانی پھر گیا۔ وظیفہ کس کے نام کا ہونا چاہیے؟ وظیفہ اللہ کے نام کا ہوتا ہے؟ اللہ کے نام کے سوا کسی کے نام کا وظیفہ نہیں ہوتا۔ وظیفہ عبادت ہے۔ اب دیکھو! ناں۔۔۔ سبحان اللہ ایک دفعہ کہو۔ اللہ پاک ہے۔ ٹھیک ہے پاک ہے۔ اور پھر کہو سبحان اللہ یہ وظیفہ ہے' یہ عبادت ہے۔ پھر کہو سبحان اللہ۔۔۔ یہ وظیفہ ہے' یہ عبادت ہے' یہ ذکر ہے۔ اور اگر کہو۔ محمد رسول اللّٰه یہ بار بار کہنا اس کی حماقت ہے۔ کیا تک ہے؟ تو جب کہیں اپنے اسلام کا اظہار کرنا ہو' کلمے کا ذکر ہو' کفر کو بتانا ہو تو پھر اس وقت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا جاتا ہے ورنہ یہ وظیفہ نہیں ہے۔ وظیفہ صرف لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کیوں؟ وظیفہ عبادت ہے۔ جس کے نام کا بار بار ذکر کیا جائے یہ اس کی عبادت ہے اور اللہ کے نام کے سوا کبھی کسی کا نام بار بار ذکر نہیں کیا جاتا۔ کیوں؟۔۔۔ اس نام میں برکت نہیں؟ تیرے رب

کا نام برکت والا ہے۔ سبحان اللّٰہ ' الحمدللّٰہ ' اللّٰہ اکبر۔۔۔ تیرے رب کے نام میں برکت ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں کیونکہ اگر اس نام میں برکت ہو' اس کا وظیفہ بھی جائز ہے۔ اور توحید کی بڑی گہری بات ہے جو انسان توحید کو سمجھتا ہے وہ تو خوش قسمت ہے۔ باقی عام لوگ تو اس سے بدکتے ہیں۔ دیکھو جی! دیکھو جی! یہ کوئی مولوی ہیں؟ یہ تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے بھی روکتے ہیں اور یہ سمجھتے نہیں کہ بات کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟ میرے بھائیو! وظیفہ اور چیز ہے اور کلمہ اور چیز۔ کلمہ کیا ہے؟ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لیکن جب آپ ذکر کریں گے' جب آپ وظیفہ کریں گے تو صرف لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ پڑھیں گے۔ اب موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تھا جو حدیث میں نے آپ کو بتائی ہے کہ یا اللہ مجھے کوئی وظیفہ بتا تو اللہ نے کیا بتایا تھا؟ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ۔۔۔ ہر نبی لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کا وظیفہ کرتا تھا۔ نبی بدلتے رہے ہیں۔ شریعتیں بدلتی رہی ہیں' لیکن توحید ایک رہی ہے۔ سو لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کا وظیفہ پہلے نبیوں کا بھی تھا اور اس امت کا وظیفہ بھی یہی ہے۔ پہلے نبیوں میں یہ وظیفہ ناجائز تھا لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰہ' لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ۔ صرف لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ہی وظیفہ تھا' صرف اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے۔ اللہ کے نام کو بار بار پڑھا جائے۔ یہ توحید ہے۔ سو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اگر توحید کے معانی فقط یہ ہوں کہ اللہ ایک ہے تو کلمہ سادہ سا یہ ہوتا ہے اللہ واحد ایک ہے۔ لیکن اللہ نے اس کو کلمہ نہیں رکھا۔ کیونکہ دو اللہ بنانے والا مشرک آج تک پیدا ہی نہیں ہوا۔ مشرک ہمیشہ یہ کرتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے بنالیتا ہے۔ کہ ہاں یہ بھی کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ بھی کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ شرک ہے۔ ورنہ خدا جیسا بڑا۔۔۔؟ خدا مکے والوں سے جو کہ رجسٹرڈ مشرک اور کافر تھے پوچھتا ہے تم یہ بتاؤ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ [27:النمل:60] آسمانوں کو کس نے پیدا کیا؟ زمین کس نے بنائی؟ تو کافر کیا جواب

دیتے ہیں: اللہ نے۔۔۔ مشرک سے یہ پوچھو کہ تجھے کس نے پیدا کیا ہے؟ مشرک کہے گا اللہ نے۔۔۔ جس کا نام پیراں دتہ ہو' اس سے پوچھو کہ تیری کونسی چیز۔۔۔ سر سے لے کر پاؤں تک۔۔۔ کونسا عضو تیرے پیر نے پیدا کیا ہے؟ تو جو پیراں دتہ کہتا ہے' تیرا کونسا حصہ پیر نے بنایا ہے؟ وہ مشرک بھی کہے گا کہ نہیں۔۔۔ سب اللہ نے بنایا ہے۔ سر سے پاؤں تک سارے کا سارا جسم اللہ نے بنایا ہے۔ پیر تو ایک بال نہیں پیدا کر سکتا۔ اللہ نے قرآن میں کہا نہیں کہ ساری دنیا کے مشکل کشا جن کو تم مولا کہتے ہو' سارے ہی جمع ہو جائیں لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَه' اگر سارے اکٹھے ہو جائیں تو ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لاَّ يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ چلو پیدا کرنا تو بڑی دور کی بات ہے' بڑی مشکل بات ہے فرمایا: وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا پیر جسے لوگ بڑی کرنی والا کہتے ہیں جو چاہے وہ کر دے اگر پیر کے کھانے پر مکھی بیٹھ جائے' کچھ لے جائے' پیر ایڑی چوٹی کا زور لگا لے واپس نہیں لے سکتا۔ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لاَّ يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ سارے پیر اکٹھے ہو جائیں' سارے نبی اکٹھے ہو جائیں' سارے ولی اکٹھے ہو جائیں' اگر کسی ایک کے کھانے سے مکھی کچھ لے کر اڑ گئی سارے جمع ہو جائیں مار دیں گے اس کو چھین نہیں سکتے۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ [الحج:22:73] تم خود اندازہ کر لو' یہ کتنے کمزور ہیں۔ کوئی ہے کسی میں طاقت؟ یعنی مار دینا اور بات ہے۔ ایک آدمی کہہ دے مجھے مار دو میں چیز نہیں دوں گا۔ اچھا مار دیا۔۔۔ جیتا کون؟۔۔۔ وہی جس نے چیز نہیں دی۔ مر گیا' کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن اس نے چیز تو نہیں دی۔ کیا کریں گے؟۔۔۔ لوگ مکھی کو مار دیں گے لیکن مکھی سے چیز واپس نہیں لے سکتے۔ اس لئے اللہ نے قرآن میں فرمایا۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ جنہوں نے اللہ کے سوا اور سہارے تلاش کر رکھے ہیں۔ اب کوئی اہل بیت کو پکڑے ہوئے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ

عنہ کو مولا مشکل کشا کہتا ہے۔ کوئی حضرت حسن کا دامن تھامے ہوئے ہے۔ کوئی گیارھویں والے پیر کو پکڑے ہوئے ہے۔ کوئی کسی کو' کوئی کسی کو۔ تو اللہ فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡلِیَآءَ کَمَثَلِ الۡعَنۡکَبُوۡتِ [29: العنکبوت: 41] جتنے بھی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور سہارے تلاش کئے ہیں۔ جیسے ہمارے بھائی۔۔۔ یہ بریلوی۔۔۔ صبح کو خاص طور پر اَغِثۡنِیۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ۔۔۔ مجھے پکڑیئے۔ میرا ہاتھ تھامیئے! میں مرا' میں گیا۔ مجھے سہارا دیجئے۔ مجھے پکڑیئے خواہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہوں۔ خواہ وہ حضرت علیؓ ہوں' خواہ وہ حضرات حسنؓ و حسینؓ ہوں' خواہ وہ گیارھویں والے پیر ہوں۔ یہ قرآن ہے' سورۃ العنکبوت میں ہے۔ مَثَلُ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡلِیَآءَ جنہوں نے اللہ کے سوا اور سہارے تلاش کر رکھے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ کچھ کر سکتے ہیں ان کی مثال کیسے ہے ؟ کَمَثَلِ الۡعَنۡکَبُوۡتِ جیسے مکڑی ہو۔ اِتَّخَذَتۡ بَیۡتًا مکڑی گھروں کے کونوں' مکان کے کونوں میں گھر بناتی ہے وَ اِنَّ اَوۡهَنَ الۡبُیُوۡتِ لَبَیۡتُ الۡعَنۡکَبُوۡتِ سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے۔ نہ سردی سے فائدہ' نہ گرمی سے فائدہ۔ نہ آندھی سے بچاؤ' نہ کسی دشمن سے بچاؤ۔ وَ اِنَّ اَوۡهَنَ الۡبُیُوۡتِ لَبَیۡتُ الۡعَنۡکَبُوۡتِ سب سے کمزور گھر جو ہے وہ مکڑی کا ہوتا ہے۔ فرمایا: یہی اس مشرک کی مثال ہے جو اللہ کے سوا اوروں کے سہارے تلاش کرتا ہے۔ کسی کے پلے کچھ نہیں ہے۔ سب عاجز' سب محتاج' سب بے بس ہیں۔ اب دیکھو ناں۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔ یعقوب علیہ السلام بیٹے ان کے ہاتھ سے ایک بیٹا چھین لیتے ہیں۔۔۔ یوسف علیہ السلام کو بھائی لے جاتے ہیں۔۔۔ باپ کو ورغلا کر لے گئے۔ اس کے ہاتھ سے لے جا کر کنویں میں ڈال دیا۔ انہوں نے نرمی کی' ورنہ ارادہ تو یہ تھا۔ اُقۡتُلُوۡہُ اسے قتل کر دو۔ دوسروں نے کہا: چلو قتل کیا کرنا ہے' ہمیں تو اسے دور کرنا ہے' تاکہ باپ فارغ ہو جائے اور محبت

ساری ہمارے لئے ہو۔ کیوں مارتے ہو ؟اس کو ویسے پھینک دو۔ کوئی لے جائے گا۔ کسی ملک میں چلا جائے گا۔ دور ہو جائے گا۔ ہماری جان چھوٹے گی۔ دیکھ لو بھائی یوسف علیہ السلام کے باپ سے بیٹے کو چھین لے جاتے ہیں اور لے جاکر کہیں اپنے علاقے کے کنویں میں پھینک دیتے ہیں۔ کھیلنے گئے تھے' کوئی یہ تو نہیں کراچی کھیلنے گئے تھے ؟ کوئی لاہور کھیلنے گئے تھے ؟ آس پاس علاقہ زمین میں کہیں کنویں میں ان کا پیارا بیٹا۔۔ یوسف علیہ السلام گرا پڑا ہے۔ انہیں پتہ ہی کوئی نہیں۔ اور رو رو کر آنکھیں سفید ہو گئیں۔ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ [یوسف:12:84] رو' رو کر آنکھیں سفید ہو گئیں' اندھے ہو گئے۔ کوئی پتہ نہیں۔

ہزاروں نبیوں کے باپ' بلکہ بنی اسرائیل میں جتنے بھی نبی آئے سب کے باپ یعقوب علیہ السلام تھے۔ لیکن کوئی پتہ نہیں کہ میرے بیٹے کو کس نیت سے لے جا رہے ہیں۔ اب انہوں نے کہاں پھینک دیا ہے۔ اب اس بیچارے کا کیا حال ہو رہا ہے ؟ کہاں بھٹکتا پھر رہا ہے ؟ اللہ اکبر۔۔۔! کہاں بھٹکتا پھر رہا ہے ؟ اس کی حالت کیا ہو رہی ہے ؟ یعقوب علیہ السلام کو کچھ پتہ ہی نہیں' حالانکہ ہیں نبی۔۔۔ کیوں ؟۔۔۔ اس لئے کہ اللہ کی طرف سے اشارہ نہیں' سہارا نہیں۔۔ اگر اللہ کی طرف سے سہارا ہوتا تو فوراً بتا دیتا کہ ان کی نیت خراب ہے۔ یوسف علیہ السلام کو ان کے سپرد نہ کرتا۔ قصہ ختم ہو جاتا۔ لیکن دیکھ لو اللہ نے نہیں بتایا۔۔ یعقوب دھوکے میں آگئے۔ اللہ تعالےٰ بتا دیتا کہ تیرا بیٹا کنویں میں پڑا ہے یعقوب فوراً جا کر بیٹے کو نکال لاتے۔ اللہ نے بتایا نہیں۔ بیچارے یعقوب علیہ السلام کے پلے کچھ نہیں۔ وہ بیچارے اسی طرح سے ہیں۔ وقت گزرتا گیا۔ اور جب اللہ کو منظور ہوا۔ کہ اب وہ دور ختم کرنا ہے۔ یعقوب علیہ السلام کو بیٹا ملانا ہے۔۔۔ ادھر سے مصر کہاں ؟ کنعان کہاں ؟ یہ شام کا علاقہ وہاں سے یوسف علیہ السلام اپنی قمیض دے کر قافلے کو بھیجتے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام اپنے گھر بیٹھے سینکڑوں' ہزاروں میل دور بیٹھے کہتے ہیں اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ مجھے اپنے بیٹے کی خوشبو آ رہی ہے۔ یہ کس کا کام ہے ؟ یہ یعقوب علیہ السلام کا کام ہے ؟ اگر ان کا کام ہوتا تو جب اپنے علاقے میں پڑے تھے وہیں پتہ چل جاتا' لیکن نہیں' کوئی پتہ نہیں۔ جب اللہ پتہ

لگ رہا ہے تو ہزاروں میل دور سے باپ ' بیٹے کی خوشبو پا رہا ہے۔ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ [12:یوسف:94] اگر تم مجھے پاگل نہ کہو تو میں آج تمہیں بتادوں کہ مجھے بیٹے کی خوشبو آرہی ہے۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد قمیض پہنچ جاتی ہے۔ اور وہ قمیض ان کی آنکھوں پر ڈالا جاتا ہے۔ ان کی آنکھیں اللہ درست کر دیتا ہے۔ بالکل نگاہ جو ہے 'بینائی جو ہے ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اب یہ کون کرنے والا ہے۔ یہ تو پیر فقیر ہوئے۔ ولی ہوئے عام --- یہ پیغمبر ہے ' یہ تو بے بس ہے 'کتنا عاجز ہے۔ کتنا محتاج ہے؟ کچھ نہیں کر سکتے۔ کچھ نہیں کر سکتے۔ ارے اپنے بیٹے کو نہیں بچا سکے۔ اور یہاں اللہ میرا رحم کرے پیر کو پتہ نہیں فوت ہوئے صدیاں گزر گئیں اور کہتے ہیں پیر جو چاہے گا کر دے گا۔ اس بیچارے کو پتہ بھی نہیں اور یہاں باپ زندہ ہے۔ اور بیٹے پر جان قربان کر رہا ہے لیکن کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی لئے تو کہتے ہیں مشرک بڑا بے وقوف ہوتا ہے 'بہت بے وقوف ہوتا ہے۔ تو میرے بھائیو! توحید کیا ہے؟ توحید لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے کہ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ کسی مصیبت میں کوئی نجات نہیں دے سکتا۔ اب دیکھ لو۔ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں قید ہیں۔۔ خدا کے قید خانے بھی کیسے عجیب عجیب ہیں؟ مچھلی کے پیٹ میں اور مچھلی سمندر کی تہہ میں جا کر بیٹھ جاتی ہے۔ اب کوئی کون پیر ہے جو چھڑا دے؟ کوئی نبی ہے جو چھڑا دے؟ کوئی ہے جو ضمانت دے دے؟ کوئی ہے جو سفارش کر دے؟ ---- یہ بات یونس علیہ السلام کو بھی معلوم تھی۔ سوائے اللہ کے اس قید سے رہائی دینے والا کوئی نہیں۔ تو اس نے اس جیل میں اس قید میں کہا: لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنْتَ تیرے سوا کوئی چھڑانے والا نہیں۔

لیکن ہمارے ہاں ظلم ہوتا ہے۔ چونکہ کوئی چیز ایسی نہیں جس کے بارے میں آپ یہ کہہ سکیں کہ یہ اللہ کی نہیں۔ اس لئے تو آتا ہے کہ ایک قاری پوچھنے لگے کسی صحابی سے جا کر کہ مجھے کوئی حدیث سنا تاکہ میرا ایمان درست ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا اگر تو ایسی حدیث سننا چاہتا ہے تو سن لے کہ اگر خدا تمام فرشتوں اور تمام نبیوں کو 'انسانوں سمیت

دوزخ میں ڈال دے تو خدا پھر بھی ظالم نہیں ہے۔اگر خدا تمام فرشتوں کو' جتنے آسمان میں اور تمام زمین والوں کو نبیوں سمیت سب کو اٹھا کر دوزخ میں ڈال دے تو خدا ظالم نہیں ہے۔کیوں اس لئے کہ ظلم تو تب ہو جب چیز غیر کی ہو۔دوزخ بھی اس کی' اب دوزخ میں پتھر جلتا ہے ناں اب پتھر کہنے لگے یااللہ! یہ مجھ پر ظلم ہے کہ میں دوزخ میں جل رہا ہوں۔ تو خدا کیا کہے گا؟ میں نے تجھے پیدا ہی دوزخ کیلئے کیا ہے۔۔۔ قصہ ختم۔۔۔ میں مالک ہوں۔۔۔ آپ مکان بنائیں۔۔۔ مکان میں کوئی باورچی خانہ۔۔۔ آپ کا کوئی مہمان خانہ۔۔۔ آپ کا کوئی کمرہ۔۔۔ کسی جگہ آپ ٹٹی خانہ (لیٹرین) بنالیں۔اب ٹٹی خانہ آپ پر اعتراض کرے گا کہ دیکھو اس گھر والے نے مجھ پر ظلم کیا ہے کہ مجھے ٹٹی خانہ بنادیا۔اور اس کو فرسٹ کلاس اپنے مزے کا کمرہ بنادیا۔کیا مکان والے پر کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے؟۔۔۔کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔ تو کوئی خدا کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہے کہ خدا کا یہ ظلم ہے کہ وہ ایسا کر رہا ہے۔اور ایسا کر رہا ہے۔خدا کچھ بھی کر جائے وہ ظلم نہیں ہے۔اگر خدا ظلم کی نفی کرتا ہے تو اس اعتبار سے جس کو تم بھی کہو۔۔۔ مثلاً اب یہ ظلم کی صورت ہے کہ میں جاؤں' نمازیں پڑھ کر' نیکی کے کام کرے' خدا میری نمازوں کا حساب بھی نہ کرے' میری نیکی کی کوئی قدر نہ ہو' یا گناہ میں نے تھوڑے کئے ہوں سزا خدا مجھے زیادہ دے دے۔بظاہر ہم اسے ظلم کہہ سکتے ہیں۔لیکن اللہ اس کی بھی نفی کرتا ہے۔کہ نہ۔۔۔بالکل نہیں۔۔۔ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وہ جو حدیث قدسی ہے۔۔۔بڑی مشہور حدیث ہے۔حدیث قدسی اسے کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ راوی بن جاتے ہیں کہ اللہ نے یوں فرمایا ۔اس میں اللہ فرماتا ہے اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ ظلم کو میں نے اپنے نفس پر حرام کر دیا ہے۔ فَلَا تَظَالَمُوْا اے انسانوں تم بھی ظلم نہ کرو۔ ظلم کو میں نے اپنی جان پر حرام کر لیا ہے۔لہذا تم بھی ظلم نہ کرو۔ ۔۔ ظلم اللہ کو پسند نہیں(رواہ مسلم)ایک دوسری حدیث میں فرمایا:اَلظُّلْمُ ظُلُمٰتٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔جس نے ظلم کئے ہوں گے وہ

اندھیرے میں ہوگا۔(رواہ البخاری ومسلم ' مشکوۃ کتاب الادب' باب الظلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)کوئی روشنی اسے کام نہیں دے گی۔

سو میرے بھائیو! ظلم سے بہت بچو۔ ہم لوگ اندھے ہو جاتے ہیں'اگر افسر بن گئے تو ماتحت۔۔۔ اللہ اکبر...! دیکھ لو ہم دفتروں میں دیکھتے ہیں کیا معمولی سا کلرک ہوتا ہے' معمولی سا کلرک وہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ چپڑاسی آکر اس کی کرسی پر بیٹھ جائے۔ تو کہتا ہے کہ یہ بہت بری بات ہے۔اس کو برداشت نہیں کرتا حالانکہ وہ بھی انسان ہے۔ لیکن نہیں شیطان انسان کے دماغ میں کچھ کا کچھ ڈال دیتا ہے۔۔۔ آدمی کیلئے عاجزی انکساری سب سے اچھی خصلت ہے۔ یہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بندہ افسر ہو' حاکم ہو' اپنے ماتحت پر غصہ آجائے'اس کے ماتحت کا قصور ہو۔وہ اس کو سزا دے سکتا ہو۔ لیکن یہ سمجھ کر۔ یہ خیال کر کے کہ ایک دن میں بھی خدا کے سامنے کھڑا ہوں گا اگر میرا گناہ ثابت ہو گیا تو پھر خدا میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ میں تو کچھ بھی افسر نہیں۔ میں تو کچھ بھی بڑا نہیں۔ چھوڑو! میں اسے معاف کرتا ہوں۔ میں اسے سزا نہیں دیتا۔ میری کیا حیثیت ہے۔وہ قیامت کے دن خدا کہے گا۔ اے بندے! تونے اپنے ماتحت کو معاف کر دیا۔ جا میں آج تجھے معاف کرتا ہوں۔(بیھقی فی شعب الایمان' مشکوۃ کتاب الادب' باب الغضب والکبر عن ابی جریر عن انس رضی اللہ عنہ)اللہ کو یہ بات اتنی پسند ہے کہاں اللہ اور کہاں یہ افسر۔ لیکن ہم لوگ اس قدر تھوڑا سا اقتدار ہاتھ میں آجائے' تھوڑی سی چیز کوئی ہاتھ میں آجائے۔ دولت ہاتھ میں آجائے تو خاندانی لوگ بن جاتے ہیں۔ کہ جی! ہم تو جدی پشتی خاندانی چلے آرہے ہیں۔ ہم سے کوئی رشتہ مانگ سکتا ہے؟ ہم تو بہت خاندانی ہیں۔ اور اگر کوئی نگاہ دوڑا کر دیکھ لے تو پتہ چلے کہ باپ بیچارہ مزدوری کرتا تھا۔ یہ پڑھ گیا' پتہ نہیں کیا سمجھنے لگ گیا۔ وہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتے کو تین آدمیوں کے پاس بھیجا۔ ایک فرشتے کو تین آدمیوں کے پاس بھیجا۔ ان میں سے ایک اندھا

تھا' دوسرا کوڑی۔۔۔ جیسے یہ بیماری ہوتی ہے اور سارا جسم گلا ہوا اور ایک گنجا۔۔۔ یہ تین۔۔۔ ان کے پاس فرشتے کو بھیجا۔ جاکر وہ سب سے پہلے وہ انسانی شکل میں گنجے کے پاس گیا۔ سنا بھئی! کیا حال ہے؟ پھر گنجے سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے۔ تو جو کہے گا تیرا سب کچھ کرا دوں گا۔ مجھے بتا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میرا گنج دور ہو جائے۔ میرے سر پر بال آجائیں۔ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ چلو بھئی! ٹھیک ہو گیا۔۔۔ گنج ونج ٹھیک ہو گیا۔ اور تو کیا چاہتا ہے؟ کہ میرے پاس اتنا مال ہو' اتنی گائیں ہوں' اور ایسی بھینسیں ہوں اور ایسا ہو' ایسا ہو۔ خوب مالدار بن جاؤں۔ جو تو چاہتا ہے تجھے مال دیتا ہوں۔ اس کی حالت اچھی ہو گئی۔ اولا یہ Changes دنیا میں ہوتی رہتی ہیں۔ روزانہ دیکھتے ہیں۔ پھر چلا گیا۔ اس کوڑی کے پاس جو جذامی تھا (برص کی بیماری والا) اسے پوچھا تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا: میری بیماری دور ہو جائے۔ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ میرا بڑا برا حال ہے؟ اور کیا کیا چاہتا ہے؟ یہ کہ میری غربت دور ہو جائے۔ میں امیر بن جاؤں۔ فرشتے نے کہا کہ تو جو کچھ چاہتا ہے تیرا کام بھی ہم ٹھیک کر دیتے ہیں۔ ٹھیک ہو گیا۔ پھر اس کے بعد نابینے کے پاس چلا گیا۔ نابینے سے جاکر کہا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ کہ جی! میری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں۔ مجھے راستہ نظر آئے' میں اپنے پرائے دیکھ سکوں۔ پھر بول تجھے کیا چاہیے؟ جو کچھ وہ کہتا ہے وہ دے دیتے ہیں۔ تینوں اپنے مزے سے لگ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتے کو دوبارہ بھیجا۔ پہلے گنجے کے پاس فرشتہ آیا اور گنجا بن کر ہی آیا۔ یعنی فرشتہ اسی شکل میں آیا جس شکل میں وہ پہلے تھا۔ کہنے لگا: بھئی! برا حال ہے' تنگ دست ہوں' کھانے کیلئے کچھ نہیں' اللہ نے تجھ پر بڑا رحم کیا ہے' تیرا حال بھی میرے جیسا تھا اب تو تندرست بھی ہے اور مال بھی تیرے پاس ہے۔ کچھ میرے ساتھ احسان کر۔ وہ کہنے لگا: ارے! میرے خرچ اتنے ہیں کہ وہ وہی پورے نہیں ہوتے۔ اس نے کہا پہلے تو گنجا تھا۔۔۔ اس نے کہا۔۔۔ چھوڑ چھوڑ۔۔۔ ہم خاندانی ایسے چلے آرہے ہیں۔ ہم تو پرانے' پہلے سے ایسے چلے آرہے ہیں۔ اس نے کہا: اچھا! اللہ تیرا علاج ضرور کرے گا۔ اللہ نے اس کو ویسے کا ویسا ہی کر دیا' پھر گنجا کر دیا اور ویسا ہی بنا دیا اور بالکل دولت سے بھی بالکل

خالی کر دیا۔ اب دوسرے کے پاس چلا گیا۔ وہ جو کوڑی تھا' جذامی تھا' فرشتہ بالکل کوڑی بن کر' بالکل اسی کی شکل میں اس کے پاس گیا۔ اور اس نے جا کر کہا کہ بھئی میری یہ حالت ہے' کچھ امداد کرو۔ اس نے بھی وہی کہا حُقُوْقٌ كَثِيْرَةٌ ۔۔ حدیث کے لفظ ہیں بڑے خرچ ہیں۔ بڑے خرچ ہیں' مہنگائی کا زمانہ ہے۔ کہاں سے پیسہ لاؤں۔ میں تجھے دے کیا سکتا ہوں؟ اس نے کہا: اچھا تیری حالت یہ تھی کہ تو کوڑی تھا' کوئی تجھے دیکھنا گوارا نہیں کرتا تھا۔ آج تو ایسا بن گیا' تجھے خدا کا خوف کرنا چاہیے۔ وہ کہنے لگا:۔۔ توبہ توبہ۔۔۔! میں۔۔۔! میں تو پہلے سے ہی ایسا تھا۔ ہم تو خاندانی لوگ ہیں۔ اسے بھی فرشتہ نے کہا: کہ اچھا یہ صرف تیری آزمائش تھی۔ اللہ نے اس کو بھی دوبارہ کوڑی بنا دیا۔

اب نابینے کے پاس چلا گیا۔۔۔ نابینا بن کر۔۔۔ کہ مجھے راستہ پر سواری کی ضرورت ہے کچھ میری مدد کر۔ کچھ خرچ ورچ کے لئے چاہیے۔ نابینا کہنے لگا کہ یہ جتنا مال ہے اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا ہے۔ میں اندھا تھا' میں نابینا تھا' خدا نے میری آنکھیں ٹھیک کیں۔ خدا نے مجھے مال دیا۔ یہ جتنا مال ہے جو تجھے ضرورت ہے لے جا۔ فرشتے نے کہا کہ نہیں' میں فرشتہ ہوں' مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے مجھے تمہارے امتحان کیلئے بھیجا ہے (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق' باب حدیث ابرص و اعمی و اقرع فی بنی اسرائیل) یہ تو حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بیان کر دیا۔ ویسے دنیا میں ہوتا یہی ہے۔

باپ غریب' گھر میں کوئی کمانے والا نہیں' غربت' تنگی' اب لڑکا پڑھ گیا۔ خود پڑھ گیا' نوکری اچھی لگ گئی۔ اب وہ کہتے ہیں۔۔۔ میں۔۔۔ میں تو بہت پرانا ایسا چلا آ رہا ہوں۔ ہوں۔۔۔ ہم تو ایسے ہیں اور پھر ایسے ہیں۔ اللہ میرا معاف کرے یہی نہیں۔ پہلے کچھ تھا۔ پھر سیدّ بن جاتا ہے۔ پہلے کچھ تھا۔ بالکل کنگال اور بہت ہی گھٹیا۔ دولت آئی' دولت ہی نہیں آئی حسن بھی آیا۔ قومیت ہی بدل گئی۔ میں سید ہوں' ہاشمی سید ہیں۔ ایسا سلسلہ ہے' ایسا سلسلہ ہے اور بالکل بھول جاتا ہے۔ اسے یاد ہی نہیں۔ میرے بھائیو! جو اللہ کو بھول جائے اس جیسا

بدبخت انسان بھی کوئی ہو سکتا ہے ؟اور سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ آدمی اللہ کو بھول جائے۔
اللہ کون ہے ؟ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ [55:الرحمٰن:29]۔۔۔یہ سورۃ رحمٰن
کی آیت ہے۔اللہ روزانہ کسی نہ کسی کام میں ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ
روزانہ کیا کام کرتا ہے ؟ یہی دیکھ لو بھٹو آج کہاں ہے ؟ کل کیا کر رہا تھا اور آج کہاں ہے۔اور
دیکھ لو ایک سال جیل میں رکھا' کس قدر ذلیل کیا۔ یہ کس کا کام ہے۔ بھٹو کو آخر تک یقین
نہیں آیا کہ مجھے کوئی پھانسی دے سکتا ہے۔ ضیاء تو مجھے سراسر ا کرتا ہے' مجھے پھانسی دے
سکتا ہے ؟اسے یقین ہی نہیں آتا تھا۔اسے پتہ ہی نہیں کہ اوپر والا کون ہے۔ کن طاقتوں کا وہ
مالک ہے۔وہ زیر کو زبر کر دے 'اوپر کو نیچے کر دے 'اللہ کو کبھی انسان نہ بھولے۔ کوئی چیز دنیا
کی ایسی نہیں جس پر آدمی تکیہ لگالے کہ نہیں یہ Chage نہیں ہو گی۔ ہر وقت سب کچھ اللہ
کے قبضے میں ہے۔اور یہ توحید ہے۔ میرے بھائیو! میں چاہتا ہوں کہ آپ توحید کو سمجھنے کی
بہت کوشش کریں۔ توحید بہت وسیع فیلڈ ہے۔اس توحید کی وجہ سے لوگ بہت اڑتے ہیں۔
بڑے اڑتے ہیں۔ خال خال لوگ ایسے ہیں جو شرک سے بچتے ہیں۔ توحید کی Opposite کیا
ہے ؟اس کا مقابل کیا ہے ؟۔۔۔ شرک۔۔۔ توحید کے مقابل شرک ہے۔اور سنت کے
مقابل بدعت ہے۔ اور قران مجید کی آیت وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلاَّ وَ هُمْ
مُشْرِكُوْنَ[12:یوسف:106] دنیا میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اللہ کو ماننے
والے ہیں لیکن مشرک ہوتے ہیں۔ آج نمازی' روزے رکھنے والے' حج کرنے والے' لاالہ الا
اللہ پڑھنے والے' اپنے آپ کو موحد کہنے والے ان کی اکثریت مشرک ہے۔انہوں نے سمجھا
ہی نہیں کہ توحید کیا ہے ؟شرک کیا ہے ؟جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی تھی۔ دیکھئے
یہ تیسرا پارہ ہے۔اور یہ آخر میں جاکر پچھلی طرف سے تیسرا یا چوتھا رکوع۔۔۔اپنے گھر جاکر
اس آیت کو نکال لینا اور باقی ان شاء اللہ العزیز اگلے جمعے کچھ نہ کچھ میں توحید کے بارے
میں مزید وضاحت کروں گا۔ لیکن آپ بھی اس سبق کو سمجھنے کی اور اس سبق کو پڑھنے کی
کوشش کریں۔ یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔اس کا ذرا ترجمہ سنئے!قُلْ

يَآاَهْلَ الْكِتَابِ یہ آیت جب اتر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے جب بادشاہوں کو خطوط لکھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد عرصہ جو دس سال کا مل گیا۔ جس میں یہ تھا کہ آئندہ اور مکے والوں کی جنگ نہیں ہو گی۔ یہ دس سال امن کے گزاریں گے۔ اس دور میں کوئی جنگ نہیں ہو گی۔ حضور ﷺ کو فرصت مل گئی۔ آپ نے بادشاہوں کے نام خطوط لکھنے شروع کئے۔ جو یہودی یا عیسائی ٹائپ کے بادشاہ تھے۔ ہر خط میں آپ یہ آیت لکھتے تھے۔ قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ اے اہل کتاب!۔۔۔ اہل کتاب سے کون مراد ہیں۔۔۔ یہودی اور عیسائی۔۔۔ موسیٰ اور عیسیٰ علیہا السلام کے ماننے والے۔ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ ان کو توحید کی دعوت دی جاتی۔ دیکھو نا۔۔۔ ہمارا ان کا فرق کیا ہے؟ بظاہر یہ فرق کہ عیسائی وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کو مانیں اور مسلمان وہ جو محمد ﷺ کو مانیں۔ اللہ نے ابھی یہ Chapter نہیں کھولا۔ یہ بحث نہیں چھیڑی۔ کہ میرے نبی محمد ﷺ پر ایمان لاؤ۔ پہلے توحید۔۔۔ اے اہل کتاب! تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اس ایک کلمے پر ہم جمع ہو جائیں۔ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے Common ہے۔ اب یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان میرے بھائیو! آپ پڑھے لکھے لوگ ہیں، اتنی سوجھ بوجھ ہر ایک کو ہے۔ کون سا کلمہ مشترک ہے؟ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰه ۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰه، ۔۔۔ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ نُوْحٌ نَبِىُّ اللّٰه ۔۔۔ سب لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ پر متفق ہیں۔ ہر شریعت میں اور ہر نبی کا یہ کلمہ تھا۔ آگے نبی کا نام۔۔۔ اور اس کا کوئی وصف۔۔۔ ہمارے لئے محمد رسول اللہ۔ یہودی بھی توحید کے قائل، عیسائی بھی توحید کے قائل اور مسلمان بھی توحید کے قائل۔ ان کو دعوت دی جا رہی ہے۔ اس آیت میں کم از کم اتنا تو اتفاق کر لیں جو چیز ہم میں پہلے سے مشترک ہے۔ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ یہ جو مشترک کلمہ ہے اس پر جمع ہو جائیں۔

اب اللہ اس لَاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کی وضاحت کرتا ہے۔ تین شقیں بیان کرتا ہے۔اس کلمے کی تین شقیں بیان کرتا ہے۔اس کلمے پر آکر جمع ہو جاؤ۔ ہمارے ساتھ اتفاق کرلو۔ ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے' وہ ہے: لَاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اب اس کا بیان ہے۔ لَاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کلمہ کیا کہتا ہے؟ پہلی بات اَلاَّ نَعبُدُ اِلاَّ اللّٰهُ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ پہلی شق' پہلی دفعہ۔۔۔دوسری دفعہ وَلَاَ نُشرِكَ بِهٖ شَيْئًا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔اب دیکھئے! کتنا فرق ہے۔لوگ سمجھتے ہیں۔ مزار پر جاکر سجدہ کرنا شرک ہے۔ دیکھیں یہاں اللہ کیا کہہ رہا ہے؟ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ اگر شرک صرف عبادات کا ہی نام ہے' سجدے ہی کا نام ہے تو پھر شریک بنا۔۔۔ یہ کہنے کی کیا بات ہے؟ کسی کو کیا ضرورت ہے؟ تو میرے بھائیو! اس بات کو خوب سمجھ لو۔ عمل بعد میں ہوتا ہے۔ پہلے ارادہ ہوتا ہے۔ پہلے خیال ہوتا ہے۔بعد میں عمل ہوتا ہے۔ایک آدمی کسی مزار پر سجدہ کرتا ہے۔ کسی مزار پر سجدہ کب کرے گا؟ جب اس کا یہ خیال ہوگا کہ یہ کچھ کرنے والا ہے۔ شرک پہلے ہوگیا۔ سجدہ بعد میں ہوگا۔اسے خوب سمجھ لیجئے گا۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ غیر کو سجدہ کوئی کب کرتا ہے۔ غیر کو کوئی مشکل کشا سمجھ کر کوئی کب پکارتا ہے؟ جب اس کا عقیدہ پہلے یہ بن جاتا ہے کہ وہ میری سنتا ہے۔ اور وہ میری مشکلیں دور کرتا ہے۔ تو شرک جو ہے پہلے ذہنی چیز ہے' پھر عملی چیز بنتی ہے۔اب میرے ذہن میں ہے معاذ اللہ میں سمجھانے کیلئے کہتا ہوں۔ حضرت علی مولا مشکل کشاہ' مشکلیں دور کرنے والے' میرا یہ عقیدہ ہے۔ میرے یہ ذہن میں بات ہے۔ اب میں کہوں۔ علی مولا' علی مولا' علی مولا۔۔ میں کروں گا۔ اور اگر میرے ذہن میں یہ ہو کہ حضرت علی خود محتاج تھے۔ وہ اپنی جان نہ بچا سکے۔ ابن ملجم نے خنجر مار کر شہید کر دیا۔ جب وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے۔ تو وہ مشکل کو کیا دور کریں گے۔وہ مشکل کشا نہیں تھے۔ میں کبھی علی مولا' علی مولا' علی مولا نہیں کروں گا۔ آدمی مشرک پہلے ہوتا ہے' غیر اللہ کو سجدہ بعد میں کرتا ہے۔ مزار پر بعد میں جاتا

ہے۔ مشکل کشا کسی کو بعد میں کہتا ہے' پہلے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم عملی' قولی' فعل اور مالی طور پر اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی کو ذہنی طور پر بھی اللہ کا شریک نہ بنائیں۔ کہ کوئی اللہ جیسی صفات رکھتا ہے۔ کوئی اللہ جیسے کام کر سکتا ہے۔ کوئی اللہ کی ذات میں شریک ہے۔ اس کا بیٹا ہو' یا اس کے نور میں سے نور ہو۔ ہم ذہنی طور پر بھی اللہ کا کوئی شریک نہ بنائیں۔ دو شقیں ہو گئیں۔ تیسری شق وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [3:آل عمران:64] ایک دوسرے کو رب بھی نہ بنائیں۔ یہ تیسری شق ہے لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ یہ تین چیزیں ہیں۔ جب تک یہ تین شقیں نہ ہوں اللہ کو ایک ماننے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ اب یہ کیا چیز ہے؟ یہ ترمذی شریف میں حدیث ہے۔ حضرت عدی بن حاتم مسلمان ہو گئے۔ آکر کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ میں نے اللہ کا کلام سنا ہے۔ اللہ کا کلام میں نے پڑھا ہے۔ اللہ ہمارے بارے میں کہتا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے بارے میں اللہ کہتا ہے کہ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ [9:التوبہ:31] کہ ان یہودیوں نے اور عیسائیوں نے اپنے اَحْبَارَهُمْ اپنے عالموں وَرُهْبَانَهُمْ اور اپنے صوفیوں کو خدا بنا رکھا ہے۔ اللہ نے یہ کیا کہہ دیا۔۔۔ ہم نے کبھی کسی مولوی کو خدا نہیں سمجھا۔ اللہ نے یہ قرآن میں کیا کہہ دیا؟ یہ سورۃ توبہ میں آیت ہے۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ انہوں نے بنا رکھا ہے۔ اَحْبَارَهُمْ حبر کی جمع ہے یعنی اپنے عالموں کو۔ رُهْبَانَهُمْ راھب کی جمع اپنے صوفیوں کو اَرْبَابًا رب کی جمع۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے سوا۔۔۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! قرآن مجید میں جو اللہ نے بات کہی ہے۔ یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے بالکل ایسا کبھی نہیں کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن کی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا اے عدی! تو' تو بتا کیا تمہارا یہ طریقہ نہیں تھا کہ جو تمہارے مولوی کہہ

دیں وہی مسئلہ۔۔۔ حلال کہہ دیں تو حلال' حرام کہہ دیں تو حرام۔۔۔ ہاں یا رسول اللہ ﷺ بات تو ایسے ہی تھی۔ فرمایا: یہی تو رب بنانا ہے۔ (رواہ الترمذی ابواب التفسیرالقرآن' تفسیر سورۃ التوبۃ عن عدی بن حاتم رضی اللّٰہ عنہ) اور کہیئے! آج کل ہمارا حال کیا چل رہا ہے؟ اب دیکھ لو آپ حنفی۔۔۔ نماز حنفی طریقے کی' روزہ حنفی طریقے کا۔۔۔ نکاح طلاق حنفی طریقے کا' ہر معاملہ حنفی طریقے کا۔ اب کوئی پوچھے امام ابو حنیفہؒ کون تھے؟ تو جوان کی ہر بات کو دین سمجھتا ہے۔ تیرا مذہب ان کا قول ہے۔ وہ کون تھے؟ کیا اللہ نے ان کو اس کام پر مقرر کیا تھا؟۔۔۔ نہیں مقرر تو نہیں کیا تھا؟ پھر تو نے خود ہی بنا لئے۔ کہ ہاں ہے تو پنچایتی سا معاملہ۔ ہم نے خود ہی بنایا ہے۔ میرے بھائیو! اپنے دل سے پوچھ کر دیکھئے۔ ہم میں سے بہت سے دوست حنفی ہوں گے' دیوبندی خیال کے۔ آپ اپنے دل سے پوچھیئے! کہ میں جو حنفی ہوں' دیوبندی ہوں' تجھے حنفی ہونے کیلئے کس نے کہا؟ کیا اللہ نے کہا؟ کہ تو حنفی بن جا۔ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کر۔ کیا اللہ کے رسول ﷺ نے کہا ہے کہ تو حنفی بن جا۔ امام ابو حنیفہ کی تقلید کر' کیا خود امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ میری تقلید کر۔ حنفی بن جا۔ آپ کا دل کیا جواب دیتا ہے؟ نہیں اللہ نے بھی نہیں کہا۔ کہیں قرآن میں بھی نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی نہیں کہا اور خود امام ابو حنیفہؒ نے بھی نہیں کہا۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ حضور ﷺ کے کہیں ستر اسی سال بعد جا کر پیدا ہوتے ہیں۔ پھر تو حنفی کیوں ہے؟ تو انکی ہر بات کو دین سمجھتا ہے؟ فتویٰ لینے آیا ہے کہ میں نے بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی دفعہ دے دیں۔ حرام حرام۔۔۔ جب تک حلالہ نہ ہو حرام۔ اب وہ نہیں حلال ہو سکتی۔ اور میں کہتا ہوں کہ نہیں اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ تین طلاقیں' تین چانس ہیں۔ تین مواقع دیئے جاتے ہیں۔ اگر تو نے تین دفعہ کہہ دیا۔ ایک ہی موقع پر دس دفعہ کہہ دیا تو وہ ایک موقع ہے۔ تو غصے میں ہے' تو بھرا ہوا ہے۔ ایک دفعہ کہہ تو دس دفعہ کہہ تو ہزار دفعہ کہہ۔ یہ ایک چانس ہے۔ اللہ تجھے زندگی میں تین موقعے ایسے دیتا ہے کہ اگر تو اس کو طلاق دے گا۔ ایک وقت میں خواہ سو (100) دے۔ (بلوغ المرام کتاب النکاح

باب الطلاق ' مسند احمد ص165) خواہ دس دے جا تیری بیوی تیرے لئے حلال ہے۔ اگر عدت نہیں گزری تو بغیر نکاح کے تو اس سے صحبت کر سکتا ہے۔ وہ تیری بیوی ہے۔ اور اگر عدت گزر چکی ہے تو نکاح دوبارہ ہو سکتا ہے۔ یہ طلاق رجعی ہے۔ نہیں جی! توبہ توبہ۔۔۔! ہم حنفی۔۔۔ عورت حرام۔۔۔ حلالے کے بغیر حلال ہو سکتی ہی نہیں۔ اب یہ بات کہاں سے پیدا ہوئی۔ یہ وہی بات جو حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے کہی تھی کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ کہتا ہے کہ یہودیوں نے اپنے عالموں کو خدا بنا رکھا تھا۔ ہم نے تو نہیں بنایا تھا۔ فرمایا کیا تمہاری یہ عادت نہ تھی جو کہ عالم کہہ دیتے تھے' تم اس کو سمجھتے تھے کہ یہ جائز ہے' جس کو ناجائز کہتے تم اس کو ناجائز سمجھتے۔ یہ حلال۔۔۔ یہ حرام۔۔۔ حالانکہ جائز اور ناجائز کہنا۔ حرام اور حلال کہنا یہ صرف اللہ کا کام ہے۔ نبی بھی نہیں کر سکتا۔

میرے بھائیو! اس بات کو خوب سمجھ لو۔ یہ توحید کا سبق پڑھ رہے ہیں۔ نبی کو یہ حق نہیں کہ کسی چیز کو حلال کہہ دے۔ کسی کو حرام کہہ دے۔ جب تک اللہ نہ کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے شہد کے بارے میں قسم کھالی کہ میں آئندہ نہیں کھاؤں گا۔ اپنے نفس پر اس کو حرام کر لیا۔ اور بیویوں سے کہہ دیا کسی سے نہ کہنا' بالکل کسی سے ذکر نہیں کرنا کہ میں نے قسم کھالی ہے۔ شہد کو حرام کر لیا۔ کسی سے ذکر نہیں کرنا۔ لوگ بھی پھر حرام سمجھ لیں گے۔ یہ میں نے اپنی ذات کیلئے کیا ہے۔ فوراً وحی آگئی۔ حضور ﷺ تو اس کو راز میں رکھنا چاہتے تھے۔ بیویوں کو روک رہے ہیں۔ کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اللہ قرآن میں فرما رہا ہے۔ اے نبی! لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ [66:تحریم:1] تو کیوں حرام کرتا ہے جس کو اللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے؟ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ [16:النحل:116] اپنی زبان سے نہ کسی چیز کے بارے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ میں ہر چیز کا خالق ہوں۔ ہر چیز کا مجھے حق ہے کہ میں کہوں کہ اس کا یہ مصرف ہے اور اس کا یہ مصرف ہے۔ یہ حلال ہے' یہ حرام ہے۔ دیکھو! یہی مرغی ہے ناں اگر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح نہیں کی' مر گئی' حرام اور چھری پھیر

دی۔ مر پھر بھی گئی۔ وہ حلال۔ یہ فرق کیوں ہے ؟ بغیر ذبح کئے بکری مر گئی حرام اس پر آپ نے چھری پھیر دی وہ حلال۔ یہ فرق کیوں ہے ؟ صرف یہ کہ وہ اللہ کا حکم ہے اور یہ اللہ کا حکم نہیں ہے۔ گوشت وہی، جنس وہی، چیز وہی، سب کچھ وہی۔۔۔ خدا کہتا ہے اس بکری کا میں خالق ہوں۔ مجھے حق ہے کہ میں کہوں یہ حلال ہے۔ اس سؤر کا میں خالق ہوں سؤر کو میں کہتا ہوں کہ یہ حرام ہے۔ اب جو سؤر کھائے گا وہ حرام کھاتا ہے۔ جو بکری کھاتا ہے وہ حلال کھاتا ہے۔ میں خالق ہوں۔ اگر بسم اللہ پڑھ کر کھائے گا تو حلال ہو گی اگر بسم اللہ کے بغیر مر جائے اگر کھائے گا تو حرام کھائے گا۔ بسم اللہ پرمٹ ہے۔ بسم اللہ لائسنس ہے۔ اگر بسم اللہ پڑھ لی۔ پھر حلال کیا تو اللہ سے پرمٹ لے لیا اور اگر وہ پہلے پہلے مر گئی پرمٹ نہیں لیا۔ وہ حرام ہو گئی۔ کیونکہ خدا نے اجازت نہیں دی۔ جس نے اس کی روح بنائی تھی۔ جس نے اس کے جسم کو پیدا کیا تھا۔ اس کا پرمٹ نہیں ملا۔ اس کی طرف سے اجازت نہیں ملی۔ وہ چیز حرام ہو گئی۔ لیکن آج لوگوں نے کیا کر رکھا ہے ؟ جو امام کہہ دے، جو پیر کہہ دے، جو فقیر کہہ دے، یہ میرے بھائیو! توحید کے منافی ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ جو تقلید کرتا ہے، کسی امام کی اور یہ سمجھتا ہے کہ جو امام نے کہہ دیا وہ دین ہے۔ وہ شرک کرتا ہے۔ وہ مشرک ہے۔ یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَ رُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ذہنی طور پر اللہ کا کسی کو شریک نہ سمجھو۔ اور اپنے عالموں کو اور صوفیوں کو وہ درجہ نہ دو کہ تشریعی درجہ ان کو حاصل ہو کہ وہ جس چیز کو حرام کہیں وہ حرام۔ پھر آگے فَاِنْ تَوَلَّوْا اس آیت کے بعد دوسرا جملہ فَاِنْ تَوَلَّوْا اگر عیسائی ان تینوں شقوں کو قبول کر لیں تو ٹھیک وہ بھی اس کلمے کو مانتے ہیں۔ اس توحید کو مانتے ہیں۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا اگر وہ اس بیان کو نہ مانیں فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اے یہودیو! اے عیسائیو! تم گواہ رہو کہ تم اس کلمے کو نہیں مانتے۔ ہم اس کلمے کو مانتے ہیں۔ سو میرے بھائیو! یہ بات بڑی صاف اور واضح ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے بعد کسی کو یہ درجہ دیتا ہے، کسی کو دین میں دخیل کرتا ہے اس کے تحت وہ

دین کو لیتا ہے۔ کہ جو وہ کہے وہ دین ہے تو وہ مشرک ہے۔ نہ اس کی نماز قبول نہ اس کا روزہ قبول۔ جب کلمہ ہی ٹھیک نہیں تو توحید کہاں سے ٹھیک ہوئی۔ اور جب توحید نہیں تو اسلام کہاں رہا۔ اور جب اسلام نہیں تو نماز کہاں رہی۔ سو اس بات کو خوب سمجھ لو۔ اب گھر جا کر اس آیت کو دیکھنا اور سمجھنا اور پھر اپنے آپ کو ٹھیک کرنا۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان

خطبہ نمبر 62

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُوْرًا [17:الاسراء:19]

میرے دوستو اور بھائیو! یہ عید الاضحیٰ ہے۔ جس کا دوسرا نام عید الضحایا ہے اور جس کو لوگ غلطی کی وجہ سے عید الضحیٰ کہتے ہیں۔ اگر عید الضحیٰ کوئی عید ہو تو پہلی عید ہو سکتی ہے کیونکہ وہ آٹھ نو دس بجے پڑھی جاتی ہے۔ "ضحیٰ" کے معنی ہوتے ہیں چاشت کے۔ نو دس بجے کا وقت۔۔۔ تو اس لئے یہ عید الضحیٰ نہیں عید الاضحیٰ ہے یا عید الضحایا ہے۔ یہ عید قربانی کی عید کہلاتی ہے۔ اللہ تعالے ہمیں مختلف موقعے مہیا کرتا رہتا ہے تاکہ ہم اپنی آخرت کی کچھ کمائی کر سکیں۔ جس طرح سے دنیا کی روزی کمانے کے بے انتہا طریقے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کوئی ریڑھی سے روزی کما رہا ہے کوئی زمینداری سے کوئی نوکری سے کوئی تجارت سے کوئی کسی کام سے کوئی کسی کام سے۔ کوئی محنت مزدوری کر کے غرضیکہ بے انتہا

طریقے ہیں۔ اس دنیا کے کمانے کے اور پیٹ بھرنے کے۔ اسی طرح سے اللہ نے بہت سی صورتیں ایسی رکھی ہیں کہ آدمی اپنی آخرت کی کمائی کر سکے۔ میرے بھائیو! دنیا میں ہمارے یہاں آنے کا مقصد' یہاں رہنے کا مقصد کیا ہے؟ یہ نہیں کہ ہم اپنی دنیا بنائیں۔ مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی آخرت بنالیں۔ دنیا تو مل ہی جاتی ہے۔ جب دنیا میں آگئے تو دنیا تو مل ہی گئی۔ جو آپ کی قسمت میں ہے' جو آپ کے حصے میں ہے۔ کمانے کا موقع جو ہے وہ حقیقت میں آخرت ہے۔ اور آخرت کی کمائی کیسے ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ مختلف صورتیں پیدا کرتے رہتے ہیں' مختلف مواقع پیدا کرتے رہتے ہیں۔ کہ اب کام بنالے۔ اور یہ جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے پندرھویں پارہ کی ہے: وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ جو آخرت چاہتا ہے کہ میری آخرت ٹھیک ہو جائے۔ وَ سَعٰی لَھَا سَعْیَھَا اور پھر آخرت کی کوشش کرتا ہے۔ وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ بشرطیکہ اس کا ایمان درست ہے۔ فَاُولٰئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا میں ایسے لوگوں کی ہر محنت کی قدر کروں گا۔ یہ قرآن کی آیت ہے۔ جس کا یہ ترجمہ ہے۔ اب دیکھو دو باتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس میں کہ جو آخرت چاہتا ہے اور آخرت کی کوشش بھی کرتا ہے۔ آخرت کی کوشش کیسی کوشش ہوتی ہے؟ جس میں نیت یہ ہو کہ مجھے اس کے نمبر آخرت میں ملیں۔ کون سا ہمارا عمل آخرت کا عمل کہلائے گا۔ توجہ سے سمجھئے اور سنیئے! وہ عمل آخرت کا عمل ہوگا۔ جو آخرت کی نیت سے کیا جائے جس میں دنیا کا دخل نہ ہو۔ دنیا کی شہرت' دنیا کا کوئی مفاد' دنیا کی کسی قسم کی غرض و غایت اس میں شریک نہ ہو۔ صرف یہ ہو کہ اللہ راضی ہو۔ وہ میرے اس عمل کو قبول کرے۔ اور مجھے اس کا بدلہ ملے۔ دوسری شرط کیا ہے؟ وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ بشرطیکہ وہ مؤمن بھی ہو۔ اس کے ایمان میں دو شرائط پائی جاتی ہیں۔ پھر خدا اعلان کرتا ہے۔ فَاُولٰئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا ان کے پھر ہر عمل کی قدر کی جائے گی۔ اس کے باقاعدہ نمبر دیئے جائیں گے۔ اس کا صلہ دیا جائے گا۔ یہ صورت ہے۔ اب دیکھئے! ہر عمل کے قبول ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ جو اسی آیت کے اندر موجود

ہیں۔ایک تواخلاص ۔۔۔اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ یہ کام صرف اللہ کے لئے اس کی رضا کے لئے ہو کہ مجھے آخرت میں اس کابدلہ ملے۔اگراس میں کسی قسم کی نمود کادخل ہے' یادنیا کی کسی غرض کادخل ہے توآخرت کا عمل نہیں ہوتا۔اور اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔اگر آپ نے دس ہزار کی قربانی خریدی ہے اور آپ اخبار میں فوٹو دے رہے ہیں توآپ کاکیاخیال ہے کہ آپ کی یہ قربانی قبول ہوگی۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ یہ کھیل اور تماشہ ہے۔یہ قربانی نہیں۔میرے بھائیو! توجہ سے سنو!ہم نے یہ سمجھاہی نہیں ہے کہ ہمیں آخرت میں امتحان دیناہے۔اور اس میں پاس ہوناضروری ہے۔اگرپاس نہ ہوئے تودوزخ میں جائیں گے۔یہ ہمیں بالکل فکر نہیں ہے۔ مسلمان وہ ہوتاہے جودنیامیں آکرآخرت کیلئے کوشش کرتاہے۔ہر عمل میں اس کے ذہن میں یہی بات ہوتی ہے کہ اللہ میرے اس عمل کوقبول کرلے۔تواس کے لئے پہلی شرط تو یہ ہے کہ وہ عمل اللہ کی رضاکیلئے ہو۔دوسری شرط کیاہے ؟اس پر محمدی مہر ہو۔اس عمل کاطریقہ محمد ﷺ نے بتایاہو۔وہ خودساختہ نہ ہو' وہ پنچائتی نہ ہو' مولویوں کاگھڑاہوانہ ہو۔ہر عمل پر محمدی مہر ہو۔

پوری توجہ سے سن لیجئے!جس عمل پر محمدی مہر نہیں خدا کے ہاں اس کی ایک کوڑی بھی قیمت نہیں پڑے گی۔بلکہ وہ آدمی بدعتی کہلائے گا۔اور اللہ کے نزدیک وہ آدمی ملعون ہے۔دیکھئے!کتنی خطرناک بات ہے۔لیکن آج کل لوگ اپنی طرف سے دین بنارہے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ سمجھ رکھاہے کہ ابھی دین پورانہیں ہوا۔دھڑادھڑ' دھڑادھڑ ہر سال اس میں کچھ نہ کچھ شامل کیاجاتاہے۔اور جہلاء یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ اسلام ہے۔ میرے بھائیو!وہ مسلمان ہی کیاہواجسے یہ پتہ نہ ہوکہ اسلام کسے کہتے ہیں ؟ آپ اپنے دل سے پوچھئے!آپ کوپتہ ہے کہ اسلام کیاچیز ہے'اسلام کسے کہتے ہیں ؟آپ کاذہن یہی کہتاہے جو مسلمان کرتے ہیں وہ اسلام ہے'عام طور پر آج کامسلمان یہ سمجھتاہے کہ جو مسلمان کرتے ہیں وہ اسلام ہے۔خداکہتاہے یہ بکواس ہے' یہ جھوٹ ہے۔اسلام وہ ہے جو میں نے کہااور محمد ﷺ لایاہے۔ اوروہ سب جعلی چیزیں ہیں جواس زمین پر بنی ہیں جو مولوی نے بنائی ہیں' جو پیروں نے بنائی ہیں' جو جاہلوں نے بنائی ہیں' خواہ وہ درود ہو' خواہ وہ سلام ہو' خواہ وہ عید

میلاد ہو' خواہ وہ امام جعفر صادق کے کونڈے ہوں' خواہ وہ گیارھویں ہو۔ جو چیز لوگوں نے خود بنائی ہے وہ بدعت ہے۔ اللہ کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ وہ اسلام کا نام نہیں۔ خدا کیلئے یہ تعریف یاد کر لو کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسلام وہ ہے جو محمدی ہے۔ اسلام وہ ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے۔ اسلام وہ نہیں جو ملکوں میں بنا ہے' جو پاکستان میں کچھ' بغداد میں کچھ' انڈیا میں کچھ' کسی جگہ کوئی نذر دی جارہی ہے' کسی جگہ کسی کی نیاز دی جارہی ہے۔ پاکستان کے پیروں کو عرب والے نہیں جانتے۔ خدا کہتا ہے لوگو! یہ بھی نہ کہنا کہ معبود دو ہیں۔ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ نہیں چار' دس سو کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معبود تو دو بھی نہیں ہو سکتے۔ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ [16:النحل:51] معبود صرف ایک ہے۔ جو تمام زمین کا' آسمان کا کائنات کا مالک ہے۔ طریقہ وہی اللہ کو مطلوب ہے۔ جو طریقہ اللہ نے بتایا ہے۔ وہ نکاح اور طلاق کا طریقہ ہو' وہ روزے اور حج کا طریقہ ہو' مسلمان کے لئے صرف وہ کام کرنا جائز ہے جو آسمانی ہے جو محمدی ہے۔ جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان مرتا ہے اس کا انٹرویو لیا جاتا ہے۔ مَادِیْنُكَ دنیا میں تیرا دین کیا تھا۔ (رواہ احمد و ابوداؤد ' مشکوۃ کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر عن براء بن عازب رضی اللّٰہ عنه) اور وہ کیا کہے گا۔ لَاأَدْرِیْ مجھے تو پتہ ہی نہیں' پزل ہو جائے گا۔ چونکہ وہ دین وہ چلاتا رہا ہے جو لوگوں نے بنایا ہے۔ اگر اس نے دین کو سمجھا ہو تو کہے گا کہ میرا دین تو اسلام ہے۔ میں نے کبھی کوئی کام نہیں کیا جو محمد ﷺ سے ثابت نہیں۔ جس کا طریقہ محمد ﷺ نے نہیں بتایا۔ میں وہ کام کبھی نہیں کرتا۔ مسلمان وہ ہوتا ہے۔ دیکھ لو میرے بھائیو! لوگوں نے اذان' صلاۃ و سلام پہلے آگے پیچھے بنالی۔ کبھی دل سے پوچھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان ہوتی تھی۔ کہ نہ کوئی صلاۃ کوئی سلام' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب کیا معانی ہوئے جو آدمی اپنی طرف سے دین میں "گرنتھ" کرتا ہے۔ اس کے معانی یہ ہوتے ہیں کہ نبی ﷺ (نعوذ باللہ

) ست تھایاناکارہ تھا۔ وہ دین کو مکمل نہیں کر سکا۔ اب دین کو مکمل ہم کریں گے۔ بدعت کے یہ معانی ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ دعویٰ کر کے گئے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الاَخْلاَقِ وَ مَحَاسِنَ الاَعْمَالِ (رواہ فی شرح السنۃ عن جابر رضی اللّٰہ عنہ) کہ میں دنیا میں آیا ہی اس لئے ہوں کہ دین کو مکمل کر کے جاؤں۔ کوئی خوبی ایسی نہیں جو مسلمان کے لئے جمال ہو۔ حسن ہو زینت ہو اور وہ محمد ﷺ نے نہ بتائی ہو۔ لوگوں نے کی قدر کی محمد ﷺ کی؟ جب لوگوں نے بدعتیں خود گھڑنی شروع کر دیں اور کمال یہ ہے کہ عاشق بھی وہی بنتے ہیں جو بدعتی ہوتے ہیں۔ بات دور چلی گئی' میں صرف تمہید کے طور پر آپ سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ خدا کے لئے مسلمان ہونے کی کوشش کرو۔ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ خدا ہمارے ساتھ مسلمانوں والا سلوک نہیں کرتا۔ اب کیا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ سارا کفر اکٹھا ہو گیا۔ دیکھ لو انڈیا' امریکہ' روس' سب اکٹھے ہو گئے اس دور میں' اس زمانے میں' جو کہ بے نظیر کا دور ہے۔ بے نظیر ہے۔ سب کفر اکٹھا ہو گیا کہ اب یہ بہترین موقع ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ اگر ہم مسلمان ہوتے کفر بھی کبھی اکٹھا نہ ہو سکتا۔ اللہ کو یہ نقلی اسلام' یہ رسمی اسلام' یہ پدری اسلام' یہ خاندانی اسلام' بالکل قبول نہیں۔ بالکل قبول نہیں۔ اب یہ قربانیاں کریں گے نا۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے' ہم جو جانور ذبح کرتے ہیں اور گوشت بیچ نہیں سکتے۔ اللہ کی راہ میں صدقہ کریں' کسی دوست کو دیں' کسی عزیز کو دیں' مسلمان کو دیں' بیچ نہیں سکتے۔ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا سُنَّتُ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ (رواہ احمد ' ابن حبان' مشکوۃ کتاب الصلوۃ' باب فی الاضحیۃ عن زید بن ارقم رضی اللّٰہ عنہ) یہ قربانی کیوں متعارف (Introduce) کروائی گئی۔ اگر یہ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ تو ابراہیم علیہ السلام سے اللہ نے یہ کہا تھا کہ بیٹے کو ذبح کر دے۔ خدا صرف دیکھنا چاہتا تھا۔ Test تھا۔ اور خواب میں دکھایا۔ حالانکہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام خواب

دیکھتے ہیں اور وہ خواب بیٹے کو بتاتے ہیں۔ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ [37:الصّٰفّٰت:102] اے بیٹا! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں' تیری قربانی دے رہا ہوں۔ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی تیری کیا رائے ہے؟ بیٹا فوراً سمجھ گیا کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ کہنے لگے یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ لا جان جو اللہ کا حکم ہے کر ڈالو۔ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ [37:الصّٰفّٰت :102] آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھی' بیٹے کو لٹادیا اور چھری پھیر دی۔ چھری چلادی۔ جب اپنی طرف سے ذبح کر چکے تو دیکھنے لگے تو حیران رہ گئے بیٹا پاس کھڑا ہے اور دنبہ ذبح پڑا ہے۔ ایسی صفائی اور اتنی جلدی کہ ابراہیم علیہ السلام کا ہاتھ نہیں اٹھایا۔ یوں نہیں کیا۔ کچھ نہیں کیا۔ کمال یہ ہو گیا کہ پتہ بھی نہیں لگا' دنبہ ذبح ہو گیا اور بیٹا پاس کھڑا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کہ خواب تو پورا نہیں ہوا۔ دوبارہ ارادہ ہوا کہ میں خواب کو پورا کروں۔ اللہ نے کہا کہ نہیں قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دیا۔ تو نے چھری چلادی۔ یہ تو میرا فعل تھا۔ تیرے بیٹے کو ذبح کروانے کی ضرورت کیا تھی؟ میں تو تیرا دل دیکھنا چاہتا تھا۔ کیا تیرے دل میں یہ جذبہ ہے کہ اگر مجھے خدا کہے کہ بیٹے کو ذبح کر دے تو ذبح کر سکتا ہے۔ اگر خدا کہے مال دے دے تو سارا دے سکتا ہے؟ اگر خدا کہے گھر بار چھوڑ دے تو گھر بار خدا کی خاطر چھوڑ سکتا ہے۔ خدا کو ضرورت کیا ہے؟ خدا تو صرف ہمارے ایمان کو دیکھنا چاہتا ہے۔ تو نے خواب سچا کر دکھایا۔ یہ میرا فعل تھا کہ میں نے بیٹے کی جگہ دنبے کی قربانی تیرے ہاتھ سے کروادی۔ اب میں جو بھی مسلمان ہو گا اس کے لئے یہ سنت بناتا ہوں کہ وہ ہر سال قربانی دیا کرے۔ لیکن ان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا Origin اس کی بنیاد کیا ہے؟ کہ اب تو تو بکرا ذبح کر' گائے ذبح کر' بھیڑ ذبح کر' بکری ذبح کر' لیکن ذہن کو سمجھائے رکھ کہ اگر ضرورت پڑ گئی تو تجھے بیٹا بھی قربان کرنا پڑے گا۔ اور اگر تیری قربانی کے پیچھے یہ سپرٹ نہیں تو پھر یہ صرف

گوشت کا دھندہ ہے' بیکار ہے۔ ایسی قربانیاں تو کافر بھی کر لیتے ہیں اور آج حال دیکھ لو مسلمانو! جس میں قربانی کا تصور ہو وہ قوم کبھی بز دل ہو سکتی ہے ؟ وہ قوم کبھی بک سکتی ہے ؟ ایسی غدار اور بے وفا ہو سکتی ہے ؟ جیسے آج کل پاکستان کبھی نہیں۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ ہماری قربانیاں اللہ کے ہاں بالکل قبول نہیں ہوتیں۔ آپ قربانی کا جانور لینے سے پہلے اس کا سینگ دیکھتے ہیں کہ ٹوٹا ہوا تو نہیں' اس کان دیکھتے ہیں۔ کیا سینگ آپ کھاتے ہیں؟ نہیں۔ نہ سینگ کھانا' نہ کان کھانا' لیکن دیکھتے ہیں تو اس کی آنکھ دیکھتے ہیں' اس کی ٹانگوں کو دیکھتے ہیں ؟ کیوں ؟ کہ اگر اس کا سینگ ٹوٹا ہوا تو قربانی نہیں ہو گی۔ اگر اس کی آنکھوں میں کوئی کجی ہوئی تو قربانی نہیں ہو گی۔ لنگڑا' لولا ہو گا تو قربانی نہیں ہو گی۔ خدا کہتا ہے ارے مسلمان! تجھے غیرت نہیں آتی تو جانور کو دیکھتا ہے۔ اپنے آپ کو نہیں دیکھتا۔ میں کوئی تیری قربانی کا گوشت کھاؤں گا۔ لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَ لاَ دِمَآئُھَا تیری قربانی یہیں رہ جاتی ہے۔ نہ اس کا گوشت اللہ تک جاتا ہے اور نہ اس کی کھال اللہ تک جاتی ہے۔ وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ [22:الحج:37] خدا تیرے دل کو دیکھتا ہے۔ جب تو منڈی میں جاتا ہے' جانور کو دیکھتا ہے کہ یہ قربانی کے لائق ہے کہ نہیں۔ خدا دیکھتا ہے کہ یہ مسلمان ہے کہ نہیں؟ اور بدعتی کوئی مسلمان نہیں ہوتا۔ بے غیرت ۔۔ دیوث۔۔ کوئی مسلمان نہیں ہوتا۔ مسلمان وہ ہوتا ہے جو اسلام کو ذلیل ہوتے دیکھ کر کبھی برداشت نہ کر سکے اور کافر کون ہوتا ہے ؟ منافق کون ہوتا ہے ؟ جو اسلام کی ذلت کو دیکھتا ہے اور اسے کچھ پرواہ نہیں۔ دیکھو !اللہ نے قانون بنا دیا۔ اب اگر آپ چاہیں تو ان باتوں کو قیاسی کہیں گے۔ مولوی اپنے پاس سے ہی کہہ رہا ہے۔ اب قرآن سنیئے! ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ میرا عمل قبول ہو گیا کہ نہیں۔ اگر آپ کے دل میں یہ تڑپ ہو کہ میری قربانی قبول ہوئی کہ نہیں تو آپ قرآن مجید کا چھٹا پارہ' سورۃ المائدہ کھول کر دیکھ لیں۔ اللہ نے اعلان کروایا ہے کہ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ[5:المائدہ:27] میں قربانی صرف اس آدمی کی قبول کرتا ہوں جس کے

دل میں میرا ڈر ہے اور جو مجھ سے ڈرتا نہیں میں اس کی قربانی قبول نہیں کرتا۔ یہ سورۃ المائدہ چھٹا سپارہ ہے۔ جا کر قرآن کھول کر دیکھ لیں اور اللہ نے واقعہ بھی سنادیا آدم علیہ السلام کے دو بیٹے کسی بات پر جھگڑ پڑے۔ ان کو آدم علیہ السلام نے جو کہ نبی تھے حکم دیا کہ تمہارے سچ اور جھوٹ کا پتہ اس وقت لگے گا جب تم دونوں قربانیاں دو گے۔ جس کی قربانی قبول ہو گی وہ سچا اور جس کی قربانی قبول نہیں ہو گی وہ جھوٹا۔ دونوں نے قربانیاں پیش کیں۔ ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی قربانی Reject کر دی گئی۔ اور کیا کہا گیا؟ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ تیرے دل میں اللہ کا ڈر نہیں تھا۔ اس لئے تیری قربانی کو اللہ نے قبول نہیں کیا اور اللہ کے ڈر کی نشانی کیا ہے؟ کہ جب گناہ کا وقت آجائے تو آپ کے دل میں خوف خدا پیدا ہو جائے۔ اور جب گناہ کو آپ کھیل سمجھتے ہوں' تفریح سمجھتے ہوں' کوئی ڈر ہی نہ ہو میرے بھائیو اوہ مسلمان ہی نہیں۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ میں صاف بات کہتا ہوں اور کوئی بات ان میں سے رد نہیں کی جاسکتی۔ دیکھو نا! بچہ ماں باپ سے ڈرتا ہے۔ جب تک ڈرتا رہتا ہے اس وقت تک وہ سعادت مند رہتا ہے۔ اور جب اس کے دل سے والدین کا ڈر نکل جاتا ہے۔ وہ بے حیا' بے وفا اور غدار ہو جاتا ہے۔ چلو سنبھل جائے تو پھر لاپرواہ ہو ہی جاتا ہے لیکن بندہ تو اللہ کا اتنا محتاج ہے' اتنا محتاج ہے کہ کچھ بھی بن جائے۔ دنیا میں وہ کچھ بن جائے۔ خدا کیلئے وہ کچھ بھی نہیں۔ خدا آن کی آن میں' اس کا تختہ الٹ دیتا ہے۔ اس لئے مسلمان وہ ہوتا ہے جو ہر وقت' ہر وقت خدا سے ڈرتا ہے اور خصوصاً جب گناہ کا وقت آجائے تو وہ ہتھیار گرا دے کہ نہیں نہیں میں یہ کام نہیں کرتا۔ لیکن ہم اس بات کی پرواہ ہی نہیں کرتے اور میرے بھائیو! ہم خوش کب ہوتے ہیں۔ جب ہم بڑے امیر ہو جاتے ہیں۔ الیکشن میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ہائے ہائے لوگ اپنا کیسے دین ایمان بیچتے ہیں۔ اس جھوٹی کرسی کیلئے اور جس کو کچھ مل جائے جاہل لوگ اس کو بڑا خوش نصیب' خوش بخت' خوش قسمت سمجھتے ہیں لیکن میں آپ سے عرض کر دوں۔ اللہ کہتا ہے ارے بدبخت! دنیا کی کسی نعمت پر خوش نہ ہو' یہ میری محبت کی دلیل نہیں' یہ میرے راضی ہونے کی دلیل نہیں۔ اگر تیرے دل میں کبھی یہ خیال پیدا ہو

سن لو! آپ کے دل میں کبھی یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ اللہ مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے اور یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر انسان ذرا بھی کبھی سوچے تو اللہ کیا کہتا ہے ؟ اگر تجھے یہ خیال ہو کہ اللہ مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے تو یہ دیکھا کر میں نے تجھے نعمتیں کیا کیا دی ہیں۔ اگر میں نے تجھے وہ نعمتیں دی ہیں جو میں کافروں کو بھی دیتا ہوں' تو کبھی نہ سمجھ کہ میں تجھ سے راضی ہوں۔ وہ دیکھ! کیا تیرے پاس وہ نعمت ہے جو میں اپنے دوستوں کو دیتا ہوں۔ اگر تیرے پاس وہ نعمت ہے جو میں اپنے دوستوں کو دیتا ہوں تو پھر تو سمجھ کہ تجھ سے راضی ہوں۔ تو میرا پیارا ہے اور واقعتاً تو میرا دوست ہے۔ ان نعمتوں پر جو کافروں کو ملتی ہیں کبھی خوش نہ ہو۔ کبھی خوش نہ ہو۔ وہ کوئی نعمت ہے ؟ اب جو اندرا کو مل گیا وہی کسی مسلمان بادشاہ کو مل جائے' جو کسی فرعون کو مل گیا' وہی کسی مسلمان کو مل جائے تو یہ خدا کی خوشی کی دلیل ہے۔ خدا کہتا ہے کہ تو ظالم! اس پر تکبر کرتا ہے۔ یہ تو میں کافروں کو بھی دیتا ہوں۔ یاد رکھو! خدا جب اپنے خاص بندے کو دوست بناتا ہے تو کیا دیتا ہے ؟ توجہ سے سن لو! چونکہ یہ موقع ہے' اتفاق سے اللہ نے یہ موقع دیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے کانوں میں یہ باتیں ڈال دوں۔ کل کو آپ جا کر خدا سے یہ نہ کہہ سکیں کہ یا اللہ! پتہ نہیں لگا۔ اس لئے میں بہت ننگی ننگی باتیں۔۔۔ بہت کھول کھول کر آپ کو سناتا ہوں۔ اللہ کہتا ہے قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی اپنے نبی ﷺ کی زبان سے ہے کہ میں جس سے بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہوں اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہوں۔ یہ سن لو! اس کا دل دین کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ جس کو میں اپنا دوست بناتا ہوں۔ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (بخاری و مسلم و ابن ماجة 'مشکوة کتاب العلم عن معاوية رضی الله عنه)۔۔۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اب آپ سوچیے! جتنے بیٹھے ہیں اللہ آپ سے خوش ہے۔ اپنے دل سے پوچھ کر دیکھئے! تیرے دل میں دین کی کتنی قدر ہے ؟ تو چاہتا ہے کہ میرا بیٹا جنتی ہو جائے۔ میری بیوی کی نجات ہو جائے۔ تجھے دین کی فکر ہے کہ

دین ذلیل ہو رہا ہے اور مجھے پرواہ ہی کچھ نہیں۔ اب دیکھ لو ہماری بہنیں' ہماری بچیاں' عید پڑھنے کیلئے آتی ہیں۔ ان کو دیکھ لو' کیسے سج دھج۔۔۔ جیسے میلہ ہوتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا حال ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ جو عورت خوشبو لگا کر چھنکار والا زیور پہن کر باہر نکلتی ہے' وہ زانیہ ہے۔ وہ زانیہ ہے' وہ زانیہ ہے۔ اگر ہمیں دین کا خیال ہو' تو اپنی عورتوں کو سادہ لباس میں پورے پردے کے ساتھ لائیں۔ اور ان کو باقاعدہ تنبیہ کریں کہ وہ دین سیکھیں۔ وہ مسئلے سنیں اور اپنے ایمان کو درست کریں۔ ہماری بلا سے ہماری بچیاں جوان ہوتی ہیں اور ہم ان پر فیشن کا پورا زور لگا دیتے ہیں۔ میرے بھائیو! سن لو' نماز روزہ' حج' زکوٰۃ یہ ٹھیک ہے دین کی باڈی ہے لیکن دین کا رنگ کیا ہے ؟ اسلامی تہذیب۔۔ جب تک آپ کا رنگ اسلامی نہیں ہوگا آپ مسلمان کبھی نہیں ہو سکتے۔ اب آپ جتنے بیٹھے ہیں شیشے دیکھ لیں' گھر جا کر بیوی بچوں کو دیکھ لیں۔ درو دیوار دیکھ لیں' کیا آپ کی ہر چیز سے یہ نہیں ٹپکتا کہ آپ انگیریز کی اولاد ہیں۔ آپ انگریز کی تہذیب کے دلدادہ ہیں۔ خدا کی قسم وہ مسلمان نہیں جس کا رنگ غیر اسلامی ہو اور اس کا اندر اسلامی ہو۔ کیونکہ کسی چیز کے مکمل ہونے کیلئے اس کی ظاہری صورت اور اس کی باطنی حقیقت دونوں میں مطابقت لازمی ہے۔ آپ خربوزے پر تربوز کا رنگ کر دیں تو کوئی مانے گا کہ یہ تربوز ہے ؟ کہا جائے گا کہ یہ خربوزہ ہے۔

اس لئے میرے بھائیو! بڑی کھری بات ہے۔ اگرچہ یہ بات آپ کے دل کو چیرتی ہے۔ اگر مسلمان ہونا چاہتے ہو تو تہذیب بھی اسلامی اختیار کرو۔ تہذیب اسلامی اختیار کر لو۔ اپنی بیویوں کو' اپنی بچیوں کو' اپنے گھروں سے انگریزی تہذیب نکال دو۔ ہمارے ذہنوں میں یہ ہوتا ہے کہ شادی ہو' کیسی شادی ہو' جیسے کافروں کی۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ شادی ایسے ہو جیسے حضرت فاطمہؓ کی ہوئی تھی' یا مسلمانوں کی ہوتی ہیں۔ یہ باتیں کوئی اختلافی ہیں ؟ کسی فرقے کے خلاف ہیں ؟ یہ آپ کے اسلام کے خلاف ہیں ؟ اگر آپ مسلمان ہونا چاہتے ہیں تو یہ چیزیں اپنا لو۔ پھر نہ پچھتانا' پھر نہ پچھتانا۔۔۔ اور پچھتاوا تو اسی وقت شروع ہو جائے گا جونہی فرشتے نے ہاتھ ڈالا۔ قرآن کو پڑھ کر دیکھ لو' سورۃ النحل میں آتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ

اَلْمَلٰۤئِكَةُ ظَالِمِیْ اَنْفُسِهِمْ جب فرشتے ان لوگوں کی جان نکالتے ہیں جو گنہگار ہوتے ہیں' جن کے دلوں میں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا تو ان سے کہتے ہیں فِیْمَا کُنْتُمْ کس چکر میں تھا تو دنیا میں ؟ کیا سمجھتا تھا کہ میں ترقی کر کے انگریز کا بچہ بن جاؤں۔قَالُوْا فِیْمَا کُنْتُمْ تو کیا سمجھتا تھا؟ تو کس چکر میں تھا اور پھر جب فرشتہ جان نکالتا ہے تو پھر جو منافق ٹائپ ہمارے جیسے مسلمان' ٹرینڈ مسلمان تو جب فرشتہ آگیا تو اسے سلام کہیں گے۔ فورا فَاَلْقَوُا السَّلَمَ دوستی کی بنیاد ڈالیں گے کہ فرشتہ میری میٹھی میٹھی باتوں سن کر میری جان آہستہ نکالے۔مَا کُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْءٍ [16:النحل:28] تو کہیں گے کہ ہم تو ٹھیک ٹھاک مسلمان تھے' عیدیں پڑھتے تھے' نمازیں پڑھتے تھے' یہ اللہ قرآن میں بیان کرتا ہے۔ خدا کہتا ہے کہ نہیں سب بکواس ہے۔ سب جھوٹ ہے' تم منافق ہو اور جب آدمی نیک مرتا ہے اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰۤئِكَةُ طَیِّبِیْنَ جب کوئی پاک صاف آدمی۔۔۔جس کا رنگ اسلامی ہو' وہ مرتا ہے تو فرشتے آکر کہتے ہیں السلام علیکم ۔۔! یہ سورۃ النحل ہے۔ اب سوچو!جب جان نکالنے والا فرشتہ آپ کو سلام کہے وہ دوستی کا اظہار کرے اور تسلی دے کہ ڈر نہ میں تیرا دوست ہوں السلام علیکم ۔۔! اب فورا آکر کہتا ہے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ [16:النحل:32] جنت میں چل۔۔۔اس کو جنت کا تصور دیتا ہے۔اور پھر آہستہ آہستہ جان نکالنا شروع کر دیتا ہے۔

میرے بھائیو!اس بات کی طرف ہماری توجہ بالکل نہیں۔اب یہ عیدیں پڑھ لینا' رسمی۔۔۔ سچی جھوٹی نمازیں پڑھ لینا' یاد رکھو دنیا کی رسمیں ہیں۔۔۔لوگ رسموں پر راضی ہو جاتے ہیں لیکن اللہ رسمی چیز پر کبھی راضی نہیں ہوتا۔اللہ دل کو دیکھتا ہے۔اس لئے اپنے دلوں کو درست کرو۔اپنے ایمان کو درست کرو۔ میں نے آپ کو بتادیا۔ قربانی کس کی قبول ہوگی۔ میرے بھائیو!یہ قربانی' یہ روزہ' یہ حج' یہ نماز' یہ زکوٰۃ' یہ سب چیزیں Exercise ہیں۔

لیکن Exercise اسی کو اچھی رہتی ہے۔ جو بیمار نہ ہو۔ جو بیمار ورزش کرے گا تو کیا ہوگا؟ کسی بلڈ پریشر والے سے کہہ دو ذرا دوڑ لگا کر دیکھ' صحت ہو تو پھر Exercise کا فائدہ ہے۔ اگر اسلام' ایمان درست ہو پھر ان اعمال کا فائدہ ہے ورنہ ان اعمال کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور میں نے آپ کو بتا ہی دیا قرآن مجید کی آیت پڑھ کر وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ بشرطیکہ ایماندار ہو۔ آپ کا عقیدہ صحیح ہو اور آپ مسلمان ہوں اور دیکھئے! میں بڑی موٹی سی' جٹکی سی بات کہہ رہا ہوں۔ ہم نے کچھ ایسا طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ جسے دیکھ لو وہ کسی نہ کسی فرقے سے انچج۔۔۔ اب ہمارے زیادہ قریب ہمارے دیوبندی بھائی ہیں۔ پھر دوسرے نمبر پر بریلوی بھائی ہیں' پھر دور دور جاکر شیعہ ہیں۔۔۔ یہ کون ہیں؟ جہاں بھی دیکھو! یہ حنفی' یہ فلاں' یہ فلاں۔۔۔ اپنے دل میں سوچئے! اپنے مولوی سے پوچھ لینا کہ حنفی کی تعریف کیا ہے؟ آپ جو بڑی خوشی خوشی سے حنفی ہیں' حنفی کسے کہتے ہیں؟ میرے بھائیو! حنفی وہ ہوتا ہے جو امام ابو حنیفہؒ کا مقلد ہو' نماز ان کے طریقے کی پڑھے۔ روزے کیلئے ان کے مسئلے استعمال کرے' نکاح طلاق کیلئے ان کے مسئلے استعمال کرے۔ حنفی اسے کہتے ہیں۔ جو امام ابو حنیفہؒ کا Follower ہو' ان کا پیروکار ہو' ان کا مقلد ہو۔ ان کی فقہ پر چلتا ہو۔ اور مسلمان کسے کہتے ہیں؟ فیصلہ آپ خود ہی کرلیں مسلمان اسے کہتے ہیں جو کسی امام کی فقہ پر چلتا ہو۔ مسلمان اسے کہتے ہیں جو محمد ﷺ کے پیچھے چلے۔ اور جو ان کے علاوہ کسی اور کے پیچھے چلے اس کا اسلام شبے میں پڑ گیا۔ اس لئے آپ کو قربانی کی قبولیت کیلئے اسلام کی ضرورت ہے' نماز کی قبولیت کیلئے ضرورت ہے۔ یہ جو آپ ورزش کرتے ہیں مختلف اعمال جو آپ کرتے ہیں' اس سے پہلے آپ اعمال کو دیکھ لیں کہ آپ صحت مند بھی ہیں کہ نہیں؟ آپ کا ایمان درست بھی ہے کہ نہیں؟ اگر آپ کا ایمان ہی مشکوک ہو گیا کہ آپ دیوبندی بن گئے' آپ وہابی بن گئے' وہابی بھی وہی جو دیوبندی۔۔۔ وہ کسی اور کو مانتا ہے' دونوں ہی برباد۔۔۔ کامیاب کون ہے؟ جو صرف محمدی ہو۔ اسلام کی تعریف کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ کہ الہ صرف اللہ ہے' یہ مسلمان ہے۔ اور حنفی کون ہوتا ہے؟ حنفی وہ ہوتا ہے جس کے مسئلے

حنفی۔ اب یہ اسلام کی تعریف ہے۔ کوئی لغت اٹھالیں۔ کسی سے تعریف کروالیں۔ اسلام کی تعریف یہ نہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کسی کو Follow کرنا۔ جب جان نکلتی ہے' فرشتے کیا پوچھتے ہیں؟ مَنْ نَبِیُّكَ تیرا نبی کون تھا؟ اب بتایئے! مسلمان جو حنفی تھا محمد ﷺ کا نام لے گا؟۔۔۔ طلاق کا مسئلہ حنفی' نکاح کا مسئلہ حنفی' قربانی کے مسئلے حنفی' اب قربانی کا مسئلہ کہ جی! بکرا ایک سال کا ہو' تو ہو جاتا ہے۔۔۔ اب کوئی پوچھے کہ محمد ﷺ نے کہا؟ محمد ﷺ نے تو یہ فرمایا لاَ تَذْبَحُوْا اِلاَّ مُسِنَّةً (رواہ مسلم' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب فی الاضحیۃ عن جابرؓ) دو دانت نہیں تو ذبح کرنا ہی نہیں۔ لیکن ہمارا یہ حنفی مولوی کیا کہتا ہے کہ اگر گھر کا پالا ہوا ایک سال کا ہو تو ہو جاتا ہے۔ سارا دین بگاڑ دیا۔ اور پھر اگر کسی غریب کا قربانی کا جانور گم ہو جائے تو وہ قربانی ضرور دے اور اگر امیر کا گم ہو جائے تو اس کی مرضی ہے دے یا نہ دے۔ یہ حنفی مسئلہ ہے۔ میرے بھائیو! خدا کیلئے اگر آپ کو آخرت کی فکر ہے اور فکر ہونی چاہیے۔ اس کے بغیر بندہ مسلمان نہیں ہوتا۔ مسلمان ہو جاؤ! مسلمان کسے کہتے ہیں؟ جو محمد ﷺ کو اپنا پیر' اپنا امام' اپنا مرشد' اپنا ہادی سمجھتا ہے۔ ہدایت اور نجات اسی میں سمجھتا ہے اور پھر اس کے دل میں محمد ﷺ کے ساتھ دینی محبت کی وجہ سے غیرت ہے۔ جو چیز محمد ﷺ کے خلاف ہے اس کو اس سے نفرت ہے۔ اب دیکھ لو حضور ﷺ تو فرماتے ہیں جو قوم عورت کو اپنا لیڈر مان لے' وہ کوئی قوم ہے؟ اور آج کا ٹرینڈ مولوی یہ کہتا ہے کہ عورت حکمران ہو سکتی ہے۔ کوئی اس سے پوچھے تیری بیوی تجھ پر حکومت کر سکتی ہے؟ کہے گا نہیں جی! ایک عورت ملک پر حکومت کر سکتی ہے۔۔۔ ہاں۔۔۔ عقل دیکھ لو۔ میرے بھائیو! مسلمان ہو جاؤ۔ جانے دو ان مصیبتوں کو۔۔۔ یہ خدا کی لعنت ہے جو ہم پر مسلط ہے۔ ہمارے ذہن بگڑ گئے ہیں۔ ہمارے ذہن خراب ہو گئے ہیں۔ ان چیزوں کو چھوڑ دو' اپنی آخرت کی فکر کرو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

یہ دو تین متعلقہ سوال ہیں' میں ان کے جواب دیتا ہوں۔

سوال: ایک آدمی دو قربانیاں: ایک اپنی طرف سے اور ایک آنحضور ﷺ کی طرف کرنا چاہتا ہے تو کیا آپ ﷺ کی طرف سے پہلے کرے اور اپنی طرف سے بعد میں ؟

جواب: یہ تکلف ہے پہلے' پیچھے کی کیا بات ہے۔ قربانی کے دن ہیں جب چاہے' جس کی طرف سے چاہے قربان کر دے۔ پہلے پیچھے کی کوئی بات نہیں۔

س: اگر جمعے کے دن عید ہو تو کیا ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے ؟

ج: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جمع کے دن عید آگئی تو آپ نے فرمایا جو آدمی جمعے کی چھٹی کرنا چاہے کر سکتا ہے مگر میں جمعہ پڑھوں گا۔ آپ نے یہ فرمایا۔ لیکن اگر جمعہ کے دن عید آجائے تو جمعے کی چھٹی ہے۔ (سنن ابن ماجة کتاب اقامة الصلوة باب ما جاء فیھا اذا اجتمع العیدان عن ابی ھریرة سنن ابی داؤد کتاب الصلوة عن زید بن ارقم رض) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل بھی تھا وہ کہتے تھے کہ چونکہ جمعے کے دن جمعہ ہی فرض ہے ظہر فرض نہیں ہے تو وہ کہتے تھے جب عید پڑھ لی تو جمعہ ہو گیا۔ ظہر گئی۔ عید کے بعد پھر عصر ہی پڑھنی چاہیے۔ لیکن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اگرچہ ان سے مطابقت کی لیکن عام صحابہ اس کے خلاف تھے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوة باب اذا جاء وافق یو م الجمعة یوم عید) اس کو قبول نہ کرتے تھے۔ تو یہ ضرور ہے کہ قربانی کے دن مصروفیت ہو گی تو آدمی اگر جمعے میں نہ آسکے تو جمعہ بیشک نہ پڑھے لیکن ظہر ضرور

پڑھ لے۔ قربانی کے دن چار ہیں۔ آج کا دن دسویں‘ پھر گیارھویں‘ بارھویں‘ تیرھویں۔۔۔ چار دن قربانی کے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف دسویں کو قربانی کی۔ کبھی گیارھویں کو قربانی نہیں کی۔ لیکن یہ بتادیا کہ دن چار ہیں۔ جیسے ظہر کا وقت کب ہوتا ہے؟ جب زوال ہو جائے۔ کب تک رہتا ہے ایک مثل سایہ ہو جائے۔ لیکن آپ نے ہمیشہ اول وقت ہی پڑھتے تھے۔ جیسے ظہر کا وقت ساڑھے بارے بجے سے لے کر چار بجے تک ہے۔ اس طرح قربانی اگرچہ چار دن ہے لیکن دسویں تاریخ کو بہتر ہے۔ قربانی کا دن یہی اول نمبر پر ہے۔ لیکن تیرھویں تک قربانی کا وقت۔ یہ گنجائش رکھی ہے۔ ان لوگوں کیلئے جو پہلے دن نہیں کر سکے۔ دوسرے دن کر سکتے ہیں۔ تیسرے دن کر سکتے ہیں۔ چوتھے دن کر سکتے ہیں۔ اب ہمارے حنفی فقہ والوں نے صاف انکار کر دیا۔ بارھویں تک کے قائل ہیں۔۔۔ اور جب سنتے ہیں تیرھویں تک۔۔۔ تو ہیں۔۔۔ ہیں۔۔۔ ہیں۔۔۔! اپنی جہالت کو حیرانی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا كُلُّ اَيَّامُ تَشْرِيقٍ ذُبِحَ (رواه البيهقى سلسلة الاحاديث الصحيحة حديث نمبر: 426) ایام تشریق سب قربانی کے دن ہیں۔ هٰذِهِ الْاَيَّامُ اَكْلٍ وَّ شُرْبٍ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

س: قربانی کیلئے خریدا ہوا بکرا اگر بیمار ہو جائے تو کیا جائز ہے؟

ج: اگر وہ زندہ ہے تو قربانی کر دیں۔ اور اگر وہ ایسا ہو جائے کہ اس کی جان خطرے میں ہے اور ابھی قربانی کا وقت نہیں آیا۔ مثلاً نویں تاریخ ہے‘ آٹھویں تاریخ ہے‘ یا ساتویں ہے تو پھر اس کو ذبح کر دو۔ لیکن اس کا گوشت خود نہ کھاؤ۔ دوسروں کو دے دو۔ چنانچہ حاجی لوگ پیدل آتے ہیں۔ اپنی قربانی ساتھ لاتے ہیں۔ ان کیلئے یہ حکم ہے کہ اگر قربانی کے جانور ہار جائیں‘ ہار جائیں۔ چلنے کے قابل نہ رہیں

تو اس کو ذبح کر دو۔ اس کے گلے میں جو تار ڈال دو خود اس کے گوشت کو نہ کھاؤ۔ دوسرے لوگ اس کا گوشت کھائیں۔

س: قربانی ایک ہے اور میں اپنے بھائی کی طرف سے کر رہا ہوں بتائیں میری طرف سے ہو گی یا نہیں؟

ج: مطلب یہ ہے کہ اگر ایک ہی قربانی کر سکتا ہے تو کسی اور کی طرف سے کرنا چاہے تو کیا کر سکتا ہے؟ یہ تو نہیں ہو سکتی۔ جب تک اپنی طرف سے نہیں کر سکتا تو دوسرے کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قربانی فرض نہیں۔ ایسے ہی جیسے اپنا حج نہ کیا ہو تو حج بدل نہیں کر سکتا۔ لیکن قربانی میں یہ بات نہیں ہے۔ اگر ایک ہی قربانی ہے تو وہی اپنے باپ کی طرف سے کر دیں' وہی کسی عزیز کی طرف سے کر دیں' وہی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کر دیں چنانچہ حضرت علی ؓ ہمیشہ ایک قربانی کے ساتھ دوسری بھی کیا کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا یہ کیسی قربانی ہے؟ جو آپ کرتے ہیں۔ کہنے لگے کہ یہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کرتا ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں ایک ہی قربانی کی اور کیا کہا کہ یا اللہ !اس قربانی کو میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے قبول فرما جو قربانی کرنے کے قابل نہیں(رواہ ابو دائود ' والترمذی ' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب فی الاضحیۃ عن خنش ؓ)اور میرے بھائیو! جب کبھی کسی کی طرف سے صدقہ کیا جائے۔ کوئی مال خرچ کیا جائے تو یہ بے وقوفی کا جملہ نہیں کہا کرتے۔ یا اللہ! اس کا ثواب اس کو پہنچا دے۔ ہمارے جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ کوئی مر گیا' اس کو ثواب پہنچانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کام کر لیا۔ یا اللہ! اس کا ثواب مل گیا۔ میں صرف ڈاکیہ ہوں۔ ثواب تو نے لے لیا۔ پھر کیا کہے گا۔ یہ کہنا کہ یا اللہ! اس کا ثواب پہنچا دے۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ ثواب تو نے لے لیا۔ اب صرف پہنچانے کی بات ہے۔ وہ تو نہیں کر سکتا۔ اب وہ اللہ کے

ذے لگاتا ہے۔ یہ بے وقوفی کا جملہ ہے۔ کہنا یہ چاہیے کسی کو قرآن مجید دے 'کسی بیوہ کو کچھ دے 'کسی غریب کو کوئی چیز دے 'کسی مردے کی طرف سے کہ یااللہ! اس کو اس کی طرف سے قبول فرما۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔۔

خطبہ نمبر63

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٍ وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ اَسْلِمُوْا وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ

[22:الحج:34]

میرے دوستو اور بھائیو! یہ قربانی کی عید ہے۔ یہ مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے۔ لیکن مسلمانوں کی خوشی بھی عبادت کے رنگ میں ہوتی ہے۔ دنیا میں جتنے اور مذاہب ہیں ان کو دیکھو' ان کے فسٹیویل (Festival)' ان کے میلے' ان کے تہوار' ان کے خوشی کے دن ہوتے ہیں۔ ان میں عبادت کا کوئی تصور نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو ہماری خوشی کا دن بنایا ہے۔ کہ نئے کپڑے پہنو۔ اور اس کے بعد جانور ذبح کرو' گوشت کھاؤ' دوستوں کو گوشت تقسیم کرو' ادھر بھیجو' ادھر بھیجو۔ مل جل کر اپنا خوشی کا اظہار کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ یہ ایک عبادت ہے۔ قربانی کا معانی کیا ہے؟ قربانی ہر اس فعل کو کہتے ہیں جو اللہ کا قرب حاصل

کرنے کیلئے کیا جائے۔ قربانی وقت کی بھی ہوتی ہے' قربانی مال کی بھی ہوتی ہے۔ قربانی جان کی بھی ہوتی ہے۔ ہر وہ عمل جس سے بندے کو اللہ کا قرب حاصل ہو وہ قربانی ہے۔ اور اگر اس سے قرب حاصل نہ ہو خواہ وہ بکرا ہو' خواہ وہ جان ہو' خواہ وہ مال ہو تو وہ قربانی نہیں ہوتی۔ کیونکہ قربانی اللہ کے تقرب کا ایک ذریعہ ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کے قریب ہونے کا ذریعہ ہے اگر قربانی کے بعد اللہ کا قرب حاصل نہ ہو تو قربانی بالکل نہیں۔ جانور ہے۔ آپ نے ذبح کر کے گوشت کھا لیا۔ جیسا کہ آپ بیاہ شادیوں میں کھاتے ہیں یا اور کسی خوشی کے موقع پر کر لیتے ہیں وہ قربانی نہیں۔ صحابہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ فرمایا: سُنَّتُ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (رواہ احمد و ابن حبان' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب فی الاضحیۃ عن زید بن ارقم رضی اللّٰہ عنہ) تو ابراہیم علیہ السلام نے کوئی بکرا ذبح کیا تھا؟ ابراہیم علیہ السلام کو تو یہ حکم ہوا تھا کہ بیٹے کو ذبح کر۔ چنانچہ اللہ نے ان کو خواب میں دکھایا۔ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ اللہ نے ان کو خواب میں دکھایا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ اٹھ کر انہوں نے وہ خواب اپنے بیٹے سے بیان کیا۔ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ [37:الصّٰفّٰت:102] اے بیٹا! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں تو بتا تیری کیا رائے ہے؟ اگر کوئی جانور ہوتا تو میں پکڑ کر لٹا کر چھری پھیر دیتا۔ لیکن تو انسان کا بچہ ہے۔ ہوش والا' سنبھلا ہوا ہے۔ میں تیرا بھی امتحان لینا چاہتا ہوں کیا تو بھی رضامند ہے۔ جان دینے کیلئے۔ چنانچہ بیٹے نے یہی کہا۔ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ابا جی! جو حکم ملا ہے کر ڈال سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ [37:صفت :102] تو دیکھے گا ان شاء اللہ میں صبر کرنے والا ہوں۔ چنانچہ اپنے بیٹے کو لٹا دیا۔ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی تاکہ ترس نہ آ جائے۔ اور چھری بیٹے کے گلے پر پھیر

دی۔ جب چھری پھر گئی تڑپی کمول کر دیکھنے لگے۔ ذبح ہو گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیٹا اٹھ کھڑا ہے اور دنبہ ذبح ہوا پڑا ہے۔ ان کو خیال آیا کہ او ہو! یہ خواب تو کچھ نہ ہوا بیٹا تو زندہ موجود ہے۔ دوبارہ خیال ہوا کہ بیٹے کو ذبح کر۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ہم نے آواز دی اے ابراہیم قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا [37:الصفت:105] تو نے خواب سچا کر دکھایا' تو نے چھری بیٹے پر چلائی تھی۔ یہ تو میرا فضل ہے کہ میں نے اس انداز سے بدل دیا کہ تجھے پتہ بھی نہیں لگا کہ دنبہ ذبح ہو گیا اور بیٹا زندہ کھڑا ہے۔ میں صرف چاہتا ہوں کہ تجھے میرا قرب حاصل ہو جائے۔ جب میں نے دیکھ لیا کہ تو نے اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہیں رکھی تو پھر میرا فضل جوش میں آیا' میری رحمت جوش میں آئی میں نے تجھے پاس کر دیا اور تیرے بیٹے کو بچا لیا۔ تو میرے بھائیو! یہ قربانی کیا ہے؟ سُنَّتُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور وہ سنت کیا ہے؟ کہ بیٹے کو ذبح کرنا۔ اللہ نے اس کو Dilute کر دیا' تخفیف کر دی' ہلکا کر دیا' یہ امتحان بڑا مشکل ہو گا۔ چلو جب یہ موقع آئے۔ مجھے راضی کرنے کیلئے جانور ذبح کر دیا کرو۔ لیکن سمجھ لینا اس کی Origion کیا ہے؟ اس کی اصل کیا؟ اصل بیٹے کی قربانی ہے۔ میں کسی وقت بھی مطالبہ کر سکتا ہوں۔ تم سے کہ بیٹے کو ذبح کرو۔ یاد دہانی کے لئے جانور کو ذبح کرواتا ہوں۔ اصل مطالبہ بیٹے ہی کا ہے۔ اور اس کی صورت کیا ہے۔ جب تک دنیا میں کفر موجود ہے۔ خدا کا مطالبہ بھی موجود ہے کہ اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرو۔ جہاد کرو۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے بیٹے کٹیں۔ ذبح ہوں' یہ تمہاری قربانی ہو۔ لیکن مسلمان جمہوری بن گئے۔ جمہوریت میں جہاد ہو نہیں سکتا۔ جہاد فرض ہے۔ فرمایا مُنْذُ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ جب سے اللہ نے مجھے پیغمبر بنایا ہے۔ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔ کوئی اس کو منسوخ نہیں کر سکتا۔ لیکن جمہوریت نے آکر اس کو منسوخ کر دیا۔ جمہوریت کے تحت کبھی جہاد نہیں ہو سکتا۔ جہاد دوسروں پر کیا جاتا ہے۔ کافروں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور جمہوریت کہتی ہے نہیں۔۔۔۔ عوام جو

چاہیں وہ ہوگا۔ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جمہوریت کفر ہے۔ اور جن لوگوں نے
جمہوریت کو اپنایاخواہ وہ اسلامی جماعت ہو یا کوئی دوسری جماعت ہو سب کے سب خدا
نےShunt Out کر دیئے۔ کتنی بری ناکامی ہے۔ سب مسلمان ہیں لیکن ملک جا رہا
ہے۔ کیونکر جارہاہے ؟اسلئے کہ ان کے اندر وہ اسلام کا جوہر باقی نہیں رہا۔ وہ جہاد کی سپرٹ
باقی نہیں رہی۔ مسلمان جہاد کے ساتھ زندہ رہتاہے۔ جہاد مسلمان کے اسلام کی روح ہے۔
اگر جہاد کا جذبہ نکل جائے تو اسلام باقی نہیں رہتااور جہاد اسی وقت تک باقی رہ سکتا ہے جب
تک یہ جمہوریت کا تصور باقی نہ ہو۔ حق کو لوگوں پر ٹھونس دیا جائے۔ وہ مانیں یا نہ مانیں۔
عوام کچھ چاہیں حق کو ٹھونس دیا جاتا ہے۔ یہی جہاد ہے۔ اب قربانی کی بات سنیں۔ اصل آپ
نے دیکھ لیا کہ قربانی کیا ہے ؟اور میرے بھائیو! جب اصل کمزور ہو گئی تو جو اس کا خلیفہ تھا اس
نے تو کمزور ہونا ہی تھا۔ بیٹے کی قربانی گئی۔ ہمارے بکرے کی قربانی بھی قبول نہیں ہوتی۔ آپ
کی سمجھ میں بات آرہی ہو گی۔ آپ کا دل کیا کہتا ہے کہ خدا ہماری قربانیوں کو قبول کرتا ہے۔
خدا کہتا ہے اے قربانی کرنے والے! اس لے تم جانور خریدتے وقت جانور کو دیکھتے ہو۔ اس کی
ٹانگوں کو دیکھتے ہو' اس کے کانوں کو دیکھتے ہو۔ اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہو' میں تجھے دیکھتا
ہو۔ تو اس کو دیکھ' وہ قربان نہیں ہوگا۔ اگر سینگ ٹوٹا ہوا ہو گا اور اگر تو صحیح نہیں ہو گا تو تیری
قربانی نہیں ہو گی۔ بس گوشت کا دھندہ ہے۔ کھاپی لے بس اللہ اللہ خیر سلا۔۔۔ ہم جانور تو جو
رسمی نشانیاں ہیں ان کے مطابق فٹ کر لیتے ہیں۔ لیکن اپنے آپ کو کبھی نہیں دیکھتے کہ قربانی
تو تب قبول ہو گی۔ کہ مجھے اللہ قبول کرلے۔ میں نے جانور کو دیکھا اللہ مجھے دیکھے گا۔ اگر اللہ
نے مجھے منظور کر لیا' مجھے قبول کر لیا تو قربانی میری ہو گی ورنہ قربانی کا فائدہ کچھ نہیں۔ قربانی
بے کار ہے اور قربانی قبول کس کی ہوتی ہے ؟ مسئلہ آپ کو بعد میں بتاتا ہوں آپ دیانتداری
سے بتایئے! دوست تحفہ قبول کرتا ہے اگر وہ دوست ہو۔ اگر وہ آپ سے ناراض ہو' آپ سے
خوش نہ ہو' کیسے کوئی تحفہ قبول کرتا ہے ؟ ہم جب کسی غریب کو مال دیتے ہیں' خدا کہتا ہے
کہ بندے تو نے میرے ہاتھ میں۔۔۔ یہ تو نے مجھے دیا۔ قیامت کے دن خدا بندے سے کہے
گا۔ اے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھے روٹی کیوں نہ دی ؟ میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی کیوں نہ

پلایا؟ میں ننگا تھا تو نے مجھے کپڑا کیوں نہ دیا؟ بندہ کہے گا :یااللہ تو بھوکا۔۔۔! پیاسا۔۔۔!ننگا۔۔۔!یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ فرمائے گا۔ یہ جو میری مخلوق' میرا کنبہ میرا ٹبر جب تیرے سامنے بھوکا تھا تو ان کو دیتا تھا؟ تو مجھے دیتا تھا۔ جو آپ صدقہ دیتے ہیں'اگرچہ رکھتے کسی فقیر کے ہاتھ پر ہیں لیکن حقیقتاوہ ہوتا خدا کے نام کا ہے۔وہ دیا خدا کو جاتا ہے۔ یہ تحفہ ہے'یہ خدا کو دیا جاتا ہے۔ تحفہ دوست کا قبول کیا جاتا ہے۔جو دوست نہ ہو اس کا تحفہ کبھی قبول نہیں کیا جاتا۔ آپ کی ہمشیرہ کے بیٹے کی شادی ہو' بہن کی بیٹی کی شادی ہو اور آپ بہن سے ناراض ہوں۔ بہن آپ سے ناراض ہو۔ آپ کپڑے بھیج دیں'زیور بھیج دیں اور کچھ چیزیں بھیج دیں۔ تو بہن کیا کہے گی ؟کہ بھائی!میں تیری ان چیزوں کی بھوکی نہیں ہوں۔جب تیرا دل میرے ساتھ نہیں'جب تیرے دل میں محبت نہیں' یہ چیزیں کیا ہیں ؟میں نہیں رکھتی۔۔۔ تو لے جا۔۔۔بالکل قرآن میں یہی اللہ تعالےٰ کرتا ہے۔اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [5:المائدہ:27]لوگو!سن لو۔میں قربانی ان کی قبول کرتا ہوں جو متقی لوگ ہوتے ہیں۔ میں اور کسی کی قربانی قبول نہیں کرتا۔اللہ تعالےٰ نے قرآن میں مثال بیان فرمائی'واقعہ بیان فرمایا:دو بھائیو کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ کسی چیز کے بارے میں۔وہ دونوں دعویدار تھے۔وہ کہے مجھے ملنی چاہیے'وہ کہے مجھے ملنی چاہیے۔باپ نے جو کہ پیغمبر تھا۔ کہا کہ دونوں اللہ کی راہ میں قربانی پیش کرو۔ جس کی قربانی قبول ہو گی وہ اس کو لے لے گا۔ دونوں نے قربانی پیش کی۔ ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی رد ہو گئی۔ وہ چڑ گیا' حسد میں آکر جل گیا۔ کہنے لگا۔ لَاَقْتُلَنَّكَ میں تجھے قتل کر دوں گا۔یہ چیز تجھے نہیں لینے دوں گا۔ دوسرے نے کیا کہا اللہ اس کے لفظ قرآن میں نوٹ کرتا ہے بھائی ناراض نہ ہو اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [5:المائدہ:27] اللہ قربانی متقی کی قبول کرتا ہے۔ میری جو قربانی اس نے قبول کی۔ پہلے زمانے میں قربانیاں کیسے قبول ہوتی تھیں۔فٹافٹ فیصلہ ہوتا تھا۔ آپ نے قربانی کرنی ہے وہاں رکھ دو۔ آگ آئے گی' سارے کو سونگھے گی' چٹ کرے

گی، جس کو کھا گئی اس کی قربانی قبول جن کو چھوڑ گئی وہ Reject چنانچہ دونوں نے قربانیاں پیش کیں۔ آگ آئی، ایک بھائی کی قربانی کو کھا گئی اور دوسرے کی پڑی کی پڑی رہ گئی۔ اور رزلٹ کیلئتایا۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ بندہ کچھ کرلے۔ اللہ صرف اپنے دوست کی چیز لیتا ہے۔ جو اللہ سے دوستی نہ لگائے اسے پیار نہ ہو، اللہ کو وہ پہچانتا نہ ہو، اللہ نہ اسکی نماز قبول کرتا ہے نہ اس کا روزہ قبول کرتا ہے، نہ اس کی زکوۃ دی ہوئی قبول کرتا ہے اور نہ ہی اس کی دی ہوئی قربانی قبول کرتا ہے۔ کہیئے! یہ بات عقل میں آنے والی ہے یا بے عقلی کی بات ہے؟ مثال بھی میں نے آپ کو دے دی۔ بہن کی۔ اور قرآن کی آیت بھی ہے۔ اور اللہ کیا کہتا ہے؟ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ، یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ اللہ متقیوں کا دوست ہے۔ آپ قربانی کرنے سے پہلے جانور خریدنے سے پہلے جیب میں نوٹ ڈال کر منڈی جانے سے پہلے یہ سوچ لیا کریں کہ میں قربانی کروں، اللہ لے بھی لے گا۔ اپنے آپ کو دیکھا کریں، میرا اللہ کے ساتھ تعلق ہے؟ کوئی Relaton، کوئی قرب، دیکھو ساری مخلوق اللہ کے لئے برابر ہے۔ کتے، گدھے، گھوڑے، کافر مسلمان مخلوق ہونے کے ناطے اللہ کے لئے سب برابر ہیں۔ لیکن بندہ جب مسلمان ہو جاتا ہے۔ خاص رشتہ داری ہو جاتی ہے۔ خاص تعلق ہو جاتا ہے۔ اور وہ تعلق پھر آپ جانتے ہیں۔ اس کا اثر ہوتا ہے۔ ایک اجنبی بہاولپور میں آئے۔ سارا شہر اس کے لئے برابر ہوگا۔ وہ Station پر ٹھہرے، وہ ہوٹل پر ٹھہرے۔ سب اس کے لئے برابر ہیں۔ اگر اس کی یہاں رشتہ داری ہو جائے۔ تو جب آئے گا سارے بہاولپور کو چھوڑ کر اس کے گھر ٹھہرے گا۔ یہ میرا گھر ہے اور اگر خدانخواستہ اس رشتہ دار سے بگاڑ ہو جائے۔ تو پھر وہ کہیں ٹھہر جائے۔ اس کے ہاں کبھی نہیں جائے گا۔ یہی حال آج اللہ اور مسلمان کا ہے۔ مسلمان کی اللہ سے خاص رشتہ داری ہے۔ ایک خاص تعلق خاطر (Relation) ہے۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔۔۔ خدا کہتا ہے تو سب کو چھوڑ کر میرا بن گیا ہے۔ اور جب وہ اس کے کلمے کو اپنے عمل سے جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ منافقت سے کام لیتا ہے۔ زبان اس کی لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھتی ہے لیکن زبان سے کفر اور شرک کرتا ہے۔ نبی کی

پرواہ نہیں کرتا تو یہ بگڑا ہوا رشتہ دار ہے۔ جس سے رشتہ دار ناراض ہے۔ اب اللہ کو امریکہ والا عیسائی اچھا لگتا ہے۔ اللہ کو روس کا لامذہب اچھا لگتا ہے لیکن کلمہ پڑھنے والا یہ منافق اچھا نہیں لگتا۔ کیوں ؟۔۔۔ یہ رشتہ دار ہو کر' یہ قریب ہو کر' دور ہے۔۔۔ اس لئے اس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے۔ انڈیا اور پاکستان دونوں بیک وقت آزاد ہوئے۔ دیکھ لو انڈیا کہاں تک ترقی کر گیا۔ اور ہمارا کہاں تک بیڑہ غرق ہوا۔ کیوں روس ترقی کر رہا ہے ؟ امریکہ کیوں ترقی کر رہا ہے۔ چائنہ ہمارے قریب قریب آزاد ہوا دیکھو وہ کتنی ترقی کر گیا ہے۔ یہ وہی اللہ کو ہم سے خاص دشمنی ہے۔ خاص دشمنی ہے۔ یہ میرا رشتہ دار ہے۔ وہ رشتہ دار ہے۔ اس لئے خدا کی پھٹکار سب سے زیادہ پڑتی ہے۔ میرے بھائیو! اپنے دلوں کو دیکھا کرو۔ اسلام نام کس چیز کا ہے۔ اللہ سے دوستی لگانا۔ ایمان چیز کیا ہے ؟ اللہ سے دلی تعلق قائم کرنا' اگر اللہ آپ کو یاد نہیں آتا۔ بازار میں چلتے پھرتے۔ دفتر میں کرسی پر بیٹھے' کسی موقع پر آپ کو اللہ یاد نہیں آتا کہ وہ کتنی بڑی ذات ہے۔ نہ آپ کے دل میں محبت کا جذبہ ابھرتا ہے اور نہ آپ کے دل میں خوف آتا ہے۔ بس بیشک آپ سید ہوں یا سید زادے ہوں۔ اور آپ مسلمان ہی نہیں۔ قصہ ختم۔۔۔ اسلام کلمے کا نام نہیں۔ اسلام اللہ سے جو تعلق ہے اس کا نام ہے۔ اور اس تعلق کے تحت نمازیں قبول ہوتی ہیں۔ روزے قبول ہوتے ہیں' زکوتیں قبول ہوتی ہیں۔ بندہ نماز پڑھتا ہے' اللہ کہتا ہے بندے نے مجھے تحفہ دیا۔ اللہ اس کو قبول کرتا ہے اور اگر کوئی منافق آتا ہے اور نماز پڑھ کر جاتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ یہ مسجد سے نکلا جا رہا ہے۔ پکڑو۔ پکڑو۔ اس کی نماز الٹا کر اس کے منہ پر مارو۔ کہ لے جا اس کو' ہم اس کو نہیں رکھتے۔ نماز اس کے لئے بد عا کرتی ہے۔ ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ اللہ تجھے ایسے ہی برباد کرے جیسے تو نے مجھے برباد کیا۔ (طبرانی الاوسط 'الترغیب والترھیب 258) میرے بھائیو! آپ کو یہ باتیں بڑی تلخ اور کرخت نظر آتی ہوں گی۔ لیکن یاد رکھیں یہ حقیقت ہے اور حقیقت ہمیشہ کڑوی ہوتی ہے۔ ہمیں برباد کیا ہے۔ مولویوں کے لاروں نے۔ ہر کلمہ گو مسلمان ہوتا ہے۔ ہر کلمہ گو مسلمان ہوتا ہے۔ یہ کتنا غلط دعویٰ ہے۔ کلمہ کیا ہے۔ کلمہ تو ایک اعلان

ہے۔ نکاح ہوا لڑکی اور لڑکے کے درمیان۔۔۔ لڑکے نے کہا مجھے یہ عورت قبول ہے۔ نکاح ہو گیا۔ لیکن اگر وہاں جا کر بیوی والا تعلق ہے ہی نہیں۔ اس کا نان نفقہ نہیں۔ بیوی کے حقوق کی ادائیگی ہی نہیں۔ اس بیوی سے پھر پوچھ کر دیکھو۔ تیرا کیا حال ہے ؟ کیا پوچھتے ہو۔ بس میں تو رنڈی ہی رنڈی ہوں' کوئی خاوند ہی نہیں۔ میرے بھائیو! کلمہ دعویٰ ہے' آپ کی زندگی کے اعمال اس کی تصدیق ہیں۔ اگر آپ کے اعمال آپ کے کلمے کی تصدیق نہیں کرتے تو آپ منافق ہیں۔ منافقت کی آپ پر مہر لگ گئی۔ کلمے سے کیا ہوتا ہے ؟ میرے بھائیو! پڑھی لکھی دنیا ہے۔ لیکن یہ دور انتہائی تاریکی کا دور ہے۔ بہت بڑی جہالت کا دور ہے۔ جو جہالت لاعلمی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں اتنا اندھیرا نہیں ہوتا۔ جتنا اندھیرا علم کے تحت ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ عوام ایسے سخت دل نہیں جتنا آج کا مولوی پتھر دل ہے۔ جتنا ہماری سوسائٹی کا مولوی سخت ہے۔ مولوی آج بگڑا ہوا ہے۔ اتنے عوام بگڑے ہوئے نہیں۔ کیوں ؟ وہ علم کے اندھیرے میں یا جہالت کے اندھیرے میں ہے۔ یہ لاعلمی کے اندھیرے میں ہے۔ وہ علم کے اندھیرے میں ہے۔ اس کا اندھیرا زیادہ خطرناک ہے۔ عوام سدھر جائے' مولوی کبھی نہیں سدھرے گا۔ وہ اتنے اندھیرے میں ہیں۔ اس لئے میرے بھائیو! وقت بہت تھوڑا ہے۔ لیکن میں کیا کروں- میں بیمار ہوں۔ لیکن دل میں ایک آس ہے کہ جو میں چاہتا ہوں کہ اللہ یہ لوگ مسلمان ہو جائیں۔ کیا مصیبت ہے کہ ہم پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں اسلام آئے ہی آئے۔ سوچو! اگر اسلام نہ ہو۔ تو تم مسلمان کیسے ہو گے۔ مسلمان کوئی کب ہوتا ہے۔ میرے بھائیو! جب اسلام کو نافذ کر لیتا ہے۔ اور اگر اسلام نافذ ہو گیا اس کے مسلمان ہونے سے۔ پھر اس کے مطالبے کے کیا معانی کہ اسلام نافذ کرو۔ یہ مطالبہ جماعت اسلامی ہو یا غیر اسلامی ہو۔ کہ اسلام نافذ کرو۔ اس کے معانی یہ ہیں یہ مسلمان نہیں ہے۔ مسلمان ہوتا ہی اس وقت ہے جب اسلام نافذ ہوتا ہے۔ خدا سب سے پہلا سوال کرے گا۔ تو مسلمان تھا ؟ آپ کیا کہیں گے کہ یا اللہ! میں مسلمان تھا' اللہ کہے گا تو نے اسلام کو نافذ کیا ؟ اگر آپ کہیں۔۔۔ بھولے بن کر۔۔۔ یا اللہ کوئی ضیاء تھا کہ ملک میں اسلام کو نافذ کر دیتا ؟ خدا کہے گا میں ملک کی بات نہیں کرتا۔ میں تیری اور تیرے گھر کی بات

کرتا ہوں۔ تو بتا تو نے اپنی بیوی پر اسلام نافذ کیا۔ تو نے اپنی اولاد پر اسلام کو نافذ کیا؟ جب تو اپنے گھر میں حاکم تھا۔ اپنی بیوی پر۔۔۔ تیری بیوی پردہ کیوں نہیں کرتی تھی؟ تو مسلمان نہیں تھا؟ تو منافق تھا۔ میرے بھائیو! یہ باتیں میں جذبات میں نہیں کہہ رہا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کو دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بھی چیلنج نہیں کر سکتا۔ اور یہ حقیقت میں آپ کے سامنے اس لئے واضح کر رہا ہوں کہ قربانی کا موقع ہے اور اسلام کو تازہ کرنے کا موقع ہے۔ اپنے اسلام کو زندہ کریں اور حقیقت کو سمجھیں۔ دیکھو اگر پیسہ حرام کا ہو' اللہ! کوئی آدمی حرام کے پیسے کا صدقہ کرے تو جائے اس کے کہ خدا خوش ہو آپ کی مصیبت دور ہو' خدا ناراض ہوتا ہے۔ ارے گندے! تو مجھے گندی چیز دیتا ہے۔ چل ملعون' لعنتی' ہم صدقے دے کر بھی کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ خدا کہتا ہے کہ میں پاک ہوں' میں پاک چیز کو لیتا ہوں۔ کمینے تو حرام کماتا ہے۔ اور تو مجھے حرام کما کر' لا کر دیتا ہے۔ میں کوئی پولیس کا افسر ہوں' میں کوئی مال کے محکمے کا افسر ہوں کہ تیرے حرام کو لوں۔ خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ صدقہ "ردبلا" ہے۔ اور صدقہ حقیقت میں "لابلا" کہ بلا کو لے آ۔۔۔ میرے بھائیو! اللہ کو پہچانو! اللہ ان حاکموں جیسا حاکم نہیں جیسے کہ آج کل پیپلز پارٹی یا اور بے دین۔۔۔ ہمارے ہاں کوئی مسلمان آیا ہی کہاں ہے؟ مسلمان تو وہ ہوتا ہے جو پاکستان کو مسلمان بنا دے۔ کس کو خیال ہے؟ اللہ ایسا نہیں ہے اور مشرکوں نے ایسے قیاس کیا۔ کہ جیسے یہاں سفارشیں چلتی ہیں۔ کوئی موٹا سا پیر پکڑ لو۔۔۔ وہاں بھی سفارش چل جائے گی۔ خدا کہے گا دنیا کی گندی حکومتوں نے تیرا دماغ خراب کر دیا۔ تو کیا سمجھتا ہے کہ میرے پاس سفارش چلتی ہیں۔ پیچھے ہٹ جا۔ پہلے سارے فیصلے ہوں گے۔ سزا والے کو سزا ملے گی۔ ہر قسم(Category) کا علیحدہ علیحدہ فیصلہ ہو گا۔ پھر اس کے بعد جس کے بارے میں میں چاہوں گا حق دوں گا۔ کہ یہ لوگ سفارش کے قابل ہیں۔ کوئی اٹھ کر ان کی سفارش کرے۔ پھر سفارش کرنے والے قرآن کے حافظ۔۔۔ آج کل کا حافظ نہیں جو رمضان آئے تو داڑھی بڑھا لے اور جب رمضان چلا جائے تو صاف کر دے۔ یہ پیسے کھانے والا۔ یہ پیسے کھانے والا منافق۔

میرے بھائیو! میں کیا عرض کروں؟ کیا تصور پیش کروں کہ حافظ اچھا ہوتا ہے' یا مولوی اچھا ہوتا ہے۔ جب ہمارا سارا معاشرہ گندہ ہو گیا تو اس لئے توجہ سے کام کرو۔ خوش فہمی میں نہ رہو۔ حقیقت کو سمجھو کہ حقیقت کیا ہے؟ اللہ نے دنیا میں ایک راستہ مقرر کیا ہے؟ ایک راستہ مقرر کیا ہے۔ جو اس راستے پر چلے گا وہ راہ راست پر ہے اور جو اس راستے سے ہٹے گا' کوئی اپنی راہ پر چلے گا وہ گمراہ ہو گا۔ وہ غلط راستے پر ہے۔ میرے بھائیو! آج کل ہمارا پڑھا لکھا طبقہ' کوئی بی اے ہو' کوئی ایم اے ہو' کوئی وکیل ہو' کوئی جج ہو' کوئی افسر ہو' کوئی دوسرا ہو کہ جی! جو جہاں لگا ہوا ہے ٹھیک لگا ہوا ہے۔ سب ٹھیک ہے' سب ٹھیک ہے۔۔۔ کسی کو کچھ نہ کہو۔ بھئی! کسی کو کچھ نہ کہو۔ بھئی اگر سارے ٹھیک ہیں تو تم قاضی کیوں بٹھاتے ہو؟ عدالتوں میں دو پارٹیاں جج کے پاس جاتی ہیں۔ دونوں طرف کے وکیل اتنی موٹی موٹی کتابیں لے کر کسی کو بلیڈ کرتے ہیں۔ جج دس دن' پندرہ دن' سن کر یہ کہہ دے جو جہاں لگا ہوا ہے سب ٹھیک ہے کسی کو برا نہ کہو۔ اس جج کا کیا بنے گا' وہ جج جوتے لگانے کے قابل ہے۔ تو بتایئے! آج کل جو یہ کہتے ہیں کہ سب ٹھیک ہیں' یہ اسلام ہے' میرے بھائیو! اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسلام وہ ہے' جو محمد ﷺ کا لایا ہوا ہے۔ اسلام وہ نہیں جو پنچائتی ۔۔۔ جو لوگوں نے بنایا ہے۔ جو زمین پر بنا ہے۔ اسلام ایسی چیز نہیں ہے۔ اسلام اللہ کے ہاں سے آتا ہے۔ اور نبی لے کر آتا ہے۔ نبی کے پیچھے چلنا اسلام ہے۔ کسی امام کے پیچھے چلنا' کسی پیر کے پیچھے چلنا' کسی صحابی کے پیچھے چلنا' کسی فقیر کے پیچھے چلنا یہ سب گمراہی ہے۔ وہ اسلام نہیں ہے۔ اس سے کیا ہو گا؟ فرقے بنیں گے۔ اب امام ابو حنیفہؒ صاحب کوئی معمولی امام تھے۔ بہت بڑے جلیل القدر امام تھے۔ امام شافعی وہ کیا کم تھے؟ اس طرح سے دوسرے ائمہ وہ کم تھے؟ لیکن دیکھ لو مسلمانوں میں فرقے بن گئے۔ وہ حنفی ہے۔ وہ شافعی ہے' اور قرون وسطی میں جو جنگیں' قتل و غارت حنفیوں اور شافعیوں میں ہوا ہی ہے اور آج دیکھ لو کیا نہیں ہو رہا ہے۔ تو یہ سب باتیں خوب سمجھ لیں۔ دو چیزیں آپ کو یاد رکھنی چاہیے۔ جو میری تقریر کا خلاصہ ہے تو ایک آدمی سفر کرنے سے پہلے اپنا راستہ پوچھتا ہے۔ دیکھ لو جب سب کا Goal سب کا مقصد ایک ہے اور راستہ ایک ہے تو آپ کو اس راستے کا علم ہونا چاہیے۔ نماز

بعد میں پڑھیں' روزے بعد میں رکھیں' پہلے اپنا راستہ متعین کر لیں۔ کہ یہ جو اتنے فرقے ہیں' کون سا محمدی راستہ ہے۔ جب تک محمدی راستے کو اختیار نہیں کریں گے نماز روزہ' حج' زکوٰۃ یہ تو بعد کی چیزیں ہیں۔ سب سے پہلے آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ مجھے کون سا راستہ اختیار کرنا ہے۔ ہر راہ پر چلنے والا صحیح نہیں۔ وہ ایک اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ ایک منزل پر پہنچنے کے لئے ایک ہی راستہ ہو سکتا ہے۔ آپ کو لاہور جانا ہے تو لاہور جانے کا جو مختصر ترین (Short Cut) روٹ ہو گا' جو صحیح راستہ ہو گا' وہ ایک ہی ہو گا۔ آپ چکر لگا یئے' میں کراچی سے ہو کر آؤں گا' میں اسلام آباد سے ہو کر لاہور آؤں گا۔ میں فلاں طرف سے ہو کر آؤں گا۔ وہ لاہور کے راستے نہیں ہیں۔ لاہور کا راستہ یہی ہے جو بہاولپور سے لاہور کا ہے۔ میرے بھائیو! جنت کا راستہ ایک ہی ہے۔ اور وہ محمد ﷺ کا راستہ ہے۔ وہ کسی امام' کسی پیر' کسی فقیر' کسی ولی کا راستہ نہیں۔ اس لئے اپنے راستے درست کریں اور پھر اس کے بعد قربانی کرنی ہو تو اپنے پاک مال سے لے کر کریں۔ پیسے حرام کے ہوں تو قربانی نہیں ہوتی۔ اور پھر یہ بھی دیکھ لیں سینگ نہ ہوں تو قربانی نہیں ہوتی۔ کان نہ ہوں تو قربانی نہیں ہوتی۔ حالانکہ نہ آپ نے سینگ کھانا ہے نہ کان کھانا ہے۔ اور ہم گائے میں حصہ ڈالتے ہیں گائے میں سات حصے ہوتے ہیں۔ ایک ان میں سے بے نماز ہوتا ہے' اب بتایئے! جب وہ نماز ہی نہیں پڑھتا' تو قربانی فرض تو نہیں۔ اور نماز فرض ہے۔ جو Elective ہیں۔ پاس نہ ہو' جو آپشنل میں پاس ہو اور کہے کہ مجھے ڈگری دے دو۔ کوئی عقل مند آدمی ہے؟ نماز جو فرض ہے اس کو پڑھتا نہیں' قربانی جو سنت ہے وہ کرتا ہے۔ اللہ اس کی قربانی قبول کرے گا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور آپ نے گائے میں حصے ڈالے ہیں۔ اور اس میں ایک یا دو بے نماز ہیں۔ سینگ نہ ہوں تو قربانی نہیں ہوتی۔ اگر ایک حصہ سرے سے غائب ہو جائے تو قربانی ہو جائے گی۔ اس لئے خوب سوچ لو۔ جب گائے میں حصے دار کھڑے کرو تو دیکھ لو ان میں کوئی حرام خور نہ ہو۔ اس کی کمائی حلال کی ہو۔ دوسرا اللہ اس سے ناراض نہ ہو۔ وہ بدعتیں کرنے والا' دین کو بگاڑنے والا نہ ہو۔ وہ بے نماز نہ ہو۔ اگر وہ متقی نہیں' خدا کو خوش کرنے والا نہیں تو اللہ اس کی قربانی قبول نہیں کرتا۔ جب اس کا حصہ قبول نہ ہو تو چھے حصے رہ گئے تو چھ حصے کسی قربانی کے رہ جائیں تو قصہ

ہی ختم۔ تو اس لئے میرے بھائیو باتیں تو بہت تھی جو میرے دل میں تھیں جو میں کروں لیکن ٹائم اتنا نہیں ہے۔ قربانی کرنی ہے۔ اس لئے ان تھوڑی باتوں کو ہی زیادہ سمجھیں۔ اور کوشش کریں دین کو سمجھ جائیں۔ ہاتھ موقع لگے' مسجد میں جمعے کیلئے آیا کریں' دو چار جمعے پڑھ کر ان شاء اللہ العزیز آپ کا دل و دماغ صاف ہو جائے گا۔ آپ کو اسلام کی عین سمجھ آ جائے گی۔ یہ مولوی ڈراتا ہے۔ مولوی ہوا بناتے ہیں۔۔۔ عبداللہ سے بچیں' بڑا خطرناک ہے۔ اماموں کو گالیاں دیتا ہے۔ نبی کو مانتا ہی نہیں۔ پیروں کو مانتا ہی نہیں۔ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ اس لئے میرے بھائیو! آؤ قریب آؤ دین کو سمجھو' دین کیا ہے؟ دین میرا نہیں' میرے باپ کا نہیں۔ میرے امام کا نہیں۔ میرے پیر کا نہیں۔ دین اللہ کا ہے جو محمد ﷺ لائے کلمہ کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔۔۔ کوئی تیسرا ہے؟ تیسرا کوئی نہیں۔ لہذا دین ان دو ہی کا نام ہے۔ اللہ کی عبادت' نبی کی اطاعت۔۔۔

خطبہ ثانی

س: قربانی کے جانور کی عمر کیا ہونی چاہیے؟

ج: جانوروں میں سے دنبہ اور چھترا کے علاوہ قربانی کے لئے وہی جانور ٹھیک ہے جس کے دو دانت نکل آئے ہوں۔ دنبہ اور چھترا بھی کم از کم ایک سال کا ہو۔ یہ جو مولویوں کے ہاں چھ مہینے والی رٹ ہے یہ بالکل غلط ہے۔ کم از کم ایک سال کا ہو۔ یا ایک سال کا لگے۔ معلوم ہو کہ ایک سال کا ہے۔ تو اس کے لئے دو دانت کی شرط نہیں۔ باقی بکرا اونٹ اور گائے رسول اللہ ﷺ کی حدیث لَاَ تَذْبَحُوْا اِلاَّ مُسِنَّةً (رواہ مسلم مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب فی الاضحیة عن جابر رضی اللّٰہ عنہ) ذبح ہی نہ کر جب تک دو دانت نہ ہوں۔ اس لئے اس بات کو خوب ذہن نشین کر لو۔ گوشت تقسیم کرنے میں یہ جو

لوگوں میں بات ہے تین حصے کرنے چاہئیں' یہ بالکل غلط ہے۔ حالات دیکھیں' اگر آپ کے پڑوسی' آپ کے رشتہ دار' آپ کے اردگرد کے لوگ قربانی زیادہ نہیں کر سکے تو زیادہ سے زیادہ تقسیم کریں۔ آپ نے ایک سال تو فرمایا تھا: کہ کسی کے گھر میں تین دن سے زیادہ گوشت نہ رہے۔ تقسیم کردو۔ اگلے سال آپ نے فرمایا جو میں نے پچھلے سال آپ کو حکم دیا تھا۔ اس وقت کے حالات کے تحت تھا۔ اب تمہیں اجازت ہے فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَ تَصَدَّقُوا (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب بیان ما کان من النهی اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث) کھاؤ اور ذخیرہ کرو۔ صحابہ سارا سارا سال گوشت قربانی کا کھاتے رہے۔ اس کو بھون کر رکھ لیتے۔ اور سارا سال قربانی کا گوشت کھاتے رہتے۔ یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ تین حصے کرتے ہیں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

س: عورت جانور ذبح کر سکتی ہے کہ نہیں ؟

ج: دیکھئے ! ہمارے ہاں ہم چونکہ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں۔ اس لئے ذہن ہمارے وہی ہیں' وہی پرانے' کہ عورت کا سوسائٹی میں کوئی مقام ہی نہیں۔ عورت جانور ذبح کر سکتی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ اپنی بیٹیوں سے کہتے کہ تم نے قربانی اپنی طرف سے کی ہے۔ خود ذبح کرو۔ عورت گھر میں مرغی ذبح کرے' اپنے بھائی کو ساتھ ملائے' اپنے بیٹے کو ساتھ ملائے' اپنے باپ کو ساتھ ملائے تو یہ بالکل جائز ہے۔ کسی قسم کا کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ قربانی کے چار دن ہیں۔ آج پہلا دن ہے۔ دسویں تاریخ جو سب سے افضل ہے اس کے بعد گیارہ بارہ تیرہ۔ یہ تیرہ کی عصر تک قربانی ہے۔ قربانی جائز ہے اور ہو سکتی ہے۔ ہمارے مولوی جن کی بات تو کھری نہیں ہوتی لیکن الجھنیں بہت پیدا کرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں مولوی صاحب بتائیے! حضور ﷺ نے تیرھویں کو

قربانی کی تھی ؟اب آپ نے تیرھویں کو کبھی قربانی نہیں کی۔ بس جی پھر میں پوچھتا ہوں تم بتاؤ حضور ﷺ نے کبھی گیارھویں کو کی ؟آپ نے تو گیارھویں کو بھی کبھی نہیں کی۔ دیکھو ظہر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔ جب زوال ہو جائے اور کب تک رہتا ہے جب تک ایک مثل نہ ہو۔ اس وقت تک رہتا ہے۔ یہ سارا پورے کا پورا پیریڈ ظہر کی نماز کا ہے۔ کوئی پہلے وقت پڑھ سکا۔ کوئی پہلے نہیں پڑھ سکا۔ ذرا تھوڑا سا لیٹ' پھر تھوڑا سا لیٹ۔ پورا Stand جو ہے ٹائم کا وہ ظہر کا وقت ہے۔

اسی طرح قربانی دسویں کو اول ہے' افضل ہے' بہتر ہے' اگر میسر نہ آئے' فرصت نہ ملے یا پہلی کو قربانی بہت کافی ہو چکی ہے۔ پھر اسکے بعد ان دنوں میں تیرھویں تک۔ حاجی لوگوں سے پوچھ لیں ایام منیٰ کیا ہیں ؟وہ جو ایام تشریق ہیں گیارھویں' بارھویں' تیرھویں تک قربانی ہوتی ہے۔ تکبیریں نویں سے شروع ہوتی ہیں۔ کل جو گزر چکی ہے صبح کی نماز کے بعد سے تیرھویں کی عصر تک تکبیریں کہنی چاہئیں۔ ہر وقت ہر حالت میں۔ پاک ہو' یا پلید ہو' تکبیریں پڑھ سکتا ہے۔ خاص طور پر نمازوں کے بعد بلند آواز سے ایک دو دفعہ تین دفعہ ضرور کہنی چاہئیں۔ قربانی کے چمڑے مولوی کو بالکل نہ دیں۔ جو مولوی قربانی کا چمڑا کھاتا ہے گویا اس کو تنخواہ میں دیا ہے۔ ہمارے ہاں جب مولوی کو رکھتے ہیں' مولوی کو نوکری پر Set کرتے ہیں تو اس کے ساتھ بڑے سودے ہوتے ہیں کہ مولوی صاحب عیدیں آئیں گیں۔ کچھ نہ کچھ اس وقت بھی آپ کو ملے گا۔ پھر مولوی صاحب کھالیں بھی آئین گیں۔ اس وقت بھی کچھ نہ کچھ ملے گا۔ اس لئے آپ تنخواہ کے لئے زیادہ منہ نہ کھولیں۔ ان کو بھی دیکھ لیں۔ مولوی صاحب خوش ہو جاتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب میرا حق ہے میرے بھائیو! قربانی کا چمڑا قصائی کو دے دیا جائے تو ضائع ہو جاتی ہے۔ اجرت میں شمار ہو جاتی ہے۔ آپ نے حضرت علیؓ کو اپنی قربانیوں کا انچارج مقرر کیا تھا۔ آپ نے خاص طور پر فرمایا کہ قصاب کو کھال

نہیں دینا۔ یہ کھال غریبوں اور مسکینوں کا حق ہے۔ ان کو فافٹ تقسیم کردیں۔
(صحیح بخاری کتاب الحج باب یتصدق بجلود الھدی سنن ابی داؤد کتاب المناسك' صحیح مسلم کتاب الحج باب فی الصدقة بلحوم الھدی عن علیؓ)
دائیں بائیں' ادھر ادھر دیکھ کر جو غریب ہو یہ جو سال بھر رکھ لیں۔ مزے سے آہستہ آہستہ اس کو لڑکھڑاتے رہتے ہیں۔ یہ خاص موقع کی چیز ہے۔ فافٹ تقسیم کردینی چاہیے۔ جیسے صدقہ فطر۔۔ صدقہ فطر یہ ہے کہ وہ بھی چھوٹی عید میں شامل ہو سکے اور کھالیں دیں تاکہ ان کی بھی عید ہو جائے۔ مثلاً کسی کو دس کو مل گئی' کسی کو گیارہ کو مل گئی' پیسے مل گئے۔ بارہ کو وہ قربانی کرلے۔ یہ تو فافٹ تقسیم کردینی چاہیے۔ یہ جو لمبے کھاتوں میں ڈال دیتے ہیں یہ اس کا مصرف بالکل صحیح نہیں ہے۔

س: کیا جو شخص مقروض ہو' اس کو ادھار رقم لے کر قربانی کرنی چاہیے ؟

ج: بھئی! یہ دیکھا جائے اگر وہ سمجھتا ہے کہ میں یہ قرضہ ادا کردوں گا۔ میرے لئے وبال جان نہیں بنے گا۔ تو ادھار لے کر بھی قربانی کرے۔ اور اگر وہ دیکھتا ہے کہ پہلے ہی بہت زیربار ہوں یہ مجھ پر اور بوجھ پڑ جائے گا تو بالکل قربانی نہ کرے۔ یہ ہر آدمی کا اپنا اپنا معاملہ ہے۔ اللہ سے حساب ہے۔ اسلئے سوچ سمجھ کر کام کرے۔

س: ایک شخص ایک بالغ لڑکی کا نکاح اس کی اور اسکی والدہ کی مرضی کے بغیر کسی شخص سے کردیتا ہے کیا یہ نکاح جائز ہے اور والد کو اس کا اختیار ہے ؟

ج: دیکھو! جب تک لڑکی کی اجازت نہ ہو نہ باپ نکاح کر سکتا ہے اور نہ دادا نکاح کر سکتا ہے' نہ چچا کر سکتا ہے اور نہ بھائی کر سکتا ہے۔ بسنا تو اس نے ہے' باپ نے بسنا ہے کوئی ؟ اس لئے اس کی رضا لازمی ہے۔ اگر وہ راضی نہیں۔ اس کی اجازت نہیں' بیوہ ہے تو کھل کر زبان سے کہے۔ اگر وہ کنواری ہے تو جب باپ پوچھتا ہے'

چچا پوچھتا ہے یا بھائی پوچھتا ہے تو وہ چپ رہے۔ یا شرما کر رو پڑے' یا شرما کر ہنس پڑے' نہ نہ کرے تو نکاح ہو سکتا ہے۔ اور اگر بغیر اسکی مرضی کے نکاح کر دیا جائے تو یہ بالکل ناجائز ہے۔ جیسا کہ لوگ نابالغی میں لڑکی کا نکاح کر دیتے ہیں۔ فقہ حنفی یہ کہتی ہے کہ اگر باپ نے کیا ہے تو لڑکی جتنا مرضی زور لگالے ٹوٹ ہی نہیں سکتا۔ ان سے پوچھے اگر لڑکی بالغ ہو اور نکاح کرنا ہو تو لڑکی کی اجازت لینی چاہیے۔ حنفی مولوی کہے گا ضرور چاہیے۔ اور اگر اس سے پوچھا جائے جب نابالغ تھی اس سے اجازت نہیں لی گئی۔ اب اس کا یہ حق مارا گیا۔ نہیں سن لو۔ نابالغی کا نکاح ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ Pending رہتا ہے۔ اگر لڑکی بالغ ہو کر اس کو منظور کر لے تو منظور ہے اور اگر Reject کر دے تو خواہ باپ نے پڑھا تھا وہ برباد ہو گیا۔ وہ نکاح بالکل ختم ہو گیا۔۔۔ اب مسائل بہت ہیں۔

دعا کریں اللہ ہمیں صحیح معانوں میں مسلمان بنائے۔ میرے بھائیو! یہ رسمی اسلام کام نہیں دے گا۔ دین کو سمجھو اور سمجھنے کی کوشش کے بعد کلمہ پڑھو اور اپنے ایمان کی تجدید کرو۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر 64

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهُدٰی هُدٰی مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لاَ يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ [5:المائدة:54]

میرے دوستو! آپ نے اس سے پہلے تقریر سنی کہ مسلمانوں نے لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کو چھوڑ دیا حالانکہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ایک نسخہ کیمیا تھا کہ جس پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی فلاح اور عرب و عجم کی حکومت مل سکتی تھی۔ لیکن اب یہ ایک نسخہ ہے ہمارے سامنے۔ اور جہاں تک اس کے استعمال کا تعلق ہے جیسا کہ علامہ صاحب نے بیان کیا۔ ہم نے اس کا استعمال بالکل چھوڑ دیا۔ میرے بھائیو! اس وقت دنیا کے حالات کو دیکھیں۔

دنیااس وقت اپنی بیماری کی آخری حد تک پہنچ چکی ہے۔ اور یہ مرض جو اس وقت دنیا کو لاحق ہو چکا ہے اس کا علاج اللہ کے نسخوں سے ہو سکتا ہے۔ دنیا کے حکیموں کے نسخے اس میں کارگر اور کامیاب نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اس وقت بھی بے دینی کی کوئی حد نہیں تھی۔ دنیا کی حالت بہت خراب تھی تو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا۔ جس سے کہ پھر ساری دنیا تندرست ہوئی۔ اسلام پھیلا اور اسلامی خوبیوں سے لوگ روشناس ہوئے اور لوگوں نے اسلام سے فائدہ اٹھایا۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کیا آج وہ نسخہ موجود نہیں۔ یا نسخہ موجود ہے لیکن اس کے استعمال کرنے والا کوئی نہیں؟ یہ نسخہ استعمال کس نے کرنا تھا؟ مریض خود تو نسخہ استعمال نہیں کرتا۔ جب تک کہ کوئی حکیم بن کر اس کا علاج نہ کرے۔ اور حکیم اس وقت تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور پھر آپ کے بعد آپ کے صحابہؓ تھے اور اللہ نے ایک عام بات بیان کر دی۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ اے مسلمانو! جب تم میں الحاد' بے دینی' ارتداد کا دور کبھی شروع ہوگا تو تمہاری اصلاح وہی جماعت کرے گی' ایک ایسی ٹیم کرے گی جو اللہ کے پیارے ہوں گے۔ وہ اللہ سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ ان سے محبت کرتا ہوگا۔ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ آپس میں بڑے نرم ہوں گے۔ مومنوں کے ساتھ ان کی بڑی نرمی ہوگی' بڑا اچھا سلوک ہوگا۔ وَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ لیکن کافروں پر بڑے بھاری ہوں گے۔ ان پر بڑے سخت ہوں گے۔ ان پر پہاڑ کی طرح سے بوجھل ہوں گے۔ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈریں گے نہیں۔ آج ہم ایک طرف دنیا کو دیکھتے ہیں کہ دنیا برباد ہو چکی ہے' الحاد اور بے دینی کا بہت زور ہے۔ اور دوسری طرف ہم یہ تلاش کرتے ہیں کہ آج حکیم کون ہونا چاہیے تھا؟ اہلحدیثوں کو۔۔۔ لیکن اہلحدیث اوروں سے زیادہ مریض نظر آتے ہیں۔ اب ہے ف ا ت ں

ہے تو کچھ نہیں ہو سکتا کہ لا الہ الا اللہ ایک ایسا نسخہ ہے تُفْلِحُوْا تَمْلِکُوْا الْعَرَبَ وَالْعَجَمَ نسخہ تو بہترین ہے لیکن اب اس کا استعمال ؟اگر دنیا میں کسی جگہ ہوتا ہو تو ہم لوگوں کو۔۔۔ مریضوں کو کہہ سکتے ہیں کہ دیکھو بھئی ! یہ اہلحدیث جماعت ہے' یہ لا الہ الا اللہ پر عمل پیرا ہیں' یہ محمد رسول اللہ کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھو تم میں جان آ جائے گی' تم میں زندگی آجائے گی' تم بالکل تندرست ہو جاؤ گے۔ لیکن جن کو ہم بطور نمونے کے پیش کر سکتے تھے وہ اوروں سے زیادہ مریض ہیں۔ اوروں میں کچھ تھوڑی بہت جان ہے' اپنے اتفاق کے اعتبار سے' اپنی تنظیموں کے اعتبار سے' اپنی تعلیم کے اعتبار سے' اپنی دنیاوی عزت کے اعتبار سے۔ لیکن اہلحدیث میں کسی حد تک بھی ان کے پاس ہونے والا معاملہ نہیں ہے۔ بالکل معاملہ صاف ہے۔ تو بات کیا ہے ؟

میرے بھائیو! اصل میں بات یہ ہے کہ آج جو تفرد اہلحدیثوں کو اوروں پر ہونا چاہیے تھا وہ ہے نہیں۔ صرف آمین' رفع الیدین یا الحمد شریف سے یا چند باتوں سے کام نہیں چلتا۔ زندگی۔۔۔ ایک پورے یونٹ کا نام ہے۔ اور اسلام اس پوری اکائی کو مسلمان کرتا ہے۔ مسلمان کون ہوتا ہے ؟ جس کی پوری زندگی اسلام کے مطابق ہو۔ جس کی صرف نماز اسلام کے مطابق ہو وہ کبھی مسلمان نہیں ہوتا۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ مسجد میں آ کر آمین کہتے ہیں' رفع الدین کرتے ہیں' سنت کے مطابق نماز پڑھ لیتے ہیں لیکن باہر جا کر ایک بریلوی' ایک دیوبندی ایک اہلحدیث' ایک سوشلسٹ اور ایک کیمونسٹ میں کچھ فرق نہ رہتا تو پھر آپ اپنے بارے میں کبھی نہ سوچیں کہ ہم فائق ہیں' ہم اعلیٰ ہیں' ہم اللہ کے رسول ﷺ کے جانشین ہیں' ہم اللہ کے رسول ﷺ کے وارث ہیں' ہم حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں۔ دیکھئے' توجہ کیجیے! جو احادیث کو زندگی کے دیگر معاملات میں چھوڑ دیتا ہے' اب قرآن مجید میں پوری زندگی کے مسائل تو نہیں ہیں' کاروبار کے مسائل نہیں ہیں ؟ لینے دینے کے اصول نہیں ہیں ؟ عقائد کی تفصیل نہیں ہے ؟ اعمال نہیں ہیں۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ قرآن اور احادیث دونوں مل کر ہماری زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتے ہیں۔ اور

زندگی کے بڑے شعبے تین ہیں: معاشرت' معیشت اور سیاست۔۔۔اب ہم نے کیا سمجھ رکھا ہے ؟ ہم مسجد کی حد تک تو اہلحدیث ہیں' اس سے زیادہ نہیں۔ زندگی کے دوسرے معاملات میں یعنی سیاست میں ہمارا حال کیا ہے ؟ الحاد ہو' کچھ بھی ہو' بالکل ٹھیک ہے' چلتے رہو۔ میدان تمہارے لئے کھلا ہے۔ اور معیشت تمہاری سرمایہ داری کی ہو' سودی نظام کی ہو' کافرانہ ہو کچھ بھی ہو چلتا رہے۔ بالکل ٹھیک ہے کوئی خرابی کی بات نہیں۔ اب آپ سوچ لیجئے گا جو One Third مسلمان ہو' صرف عبادات کی حد تک۔۔ اگر آپ معاشرت کا پہلو لے لیں حالانکہ یہ معاشرے کو کور (Cover) نہیں کرتا۔ اگر آپ اسکو تیسرا حصہ بھی شمار کر لیں تو دو تہائی تو ہمارا بالکل کافرانہ ہے۔ اب بتایئے! کہ ہم مسلمان کیسے رہ سکتے ہیں ؟ آپ کبھی سوچیں جو چیز اللہ کو پسند نہیں مثلاً جب بدعت آجائے تو کیا اللہ اس کو پسند کرتا ہے ؟ بدعتی کے اعمال اللہ قبول کرتا ہے ؟ نہیں بالکل نہیں۔ کیوں نہیں قبول کرتا ؟ اس لئے کہ وہ دین میں اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے' اور یہ مسلمان جس کی معیشت جس کی معاشرت' جس کی سیاست ساری کافرانہ ہو اور صرف عبادات اس کی اہلحدیثوں والی ہوں تو کیا یہ بدعت نہیں ہے ؟ ایک چھوٹی سے چیز آجانے سے آپ یہ کہیں کہ بدعت ہے اور پوری زندگی کے شعبے کافرانہ بن جائیں اور پھر آپ کہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے اسلام میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یقین جانیں اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کے اسلام کو قبول نہیں کرتا۔ اگر آپ کو مسلمان ہونا ہے اُدۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّةً [2:البقرة:208] سر سے لے کر پاؤں تک مسلمان ہو جاؤ۔ آپ کو کوئی دیکھے تو اسلام اس کو یاد آجائے کہ ہاں اسلام کی یہی تعلیم ہے۔ جو اس کے چہرے سے جو اس کی ذات سے چمک ٹپک رہی ہے۔ آپ اس حدیث کے مصداق ہوں۔ اِنَّ مِنۡ عِبَادِ اللّٰهِ اِذَا رَأَوۡا ذُکِرَ اللّٰهُ کہ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ انھیں دیکھتے ہیں اللہ یاد آجاتا ہے۔ یہی اسلام ہے۔ آپ کے گھر کو کوئی دیکھے' آپ کی بیوی بچوں کو دیکھے آپ کے کاروبار کو دیکھے' آپ کے معاملات کو دیکھے تو تسلیم کرے کہ ہاں یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اسلام کی رحمتیں اس پر برس رہی ہیں۔ اور اگر آپ کی زندگی کو

دیکھا جائے تو ایک کافر کی زندگی میں اور ایک مسلمان کی زندگی میں کوئی فرق نظر نہ آئے الا یہ کہ وہ مسجد میں آکر کھڑا ہو اور سینے پر ہاتھ باندھے تو تب پتہ لگے کہ یہ اہلحدیث ہے۔

میرے بھائیو! یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے لیکن ہم نے اس طرف کبھی توجہ نہیں کی حالانکہ یہ وہ نقطہ ہے جس کی وجہ سے آج ہم بالکل برباد ہو چکے ہیں' تباہ ہو چکے ہیں۔ اہلحدیث آج ایک پلیٹ فارم پر جمع کیوں نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ سیاست کوئی اسلامی چیز نہیں۔ سیاست جس کی بھی ہو۔ کوئی کسی کے ساتھ مل جائے۔ کوئی کسی کے ساتھ مل جائے۔ ظلم نہیں کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کو تو نہ مانیں' حنفی کہلانے میں ہمیں عار ہو اور ہم نوابزادہ نصر اللہ کی پارٹی میں ہوں' اصغر خان کی پارٹی میں ہوں اس کی قیادت کو تسلیم کرلیں اور اس پر خوش ہوں۔ دوسروں کے ہم حاشیہ بردار ہوں اور خوش ہوں گے۔ ہمارے قائدین کا یہ حال ہے ہم نے اجتماع کیا تھا' وہاں غزنویہ مدرسہ میں۔ اس میں ہم نے اکثر لوگوں کو دعوت دی تھی۔ بہت سے لوگ اس میں آئے نہیں تھے۔ ہم نے اس میں یہی بات کہی تھی کہ اہلحدیثو! غور کرو۔ میاں فضل حق اس میں موجود تھے۔ مولانا معین الدین لکھوی اس میں موجود تھے اور گوجرانوالہ سے بھی بہت سے دوست آئے تھے۔ یہی توجہ دلائی گئی تھی کہ تم سوچ لو کہ دنیا کی قیادت کرنا اہلحدیث کا کام ہے یا کسی اور کا کام ہے؟ یہ کہاں لکھا ہے کہ مسئلے مسائل میں تو تم اپنے آپ کو آگے کرو اور جب سیاست کا معاملہ آئے یا کوئی اور معاملہ آئے تو تم لوگوں کے پیچھے لگ جاؤ۔ کیا اسلام کی یہی تعلیم ہے؟ ارے اسلام کبھی مقتدی ہوتا ہے؟ اسلام تو ہمیشہ قائد رہا ہے' اسلام کبھی مقتدی نہیں ہوا۔ کبھی کسی کے پیچھے نہیں لگا۔ لیکن ہمارے ہاں یہ بات کبھی نہیں ہوتی' اس لیے کہ ہم نے اسلام کو صحیح طور پر قبول ہی نہیں کیا۔ ہم نے یہ سوچا ہی نہیں کہ ہم بخاری شریف کو بڑی اعلیٰ کتاب قرار دیتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ کیا اس میں صرف نماز ہی اعلیٰ ہے اور کچھ بھی اعلیٰ نہیں ہے؟ کیا اس کے اندر خلافت کا تصور نہیں کہ خلیفہ کیسے بنتا ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؟ ہم نے ان چیزوں کو ختم کر دیا۔ ہم نے ان کو بالکل بند کر دیا۔ جیسے وہ ہمارے لئے ہے ہی نہیں۔ جیسے حنفیوں کے لئے دوسرے مسائل نہیں ایسے ہمارے لئے خلافت کے مسائل نہیں۔ سوچئے! چلو دنیا کے

لوگ نہیں مانتے' نہ مانیں لیکن اے اہل حدیثو! تم تو اپنا خلیفہ بنالو۔ اب آپ بتائیں! یہ قرآن مجید ہے نا۔ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ [5:المائدہ:45] اس کے علاوہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنے مسائل طاغوت کے پاس نہ لے کر جاؤ تو وہ اس کا انکار کرتے ہوئے یہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں کہ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ [4:النساء:60] یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے مقدمات کے فیصلے کافروں سے کروالیں۔ حالانکہ اللہ نے کہا: نہیں' سب کے ساتھ کفر کرو صرف ایک اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کرو' اس کے آگے سر تسلیم خم کردو۔ لیکن یہ ادھر فیصلے کرواتے ہیں۔ اور آپ بتایئے! دیانتداری سے دو اہلحدیثوں کا جھگڑا ہو۔ دو اہلحدیثوں کا آپس میں مقدمہ ہو' ان کا آپس میں اختلاف ہو پھر وہ فیصلہ کفر کی عدالت میں لے جائیں' انگریز کی عدالت سے کروائیں کہیے! ان کے کفر میں کوئی شک ہے ؟ قرآن پڑھ کر دیکھ لیں وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ یہ قرآن کے الفاظ ہیں اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ انھیں حکم ہوا کہ طاغوت کے ساتھ کفر کریں اور طاغوت کسے کہتے ہیں ؟ اللہ کے سوا کسی کا قانون ہو خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو اس کو ماننا کفر ہے اور وہ طاغوت ہے۔ اب بتایئے! ہم نے جماعتیں بنائیں کب سے جماعتیں چل رہی ہیں ؟ بڑی جماعت پہلی' دوسری جماعت۔۔۔۔ لیکن انہوں نے کیا کیا ؟ آپ کے سامنے ہے میں تاریخ بیان نہیں کرنا چاہتا۔ سوائے اس کے کہ جو مسلم لیگ کرتی تھی۔ سوائے اس کے کہ جو جماعت اسلامی کرتی تھی۔ چند سالوں کے بعد الیکشن کروالیا۔ امیر بن گیا' چند سالوں بعد الیکشن کروالیا' امیر بن گیا۔ اپنی اپنی سیاست چلتی رہی۔ پھر پانچ سال ختم ہو گئے۔ الیکشن کیوں نہیں ہوا ؟ پانچ سال گزر گئے' الیکشن ہونا چاہیے' پانچ سال کے بعد پھر الیکشن ہو گیا۔ اب بتایئے! ہم حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا نام لیں' حضرت عمرؓ کا نام لیں' حضرت علیؓ کا نام لیں بتاؤ! جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ بن گئے تو جب تک وہ فوت نہیں ہو گئے دوسرا کوئی

کھڑا ہوا؟۔۔۔ نہیں۔۔۔وہ فوت ہوئے تو حضرت عمرؓ خلیفہ بنے۔ اور جب حضرت عمرؓ خلیفہ بن گئے تو وہ بھی جب تک زندہ رہے خلیفہ رہے۔ دو سال گزر کے بعد نہیں' تین سال گزرنے کے بعد نہیں' پانچ سال گزر جانے کے بعد نہیں بلکہ ایک خلیفہ کی وفات کے بعد ہی دوسرا خلیفہ چنا جائے گا۔ یہ کوئی جمہوری قانون نہیں۔ اور ہمارے یہاں پانچ سال بعد یا تین سال کے بعد الیکشن ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ جب تک زندہ رہے خلیفہ ہی رہے حتی دس سال گزر گئے' آپؓ خلیفہ رہے۔ اور جب وہ شہید ہو گئے پھر حضرت عثمانؓ بنے۔ ان کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے۔ یہ طریقہ کن کا ہے؟ یہ کن کا طریقہ ہے؟ کیا غیروں کا؟۔ وَ مَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَ يَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ [4: النساء:115] یہ مومنین کا طریقہ ہے۔ یہ صحابہؓ کا طریقہ ہے۔ یہ خلفاء راشدین کا طریقہ ہے کہ جب ایک دفعہ ایک امیر بن گیا تو جب تک وہ زندہ ہے خلیفہ ہے' وہ امیر ہے۔ وہ ہٹے گا نہیں۔ تین سال بعد یا پانچ سال الیکشن نہیں ہوں گے۔ کوئی دنیا کا اہلحدیث ثابت کر سکتا ہے کہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش ہے کہ تین سال کے بعد یا پانچ سال کے بعد الیکشن ہوں؟ ہماری جماعتیں یہی کرتی ہیں' الیکشن لڑتیں ہیں' کاریں چلتی ہیں' لاکھوں روپیہ زکوٰۃ کا برباد ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہے؟ تعمیری کام ایک ذرے کے برابر بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ کرنے کا کام یہ تھا جو خلیفہ بن گیا' جو امیر بن گیا وہ اپنے قاضی مقرر کرتا' اور جو اہلحدیث اپنے آپ کو صحیح مسلمان سمجھتے ہیں جب ان کا جھگڑا ہوتا تو وہ اپنی جماعت کے ان قاضیوں سے فیصلہ کرواتے۔ یہ کام کرنے کا تھا۔ اس کے علاوہ لٹریچر' چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں کی شکل میں عام تقسیم ہوتا جس سے مسلک کی تبلیغ ہوتی۔ ایسے مبلغین ہوتے جن کو مرکز سے تنخواہیں ملتی اور جن کا کام یہ ہوتا کہ وہ جا کر تبلیغ کریں' وعظ کریں۔ مگر آج کل کیا حال ہے؟ ایک فورم والے چاہتے ہیں کہ جلسہ کروائیں' لیکن وہ مولویوں کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ اب ان جماعتوں کا فائدہ کیا ہوا؟ جو مرکزی جماعتیں ہیں ان کا فائدہ کیا ہوا؟ لوگ جلسے کروانا چاہتے ہیں' تبلیغ کو ترس رہے ہیں' لیکن دین مہنگا ہے۔ کہاں سے مولوی کو

لائیں؟ میرے بھائیو! ہم نے کچھ نہیں کیا۔ کیوں؟ ہم اس ڈگر پر چل پڑے جو کافرانہ ڈگر ہے۔ اہلحدیثوں کی سیاست کافرانہ ڈگر پر چل گئی' اس کی سیاست اسلامی نہیں رہی۔ آخر کچھ تو سوچ لو' کوئی بات تو شریعت سے ملا کر دیکھ لو۔ جو آج کی سیاست پر غور کرو کیا ایک اہل حدیث اس سیاست میں ایک دیوبندی سے' ایک بریلوی سے' ایک سرخ سے مختلف ہے؟ کچھ فرق نہیں ہے۔ پھر ہم کیا اہلحدیث ہوئے؟ اگر ہم صحیح اہلحدیث ہوتے تو ہمارا ذہن صحیح اسلامی ہوتا۔ ہم دوسروں سے بالکل مختلف ہوتے' ہماری سوچ مختلف ہوتی۔ ہمارا عقیدہ مختلف ہوتا' ہمارا طرز زندگی مختلف ہوتا' ہمارا سب کچھ علیحدہ ہوتا۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ملک میں کوئی آواز اٹھے' کوئی گندی سے گندی آواز کیوں نہ ہو' ملک دشمنوں کی کیوں نہ ہو' اسلام کے دشمن کی کیوں نہ ہو؟ جیسے اور جماعتیں اس میں شامل ہو جاتی ہیں' ایسے ہمارے اہلحدیث بھی ان میں چلے جاتے ہیں۔ اہلحدیث کے پاس سیاست کی کوئی تعلیم نہیں۔ اسی کو تو لوگ دیکھ کر کہتے ہیں کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات نہیں ہے۔ اب یہ لوگوں میں آواز اٹھ رہی ہے۔ کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات نہیں' اسلام میں کوئی سیاست نہیں' اسلام میں کوئی معیشت نہیں' اسلام میں کوئی معاشرت نہیں۔ ہماری معاشرت انگریز کی۔ معاشرت کے معانی تہذیب و تمدن ۔۔۔ ہماری ساری معاشرت انگریز کی ۔۔۔ ہمارا سارا کاروباری نظام انگریز کا ہے۔ ہماری ساری سیاست انگریز کی ہے۔ باقی رہ کیا گیا؟ ۔۔۔ خاک ۔۔۔ اور پھر یاد رکھو اللہ نے انسان کو تین بڑی چیزیں دی ہیں: ایک مال' دوسری جان' تیسری طاقت اور اختیار۔ مال سے معیشت' جان سے معاشرت اور اختیار سے سیاست ۔۔۔ اور یہ سب کنڑول کرتی ہے۔ اگر سیاست اسلامی ہو گی' معاشرت بھی اسلامی رہے گی' اگر سیاست اسلامی ہو گی معیشت بھی اسلامی رہے گی۔ سیاست اسلامی نہ ہو' وہ کافرانہ ہو تو سارے نظام کافرانہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو' ہمارا یہی حال ہے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ ایک باپ اہل حدیث ہے اور اس کا بیٹا بھی' یعنی دونوں اہلحدیث ہیں۔ باپ کہتا ہے میرا بیٹا بھی اہلحدیث ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ جی! یہ کب اہلحدیث ہوتا ہے؟ کہتا ہے کہ جب کبھی جلسہ ہو' لاؤڈ سپیکر کا انتظام میرا بیٹا ہی کرتا ہے ۔۔۔ یہ اہلحدیث ہے۔ میرے بھائیو! سوچ لو' خدا کیلئے دیکھو۔ اب ہم میں بڑی برائی

کیا ہے؟ ہم تھوتھے ہو گئے ہیں'۔ ہم خالی ہو گئے ہیں اور صرف بڑیں مارتے ہیں۔ زیادہ نعرے مارتے ہیں زیادہ دعوے کرتے ہیں' اور اندر ہے کچھ بھی نہیں۔ یاد رکھو! آخر ہم نے اللہ کے پاس جانا ہے۔

میرے بھائیو! توجہ سے سننا اس زمانے میں جو گمراہی ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ خدا کس سے پوچھے گا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ کہو دیوبندیوں سے خدا پوچھے گا یا بریلویوں سے پوچھے گا۔ کس سے پوچھے گا؟ چھوڑ دو یہ کہنا کہ ہم نبی کے وارث ہیں' یہ کہنا چھوڑ دو ورنہ مارے جاؤ گے۔ نبیؐ کے وارث بن کر دکھاؤ' نبیؐ کے خلیفہ بن جاؤ اور پھر دنیا کی قیادت کرو۔ لوگ دنیا کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں' لوگوں کو آج راستہ نظر نہیں آرہا ہے' دنیا کے سامنے کوئی راستہ نہیں۔ راستہ تھا تو صرف اہلحدیث کے پاس تھا اور اہلحدیث کا اسلام کیا ہے؟ آمین' رفع الیدین تین چار باتیں' باقی سب ختم۔۔۔ چھٹی۔۔۔ میں تو حیران ہوتا ہوں یہ دیکھ کر کہ مسجد سے باہر نکل جاؤ کبھی کسی نے دکاندار سے کاروبار کر کے خوش ہو کر کہا ہے کہ بھئی! یہ آدمی مسلمان معلوم ہوتا ہے' یہ آدمی ہر کام سنت کے مطابق کرتا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باہر کے کاروبار میں انگریز بڑا دیانتدار ہے۔ دیکھ لو دوائیوں پر جو نسخہ لکھیں گے وہ ٹھیک دیں گے۔ ہندو اپنے کاروبار میں بالکل ٹھیک ہے۔ دکان پر بیٹھ کر ایسا کوئی شاید اہلحدیث بھی نہ ہو۔ دکان پر بیٹھ کر کیا فرق ہوا؟ میرے بھائیو! یاد رکھو اسلام کا تعلق صرف مسجد سے نہیں۔ اسلام صرف مسجد تک محدود نہیں' مسجد تو اللہ کا گھر ہے یہاں ہم اللہ سے ملاقات کرنے آتے ہیں' لیکن خدا ہمیں دیکھتا باہر بھی ہے۔ مسجد میں تو ہر آدمی ٹھیک ٹھاک ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ بریلوی نماز میں کھڑا ہو گا' دائیں بائیں کبھی نہیں دیکھے گا' کوئی چٹکی نہیں لے گا' کوئی شرارت نہیں کرے گا' ادھر ادھر کی بات نہیں کرے گا۔ نہ شیعہ کوئی حرکت کرے گا' یہاں آکر تو سارے ٹھیک ٹھاک کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ارے دیکھنے کی زندگی تو باہر کی ہے۔ باہر ہوتا کیا ہے؟ اب بیاہ شادی کو دیکھ لیں' یہ اہلحدیثوں کا بیاہ ہو رہا ہے' یہ وہابیوں کا بیاہ ہو رہا ہے۔۔ کیا کہنے اہلحدیثوں کے' یہ دیکھ لو' ان کا

بپاہ ہو رہا ہے' یہ کیوں خرابی پیدا ہوتی ہے' میرے بھائیو! دنیاوی غلطی یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو یہ سمجھا ہے کہ جیسے انگریز نے ہمارے دل میں بٹھایا ہے کہ اسلام کا تعلق لوٹے مصلے اور مسجد سے' ملاں سے ہے اور باقی سلسلہ ختم۔۔۔ یہ مارٹن لوتھر نے یہی چیز چلائی تھی کہ انگریزوں کے ہاں دین اور چیز ہے اور یہ پرائیویٹ مسئلہ ہے۔ اور سیاست اور چیز ہے' یہ بالکل پبلک کا مسئلہ ہے۔ اور یہی بات ہمارے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اور جو اس ذہن کا مسلمان ہو بیشک وہ مسلمان ہو' لیکن وہ کبھی بھی مسلمان نہیں ہے۔ جب تک آپ سر سے لے کر پاؤں تک اپنی پوری زندگی میں کیا معیشت' کیا معاشرت' کیا سیاست سب میں آپ مسلمان نہیں اس وقت تک آپ صحیح مسلمان نہیں ہیں۔ اب دیکھ لو آخر ہم بھی پاکستان میں رہتے ہیں' لیکن خدا کی قسم ہمیں اس کفر کی سیاست سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ آئے گا اس ملک میں اسلام بھی نہیں۔ کیونکہ اسلام مسلمان لائیں گے۔ اسلام تو مسلمان لائیں گے۔ جو مسلمان خود نہ ہو وہ اسلام کہاں سے لائے گا؟ اس لئے اس بات کا امکان بظاہر بہت کم ہے کہ اسلام آجائے اور اس کا بھی کوئی امکان نہیں کہ یہاں جمہوریت آجائے' کیونکہ جو ڈنڈے کے یار ہوں وہ جمہوریت کہاں لا سکتے ہیں؟ یہ جن کے ہاں کچھ قاعدے ہوں' کوئی قانون ہو' کوئی اصول ہو' ان کے ہاں جمہوریت چلتی ہے۔ اپنے جیسے کاروبار میں دیانتداری اور معاملات میں دیانتداری۔۔۔ آئے گا اس ملک میں بھی کچھ نہیں۔ لیکن ہم کم از کم دعویدار اس بات کے ہیں کہ عملی طور پر یہ مطالبہ کرتے ہیں' اپنی زندگی کو اس نہج پر چلاتے ہیں کہ اسلام کے سوا ہماری زندگی میں کچھ نہ ہو۔ اور ان شاء اللہ العزیز خدا کی ذات سے امید ہے کہ ہم خدا کے پاس جا کر خائب و خاسر نہیں ہوں گے۔ خدا ہم سے یہ نہیں کہے گا کہ تمہارا دین کیا تھا: آدھا تیتر' آدھا بٹیر۔ آدھے تم کافر تھے اور آدھے مسلمان۔ ہم کہیں گے یا اللہ! ہماری سیاست بھی اسلامی تھی۔ یہ جتنے نظام ہیں' یہ جمہوریت کا نظام ہے' یہ سوشلزم کا نظام ہے یہ کیمونزم کا نظام ہے' یہ نیشنلزم کا نظام ہے۔ یہ سب کافرانہ نظریات ہیں۔ جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یا اللہ! ہم ان سے بالکل دور ہیں' بالکل دور ہیں۔ ہم ان سے لاتعلق ہیں اور اپنے گھروں میں اسلام کو نافذ کئے ہوئے ہیں۔ نہیں برداشت کرتے کہ ہمارے گھر میں کوئی کام ایسا ہو جو اسلام کے خلاف

ہو' ہم وہ بالکل برداشت نہیں کرتے۔ ہم کسی ایسے سے رشتہ داری نہیں کرتے 'کسی ایسے سے رشتہ ناطہ نہیں کرتے 'تعلقات قائم نہیں کرتے 'جس کی زندگی صریحاً اسلام کے خلاف ہو۔ ہم بالکل اس سے کوسوں دور ہیں۔ اور میرے بھائیو! اپنے بچاؤ کے لئے یہ ضرور کرنا چاہیے کہ اللہ کے نزدیک اپنے آپ کو خالص ثابت کریں۔ اور دکھادیں اللہ کو کہ یااللہ! میں نے طے کرلیا ہے 'میں نے عزم کرلیا ہے 'میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں سوائے تیرے نبی کے طریقے کے کبھی کسی طریقے کو اختیار نہ کروں۔ سو میرے بھائیو! میں آپ سے بار بار عرض کرتا ہوں وقت بہت تھوڑا ہے۔ مولانا محمد حسین صاحب تقریر کریں گے۔ میں درمیان میں چند منٹ کیلئے کھڑا ہوا تھا۔ ہمیں اس طرف توجہ کرنی چاہیے کہ ہم یہ سوچیں کہ بیماری کیا ہے ؟ اور علاج کیا ہے ؟ بیماری جو ہے میں نے اس کی طرف آپ کو توجہ دلائی یہی کہ ہم نے اسلام کو بالکل ہلکا سا' سطحی سا سمجھ کر قبول کیا ہے۔ اور اس کا تعلق صرف مسجد سے ہے اور یہ اسلام اللہ کا اسلام نہیں ہے۔ اسلام جو ہے وہ پوری زندگی پر حاوی ہو تو اسلام ہے۔ اگر پوری زندگی پر حاوی نہیں تو اسلام نہیں۔ پھر دوسرا اس کے علاوہ ہمیں دیکھنا یہ چاہیے 'دیکھئے لوگ آج کل اسلام کا نام لیتے ہیں۔ بڑے دعوے کرتے ہیں۔ چنانچہ الیکشنوں میں بھی اس سے پہلے بھی اور آج بھی اسلام کے بڑے دعویدار ہیں جیسا کہ ان کے دلوں میں بڑا درد ہے 'بڑا درد ہے۔ اور یہ حقیقت میں لوگوں کے سامنے Stage پر کھڑے ہو کر تقریر کردیتا ہے اور پھر جب لوگ اس کی عملی زندگی کو دیکھتے ہیں تو ان کی طبیعت میں نفرت پیدا ہوتی ہے بلکہ ہمیں چاہیے کہ ایسے لوگوں کو آگے لائیں 'ایسے لوگوں کو اپنا قائد بنائیں جو لوگ عملی زندگی میں مسلمان ہوں۔ ہم جماعت اسلامی کے دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ کہتے ہیں کہ ملک میں اسلام آجائے۔ آپ دیانتداری سے بتائیے! آپ کے گھر میں اسلام ہے ؟ جو آپ کا گھر ہے جس میں آپ ہیڈ ہیں' آپ کی بیوی 'آپ کے وزیر ہے ؟ آپ کی اولاد آپ کی رعایا ہے۔ آپ کے عوام ہیں ؟ آپ کے گھر میں اسلام ہے کہ نہیں۔ جی ہے تو وہاں بھی سب انگریزی تہذیب۔ تو پھر بھئی! آپ لوگوں کو دھوکہ نہ دیں۔ خدا کیلئے یہ دھوکہ

والی بات ہے۔ جو مولوی Stage پر آ کر کہے۔ اسلام۔۔۔ اسلام آ گیا' اسلام آ گیا' آ کر رہے گا۔ اور پھر اسکی زندگی کیا ہو' کچھ بھی نہیں۔ بلبلہ' بے کار' کچھ بھی نہیں۔ اس کا اثر لوگوں پر اتنا برا پڑتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اور اس کی ذمہ داری عوام پر آتی ہے' ہم پر آتی ہے۔ اسکی ذمہ داری کہ لوگوں کے سامنے ایسا کردار پیش کرتے ہیں کہ جو لوگوں کی گمراہی کا باعث بنتا ہے جو لوگوں کے دھوکے کا باعث بنتا ہے۔ لوگوں کی ہدایت کا سامان نہیں بنتا۔ میرے بھائیو! خصوصاً جو داعی ہو' جو مبلغ ہو' جو دین کی دعوت دے اس کو بالکل سفید چادر کی طرح ہونا چاہیے۔ وہ کسی مجلس سے اٹھ کر جائے تو لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ بڑا بے ایمان ہے۔ کھا گیا لوگوں کو۔ اب اگر وہ ہتھیلی پر سرسوں بھی جما دے' ایسی jugglery کرے' غضب کی تقریر کرے' سرسوں جما دے۔ لیکن جونہی وہ جائے لوگ کہیں بڑا بے ایمان ہے' کھا گیا۔ تو اگر وہ یقیناً ایسا ہے تو سمجھ لو سب پر پانی پھر گیا' بیڑہ ہی غرق ہو گیا۔ میرے بھائیو! آپ کا بیٹا جو بہت لائق ہو' جس کو آپ ڈاکٹر بنانا چاہتے ہیں' اس کو دین کی طرف لگائیں' وہ دین کا عالم بنے' جب وہ دین کا عالم بنے گا پھر وہ لوگوں سے مانگے گا نہیں۔ لوگوں سے لے کر نہیں کھائے گا' وہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل نہیں ہو گا' وہ ٹکاؤ مال نہیں ہو گا اور اس کی اپنی گزران کی بھی معقول صورت ہو گی' وہ جہاں بھی کھڑا ہو گا' دندنا کر بات کرے گا اور حق بات کرے گا۔ محدثین کو دیکھ کر کرے گا' امام بخاریؒ' عبداللہ بن مبارکؒ جن کے نام آج ہم لیتے ہیں کہ انہوں نے کتنا فائدہ اٹھایا' یہ سب کون لوگ تھے؟ خود تجارت کیا کرتے تھے' خود حصہ پر کاروبار کرتے تھے' مضاربت پر' اپنا پیسہ لگاتے تھے' اپنے گزارے کی صورت یہ کیا کرتے تھے تاکہ نچلا ہاتھ اوپر والے ہاتھ سے ہمیشہ گھٹیا ہوتا ہے۔ اگر مولوی کا ہاتھ نیچے رہے تو مولوی نیچے ہو گا۔ وہ مولوی اوپر کبھی نہیں اٹھتا۔ اور اسی صورت میں بات ہو سکتی ہے کہ آپ کے دل میں کوئی انقلابی ذہن پیدا ہو جائے اور آپ یہ سوچیں کہ ملک میں انقلاب آئے۔ اس کے لیے یہی طریقہ بہتر ہے کہ اپنے لڑکوں کو پڑھائیں گزران کی صورت بڑی اچھی ہے۔ چنانچہ عبداللہ ناصر بیچارے کراچی میں ہیں' اس جذبے کے تحت کپڑے کا کاروبار ہے' اپنے ایک بیٹے کو مخصوص کیا' یہاں دینی تعلیم دلوائی' پھر سعودیہ بھیجا پھر فارغ ہو کر آئے اور

اب ماشاء اللہ بڑا اچھا کام کرتے ہیں۔ فرسٹ کلاس کام کرتے ہیں اور بہترین کام کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! اگر زندگی چاہیے تو باتوں میں نہ رہو' نعروں میں نہ رہو اور یہ نعرے وارے چھوڑ دو۔ یہ نعرے دوسروں کو بگاڑنے والے ہوتے ہیں۔ کسی کے لئے چار نعرے لگا دو وہ آدمی برباد ہو جائے گا۔۔۔ یہ شوخیاں۔۔۔ اسلام کا رنگ شوخ نہیں ہے۔ اسلام کا رنگ Fast ضرور ہے' پکا ضرور ہے لیکن شوخ نہیں۔ دھیما لیکن گہرا پکا۔۔۔ جو اترے کبھی نہیں۔ یہ جو شوبازیاں احراریوں سے سیکھی ہوئی ہیں۔ دھڑا دھڑ نعرے پر نعرہ۔۔۔ یہ سب بیکار ہے۔ بات ٹھوس ہو 'بات معقول ہو' تھوڑی ہو لیکن شو نہ ہو۔۔۔ لغویات نہ ہو۔ بیکار باتیں نہ ہوں۔۔۔ میں کیا عرض کروں ہمارے ہاں زیادہ تر یہ چلتا ہے۔۔۔ اہلحدیث کی یہ صفات ہوتی ہیں!۔۔۔ ہم نے وعظ زیادہ تر بریلویوں سے سیکھا ہے چنانچہ دیکھ لو ہمارے مولوی اللہ کے رسول ﷺ کی تعریفیں کریں گے۔ بڑی تعریفیں کریں گے۔ اب میں نے اپنے ایک دو دوستوں سے 'عالموں سے کہا بھئی! اگر آپ اللہ کے رسول ﷺ کی تعریف بہت بھی کریں تو آپ بریلویوں سے تو نہیں بڑھ سکتے' بریلویوں کا پھر بھی نمبر رہے گا۔ ارے وہ کام کرو جس کی ضرورت ہے۔ نبی کی تعریفوں کی ضرورت نہیں 'نبی کی اتباع کروانے کی ضرورت ہے۔۔۔ یہ بات کرو۔۔۔ یہ بات کرو' اور یہ بات تو کرتے نہیں۔ اور اہلحدیث کا کام کیا ہے ؟ میرے بھائیو! اہلحدیث اس دنیا کے لئے حکیم ہے۔ اہلحدیث اس دنیا کے معالج ہے۔ اس کو لوگوں کی نبض پر انگلیاں رکھنی چاہئیں 'لوگوں کی بیماریوں کو اسے جانچنا چاہیے اور پھر ان کا علاج کرنا چاہیے۔ ہمارے علما سے بھی اور عوام سے بھی اللہ سوال کرے گا اس لیے کہ ان کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے نسبت ہے۔ حنفیوں اور دیوبندیوں سے سوال نہیں کرے گا کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ان کی نسبت نہیں۔ اس لئے خدا ان سے سوال نہیں کرے گا۔ کہیئے! یہ بات غلط ہے ؟ وہ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اس لئے خدا ان سے یہ بات نہیں کہے گا کہ تم نے میرے نبیؐ کے دین کو زندہ کیوں نہیں کیا۔ وہ کہیں گے یا اللہ! ہم تو تھے حنفی۔۔۔ قصہ ختم۔۔۔ مریں گے تو اہلحدیث مریں گے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم سوائے

اللہ کے رسول ﷺ کی بات کے کسی کو نہیں مانتے۔ خدا ہم سے پوچھے گا کہ دنیا بیمار تھی، دنیا گمراہ ہوتی جارہی تھی اور سب کچھ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوتا تھا اور تم نے کیا کیا۔ اس لئے اپنے بچاؤ کیلئے اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہیے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ نمبر 65

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ ط وَ مَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَo وَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَo وَ اِنْ یَّکُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْا اِلَیْہِ مُذْعِنِیْنَo اَفِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَ رَسُوْلُہٗ ط بَلْ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ

[النور:24:47-50]

ان آیات میں اللہ عزوجل نے منافقوں کا کردار بیان کیا ہے۔ کہ اگر منافقوں کے دعووں کو دیکھو تو مسلمان نظر آئیں گے۔ لیکن اگر ان کے عملوں کو دیکھو تو وہ بالکل کافر ہوں گے۔وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے

اللہ پر اور اس کے رسول (ﷺ) پر اور ہم نے اطاعت کی یعنی ہم اطاعت کرتے ہیں اور اطاعت کریں گے۔ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لیکن پھر ان سے ایک گروہ ایسا بھی ہے کلمہ پڑھنے والوں میں سے جو منحرف ہو جاتا ہے۔ اس کلمے کے بعد اس اقرار کے بعد' اس دعوے کے بعد وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ حقیقت میں یہ لوگ ایمان والے نہیں ہیں۔ یعنی مطلب کیا؟ کلمہ تو پڑھ لیتا ہے' دعویٰ کر لیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو مانتا ہے۔ لیکن جب وقت آتا ہے۔ موقع آتا ہے عمل کا' عملاً حکم ماننے کا' تو پھر منحرف ہو جاتا ہے۔ عمل نہیں کرتا۔ اور پھر دوسری بات منافق کی یہ ہے وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ کہ اگر ان کا کوئی مقدمہ مسلمانوں میں آجائے تو وہ موقع کو دیکھتا ہے فیصلہ اس کے اول تو پتہ ہوتا ہی ہر آدمی کو فریق کو کہ میں سچا ہوں یا جھوٹا ہوں۔ اس کا دل تو جانتا ہے اگرچہ بظاہر وہ لڑتا رہے جھگڑتا رہے۔ اگر منافق کو یہ معلوم کہ فیصلہ میرے حق میں ہوگا تو دوڑا دوڑا آتا ہے۔ اللہ اس کے رسول کا نام لیتا ہے۔ اور اسکو قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ بڑی قسمیں کھاتا ہے' بڑی وفاداری کا اظہار کرتا ہے' لیکن اگر اس کو یہ خیال ہو کہ فیصلہ میرے حق میں نہیں ہوگا۔ پھر وہ بھاگ جاتا ہے۔ آتا ہی نہیں۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ نساء میں بھی ہے وہ جو بڑا مشہور واقع ہے کہ ایک یہودی کا اور آج کل کے مسلمان کا دونوں کا جھگڑا ہو گیا۔ منافق جھوٹا تھا۔ یہودی سچا تھا یہودی کو پتہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ فیصلہ جو کریں گے وہ بالکل حق کریں گے۔ اس لئے کہ یہودی کو یہ معلوم تھا کہ فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔ تو وہ کہے کہ میں مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ تمہارے نبی ہیں لیکن منافق جو ہے وہ جانتا تھا کہ میں جھوٹا ہوں۔ فیصلہ میرے خلاف ہوگا۔ وہ کہے کہ نہیں۔ چونکہ میں بھی مسلمان ہوں وہ بھی مسلمان ہے۔ اگر میرے حق میں فیصلہ ہو گیا تو کہہ دے گا۔ کہ تم دونوں ایک پارٹی کے ہو۔ دونوں مسلمانوں کا فیصلہ ہے پھر تو مانے گا نہیں۔ اس لئے میں اپنے نبی ﷺ سے

فیصلہ کرواتا ہی نہیں میں تو فیصلہ تمہارے کسی سردار سے کروالیتا ہوں۔ یا کسی اور چوہدری سے فیصلہ کروالیتا ہوں۔ وہ ادھر کو کھینچے یہودی رسول اللہ ﷺ کی طرف کھینچے۔ آخر مسلمان کو اس یہودی کے کہنے پر چلنا پڑا اور مقدمہ جو ہے رسول اللہ کے پاس چلا گیا آپ نے فیصلہ کر دیا۔ یہودی کے حق میں۔۔۔ اس مسلمان کو پہلے نظر آتا تھا کہ اس نے کہا کہ ہمارا نبی بہت شریف النفس ہے۔ بہت نرم دل ہے وہ کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتا۔ چونکہ میں تو انکا اپنا تھا۔ مسلمان تھا۔ اس لئے انہوں نے میری پرواہ نہیں کی۔ یہ کہیں ناراض نہ ہو۔ اس کا دل نہ ٹوٹے' اس لئے یہ رعایت کی ہے۔ تیرے حق میں اس لئے فیصلہ کر دیا۔ دیکھو ایمان کی کمزوری۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے۔ جو اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں۔ اسلام نہ کسی کی کمزوری کو دیکھتا ہے۔ نہ کسی کی طاقت کو دیکھتا ہے اسلام تو حق کو دیکھتا ہے 'وہ صحیح ایمان نہیں لاتا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ حق کیا ہے۔ وہ اس کو یوں ٹالتا ہے کہ نبی کی عزت پر بھی حرف نہ آئے۔ اور اس کی بات بھی بن جائے کہ نبی نے رعایت کی ہے۔ اس لئے کہ تو غیر ہے' تیرا دل رکھنے کیلئے آپ نے یہ فیصلہ تیرے حق میں کر دیا۔ تو اگر تجھے اپنی صداقت کا بڑا ہی یقین ہے۔ تو حضرت عمرؓ سے فیصلہ کروالیتے ہیں۔ چنانچہ وہ مسلمان بھی کچھ میں آگیا۔ کہ حضرت عمرؓ واقعتاً بڑے تیز اور گرم ہیں۔ اب وہ کہنے لگا اب حضرت عمرؓ سے فیصلہ کروالیتے ہیں۔ یہودی بڑی کائیاں قوم ہے۔ نبیوں کی اولاد تو وہ کہنے لگا چلو ٹھیک ہے کتنے بھی گرم 'کیسا بھی سخت مزاج ہو لیکن آخر مسلمان ہے نبی سے باہر تو نہیں نکلنے لگا۔ چل اس کے پاس چل۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے پاس چلے گئے۔ جا کر مسلمان نے سارا واقع سنایا۔ یہودی نے بجائے اس کے کہ وہ واقعہ سناتا بیان دیتا۔ اس نے سیدھی بات کہہ دی کہ اے عمرؓ ذرا ہوش سے کام لینا۔ یہ فیصلہ پہلے ہمارے درمیان رسول اللہ نے کر دیا اور انہوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ تو وہ اس مسلمان سے پوچھنے لگے کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے اس نے کہا ہاں۔۔ فیصلہ تو اس کے حق میں کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کو بڑا غصہ آیا۔ کہ حضور ﷺ کے بعد پھر یہ مجھے پوچھتا ہے۔ یہ اس کو جرأت کیسے ہو گی کہ حضور ﷺ کے بعد بھی ایسی ذات ہے۔ جو نبی کے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ سپریم کورٹ کے بعد کون سی کورٹ ہے؟ چلو نچلی

کورٹ سے اوپر کی کورٹ، پھر سیشن کورٹ، سیشن کورٹ سے ہائی کورٹ پھر سپریم کورٹ اب سپریم کورٹ کے بعد کون سی کورٹ ہے؟ حضور ﷺ کے بعد کسی کو کیا جرأت ہے کہ وہ آپ ﷺ کے فیصلے کو ذرا دوبارہ ٹٹولے کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے یا کچھ ایسا ہے۔ حضرت عمرؓ اندر گئے تلوار نکالی اس مسلمان کو کیا خیال تھا؟ حضرت ایسا فیصلہ کریں گے، ایسی سختی کریں گے۔ انہوں نے تلوار مار کر اس کی گردن اڑا دی۔ اب شور پڑ گیا، اس کے وارث آ گئے کہ حضرت عمرؓ نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ ہم تو قصاص لیں گے اور حضور ﷺ بھی پریشان تھے وہ جا کر حضور ﷺ سے مطالبہ کرنے لگے۔ اب واقعہ بھی یہی ہے کہ کلمہ گو مسلمان تھا، نمازیں پڑھتا تھا، کلمہ پڑھتا تھا، مسلمان تھا حضرت عمرؓ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ غصے میں آ کر اتنے میں قرآن مجید کی آیتیں نازل ہو گئیں۔ فَلاَ وَ رَبِّكَ اللہ قسم کھا کر بیان کرتا ہے۔ اے نبیؐ! مجھے تیرے رب کی قسم! یعنی میں اپنی قسم کھاتا ہوں خود لاَيُؤْمِنُوْنَ کوئی آدمی ایمان والا ہوتا ہی نہیں۔ حَتّٰی يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ جب تک تجھے ثالث نہ مان لے۔ اپنے مقدمات میں، اپنے جھگڑوں میں، اپنے معاملات میں۔ جب تک تجھے حاکم نہ مان لے کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ فیصلہ تجھ سے کروائیں۔ اور کوئی ہے ہی نہیں اور ثُمَّ لاَ يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ [4:النساء:65] پھر یہ نہیں کہ تیرے فیصلے کو بادل نخواستہ مانیں۔ ان کے دلوں میں پھر گھٹن بھی کوئی نہ ہو۔ تیری اطاعت کریں، تیرے فیصلے کو تسلیم کریں تو دل سے کریں۔ (تفسیر ابن کثیر) دیکھو یہی فرق ہے ایک حاکم کی اطاعت میں ایک افسر کی اطاعت میں ایک بادشاہ کی اطاعت میں اور نبی کی اطاعت میں اسلام کا حکم ماننے کو۔ افسر مثلاً چپڑاسی ہے۔ افسر کا حکم ہے ماننا ہے۔ ماننا چاہیے۔ بادشاہ کا بھی حکم ماننا چاہیے۔ دل چاہے یا نہ چاہے۔ ورنہ مار بھی کھائے گا۔ اللہ کے نزدیک بھی مجرم ہے۔ بڑے کا حکم ماننا چاہیے۔ فرق کیا ہے دونوں میں؟ فرق یہ ہے کہ اللہ کا حکم ماننا ہو، نبی کا حکم ماننا ہو، دل میں میلان نہ ہو۔ اپنے دل

کو سمجھائے کہ تیری سعادت اسی میں ہے۔ ٹھیک ہے۔ تیرے خلاف فیصلہ ہے۔ تجھے اس
میں نقصان ہے۔ ثُمَّ لاَ یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ اے نبی!
تیرے فیصلے سے ان کے دل نہ گھٹے۔ پھر عین خوش' بالکل خواہ خلاف فیصلہ ہو جائے۔ جب
اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات کہہ دی ہے۔ اب قصہ بالکل ہی ختم---اور اگر ان کے دل
میں گھٹن ہے دنیاوی اطاعت ہے ناں۔ افسروں والی بات ہو گی۔ ڈنڈے کے ڈر سے مان رہا
ہے۔ دل میں یہ نہیں ہے۔ اسی سے وہ اصول بھی نکلتا ہے اگر بندہ دنیا میں گناہ کر لے۔ مثلاً کسی
کو قتل کر دے یا زنا کر دے۔ شراب پی لے' اس کو دنیا کی سزا ملے یا نہ ملے۔ اگر اسلامی
حکومت ہو گی تو اس کو سزا ملے گی۔ اگر اسلامی حکومت نہیں تو سزا کیسے ؟ اب اس کا علاج کیا
ہے ؟ اگر سزا مل گئی۔ دنیا میں اس کو قتل کر دیا۔ قتل کے بدلے زنا کیا تھا' رجم کر دیا گیا۔ اسی
طرح سے شراب پی تھی کوڑے لگ گئے' چوری کی تھی ہاتھ کٹ گیا۔ کیا آگے بخشا جائے گا۔
تو اس کیلئے کیا فیصلہ ہے۔ یہی کہ اگر اس کا دل بھی ٹھیک ہو گیا۔ اللہ کے آگے رونے لگ گیا
کہ یا اللہ! میری غلطی تھی۔ مجھے معاف کر دے' یہ جو مجھے دنیا کی سزا ملی۔ یہ تو دنیا کے نظم اور
امن کے تحت ملی ہے۔ تاکہ دنیا میں لاقانونیت Lawlessness نہ ہو' بدامنی نہ ہو۔ بے
چینی نہ پھیلے' دنیا کا ایک آرڈر قائم کرنے کے لئے مجھے سزا مل گئی ہے۔ اللہ میں نے گناہ کیا
ہے' تیرا حکم نہیں مانا۔ معافی کب ہو گی ؟ اگر دل سے تائب ہو' روئے دھوئے' پھر وہاں بھی
معاف یہاں بھی سزا مل گئی۔ اور اگر وہ دنیا کی سزا تو مل گئی پھر ویسے کا ویسا ہے تو پھر دنیا کی سزا
کے بعد معافی نہیں ہو گی۔ زنا کی سزا مل جائے۔ قتل کی سزا مل جائے۔ کسی جرم کی سزا مل
جائے۔ وہاں کی معافی کب ہے ؟ دل میں نادم ہو' دل میں خدا سے توبہ کرے۔ اپنی غلطی کا
اعتراف کرے اور اللہ سے معافی مانگے کہ اللہ مجھے معاف کر دے۔ تب وہاں بخشش ہو گی۔
ورنہ دنیا کی سزا ملے یا نہ ملے اس کا وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو اسلام کا تعلق دل سے
ہے۔ اگر دل نہیں مانتا۔ دل میں اسلام برا لگتا ہے لیکن ڈنڈے کا ڈر ہے۔ شرما شرمی یا برادری
کے خوف سے۔ شرم سے وہ کام کرتا ہے۔ کوئی ثواب نہیں۔ سب بے کار ہے۔ کیونکہ اللہ کا

اور بندے کا دلی تعلق ہے۔ اگر بندے کا دل مسلمان نہیں وہ دل سے اللہ کے ساتھ نہیں۔ تو کوئی اسلام نہیں۔ کلمہ تو ایک ظاہری ایک نظام ہے' جس کے تحت آپ کلمہ پڑھ لیں گے لوگ آپ کو مسلمان سمجھیں گے۔ اللہ کے نزدیک آپ مسلمان کب ہوں گے۔ جب آپ کا دل جو ہے اللہ کے ساتھ ہو جائے گا۔ یا اللہ! تو بادشاہ' تو مالک' تو حاکم' جو تو فیصلہ کرے بس کوئی چوں چراں نہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے دوسرا کردار منافقوں کا بیان کیا ہے کہ منافق یہ دیکھتا ہے کہ اگر اسلام کا مسئلہ اس کے راس آتا ہے' اس کی مرضی کے مطابق ہے تو وہ اسلام کے مسئلے کو اچھالتا ہے اور اگر اس کی مرضی کے مطابق نہیں ہے' اس کے دل کے خلاف ہے' اس کی منشاء کے خلاف ہے۔ تو پھر وہ اسلام کی بات کو نہیں مانے گا۔ تاویلیں کرے گا' ٹال مٹول کرے گا۔ گریز کرے گا کہ کسی طرح سے میں اس سے بچ جاؤں۔ اب اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اَفِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ دنیا میں جو اس کردار کے لوگ ہیں کہ بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ لیکن جب اسلام کا حکم آتا ہے تو ماننے کے لئے تیار نہیں اَفِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ کیا ان کے دلوں میں کوئی بیماری ہے' جو یہ اسلام کی بات کو نہیں مانتے۔ بیماری کیا ہو سکتی ہے' وہی نفاق۔۔۔ کفر۔۔۔ ان کا دل مسلمان نہیں ہے' زبان ان کی مسلمان ہے۔ شکل ان کی مسلمانوں والی ہے' لیکن دل مسلمان نہیں۔ اَفِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ اَمِ ارْتَابُوْا یا ان کو شک ہے۔ اسلام کے بارے میں کہ اسلام ہے بھی۔ اللہ ہے بھی' یا ویسے لوگوں کی باتیں ہیں۔ جنت دوزخ حساب کتاب مر کے اٹھنا۔ بس ویسے دیکھا دیکھی لوگوں کی طرح سے باتیں کر دیتا ہے۔ کیا واقعتاً اس کے دل میں یقین نہیں ہے۔ اَمْ یَخَافُوْنَ یا اسے یہ خیال ہے کہ اگر میں نے اسلام کو قبول کر لیا۔ اسلام کو مان لیا تو اسلام میں بڑی ظلم اور زیادتی ہے۔ اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ یا ان کے دل میں یہ ڈر ہے۔ اگر میں نے Surrender کر دیا۔ یہ لکھ دیا کہ جو اسلام فیصلہ کرے' مجھے منظور ہے۔ یہ جو نہیں مانتا اللہ کے حکم کو پھر عملاً کیا اس کے دل میں یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے

فیصلے ظلم کے ہوتے ہیں۔اب یہ تین اللہ تعالیٰ نے کیا۔یہ صورت ہے۔کیا یہ صورت ہے‘ کیا یہ صورت ہے۔اس کے دل میں ہی کفر ہے جو اسلام کی بات مانتے ہوئے یہ ہچکچاتا ہے۔ ماننے کو دل نہیں چاہتا۔یہ ہے کہ اس کو اسلام پر ہی یقین نہیں۔یا اس کے بعد اس کا یہ خیال ہے کہ اسلام میں سختی بڑی ہے۔جیسے بے وقوف لوگ کہتے ہیں۔ہیں اسلام میں تو ہاتھ کاٹ دو۔جنگلی قانون ہے۔وحشیانہ قانون ہے۔دیکھو انگریز کا قانون کیا عمدہ ہے۔جیلیں بھری ہوئی‘ چور مزے سے چوری کر کے جیل میں جا کر دو سال‘ تین سال گزار کر چھٹا ہوا۔ اگر پہلے دو نمبریا تھا تو بعد میں دس نمبریا ہو کر نکلتا ہے۔اعلیٰ راشن ملتا ہے کوئی بات نہیں۔کوئی کچھ نہیں۔اور یہ ہاتھ کاٹ کر جاہل لوگ کہتے ہیں کہ اگر اسلام کا قانون آ گیا تو سارے ٹونڈے پھریں گے‘ سب کے ہاتھ کٹ جائیں گے‘ پتہ ہے کہ چور تو سارے ہی ہیں۔اسلام کا قانون بڑا وحشیانہ ہے۔ اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ‘ فرمایا کیا اس کے دل میں یہ ڈر ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے ظلم کے ہیں۔فرمایا کہ بات کیا ہے؟ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یہ ہیں ہی ظالم۔انہوں نے اسلام کو دل سے قبول کیا ہی نہیں۔ورنہ مسلمان ہو کر اس کے دل میں پھر یہ خیال آئے کہ اسلام کا قانون ظلم کا ہو گا۔ دیکھو اسلام مرض کا علاج کرتا ہے۔اسلام مرض کا علاج کرتا ہے۔یقیناً علاج کر دیتا ہے۔جا کر سعودیہ میں پوچھ لو۔دیکھ لو گرفت بہت کمزور ہو گئی ہے۔اس سے پہلے شاہ عزیز کے زمانے میں اور اس کے بعد پھر ”سعود“ کے زمانے میں ۔ کہو کوئی چوری کا نام لے جائے۔ایک ڈرائیور بتانے لگا میرا ریاض کو آنے جانے کا کام تھا۔اکثر چکر لگتے تھے۔میں نے دیکھا کسی کا تولیہ گرا ہوا ہے۔میں نے چار چکر لگائے پھر بھی میں نے دیکھا کہ وہ تولیہ وہیں پڑا ہوا ہے۔کوئی اسکو اٹھاتا نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم جاؤ‘ تمہیں کوئی چیز گری پڑی ملے بالکل اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔وہ خود آئے گا لے جائے گا۔یا حکومت جس نے انتظام کیا ہے۔ان کا آدمی آئے اور لے جائے اور پھر سیدھا تھانے پہنچے گا۔اور اس کو فوراً پتہ لگ جائے گا کہ میری چیز فلاں جگہ پر پڑی ہوئی ہے۔اس کا اعلان ہوتا رہے گا۔کہ جی! میں دے دوں گا۔تجھے کہاں ملے گا۔

ہاں اگر تجھے پتہ ہو اور دینا چاہے تو دے سکتا ہو پھر تو ٹھیک ہے۔ ورنہ تو ہاتھ نہ لگا۔۔۔ پڑی ہی پڑی رہنے دے۔ قیمتی ہے' قیمتی نہیں ہے۔ جیسی بھی ہے اس کو ہاتھ نہ لگا۔ اور یہاں آپ ہاتھ دیکھ لیں۔ مسجد میں آئے' جوتے کی خیر نہیں۔ سائیکل کی خیر نہیں۔ باہر چلے جاؤ تو کسی چیز کی خیر نہیں۔ لوگ گھر چیزیں نہیں چھوڑتے' باہر چیزیں نہیں چھوڑتے اور ہیں سارے مسلمان۔ تو اسلام کب آدمی کے دل میں داخل ہوتا ہے؟ جب زبان اور دل دونوں میں مطابقت ہو جائے' جب عمل اور دعویٰ دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔۔۔ جو انسان دعویٰ کرتا ہے اس کے مطابق اس کا عمل ہے۔ اب دیکھ لو پاکستان میں اگر یہ قانون بن جائے کہ عورتوں کو پردہ کرنا ہے اور زبردستی کرنا ہے دیکھ لو کتنی عورتیں پردے کے خلاف جلوس نکالیں گی کہ حکومت نے پردے کا قانون بنا دیا ہے۔ اور یہ عورتوں پر ظلم ہے۔ اور یہ عورتوں کو قید کرنے والی بات ہے۔ ہمارے حقوق پر ڈاکہ ہے۔ ہم اسے برداشت نہیں کریں گے۔ جلوس نکالے گے' ہر جگہ جلوس نکلے گا۔ یہ کس کے خلاف جلوس ہے۔ یہ اس حکومت کے خلاف جلوس ہے جس نے پردے کا قانون لاگو کیا ہے۔ یہ اللہ کے خلاف بغاوت ہے۔ یہ کفر ہے' بیشک وہ نماز پڑھے۔ وہ عورت وظیفے کرے' وہ جو مرضی کرے۔ اگر وہ پردے کا نام سن کر اپنے آپ کو تابع نہیں کرتی۔ اسلام کے حکم کے۔ بات ختم۔ دیکھو یہ میں نے بہت دفعہ بات سمجھائی ہے۔ سستی سے' غلطی سے' نافرمانی ہونا اور بات ہے۔ اب زنا' زنا میں پرورده سب کچھ اٹھ جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ بشری تقاضے کے تحت ہے۔ غلطی ہوئی ہے۔ تائب ہوتا ہے' اپنی غلطی پر نادم ہوتا ہے۔ تو اللہ معاف کر دے گا۔ اور اگر یہ ہے کہ اسکا احساس ہی نہیں ہوتا۔ وہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ میں تو یہ پردے کا سن کر وہ پیچھے ڈاکٹر اسرار وغیرہ نے وہ تھوڑا بہت کچھ کہہ دیا تھا۔ عورتوں نے جلوس نکالے۔ بہت شور شرابہ ہوا۔ میں اس وقت سوچتا تھا کہ اگر گورنمنٹ قانون بنا دے کہ کوئی داڑھی نہیں منڈا سکتا پھر کیا حال ہو گا اسلامی حکومت ہے۔ داڑھی منڈانا جرم ہے۔ کوئی مسلمان داڑھی نہیں منڈا سکتا۔ ہر مسلمان کے داڑھی ہو گی۔ پھر دیکھو ایمانوں کا پتہ لگ جائے گا۔ لوگ جلوس نکال دیں گے۔ اب دیکھو ہے داڑھی لیکن اگر اس کے خلاف جلوس نکل جائے کفر ہے۔ وہ کافر ہے۔ اب اگر ایک آدمی داڑھی

منڈاتا ہےاور نادم ہے غلطی کو تسلیم کرتا ہےاوروہ یہ سوچتاہے کہ میں یہ بہت برا کرتا ہوں۔ چلو کفر سے تو بچ گیا۔اور اگر وہ اس پر آجاتا ہے کہ اگر یہ قانون بن گیا تو پھر ایسے ہو جائے گا۔ نکالو اس کے خلاف جلوس۔ تاکہ یہ گورنمنٹ ڈھیر ہو جائے اور یہ قانون نہ بنے۔اس قانون کو روکنے والا کافر ہے۔اگرچہ داڑھی ہو بڑی معمولی سی چیز ہے۔ تو یہ چیزیں ہیں جن سے آدمی کے اسلام کا پتہ لگتا ہے کہ یہ مسلمان ہے یا نہیں۔ اللہ نے کیا فرمایا: وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا کتنے لوگ ہیں جو کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ـــ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بعض کلمہ پڑھتے ہیں۔ اَطَعْنَا۔۔۔اور پوچھ لو تو مسلمان ہے۔اللہ اور رسول کو مانتا ہے بالکل لیکن پھر اسکے گھر چلے جاؤ۔ جاکر دیکھو اس کے گھر کا کیا حال ہے۔کوئی مسئلہ آجائے۔ پھر دیکھو کیا حال ہے۔ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ کلمہ پڑھنے والوں میں سے مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا نکل آئے گا جو جب عمل کا وقت آئے گا تو بالکل کورا۔۔ اب اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں' فیصلہ دیتے ہیں۔ وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ یہ ایمان والے نہیں ہیں۔ جب زبان سے پڑھتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو عمل کیوں خلاف ہے۔اس حساب سے اگر آپ دیکھیں تو پاکستان میں شاید ہی ایک فیصدی یا دو فیصدی مسلمان نکل آئیں۔ ورنہ سب صاف ہو۔۔۔ معاملہ دیکھو ناں یہ تو قرآن مجید کی آیت ہے ناں۔ وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اور اگر ان سے کہا جائے کہ عدالتیں اسلامی ہوں گی' قاضی کورٹس ہوں گی' قاضی فیصلہ کرے گا۔ قرآن وحدیث کے مطابق سب سے پہلے وکیل انکار کرے گا۔ ہماری پریکٹس تو گئی پھر قصہ ختم۔۔۔وہ سب سے پہلے بغاوت کر دیں گے۔اس کے بعد پھر دوسرے بغاوت کر دیں گے۔ وَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ جب انہیں کہا جاتا

ہے کہ آؤ رسول ﷺ کی طرف، قرآن و حدیث کی طرف، فیصلے اس سے کرواؤ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ تم دیکھو گے کہ ایک گروہ مسلمانوں کا اعراض کرے گا کہ نہیں نہیں۔۔۔ یہ نہیں کام ہو سکتا۔ وَ اِنْ یَّکُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ اور اگر کوئی نقصان نہ ہو۔ یَاْتُوْا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ اگر کچھ ملتا ہو' ان کو کچھ فائدہ ہو۔ تو دوڑ دوڑ کر مولوی کے پاس آتے ہیں۔ نکاح پڑھانا ہو۔ آؤ جی مولوی صاحب بچے کے کان میں اذان دینی ہے۔ آؤ جی! مولوی صاحب دوڑ کر آؤ۔ اور اگر کسی مقدمے کا فیصلہ ہو' کوئی قانون ہو' مولوی صاحب آپ گھر بیٹھیں آپ کو کیا پتہ یہ تو ہمارے جج فیصلہ کریں گے۔ اور پھر اگر کوئی یہ کہے کہ آج کل کے مولوی کا کردار کیا ہے ؟ تو آپ آج کل کے ججوں کا کردار دیکھ لیں۔ لیڈروں کا کردار دیکھ لیں۔ دوسروں کا کردار دیکھ لیں۔ اب آپ کے سامنے واضح ہی ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں کون سا ایسا طبقہ ہے جس کا کردار صحیح ہے۔ دیکھو جب انسان کو زوال آتا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ اسکا سر بوڑھا ہو جاتا ہے اور نچلا جسم ٹھیک رہتا ہے۔ سارا جسم پاؤں سے لے کر سر تک۔۔۔ سر سے لے کر پاؤں تک سارا کمزور۔ سوسائٹی کس کا نام ہے۔ ایک فرد کا نام ہے۔ جیسے جب سوسائٹی بگڑتی ہے تو یہ نہیں مولوی بگڑتا ہے۔ جج نہیں بگڑتا' پولیس نہیں بگڑتی۔ پٹواری نہیں بگڑتا یا انتظامیہ نہیں بگڑتی۔ سب برابر بگڑتے ہیں۔ جتنا مولوی بگڑا ہوا ہے اتنا جج بگڑا ہوا ہے۔ جتنا جج بگڑا ہوا ہے اتنی پولیس بگڑی ہوئی ہے' جتنی پولیس بگڑی ہوئی ہے اتنے مال والے بگڑے ہوئے ہیں۔ اتنا ہی محکمہ تعلیم والے بگڑے ہوئے ہیں اور پھر حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ایسی حکومتیں ایسا معاشرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو جتنے ہسپتال زیادہ ہیں اتنے مریض زیادہ۔۔۔ جتنے ڈاکٹر زیادہ' اتنے مریض زیادہ۔ جتنی پولیس زیادہ اتنے جرائم زیادہ۔ جتنے جج زیادہ' اتنے مقدمات زیادہ۔ کوئی غلط بات ہے یہ۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ معاشرہ بیمار ہے۔ سوسائٹی بگڑ گئی ہے۔ خراب ہو گئی ہے۔ کوئی عضو جو ہے اس میں صحیح جان نہیں ہے۔ سارے اعضاء جو ہیں وہ کمز ہو گئے ہیں۔ اس لئے کسی طرف بھی خیر نہیں اور اگر نارمل حالات ہوں نارمل حالات تو پھر فیصلہ قاضی کرے۔ جو قرآن و حدیث سے واقف ہو فیصلہ

وہی کرے اور جو یہ نہ چاہتا ہو کہ فیصلہ قرآن وحدیث کرے تو وہ اپنے اسلام کی خیر منائے۔ دیکھوناں یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ سورۃ نور ہے۔ گھر جا کر پڑھ کر دیکھ لینا۔ وَ اِذَا دُعُوۡا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور رسول کی طرف' قرآن اور حدیث کی طرف۔ کیوں؟ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ تاکہ رسولؐ فیصلہ کرے تمہارے مقدمات کا۔ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ تو مسلمانوں کا ایک طبقہ جو ہے وہ بالکل منحرف ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں میں نہیں آتا۔۔۔ وَ اِنۡ یَّکُنۡ لَّہُمُ الۡحَقُّ اور اگر ان کے لئے حق ہو۔ ان کو فائدہ پہنچتا ہو۔ یَاۡتُوۡۤا اِلَیۡہِ مُذۡعِنِیۡنَ [24:النور:49] تو دوڑے دوڑے آتے ہیں۔ اب نکاح اگر نارمل ہو تو کہو کوئی کسی جج سے پڑھالے۔ یا کسی سیاسی لیڈر سے پڑھالے۔ مولوی کو ہی بلالیں گے۔ خواہ ٹکے کا ہو۔ یہ کام مولوی کو ہی بلائیں گے۔ خواہ ٹکے کا ہو۔ یہ کام مولوی سے کروائیں گے۔ اور باقی اور جو کام ہیں وہ نااہل ہیں۔ اور حقیقت کیا ہے؟ اسلام کا قانون یہ ہے۔ کہ جو حاکم ہوگا وہی مصلے پر کھڑا ہوگا۔ بادشاہ نماز پڑھائے گا اور کوئی نماز نہیں پڑھا سکتا۔ یا وہ جس کو بادشاہ نے مقرر کیا ہے۔ اسلامی قانون دیکھنا ہو تو دیکھو کس کو۔ رسول اللہ ﷺ کو خلافت راشدہ کو دیکھو مسلمان ہونا یا نہ ہونا۔ یہ آپ کی مرضی ہے۔ سمجھ تو لو تاکہ قبر میں جب فرشتہ پوچھے تو پھر آپ کو انکار یا اقرار کرنے کا مزہ تو آجائے۔ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اگر اسلامی قانون کو سمجھنا ہو مسلمانوں کو نہ دیکھو۔ پھر سیاست میں اور اسلام کے عملی نظاموں میں پھر خلافت راشدہ کو دیکھ لو۔ جب رسول اللہ ﷺ زندہ تھے۔ تو مسلمانوں کا بادشاہ حاکم کون تھا۔ سب ذہنوں کے لوگ یہاں موجود ہیں۔ کہیئے! کون انکار کر سکتا ہے کہ امام بھی حضور ہی ہوتے تھے۔ فوجوں کی کمان بھی وہی کرتے تھے۔ احکام بھی وہی جاری کرتے تھے۔ مقدمات کے فیصلے بھی وہی کرتے تھے اور مصلے پر بھی وہی کھڑے ہوتے تھے۔ یعنی عالم ہی بادشاہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ فوت ہو گئے ایک پوسٹ خالی ہو گئی۔ ایک عہدہ جو تھا وہ خالی ہو گیا۔ نبی کا تو کوئی خلیفہ ہوتا ہی نہیں۔ کہ نبی کے جائے نبی آجائے۔ وہ تو اللہ کی طرف سے

ہوتی ہے۔ نبوت وہ انسانوں کے بنانے سے تو نہیں آتی۔ جب حضورؐ فوت ہو گئے تو Head of State والا عہدہ' وہ پوسٹ خالی ہو گئی۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق اس پر بیٹھ گئے۔ خلیفۃ الرسول۔۔۔ ان کو کیا کہتے تھے۔ خلیفہ الرسول۔ رسول کا خلیفہ بادشاہ حاکم۔ اب مسلمانوں کا حضرت ابو بکرؓ صدیق کے زمانے میں بادشاہ کون تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور نماز کون پڑھایا کرتا تھا' حضرت ابو بکر صدیقؓ کوئی شبے کی بات ہے۔ کوئی کسی جماعت کا اسلامی ہو یا غیر اسلامی ہو۔ یا کوئی اور جماعت ہو۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ یہ بات Disputed ہے۔ کوئی راہ میں Controversy ہو سکتی ہے۔ بالکل سب متفق ہیں کہ جب تک حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ رہے۔ نماز وہ پڑھاتے تھے۔ یہ اسلامی نظام ہے۔ جب تک رسول اللہ ﷺ زندہ رہے۔ نماز وہ پڑھاتے تھے۔ پھر جب خلیفہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بن گئے۔ جب تک وہ زندہ رہے۔ نماز وہ پڑھاتے تھے' بادشاہ بھی تھے' حاکم بھی وہ تھے۔ امام بھی وہی تھے۔ اور پھر اس کے بعد خلیفہ کون بنا۔ حضرت عمرؓ کہیئے! کوئی شبے کی بات ہے؟ جب تک حضرت عمر خلیفہ رہے نماز وہ پڑھاتے تھے تو اسلامی نظام کیا ہوا۔ کہ مولوی آگے ہوتا۔ صرف مولوی جنازے پڑھانے کیلئے نہیں یا بچے کے کان میں اذان دینے کیلئے نہیں۔ اذان اور تکبیر کہنے کیلئے نہیں۔ یا نکاح کے ٹانکے لگانے کیلئے نہیں۔ مولوی مصلے پر بھی کھڑا ہوتا ہے۔ مولوی حکومت کا بھی Head ہوتا ہے۔ یہ اسلامی قانون ہے- حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے بڑے عالم تھے۔ حضرت عمرؓ سب سے بڑے عالم تھے۔ وہی سب سے بڑے عالم تھے۔ وہی امام تھے۔ وہی بادشاہ تھے۔ پھر حضرت عثمانؓ آ گئے۔ پھر حضرت علیؓ آ گئے۔ اگر اسلام کو دیکھنا ہو تو اس بات کو خوب سمجھ لیجئے گا کم از کم پڑھے لکھے لوگ کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ لوگوں نماز ایسے پڑھو جیسے ابو بکرؓ پڑھتا ہے۔ نماز ایسے پڑھو جیسے حضرت عمرؓ پڑھتا ہے۔ نہیں کیسے کہا۔ نماز ایسے پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں - نماز میں کوئی دوسرا نمونہ نہیں ہے۔ لیکن جن چیزوں میں آپ اپنی مثال قائم نہیں کر سکے۔ آپ اس کو کھول کر' عملاً ثابت نہیں کر سکے۔ لوگوں کو دکھا نہیں سکے۔ مثلاً حکومتیں کرنا غیر ملکوں کے روابط کیسے قائم کرنا' نظام کیسے چلانا یہ

رسول اللہ ﷺ ثابت نہیں کر سکے۔ آپ نے پھر ایک جملہ کہہ دیا۔ لوگو! عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي
جو میں نے سنت واضح کر دی ہے۔ اس میں تو مجھے دیکھو۔ اور جو سنت ابھی واضح نہیں ہوئی۔
اس میں تمہاری رہنمائی ہوتی ہے ابھی۔ وَ سُنَّتُ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ (رواہ
الترمذی کتاب الایمان مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)
تو پھر میرے بعد ابو بکرؓ کو دیکھنا عمرؓ کو دیکھنا' عثمانؓ کو دیکھنا یہ میرے پروردہ ہے۔ میرے ٹرینڈ
ہیں تمہارے لئے پھر ان کا جو عمل ہو گا وہ نمونہ ہو گا۔ جو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سیاست
میں کیا ہے۔ صحابہ کے مشورے سے۔ قانون اور اسلامی قانون ہو گا۔ میں اس پر باقاعدہ یہ
دستخط کرتا ہوں۔ وَ سُنَّتُ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ اچھا اب جن کو سمجھ نہیں تھی۔
انہوں نے فٹ کر دیا۔ تراویح پر کہ حضرت عمرؓ بیس تراویح پڑھاتے تھے اور حضور ﷺ نے
فرمایا تھا خلفاء کی سنت لہذا بیس تراویح پڑھا کرو۔ دیکھو کس غلط بات ہے۔ اب ان سے کوئی
پوچھے کہ حضور تراویح نہیں پڑھا کرتے۔ اتنے رمضان آپ پر آئے۔ رمضان نو دس سال
مدینے میں رہا ہے۔ اگرچہ مکے میں رمضان نہیں آیا تھا۔ فرضیت روزے کی نہیں ہوئی
تھی۔ مدینے میں رمضان شریف کا سلسلہ بہت جلدی شروع ہو گیا تھا۔ روزے رکھنے کا آپ
نہیں تراویح پڑھتے تھے۔ پھر کیوں آپ نبی ﷺ کی سنت کو کیوں نہیں دیکھتے۔ کیوں کہتے ہو
کہ عمرؓ کی سنت کو دیکھو۔ کیا حضرت عمرؓ کی سنت نبی کی سنت سے بہتر ہو گی۔ اس کو توجہ سے
سمجھئے۔ آپ کبھی حنفیوں کی کتاب چھپی ہوئی دیکھیں تو کیا لکھیں گے۔ وَ سُنَّتُ الْخُلَفَآءِ
الرَّاشِدِيْنَ نیچے لکھیں گے بیس تراویح پڑھا کرو۔ حضرت عمرؓ نے بیس پڑھائی تھیں۔ یہ
کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی نمونہ پیش کرے اور پھر کسی اور کی طرف دیکھو۔ سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا۔ کس چیز میں صحابہ کی طرف دیکھو۔ خلفاء کی طرف دیکھو۔ سیاست میں وَ سُنَّتُ
الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ کے معانی یہ ہیں کہ جن کا پریکٹیکل میں تمہیں کروا نہیں سکا۔ جن

مسائل میں' میں تمہیں اپنا پریکٹیکل دے نہیں سکا۔ اور تمہیں اس کی ضرورت پیش آئے گی۔
اس میں میرے خلفاء کو دیکھنا کہ ابوبکرؓ کیا کرتا ہے' عمرؓ کیا کرتا ہے۔ عثمانؓ کیا کرتا ہے علیؓ
کیا کرتا ہے؟ سو اگر اسلامی سیاست ہو' سمجھنا ہو تو پھر خلفاء راشدین کو دیکھو اور بس اس پر
پھر اسلام مکمل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی۔۔ نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ۔۔۔
اس میں نبی ﷺ کی سنت مقدم ہے۔ اور سیاست میں' معیشت میں' معاشرت میں' زندگی
کے جو باقی شعبے ہیں جن کا پریکٹیکل رسول اللہ ﷺ نہیں کروا سکے ان میں آپ ﷺ کے
خلفاء کو دیکھو۔ ہائی کورٹ میں جب بحث شروع ہوئی' یہ جمہوریت کے چکر ہیں۔۔ اور میں
نے وہاں یہ دلیل پیش کی تو یہ اقبال۔۔۔ یہ جسٹس اقبال۔۔۔ علامہ اقبال کا لڑکا اور دوسرے
تین جج بیٹھے ہوئے تھے۔ حیران رہ گئے' ہکے بکے رہ گئے۔۔۔ ہیں۔۔۔ ہیں۔۔۔ یہ کہاں ہے؟
کتاب دیکھی' منگوائی۔۔۔ میں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے نبی اپنی پیش نہ کرے' خلفاء
راشدین کی سنت پیش کرے۔ یہ صرف وہاں ہو گا جہاں حضور ﷺ کی رہنمائی ہمارے
سامنے موجود نہیں ہے۔ اور وہ کون سا فیلڈ ہے۔۔۔ وہ سیاست کا ہے' معیشت کا ہے'
معاشرت کا ہے' بین الاقوامی قوانین ہیں۔ باہر کی حکومت کو کیسے Deal کرنا ہے۔ جن میں
آپ کو راہنمائی کی ضرورت ہو تو خلافت راشدہ کو دیکھو۔ اب خلافت راشدہ کو میں آپ کے
سامنے رکھ رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مصلے کے امام ہیں اور حکومت کے بھی ہیڈ۔
حضرت عمرؓ مصلے پر ہی ہیں کہ صبح کی نماز میں ان کی شہادت ہوئی۔ نماز پڑھا رہے تھے۔۔۔
حضرت عمرؓ کے جب اس کافر نے خنجر مارا تو آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اس طرح سے
حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور بنو امیہ کے دور میں بھی یہ چیز چلتی رہی۔ اگرچہ کچھ کمزوری آ
گئی تھی تو اسلامی قانون کیا ہوا؟ جو خلیفہ وقت ہے۔ جو بادشاہ ہے نماز پڑھائے گا۔ اب یہ
مسئلہ بھی چلتا ہے کہ عورت حکمران ہو سکتی ہے کہ نہیں۔ اب بے نظیر آجائے ہم جمعہ پڑھ
رہے ہیں تو کیا خیال ہے۔۔ بے نظیر یہاں منبر پر چڑھ کر جمعہ پڑھائے گی یا مصلے پر چڑھ کر وہ
جماعت کروائے گی۔ پیپلز پارٹی کا اگر کوئی ہو تو سوچے اپنے دل میں کہ بادشاہ نے امامت
کروانی ہے۔ قانون اسلام کا یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہو گا مسلمانوں کا۔ امامت وہ کروائے گا۔ اب

بے نظیر آجائے' آپ اسے یہاں کھڑا کریں گے یا کہیں گے کہ پہلی سطر میں کھڑی ہو ۔نہیں نہیں' پیچھے ہٹ' پیچھے آخر سطر میں بچے ہیں' بچوں سے بھی پیچھے جا۔ کہاں کھڑی ہو؟ اَخِرُوْھُنَّ حَیْثُ اَخَرَھُنَّ اللّٰہُ عورتوں کو پیچھے کرو جہاں اللہ نے ان کو پیچھے رکھا ہے۔ کہ پہلے مرد ہوں گے پھر بچے ہوں گے۔ پھر عورتیں ہوں گی۔ عورت امامت نہیں کرواسکتی۔ جب عورت امامت نہیں کرواسکتی' بادشاہت کرسکتی ہے؟ بادشاہ تو امام ہوتا ہے۔ دیکھو کتنی Common Sense کی چیز ہے۔ کسی لمبے چوڑے حوالے کی ضرورت نہیں۔ بات ساری اسلام کی ہے۔ آج کا مسلمان نقلی مسلمان ہے۔ یہ کھلونے۔۔۔ دیکھو ہر چیز کاروں میں۔۔۔ انگوروں کے گچھے لٹک رہے ہوتے ہیں۔ وہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سچ مچ ہی انگور کا گچھا ہو۔ کہتے ہیں تو مصنوعی ہے۔ فلاں چیز لٹک رہی ہے۔ یہ تو مصنوعی ہے۔ بالکل اسلام بھی مصنوعی ہے۔ جو لوگ کہیں تم بھی کہتے جاؤ۔ شاباش! شاباش! اب چور چوری کرنے آیا۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ لوگ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ وہ بھی کہتا ہے چور۔۔ چور۔۔ چور۔۔۔ اب چور کون ہے؟ جو چور ہے وہ خود کہہ رہا ہے چور چور۔

وہ بات گئی آئی۔ میرے بھائیو! دل سے مسلمان ہو جاؤ۔ یہ اسلام آپ کو کبھی فائدہ نہیں دے گا۔ یہ اسلام جو رسمی سا اسلام ہے۔ یہ مولویوں کا اسلام ہے۔ یہ مسجدوں کا اسلام۔ یہ آپ کو فائدہ نہیں دے گا۔ اگر آپ قرآن پڑھتے ہوں تو آپ کا ذہن وہی ہو جو میں کہہ رہا ہوں۔ اور اسی لئے میں نے قرآن مجید کی یہ آیات آپ کے سامنے پڑھی ہیں۔ ان کو توجہ سے سنیئے! مسلمان کون ہیں۔ وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ۔۔۔ جو کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰہِ جو کہتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ پڑھتے ہیں۔ اور بالرَّسُوْلِ ساتھ ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی پڑھتے ہیں۔ وَاَطَعْنَا اور زبان سے بھی کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کو مانتے ہیں۔ ہم اللہ اور اسکے رسول کو مانتے ہیں۔ لیکن جب ان کے گھر جا کر دیکھو' ان کی سیاست کو دیکھو۔ ان کی طرز بود و باش کو دیکھو۔ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ کوئی اسلام کا رنگ نہیں۔ کیا

کہیں ان کو ایسے لوگوں کو۔ قرآن کہتا ہے وَ مَا اُولٰئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ یہ لوگ ایمان والے نہیں ہیں۔ ایمان والے کون لوگ ہوتے ہیں۔اِنَّمَا کَانَ قَوْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ مومن یہ کہتا ہے' جو مومن ہوتا ہے وہ یہ کہتا ہے اِنَّمَا کَانَ قَوْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ مومنوں کا کہنا تو یہ ہوتا ہے اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ جب ان کو اسلامی قانون کی طرف' قرآن و حدیث کی طرف بلایا جاتا ہے لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ تاکہ اس کو اپنے درمیان نافذ کریں۔ قرآن اور حدیث کو عملاً اپنے درمیان نافذ کریں۔ اس کے وہ فیصلے کروائیں ۔ان کا کہنا کیا ہوتا ہے۔ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا بس جب اسلام کا حکم آ گیا۔ ہم جھک گئے۔ ہم مانتے ہیں۔ کوئی انحراف نہیں۔ اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ فرمایا جنت میں بھی یہی جائیں گے۔ اب جو یہ کہے کہ عورت حکمران ہو سکتی ہے اور جب اسے یہ کہا جائے کہ اسلام میں تو یہ بات بالکل نہیں ہے۔ دیکھو کوئی حنفی ہو۔ کوئی دیوبندی ہو' کوئی بریلوی ہو' کوئی شیعہ ہو' کوئی کچھ ہو۔ عورت مردوں کی جماعت کروا سکتی ہے۔ پھر پیپلز پارٹی آخر انہی لوگوں کی بنی ہوئی ہے ناں۔ یہ پیپلز پارٹی' یہ مسلمان' یہ مولوی' یہ گدی والے' یہ فلاں فلاں مولوی سراج الدین فلاں یہ وہ سارے کے سارے۔ دیکھ لو فٹافٹ دھڑا دھڑ بیان دیں گے۔ کہ جی قرآن سے ثابت ہے۔ حدیث سے ثابت ہے اے جی! فلاں سے ثابت ہے' توڑ مروڑ کر ایسے لوگوں کا خدا حساب نہیں لے گا۔ جن مولویوں نے دین کو بگاڑا ہے خدا ان کو کھڑا کر کے نہیں پوچھے گا کہ ذرا بتا تو نے یہ بات کہی تھی؟ بلکہ خدا کہے گا چل چل سیدھا چل' تجھ سے کچھ نہیں پوچھنا۔ اس کو سیدھا دوزخ میں پھینکے گا۔ اس سے خدا بالکل بات نہیں کرے گا۔ اس قدر خدا کا غضب' خدا کی ناراضگی ان پر ہو گی۔ اللہ کے دین کو بگاڑنا کوئی معمولی جرم نہیں۔ ایک ہوتا ہے کفر کرنا' وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا وہ اسلام کو ٹیڑھا کرتے ہیں' خود ٹیڑھا چلتے ہیں۔ خود تو اسلام پر چلنا نہیں چاہتے مگر خواہش یہ ہے کہ اسلام

ہمارے ساتھ چلے۔۔ جیسے ہم ٹیڑھے ہیں اسلام بھی ویسا ہی ٹیڑھا ہو جائے۔ یہ سب ٹیڑھے مسلمان ہیں' سیدھے نہیں ہیں۔ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وہ اسلام کو بھی ٹیڑھا کرنا چاہتے ہیں۔ جو اللہ کو اور اس کے نبی ﷺ کو دکھ پہنچاتا ہے۔ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْأٰخِرَةِ [33:الاحزاب:57] اللہ کی ان پر دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے۔ اور سب سے بڑی ایذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو کس چیز سے ہے؟ اس کے دین کو بگاڑنے سے۔ اسی لئے میں آپ سے بار بار عرض کرتا ہوں کہ مولوی سے مجرم بڑا کوئی نہیں۔ کیونکہ دین بگاڑنے والا یہ ہے۔ اس نے دین کو ملاوٹی کیا کسی کو دیوبندی بنادیا۔ کسی کو بریلوی بنادیا۔ کسی کو فلاں کی بیعت کروادی۔ کسی کو فلاں کی بیعت کروادی۔ تو کس کو مانتا ہے؟ ہم تو فلاں کو مانتے ہیں۔ اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس نے رکھ دیئے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور خود پارٹی پارٹی بن گئے۔ لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ [6:انعام:160] اے نبی ﷺ تو ان فرقوں میں سے کسی میں نہیں۔ تو اصل پر ہے۔ اصل کون سا جو آسمان سے آیا تھا۔ میرے بھائیو! جو لوگوں نے بنایا ہے۔ سوچ لو' اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر اگر آپ کا مذہب' آپ کا مسلک' آپ کا طریقہ وہ ہے جو پنچائتی ہے' جو مولویوں نے بنایا ہوا ہے تو آپ سوچ لیں آپ کی خیر نہیں' آپ فرقے میں ہیں۔ اور اگر آپ کا دین وہ ہے جو آسمان سے آیا ہے۔ وہ پنچائتی نہیں ہے۔ وہ اماموں کا بنا ہوا نہیں ہے۔ وہ مولویوں کا بنا ہوا نہیں ہے۔ وہ آسمان سے ہے۔ تو پھر آپ نبی کے ساتھ ہیں۔ جیسے نبی کا کوئی فرقہ نہیں تھا۔ خالص اسلام ہے اور ہمارا کردار آپ دیکھتے ہی ہیں۔ آپ اکثر وعظ سنتے ہیں۔ جمعے پڑھتے ہیں۔ کبھی آپ نے سنا ہمارے منہ سے کہ ہم فلاں امام کے ماننے والے ہیں کبھی بھی نہیں۔ کبھی بھی آپ نہیں سنیں گے کہ فلاں امام کے ماننے والے ہیں۔ ہم تو صرف ایک امام کو ماننے والے ہیں۔ ہم تو صرف ایک امام کو مانتے ہیں اور وہ محمد ہیں۔ کوئی ان کے سوا امام نہیں' کوئی ہادی نہیں' کوئی مرشد نہیں'

کوئی پیر نہیں۔ کوئی کسی کا کوئی مقام نہیں۔ سب پیچھے لگنے والے ہیں۔ آگے لگنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ آگے لگنے والے صرف محمد ﷺ ہیں۔ میرے بھائیو! اگر آپ خالص اسلام پر ہیں۔ اور اگر آپ اب بھی رہے۔ دیوبندی بریلوی' چشتی' سہروردی' قادری' نقشبندی۔۔۔ یہ اور وہ۔۔۔ اویسی' رضوی' پتہ نہیں کیا کیا؟ تو پھر آپ کی خیر نہیں اور کل کو کہنا نہیں۔ کم از کم ہماری مسجد میں جمعہ پڑھنے والا۔ فرشتے سے جب بات ہو گی تو یہ کبھی نہیں کہہ سکے گا کہ یااللہ! مجھے پتہ نہیں تھا۔ یہ کبھی نہیں کہہ سکتا۔ دیکھو ناں اگر لڑکا یہ کہہ دے ہمیں کورس پڑھایا ہی نہیں۔ اب استاد پکڑا جائے گا اور لڑکے بچ جائیں گے۔ اگر لوگ یہ کہہ دیں کہ یااللہ! ہمیں تو کسی نے بتایا ہی نہیں۔ ہم تو یہ سمجھتے رہے کہ دیوبندی ہونا بڑا اچھا ہے' بریلوی ہونا بڑا اچھا ہے' نقشبندی ہونا بڑا اچھا ہے' قادری' سہروردی' فلاں فلاں بننا یہ بہت اچھا ہے۔ کسی نے بتایا نہیں۔ ہم نے تو ایسے ادھیڑ ادھیڑ کر اس طرح سے ہم نے گٹر کا ڈھکنا اٹھا کر دکھا دیا ہے کہ سب گٹر سے نیچے ہیں اور اوپر ڈھکنا ہے۔ بظاہر سڑک نظر آتی ہے لیکن نیچے گٹر ہے۔ اسلام کیا ہے؟ اسلام وہ ہے جو اللہ اور اس کا رسول ﷺ کہے بس۔۔۔ کوئی آپ کا امام نہیں' کوئی آپ کا ہادی نہیں۔ کوئی آپ کا رہنما نہیں۔ ہم ہر ایک کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اسکی غلطی ہے۔ امام بخاری کا مسئلہ غلط ہے۔ امام شافعی کا یہ مسئلہ غلط ہے۔ کیونکہ اللہ نے کسی کی گارنٹی نہیں دی کہ یہ غلطی نہیں کرے گا۔ اللہ نے صرف محمد ﷺ کی گارنٹی دی کہ میں نے اس کو مقرر کیا ہے۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ اس لئے جو یہ کہے۔ اس کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلو۔ جو یہ کہے وہ کرو۔ جو یہ کرے وہی کرو۔ میں اور کسی کی گارنٹی نہیں دیتا۔ جب اللہ کسی کی گارنٹی نہیں دیتا۔ تو پھر حنفی وہابی کیسے بن سکتا ہے۔ اور اگر تو پھر بھی بنے تو پھر تیری مرضی ہے۔ تیری قسمت ہے کوئی کیا کہہ سکتا ہے اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ مومن کیا کہتا ہے۔ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ کہ جب اسے کہا جاتا ہے کہ آ۔۔۔ قرآن وحدیث سے فیصلہ کرو۔ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا تو وہ کہتا ہے بس میں نے سن لیا ہے اور مان لیا ہے۔ میں کوئی چوں چراں نہیں کرتا۔ جو فیصلہ ہے وہ بالکل حق ہے۔ جو قرآن وحدیث

فیصلہ کر دے۔وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [24:النور:51]فرمایا یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔اور پھر آگے قانون بتایااللہ نےوَ مَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه' جواطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔وَ یَخْشَی اللّٰهَاور اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو۔وَ یَتَّقْهِ اور اس سے ڈرتے ڈرتے زندگی گزارے کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے۔ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ [24:النور:52]یہ لوگ امتحان میں پاس ہو جائیں گے۔ اور جو نقلی لوگ ہیں۔ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ وہ بڑی زور زور کی قسمیں کھاتے ہیں۔ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَیَخْرُجُنَّ وفاداری کے بڑے دعوے کہ اگر آپ حکم دیں گے۔ تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ فرمایا: قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا[24:نور:53] تمہیں قسمیں کھانے کی کیا ضرورت ہے' عمل دکھاؤ' عمل کیا ہے ؟اسلام عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔ میرے بھائیو!خوب سمجھ لو۔ یہ کلمہ آپ کا دعوی ہے۔لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ۔اس سے آدمی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ کلمہ جو ہے اس سے آدمی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ یہ اسلام میں داخل ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔ آپ نے دیکھا ہے جب اسمبلی' الیکشن ہو جاتے ہیں اور وہ Set ہو جاتے ہیں تو اسمبلی حلف وفاداری اٹھاتے ہیں۔ تو کیا خیال ہے حلف وفاداری اٹھانے کے بعد وہ پاکستان کے وفادار ہو جاتے ہیں۔ یہ جتنے حلف وفاداری اٹھاتے ہیں کیا حلف وفاداری اٹھانے کے بعد وہ پاکستان کے وفادار ہو جاتے ہیں ؟ آپ اپنے دل سے پوچھ کر دیکھیں۔ آپ کہیں گے کہ نہیں۔ سب بے ایمان کے بے ایمان رہتے ہیں۔ شاید کوئی بیچارہ نیک ہو تو بالکل یہی صورت ہے کلمہ جو ہے وہ ایک طرح سے حلف وفاداری اٹھانے والی بات ہے۔ یہ ایک قول ہے' یہ ایک اقرار ہے ایک معاہدے کے الفاظ ہیں جن کو آپ تسلیم کرتے ہیں۔ مسلمان نہیں۔ اس سے ہوتے۔ مسلمان کس سے ہوں گے۔ عمل سے۔ آپ کا عمل دکھائے گا کہ آپ مسلمان ہیں کہ نہیں ہیں۔ کلمہ نہیں دکھائے گا کہ آپ مسلمان ہیں کہ

نہیں؟ کلمہ مرزائی نہیں پڑھتا' کلمہ شیعہ نہیں پڑھتا۔ کلمہ گاندھی نہیں پڑھا کرتا تھا۔ کلمے سے انسان جیسے ایم اے میں داخلہ لیتا ہے' کوئی آدمی ایم اے تو نہیں ہو جاتا۔ ایم اے میں داخلہ لے تو ایم اے نہیں ہو جاتا۔ اسلام میں کوئی داخلہ لے' کلمہ پڑھ لے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ مسلمان کب ہو گا؟ جیسے کوئی ایم اے پاس کر لے تو وہ ایم۔ اے لکھے گا۔ فلاں ایم اے' فلاں ایم اے۔۔۔ یہ تو اس نے ایم اے پاس کر لیا۔ مسلمان کب ہوتا ہے؟ جب وہ اطاعت کرتے کرتے اپنی زندگی کو ختم کر دیتا ہے اور اللہ کے نزدیک پاس ہو جاتا ہے۔ اللہ لکھ دیتا ہے کہ یہ مسلمان ہے۔

میرے بھائیو! خوب سمجھ لو' میں سمجھتا ہوں' فخر کی بات نہیں کہ میں بہت احسن طریق سے آپ کو آپ کے یہ ذہن نشین کرواتا ہوں۔ مولویوں نے جو غلط Impression آپ کے ذہنوں میں ڈال رکھا ہے سب کلمہ گو مسلمان' سب کلمہ گو مسلمان۔۔۔ عبداللہ بن ابی مسلمان تھا؟ حضور علیہ کی تعریف میں تقریریں کیا کرتا تھا۔ جیسے بریلوی نعتیں پڑھتے ہیں۔ اور ان کے جلسوں میں ہوتا کیا ہے؟ حضور علیہ کی تعریف۔۔۔ عبداللہ بن ابی یہی کام کیا کرتا تھا۔ حضور علیہ کی تعریف میں تقریریں کرتا تھا' نمازیں پڑھا کرتا تھا' جہاد میں جایا کرتا تھا۔ لیکن مسلمان نہیں تھا۔

میرے بھائیو! کسی آدمی کو مسلمان اس کا عمل بناتا ہے۔ کلمہ پڑھنے کے بعد بغیر عمل کے بھی آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے تو داخلہ ملتا ہے۔ آپ پڑھے نہیں لیکن ایم اے کا پرچہ حل کر دیں۔ آپ نے داخلہ نہیں لیا اور ایم اے کا پرچہ حل کر دیں تو آپ ایم اے کہلائیں گے یا بن جائیں گے؟ آپکو کوئی ایم اے پاس قرار دے دے گا؟ کبھی بھی نہیں۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ نے داخلہ ہی نہیں لیا۔ آپ نے امتحان ہی نہیں دیا۔ آپ نے داخلہ لیا ہو تو پھر امتحان دیا ہو تو ایم اے ہو گئے ہوں تو ایم اے ہیں۔ اگر آپ کلمہ نہیں پڑھتے تو آپ نے داخلہ ہی نہیں لیا۔ اب آپ نمازیں پڑھ لیں' روزے رکھ لیں۔ جیسے گاندھی فراڈ میں سب کچھ کرتا تھا۔ جب تقریر شروع کرتا تھا پہلے قرآن پڑھ لیتا تھا۔ پھر تقریر کرتا۔ اس سے کوئی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے؟ جب آپ خیبر فتح کرنے گئے۔ ایک

چرواہا، ریوڑھ چرواانے والا حضور ﷺ کے پاس آ گیا۔ ریوڑ اس کے چر رہے ہیں۔ اس نے پوچھا آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں دین کی دعوت دیتا ہوں کہ لوگو! اللہ ایک ہے، وہی عبادت کے لائق ہے، اسی کے حکم کو مانو، اسی کی یہ زمین، یہ آسمان اور سب کچھ ہے۔ کوئی ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ اس کے حکم کے تحت زندگی گزارو۔۔۔۔ میں یہ کہتا ہوں۔ تو آپ جہاد کے لئے آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ ان سے لڑنے کیلئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ان سے جہاد کرنے کیلئے آیا ہوں۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں بھی شامل ہو جاؤں۔ فرمایا پہلے کلمہ پڑھ (زاد المعاد ج 2 ص 393) پہلے کلمہ پڑھ اب جہاد میں وہ شریک ہو جاتا ہے چنانچہ جنگ احد میں بعض یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑے۔ مسلمانوں کی طرف سے لڑے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ وہ بہت اچھا یہودی تھا۔ مارا بھی گیا۔ مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑا، مارا بھی گیا۔ کیا فائدہ ہوا؟ کوئی فائدہ نہیں۔ آپ نے اس کی تعریف کی کہ بہت اچھا یہودی تھا۔ (سیرت ابن ھشام ج 2ص 88-89) تو وہ ریوڑ کا چرواہا تھا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ فرمایا نہیں۔ پہلے کلمہ پڑھ۔ اس سے تو داخلہ ملے گا۔ لیکن اگر کوئی داخلہ لے کر محنت نہ کرے تو ڈگری کہاں سے مل جائے گی؟ ارے مسلمان سن لیا۔ توجہ سے سن۔ کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ اور بغیر کلمے کے بھی مسلمان نہیں ہوتا۔ کلمہ پڑھ کر اپنے عمل سے اس کی تصدیق کرے۔ اس کی مثال سمجھاتا ہوں کوئی آپ کا دوست ہو، بڑی محنت کا اظہار کرتا ہے۔ آپ کہتے ہیں چلو بہت اچھا ہے، آپ کو کوئی کام پڑ گیا، کوئی ضرورت پڑ گئی۔ کوئی مشکل پیش آ گئی اور آپ کو یاد آ گیا او فوا میں بہاولپور میں آیا ہوں، یہاں میرا ایک دوست ہے، اس نے مجھ سے کہا تھا۔ چلو میں اس کے پاس چلتا ہوں۔ اس سے کچھ مدد مانگتا ہوں۔ مجھے پیسوں کی ضرورت ہے، یا اور مجھے کوئی کام ہے۔ آپ اس کے پاس آ گئے۔ کیوں اس کے پاس آئے؟ کہ اس نے وہ محبت کا، دوستی کا دعویٰ کیا تھا۔ جب آپ اس کے پاس آئے تو وہ جھنڈی دکھاتا ہے کہ جی! میرے پاس پیسہ ویسہ کچھ نہیں۔ میرے پلے وسلے کچھ نہیں۔ میں تو بالکل خالی ہوں۔ یہ ہے وہ ہے۔ اس طرح سے کر

کے وہ جواب دیتا ہے۔ آپ کیا کہیں گے کہ بڑا بے ایمان نکلا مجھے کہتا تھا کہ میں تیرا دوست ہوں اور جب ضرورت پڑی تو صاف معاملہ۔ اب کہیئے! اس کے اقرار کا' اس کے کہنے کا' کوئی فائدہ ہے ؟ بلکہ نفرت زیادہ بڑی۔ آپ نے اس کو برا بھلا کہا۔ اور اگر وہ فٹ سے آپ کا کام کر دیتا ہے' فٹ سے کام دیتا ہے تو پھر آپ کہتے ہیں ہاں "دوست دیکھنا ہو تو اس کو دیکھو" دیکھو! اس نے جو کہا تھا وہ بالکل پورا نکلا۔ مجھے پیسوں کی ضرورت تھی' اس نے فٹ سے پیسے لا کر دے دیئے۔ میں نے کہا میرے ساتھ چل۔ مجھے وہاں خطرہ ہے۔ کوئی مجھے مارنے والے ہیں۔ وہ ساتھ چل پڑا۔ اس نے دیر نہیں لگائی۔ آپ کہیں گے کہ بہت کھرا دوست ہے۔ سو بالکل یہی بات ہے اگر ایک آدمی لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے' لیکن بیوی کو اپنی مرضی پر چلاتا ہے۔ خود اپنی مرضی پر چلتا ہے۔ اس کی بیٹی پورے فیشن کرتی ہے۔ وہ بالکل نہ سمجھے کہ میرا کلمہ مجھے کوئی فائدہ دے گا' جب قبر میں جائے گا اور فرشتے اس سے پوچھیں گے۔ مَا دِيْنُكَ (رواه احمد و ابوداؤد ' مشكوة' كتاب الايمان' باب اثبات القبر عن براء بن عازب) تیرا دین کیا تھا؟ تو وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ میرا دین اسلام ہے۔ اس کے منہ سے نکلے گا ہی نہیں۔ صاف ہو جائے گا۔ اس لئے میرے بھائیو! مسلمان ہو جاؤ۔ اپنی شکلیں' صورتیں' بدل دو' اپنے گھر کے ماحول کو بدل دو۔ اپنی کمائی کو بدل دو' اپنی پوری زندگی اسلامی بنالو۔ اگر مسلمان ہونا ہے۔۔۔ ورنہ اس قسم کا اسلام ۔۔۔ جیسا کہ آج کل ہمارا ہے' جو مولوی نے اسلام کا تصور دیا ہے۔ یہ اسلام کبھی کام نہیں آئے گا۔ آپ دیکھ نہیں رہے۔ اللہ ہمارے ساتھ کیا سلوک مسلمانوں والا کرتا ہے' اللہ مسلمانوں والا سلوک ہمارے ساتھ کرتا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ مسلمانوں والا سلوک کرتا ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں۔۔۔ اب قرآن پڑھ کر دیکھ لو۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً لوگو! اللہ تمہارے لئے مثال بیان کرتا ہے' ایک شہر کی كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً وہ شہر بڑا مطمئن اور اطمینان سے زندگی گزارتا تھا۔ کراچی

---دیکھ لو دنیا کیسے کھنچی جا رہی تھی۔۔۔ملک کا ملک۔۔۔ سب قومیں وہاں موجود ہیں۔ اتنا کاروبار ہے' اتنا کاروبار ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ پوری دولت سب سمٹ سمٹا کر کراچی میں جمع ہو گئی تھی۔ اللہ تمہارے سامنے ایک شہر کی مثال بیان کرتا ہے۔ کہ كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً بالکل پر امن تھا۔ اطمینان سے زندگی گزارتا تھا۔ يَأْتِيهَا رِزْقُهَا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ چاروں طرف سے دنیا کا مال کھنچا چلا آتا تھا۔ تجارت عام' ہر چیز عام' کھانے پینے کی چیزیں آسانی سے ملتی ہیں۔ يَأْتِيهَا رِزْقُهَا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ چاروں طرف سے' ہر طرف سے رزق وہاں پہنچ رہا تھا۔ لیکن فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کر دی۔ سوائے وی سی آر' ٹی وی کے' بد معاشیوں اور فیشنوں کے اور نافرمانیوں کے انہوں نے کچھ نہ کیا۔ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ بجائے اس کے کہ اللہ کا شکر ادا کرتے انہوں نے اللہ کی ناشکری کر دی۔ پھر ہم نے کیا کیا۔ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ ہم نے بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا۔ روتے رہو بیٹھے اب جا کر پوچھیں جو کراچی میں بیٹھے ہیں یا کراچی سے ہو کر آئے ہیں۔ کیوں بھئی! اتنا وہاں کیا حال ہے؟ کوئی پتہ نہیں کب گولی لگ جائے۔ کوئی پوچھتا ہی نہیں تو پنجابی ہے' تو ریاستی ہے' تو سندھی ہے' تو پٹھان ہے' تو کون ہے؟ کوئی پتہ نہیں۔ بس نقاب پوش آتے ہیں گولی چلا کر بھاگ جاتے ہیں۔ چین ہی نہیں۔ کسی طرف چین ہی نہیں۔ یہ ان کی کرتوتوں کی وجہ سے ہے۔ اور یہ حال سارے ملک کا ہے۔ اب ہمارے ملک میں یہ حکومت ہو رہی ہے؟ بگڑے ہوئے ذہن والا بھی تسلیم کرتا ہے کہ کوئی حکومت نہیں۔ ہم نے اللہ کو بھی دھوکہ دیا' عوام کو بھی دھوکہ دیا۔ اور اب بھی دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے۔ میں حیران ہوں جھوٹ بولتے ہوئے انسان کو کچھ شرم آتی ہے۔ لیکن یہ لیڈر جھوٹ بولتے ہیں۔ ایسے نڈر اور بے خوف ہو کر جھوٹ بولتے ہیں کہ انہیں ڈر ہی نہیں لگتا۔ سو میرے بھائیو! یہ دلیل ہے کہ ہم مسلمان نہیں۔ اور جو مسلمان نہ

ہو خدا اسے دنیا میں بھی بڑی سخت سزا دیتا ہے۔ اوروں سے زیادہ۔ کافروں کو ایسی سزا نہیں دیتا جو اللہ منافقوں کو دیتا ہے اور آخرت ہماری برباد ہے ہی ہے۔ تو ایسے ملک کا کچھ نہ بنے۔ خدا کے لئے آپ جو مسجد میں جمعہ پڑھنے آئے ہیں آپ تو دین کو سمجھ لیں اور اپنے آپ کو مسلمان بنا لیں۔ اس گندی تہذیب کو چھوڑ دو۔ اپنے فیشنوں کو گھروں سے نکال دو۔ سیدھے سادے مسلمان ۔۔۔ ہر آدمی کے داڑھی ہو' داڑھی بہت کچھ کروا دیتی ہے۔ داڑھی آدمی کو عاجز' شریف بندہ بنا دیتی ہے۔ اگر آپ داڑھی رکھ لیں گے تو پھر آپ میں شرم بھی پیدا ہو جائے گی' پھر آپ کو گناہ کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ شرم آئے گی۔ پھر یہ اگلی ڈگری ہے کہ داڑھی رکھ کر بے شرم ہو جائے وہ پھر مولوی کا نمبر ہے اس نمبر میں آپ نہیں پہنچیں گے۔ کیونکہ مولوی تو آپ نے بننا نہیں۔ آپ داڑھی رکھ لیں گے تو آپ میں شرم پیدا ہو جائے گی۔ گناہ سے بچ جائیں گے۔ یہ مولوی کا کام ہے کہ داڑھی رکھ کر بے شرم ہو جاتا ہے۔ وہ بہت اونچا نمبر ہے۔ اللہ آپ کو وہاں نہیں پہنچائے گا۔ اس لئے اپنی اصلاح کیلئے۔ آپ کی اس سے بہت اصلاح ہو جائے گی۔ داڑھی رکھ لیں ان شاء اللہ العزیز طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔ اور گھروں سے فیشن کو نکال دیں۔ اپنے گھر میں کپڑے سیدھے سادے۔ کپڑے کا اچھا ہونا اور چیز ہے۔ فیشن اور چیز ہے۔ سادہ کپڑے جس سے آپ کے لباس سے ہی معلوم ہو کہ یہ مسلمان ہے۔ ہمارے گھروں کی تہذیب ۔۔۔ ہر وقت بائیں ہاتھ سے کھانا پینا۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا یہ کافروں کی علامت ہے۔ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ جب بھی کوئی چیز کھائیں دائیں ہاتھ سے کھائیں۔ اور جو چیز آپ نے ڈالنی ہو بوتل میں سے گلاس میں سے ہے۔ اس کو پورا ختم کریں۔ تھوڑی سی چھوڑ دینا' لاپرواہی ہے کافروں کی عادت ہے۔ چیز کو ضائع کرنا' یہ اسلامی تہذیب نہیں۔ اسلامی تہذیب یہ ہے کہ برتن کو صاف کرو۔ چیز بالکل ضائع نہ ہو۔ اب دیکھ لو نبی ﷺ سے بڑا کون ہو گا؟ اے مسلمان تیرے دل میں نبی سے بڑا کوئی نہیں۔ آج کل کا مسلمان جب حضور ﷺ کا نام لیتا ہے تو انگوٹھے چومتا ہے۔ لیکن کھانے پینے میں آپ کی سنت کو نہیں اپناتا۔ یہ منافق ہے' مکار ہے۔ آپ ﷺ سے حقیقت میں کوئی بڑا نہیں ہے۔ آپ کی عادت کیا تھی؟ جا رہے ہیں' کوئی کھانے کی چیز نیچے گری ہوئی ہے' اس

کا اٹھاتے، پھونک مارتے ہیں تاکہ مٹی وغیرہ جھڑ جائے اور بسم اللہ پڑھ کر کھا لیتے۔ ہمیں پرواہ ہی کچھ نہیں۔ فنکشن ہوتے ہیں، پارٹیاں ہوتی ہیں لوگ آدھا کھاتے ہیں اور آدھا گندی نالیوں کا حصہ بنتا ہے۔ یہ دیکھو تہذیب ہے۔ شاہ فیصل جب یہاں آیا تھا مجھے میاں فضل حق انہوں نے ناشتہ ہمارے پاس کیا۔ اپنی اپنی پلیٹوں میں لوگوں نے سالن والن جو کچھ ڈالنا تھا وہ ڈالا اور کھایا۔ میں نے دیکھا، میں ان کے پاس کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ شاہ فیصل اپنی انگلی سے پلیٹ کو چاٹ رہا تھا۔ اب دیکھ لو دنیا کی بڑائی کے لحاظ سے بھی ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن تربیت ہے ناں۔۔۔ اسلامی تربیت۔۔۔ کہ کوئی چیز ضائع نہیں کرنی۔ مسلمان چیز کو ضائع نہیں کرتا۔ ہم نے تو حد کر دی۔ سو میرے بھائیو! ان تمام چیزوں کا خیال رکھو۔ پھر مسلمان ہو گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

دیکھو یہ ایک آیت ہے۔ میں اس کا ترجمہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ قائم کرو نماز کو۔۔۔ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور زکوۃ دو۔۔۔ وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ صرف یہ دو باتیں نہیں۔ بلکہ ہر بات میں اطاعت کرو رسول کی۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم پر رحم کرے۔ سو پاکستانیو! اب تو اللہ میرا معاف کرے ہم نے اپنے سر ننگے کر دیے۔۔۔ بے نظیر کو سر پر بٹھا کر۔ کہ اب اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہمارے سر پر بالکل نہیں۔ یعنی اس قدر کھل کر اسلام کی مخالفت کہ لوگ جس کو تجربہ ہو گا جب یہ باہر جاتے ہیں خصوصا مسلمانوں کے ملک میں تو باہر کے لوگ پاکستانیوں سے پوچھتے ہیں ارے تم میں کوئی آدمی ہے ہی نہیں؟ تمہیں یہ عورت ہی ملی۔۔۔ خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت کا ہاتھ تم سے اٹھا لیا۔ چنانچہ ملک کا حال دیکھ لو کیا ہو رہا ہے۔ اور باقی ملک کا کیا حال ہو رہا ہے۔ اور یہ حالت اس سے پہلے

۔۔۔!اور اگرچہ ہمارے ملک میں کوئی خیر خواہ آیا ہی نہیں جس کے دل میں درد ہو' اسلام کا' لوگوں کا۔۔۔ کوئی آیا ہی نہیں۔۔۔ لیکن اب تو حد ہو گئی۔۔۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ ہم نے یہ گناہ کیا ہے کہ عورت کو اپنے سر پر سوار کر لیا ہے۔ مسلط کر لیا ہے۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ جو پیپلز پارٹی کا آدمی ہے' جس نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیئے' جس کی وجہ سے بے نظیر اوپر آئی اس کو تو بار بار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا چاہیے۔ اس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ اور خدا کی رحمت کے سب دروازے بند کر دیئے ہیں۔ دیکھو ناں! وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ [24:النور:56] رسول کی اطاعت کرو۔ تاکہ تم پر رحمت ہو۔ اب کہیے ہمیں خدا کی رحمت کی ضرورت ہے۔ یا نہیں ہے۔ ہم اسلام کا مقابلہ کریں اور اسلام کی بنیادی چیزوں کو مٹا کر رکھ دیں اور پھر یہ کہیں کہ ہم پر خدا کی رحمت ہو۔۔۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان

خطبہ نمبر 66

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِى النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِعْلَمُوْآ اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَ زِيْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلاَدِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○ سَابِقُوْآ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ط اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

[57:الحدید:20-21]

میرے بھائیو! جو زندگی ہم گزار رہے ہیں۔ اس زندگی کی مثال اللہ نے کھیتی سے دی ہے کہ تم دیکھو کس طرح سے بارش پڑتی ہے۔ اور کھیتی اٹھتی ہے۔ کاشت کار کو اپنی فصل کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔ لیکن اس کے بعد کیا ہوتا ہے؟ کچھ دیر کے بعد وہ پیلی پڑ جاتی ہے۔ زرد ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد بالکل چورا چورا ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔ یہی دنیا کی زندگی کا حال ہے۔ پہلے انسان کا بچپن ہوتا ہے' کیا ہے؟ کھیل تماشہ۔۔۔ چنانچہ ہم بچوں کو دیکھتے ہیں کہ بچے جب تھوڑا سا سنبھل جاتے ہیں' کھیلنے لگ جاتے ہیں۔ مٹی میں کھیلتے رہے۔ سوائے کھیل اور تماشے کے بچے کے سامنے کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ پھر اس کے بعد وہ جوانی میں داخل ہو جاتا ہے۔ جوانی کیا ہے؟ بجنا۔۔۔ اپنے آپ کو سنوارنا۔۔۔ کپڑے وغیرہ اچھے پہننا۔ اپنے آپ کو خوبصورت بنانا۔ وَ تَفَاخُرٌم بَيْنَكُمْ فخر کرنا۔ میں ایسا' میں ایسا۔۔۔ میرے جیسا کون ہے؟ یہ جوانی ہو گی۔ اس کے بعد وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۔۔۔ پھر بڑھاپا آ گیا۔ اب بڑھاپے میں طاقتیں تو ہوتی نہیں۔ کہ وہ عیاشی کر سکیں۔ پھر فخر ہی فخر ہے۔ میرے اتنے بیٹے' میرا اتنا مال ہے۔ میرا فلاں ہے' ہم فلاں ہیں۔ اپنے میں جان نہیں ہوتی لیکن مال کو اپنے اہل و عیال کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ پھر بوڑھا ہو گیا۔ کمر جھک گئی۔۔ پھر رخصتی ہی رخصتی ہے۔ چلنا ہی چلنا ہے۔ جب بڑھاپا آ جائے اور ادھر کھیتی پک جائے جتنا چاہو پانی دے لو۔ پہلے پہلے پانی دو گے تو کھیتی بڑھے گی۔ خوب سرسبز ہو گی۔ بچپن میں بچے کو کھلاؤ تو وہ خوب طاقت پکڑے گا۔ جوان ہو گا۔ صحت اچھی ہو گی۔ لیکن بوڑھے کو خوراک دو۔ جوں جوں خوراک دو گے۔ وہ توں توں مرے گا۔ نیچے ہی جائے گا۔ جب کھیتی پک جاتی ہے پھر جتنا پانی دو۔۔۔ جتنی مرضی کھاد ڈالو۔۔۔ پھر کیا اب وہ جوان ہو گی۔ اگر اس کو کاٹ کر سنبھال نہیں لو گے اس کو ٹھکانے نہیں لگاؤ گے وہ تو چورا چورا ہو کر ضائع ہو جائے گی۔ تو یہ دنیا ہے۔ بالآخر اس نے ختم ہو جانا ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا۔ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ کہ دنیا کا سارا دھندہ یہ صرف دھوکے کا سامان ہے۔ اس کی خاطر انسان اپنے بڑے مقصد کو بھول جائے۔ اور اس کے بنانے میں ہی لگا رہے۔ اور اس جیسا احمق کون ہو سکتا

ہے۔ اپنے باپ کو دیکھ کر انسان بڑی عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ دیکھ لو میرا باپ کیا ہے ؟ بوڑھا ہو گیا ہے۔ کسی کام کا نہیں رہا۔ اور یہی وقت مجھ پر آنے والا ہے۔ اور اسی طرح سے یہ وقت ہر ایک پر آیا۔۔ جو بھی دنیا میں آیا اس دنیا سے چلا گیا۔ زندگی کا سفر جو ہے وہ گزار کر چلا گیا۔ کیا سبق حاصل کرنا چاہیے۔ کہ جس نے اس دنیا میں کچھ کما لیا' اپنی آخرت کی کچھ تیاری کر لی۔ اس نے اس دنیا کو Utilize کر لیا۔ اس دنیا کو استعمال کر لیا۔ اس نے فائدہ اٹھایا۔ اور جس نے اپنا اگلا جہاں ٹھیک نہ کیا۔ اگلی زندگی درست نہ کی اور وہ مر گیا یوں سمجھ لو بچہ کھیلتا کودتا رہا۔ اس نے ساری زندگی برباد کر لی۔ نہ کام سیکھا' نہ تعلیم حاصل کی۔ اب اس کے بعد بڑھاپا کیسے گزرے گا ؟ چلو دنیا کا پھر بھی کچھ نہ کچھ گزر جائیگا۔ لیکن آخرت کا تو جس نے کچھ نہیں کمایا۔ اس کا انجام پھر یہی ہے۔ وَ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ یہاں سے گیا۔ کوئی دنیا کو اچھے طریقے سے استعمال نہیں کیا۔ آخرت میں اس کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور دوسرے کیلئے جنہوں نے کچھ بنالیا مَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانٌ اللہ کی بخشش بھی ہے اور اللہ کی رضا بھی اور پھر دنیا کی یہ مثال دے کر فرمایا سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ لوگو! اگر دنیا کو ٹھیک طرح سے استعمال کرنا ہے تو خدا کی بخشش کی طرف بڑھو۔ سَابِقُوْا ریس لگاؤ جیسے مقابلہ (Compitition) ہوتا ہے۔ مقابلہ ہوتا ہے۔ دوڑ لگاتے ہیں۔ دوڑ لگاتے ہیں کہ میں اس سے آگے نکل جاؤں۔ یہ دنیا کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ تم اس کے لئے ریس لگالو۔ آج ہماری ریس کیسی ہے ؟ وہ کہتا ہے میرے اتنے کارخانے' وہ کہتا ہے میرا اتنا کاروبار ہے' وہ کہتا ہے میری اتنی زمین ہے' میں اس سے بڑھ جاؤں۔۔۔ ایک مقابلہ (Compition) ہے کہ میں اس سے آگے بڑھ جاؤں۔ دنیا کی خاطر اور یہ احمقانہ دوڑ ہے۔ سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔۔۔ اس کا عرض کتنا ہے ؟ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ جنت کی طرف دوڑو۔۔۔ وہ اس قدر وسیع ہے' اس قدر وسیع ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہاں دنیا

میں آپ زمین بنالیتے ہیں' کتنی بنالیں گے۔ سو مربع کرلیں گے۔ دو سو مربع کرلیں گے آپ بڑے جاگیر دار بن جائیں گے۔ بادشاہ بن جائیں گے۔ لیکن کیسے چھنے گی کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا۔ اور وہاں جو جنت ملے گی عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ۔۔۔ ایک آدمی کو جو جنت ملی گی وہ اس قدر وسیع ہوگی کہ ساتوں آسمان اور زمینیں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جو ایک ایک آدمی کو جنت ملے گا وہ اتنا وسیع و عریض ہوگا۔ کہ وہاں اس کی رہائش ہوگی اور وہ اکیلا واحد مالک ہوگا۔ اور اللہ اس کو آباد کرے گا اور فرمایا اس جنت کی طرف دوڑو۔۔۔ اگر تم نے اس دنیا میں جنت بنالی' اپنی آخرت کی تیاری کرلی تو آپ نے اس دنیا کو صحیح استعمال کرلیا اور اگر آپ نے اس دنیا میں رہ کر دنیا ہی بنائی تو پھر آپ جیسا احمق اور بے وقوف کوئی نہیں ہے۔ آپ نے دنیا کی زندگی کو بالکل برباد کرلیا۔ سوچو دنیا میں تو آگئے۔ دنیا تو آپ کی بن گئی۔ جیسی کیسی ہے۔ جیسے بھی حالات ہیں' روٹی ہے' جب تک آپ نے زندہ رہنا ہے' کھاتے ہی رہیں گے۔ اللہ دیتا ہی رہے گا۔ یہاں رہ کر بنانا تو آخرت کو چاہیے۔ اور دنیا میں آدمی آیا بھی اسی لئے ہے۔ بڑا ہی گھٹیا مقصد ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر دنیا میں رہ کر دنیا بنانا ہی مقصد ہو تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اگر دنیا میں رہ کر آخرت بنانا مقصد ہو تو یہ بہت بڑا مقصد ہے۔ یہ ابدی زندگی ہے' دیکھو فرق کتنا ہے۔ یہ صرف چند سالہ زندگی ہے۔ جس کا اختتام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور وہ ابدی زندگی ہے اور جس کا End ہے ہی نہیں۔ ہمیشہ اللہ جس عمر میں داخل کردے گا۔ وہی عمر ہوگی۔ وہاں زمانے کا اثر نہیں ہوگا۔ کہ اب پہلے تیئس سال کے تھے۔ اب پینتیس سال کے ہوگئے۔ بوڑھے ہوگئے۔ اب یہ ہوگیا۔ اب یہ ہوگیا' اب یہ ہوگیا۔ وہاں زمانے کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تیس سال کی عمر ہوگی۔ پوری جوانی۔۔ چالیس سے زوال شروع ہوتا ہے۔ اور تیس پر جاکر پختگی ہوتی ہے۔ یہ عمر ہوگی۔ دس ہزار سال کے بعد بھی آپ تیس سال کے جوان ہوں گے۔ آپ پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ پھر نعمتوں کا حال۔۔۔ اللہ اکبر۔۔۔ دنیا میں سچی بات ہے دیکھتے ہیں۔ بیمار تو خاص طور پر کہ آج شام کیا کھائیں گے۔ نہ سبزی موافق آتی ہے۔ اس میں بلغم ہے' دال

ٹھیک نہیں ہے' اس میں یہ ہے' فلاں چیز ٹھیک نہیں ہے۔اس میں یہ ہے۔ فلاں چیز ٹھیک نہیں ہے' یہ پرہیزی زندگی ہے۔ اگر نہ بھی ہو تو انسان بار بار کھاتے اکتا جاتا ہے۔ لیکن وہاں کوئی فکر نہیں۔ جو آپ کا دل چاہے گا مَا تَشْتَهِيْهِ الاَنْفُسُ کتنی کھلی چھٹی ہے۔ جو نفس چاہے گا' جو دل چاہیے گا وہ دیا جائے گا۔ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُن اور جس سے آنکھوں کو لذت ہو گی۔ وہاں کوئی کمی نہیں۔ اور پھر فرمایا لاَمَقْطُوْعَةٍ وَّ لاَ مَمْنُوْعَةٍ وہاں کی نعمتوں کا نہ تو انقطاع ہے کہ ختم ہو جائیں کہ جی اب اس کا سیزن ختم ہے۔۔۔۔نہ۔۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔۔ کہ جی اب یہ چیز نہیں ملے گی۔ بلکہ ہمیشہ۔۔۔۔ ابدی۔۔۔۔ تو اگر اس دنیا کو آخرت کے لئے استعمال کیا جائے تو آپ نے دنیا کو استعمال کر لیا۔ ورنہ پھر دنیا کیا ہے۔۔۔۔ کھیل تماشہ ہے۔ احمقوں کی دوڑ ہے۔ ایک سارے کا سارا وقت کا ضیاع ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ اب دیکھ لو دنیا میں آگے کتنے ایسے لوگ ہیں جن کو یہ فکر ہے کہ یہ دنیا کیا چیز ہے؟ دیکھو دھوکے دو طرح کے ہیں۔ اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ [الفاطر:35:5] لوگو! سن لو اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔ کیا وعدہ اللہ کا۔ کہ تمہیں مر کر میرے پاس آنا ہے۔ تمہیں مر جانا ہے۔ یوں نہ سمجھو کہ مر جانا جو ہے وہ خاتمے کا نام ہے۔ موت کیا ہے؟ موت ٹرانسفر (Transfer) ہے۔ موت خاتمہ نہیں ہے کہ فنا ہو' موت ٹرانسفر ہے۔ انتقال ہے۔ اس جہان سے اگلے جہان میں جانے کا اور موت اس کے لئے دروازہ ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کوئی نبی نہیں بچا' کوئی نیک نہیں بچا۔ کوئی امیر نہیں بچا' کوئی بادشاہ نہیں بچا۔ جو بھی اس دنیا میں آیا مر کر گیا۔ جو بھی اس دنیا میں آیا مر کر گیا۔ اور وہاں پہنچنا ہے اور وہاں پہنچنے کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ تم نے دنیا میں کیا کیا۔ یہ موت جو ہے یہ یہاں سے نقل مکانی ہے۔ اس جہان سے اگلے جہان میں جانا۔ بس جاتے ہی پتہ لگ جائے گا کہ میں پاس ہو رہا ہوں یا فیل ہو رہا ہوں۔ کیونکہ جب فرشتے ہاتھ ڈالتے ہیں' جان نکالنے کیلئے تو اسی وقت پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ میری خیر ہو گی یا نہیں۔ اگر وہ اچھا ہے تو باقاعدہ اس کو ہدایت ہوتی ہے۔ اس

کی جان بڑے آرام سے نکالنا' بہت اچھی طرح سے نکالنا' اپنا خاص آدمی ہے۔ اس کو بہت تسلی دے کر' دلاسہ دے کر وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا [79:النازعات :2] بہت سکون کے ساتھ جان نکالی جاتی ہے۔ اور اگر دوسرا ہو۔۔۔ تو پھر پہلے وقت ہی سے جیسے چور اور ڈاکو پکڑا جاتا ہے۔ اسکی بہت گت بنتی ہے' اس کا برا حال ہوتا ہے۔ تو یہ مرنے کے بعد انسان کا وہاں پہنچنا ہے۔ اب جب وہاں یہ چلا گیا تو یہ لازمی ہے اور یہی اللہ کا وعدہ ہے۔ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ کہ مر کر تم نے میرے پاس آنا ہے۔ پھر اسکے بعد کیا ہے ؟ یا پاس ہو گئے۔ یا فیل ہو گئے۔ اگر پاس ہو گئے تو جنت اور اگر فیل ہو گئے تو دوزخ۔۔ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ [42:الشوریٰ :7] ایک جماعت جنت میں جائے گی اور ایک ٹولہ جو ہے وہ دوزخ میں جائے گا۔ دنیا میں گمراہ کرنے والی چیزیں دو ہیں۔ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ [35:الفاطر :5] یہ دنیا تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور شیطان تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ یہ دو بڑے گروپ ہیں۔ اب ان دونوں دھوکوں کو خوب سمجھ لیں اور ہوشیار ہو جائیں۔ اور اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ دنیا کو دیکھ کر آپ کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میں بھی دنیادار بن جاؤں۔ دنیا کماؤں۔ دیکھو! فلاں مزے کر رہا ہے' فلاں کا یہ کاروبار ہے۔ فلاں نے یوں کر لیا' فلاں نے یوں کر لیا۔ بس یہ خیال اور دنیا کی یہ ہوس' دنیا کی یہ شہوت اور انسان کا یہ خیال لگا دیتا ہے کہ میں دنیا کی تیاری کروں۔ یہ دنیا بہت بڑا فریب ہے' مسجد میں بھی اگر مولوی اچھی طرح سے جگا دے تو شاید کوئی جھاگ پڑے ورنہ مسجد میں بھی آنکھیں ہیں کھلتی۔ اور اگر تھوڑی سی کھل بھی گئی اور چمکارا تھوڑا سا لگ بھی گیا سب ختم۔۔۔ اور پھر کیا ہے ؟ مولویوں کے نعرے ہیں۔ یہ سب باتیں ہیں۔ یہ نقد کا معاملہ ہے۔ دیکھو یہ مل رہا ہے' یہ مل رہا ہے۔ بس انسان اس میں الجھ جاتا ہے۔ یہ دنیا کا دھوکہ ہے۔ اور فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

اَلْغُرُوْر دوسرا شیطان کا دھوکہ ہے۔ شیطان آدمی کو گمراہ کرتا ہے۔ اللہ نے جب یہ نظام بنایا 'اللہ کو جب یہ منظور تھا تو اللہ نے انسانوں کو دنیا میں بھیجا۔ ساتھ ہی شیطان کو بھی بھیج دیا۔ اور شیطان کون ہے ؟ ہمارا دشمن ؟ جس کا مقصد کیا ہے ؟ ہمیں گمراہ کرنا۔ کہ جہاں سے میں نکالا گیا ہوں وہاں یہ نہ جانے پائے۔ پھر انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ کبھی کسی طریقے سے 'کبھی کسی طریقے سے۔ وہ آدمی کو دیکھ لیتا ہے۔ اگر وہ مذہبی جنون کا آدمی ہے مذہبی ذہن کا آدمی ہے تو اسکو مذہبی پڑیا دیتا ہے۔ اس کو دنیا میں غرق کر دیتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بالکل سیدھا Straight Line خط کھینچا۔ اور پھر اس کے اردگرد 'اس کی دونوں طرف 'دائیں بائیں آپ نے کئی خط کھینچے۔ اور اس کے بعد فرمایا یہ جو سیدھا راستہ ہے 'یہ تو جنت کی راہ ہے۔ یہ تو اللہ والی راہ ہے 'اور جو ادھر ادھر 'دائیں بائیں اور راستے ہیں یہ سب شیطانی راستے ہیں۔ (رواہ احمد والنسائی والدارمی مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ عن عبداللہ بن مسعودؓ) شیطان کیا کرتا ہے ؟ مذہبی آدمی کو دیکھتا ہے۔ جس کو دین کا کچھ خیال ہوتا ہے۔ اگر اسلامی سڑک پر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کو وہاں سے چرا لیتا ہے 'اغوا کر لیتا ہے۔ کسی ڈنڈی پر ڈال دیتا ہے۔ وہ جو چھوٹے چھوٹے راستے نکلتے ہیں۔ مذہب کے نام پر لامذہب بناتا ہے۔ مذہب کے نام پر بے دین بناتا ہے۔ چنانچہ اب دیکھ لو دنیا کو کئی مسجدوں کی حد ہے۔ یہ مسجد ان کی ہے۔ یہ مسجد ان کی ہے۔ یہ فلاں 'یہ فلاں۔۔ اسلام سے باہر کتنے مذہب ہیں۔ یہ عیسائیت ہے' یہ یہودیت ہے 'یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے۔ کوئی حد نہیں۔ مذہبوں کی اور پھر اسلام میں داخل ہو جائیں۔ اسلام میں یہ دیوبندی اور یہ بریلوی پھر آگے شیعہ 'پھر آگے تقسیم در تقسیم۔۔۔ تقسیم در تقسیم۔۔۔ جس طرح سے آپ نے خطوط کھینچے تھے۔ کئی گمراہی کے۔ اسی لئے آپ دیکھیں گے۔ ظلمت اور نور۔ اللہ قرآن مجید میں ہمیشہ اندھیروں کو Parallel لاتا ہے۔ روشنی اور ظلمت کو اکٹھے لاتا ہے۔ خط مستقیم ایک ہوتا ہے۔ اور ٹیڑھے خطوط بے حد ہوتے ہیں۔ دو نقطوں کے درمیان Straight Line صراط

مستقیم ایک ہے۔ کبھی دو نہیں ہو سکتی۔ راہ حق ایک ہوتا ہے۔ کبھی دو نہیں ہوتے۔ اس جیسا جاہل ہی کوئی نہیں جو کہتا ہے سب ٹھیک ہے۔ جہاں کوئی لگا ہوا ہے سب ٹھیک ہے۔ راستہ ایک ہے۔ اور وہ وہی راستہ ہے جو بالکل پیغمبر کی سیدھ میں ہے۔ جیسے یہ سکولوں میں بچوں کو پڑھانے والے لائن کو سیدھا کرواتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ایک دوسرے کی گردن میں دیکھو تاکہ خط بالکل سیدھا ہو جائے۔ جو یوں نبیؐ کے پیچھے رہتا ہے۔ دائیں بائیں بالکل خیال نہیں کرتا وہ صراط مستقیم پر ہے۔ اور جونہی وہ نبی سے ہٹا۔ ذرا ادھر ادھر دیکھو ناں شیطان اماموں کے نام مولویوں کے نام فقیروں کے نام کسی کو پیر کے نام پر کسی کو فقیر کے نام پر۔ کسی کو امام کے نام پر۔ خدا کہتا ہے صراط مستقیم وہ ہے جو نبی کے نام پر ہے۔ ایک نبی جو مطاع ہے۔ جس کی تمہیں اطاعت کرنی ہے جس کو تم نے Follow کرنا ہے۔ اور شیطان کیا سکھاتا ہے۔۔۔ نہ نہ۔۔۔ وہ دیکھو ناں امام اعظم۔۔۔! حنفی بنا دیتا ہے۔ کسی کو شافعی بنا دیا۔ کسی کو مالکی بنا دیا۔ اور دیکھو لو پھر فرق کتنے ڈال دیئے۔ مسائل میں فرق۔۔۔ عقائد میں فرق۔۔۔ مسجدیں علیحدہ علیحدہ۔۔۔ انہوں نے اس کی مسجد پر قبضہ کر لیا' انہوں نے ان کی مسجد پر قبضہ کر لیا۔ ان کے مولوی علیحدہ۔ ہمارے اکابرین اور ہیں۔ ایک اسلام میں کس قدر فرقہ بندی ہے۔ یہ کس کی کارستانی ہے۔ یہ سب شیطان کا دھوکہ ہے۔ وَ لَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ دنیا تو ہے ہی گمراہی' دھوکہ۔ شیطان کسی کو دنیا کے رنگ میں گمراہ کرتا ہے۔ اور وہ کسی کو دین کے رنگ میں گمراہ کرتا ہے۔ دیکھو ناں۔ ایک تو سکول میں داخل ہی نہیں ہوا۔ اس نے تعلیم کا سلسلہ شروع ہی نہیں کیا۔ ان پڑھ کا ان پڑھ رہا۔ اچھا ایک ہے داخل ہو گیا۔ پھر اس کو فیل کروا دیا۔ کوئی فرق ہے دونوں میں۔ ایک سرے سے پڑھا ہی نہیں۔ جاہل ہے۔ ایک سکول میں داخل ہوا لیکن فیل ہو گیا۔ دونوں برابر ہیں۔ جو غلط دین پر ہے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ بے دین ہے۔ جو غلط راستے پر چل رہا ہے۔ مذہب کے نام پر وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ جو لا دین ہے۔ وہ لا مذہب ہے وہ لا دین۔ یہ شیطان کا کام ہے۔ اور شیطان کو جب اللہ تعالٰے نے جنت سے نکالا تھا' شیطان نے اس وقت قسم کھا کر کہا تھا۔ لَاُغْوِیَنَّھُمْ

اَجْمَعِیْنَ [15:الحجر:39] یااللہ! میں اس کی اولاد کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ اِلاَّ عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ [15:الحجر:40] ہاں تیرے خالص بندے بچ جائیں تو بچ جائیں۔۔۔ چند۔۔۔ بہت تھوڑے۔۔۔ اور اللہ نے قرآن میں فرمایا: وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْھِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّہٗ' شیطان نے جو بات کی تھی' ابلیس نے جو بات کی تھی اس کو سچا کر دکھایا۔ فَاتَّبَعُوْہُ' دنیا ہی اسکے پیچھے لگ گئی۔ اِلاَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ [34:السبا:20] مگر تھوڑے سے لوگ مومنوں میں سے جو بچ گئے۔ اِلاَّ عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ان میں سے جو خالص بندے ہوں گے۔ جن کو اللہ نے خالص کر لیا ہو گا۔ اور خالص چیز بہت کم ملتی ہے۔ اور آپ دیکھ لیں پھر اس کے بعد مرچ دیکھ لو' مسالے دیکھ لو۔۔۔ حیرانی کی بات نہیں۔ چیز پسی ہوئی لے لو تو سستی اور بغیر پسی کے لو تو مہنگی۔ دنیا میں ہر چیز دیکھ لو ملاوٹی۔ اس طرح سے مذہب۔۔۔ اکثر مذہب ملاوٹی۔۔۔ ناخالص۔۔۔ اور خالص خال خال۔۔۔ تو بالکل سادہ سی بات ہے کہ خالص وہ جو محمدی ہو۔ اب جی! امام اعظم۔۔۔ امام ابو حنیفہؒ کتنے بڑے امام تھے۔ وہ کبھی غلط ہو سکتے ہیں؟ نہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ وہ غلط کیسے ہو سکتے ہیں۔ چل حنفی بن۔ اب حنفیوں کی پھر آگے دو لائنیں بنا دیں۔ دیوبندی اور بریلوی۔۔۔ بریلوی' دیوبندی کو کافر کہتا ہے۔ اور دیوبندی بریلوی کو کافر کہتا ہے۔ اور امام دونوں کا ایک ہے۔ امام دونوں کا ایک ہے۔ امام دونوں کا ایک ہے۔ امام دونوں کا ایک۔ دیکھو کیسی لائیں۔ کسی سے پوچھ لیں یہ بات نہ بریلویوں کو یہ فکر ہوتی ہے۔ کہ بھئی! ہم دیوبندیوں سے مل کر بیٹھیں اور کہیں کہ ہم دونوں حنفی ہو کر ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ تم کافر ہو یا ہم کافر ہیں۔ یا شیطان نے ہمیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ بات ہی کچھ اور ہے۔ لیکن کون سوچتا ہے اور قرآن جابجا اعلان کرتا ہے۔ شیطان کے دھوکے سے بچو۔ شیطان کے دھوکے سے بچو۔ اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ قیامت کے دن خدا وَ امْتَازُوْا

اَلۡیَوۡمَ اَیُّھَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ [36:یس:59] اے مجرموں دنیا میں تو سب اکٹھے ہی رہتے تھے۔ نشان نہیں ہوتا تھا کہ یہ مومن ہے یا کافر۔ وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّھَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ اے مجرمو! آج علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ اب جب علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔ تو اللہ آدم علیہ السلام کو کہے گا۔ اے آدم اپنی اولاد میں سے دوزخ کا کوٹہ علیحدہ کر دے۔ دوزخی کتنے ہیں' دوزخ میں کتنے جائیں گے۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے۔ یااللہ Ratio کس کے حساب سے۔ خدا کہے گا ہزار میں سے نو سو ننانوے 'دوزخ کیلئے' اور ایک جنت کیلئے۔ اور ہم اکثریت ہے اور میں کہا کرتا ہوں تمہاری وجہ سے تو ہمارا بیڑہ غرق ہو رہا ہے۔ اکثریت کی وجہ سے تو بیڑہ غرق ہو رہا ہے کہ تم اکثریت میں ہو اور تم ہی شرک کرتے ہو۔ تمہاری وجہ سے تو یہ سارے عذاب آ رہے ہیں۔ اور وہ فخر کرتے ہیں کہ پاکستان ہمارا کیونکہ اکثریت ہماری ہے۔ سواد اعظم ہم ہیں۔ تو آدم علیہ السلام پوچھیں گے۔ بخاری شریف میں ہے۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے یااللہ کتنے دوزخ کیلئے اور کتنے جنت کے لئے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف الحشر عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ) خدا ڈرتا تو نہیں کہ ہڑتال ہو جائے گی۔ اب دیکھو کالجوں کا رزلٹ' سکولوں کا رزلٹ نکلتا ہے تو بورڈ والے اور یونیورسٹی والے ڈر جاتے ہیں کہ سٹرائیک ہو جائے گی۔ یہ تو بڑے باغی ہو جائیں گے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ ارے اس کو ٹھیک کرو' اس کو ٹھیک کرو۔ جو فیل ہیں ان کو پاس کرو۔ ایسا نہ ہو جائے خدا ڈرتا ہے' خدا ڈرتا ہے؟ خدا کو تو کسی سے ڈر نہیں۔ ایک تابعی نے ایک صحابی سے جا کر کہا۔ وہ تابعیؒ تھے۔ صحابیؓ سے جا کر کہنے لگے کہ مجھے کوئی ایسی حدیث سناؤ کہ جس سے مرا ایمان ٹھیک ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ میں تجھے حدیث سنادوں جو میں نے خود اپنے کانوں سے سنی ہے۔ کہنے لگے کہ ایک دفعہ اگر اللہ سارے آسمان والے فرشتوں اور ساری زمین کے انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو خدا ظالم نہیں۔ خدا کی مرضی ہے کہ اگر خدا تمام فرشتوں کو اور تمام انسانوں کو دوزخ میں ڈال دے تو اللہ سے کوئی پوچھنے

والا نہیں۔اور کوئی اللہ کو ظالم نہیں کہہ سکتا۔اب وہ بڑا حیران ہوا۔ایک اور سے جا کر پوچھا۔
اس نے بھی یہی کہا۔دوسرے سے پوچھا' تیسرے سے پوچھا۔۔۔اللہ کسی سے ڈرتا ہے ؟اللہ
نے قرآن مجید میں دیکھ لو نبیوں کو کیسی ڈانٹ پلائی ہے۔فرشتے۔۔۔اللہ اکبر۔۔۔حدیث میں
آتا ہے کہ جب خدا کا حکم اوپر سے فرشتوں کے پاس آتا ہے تو وہ اس طرح سے کانپتے ہیں
جس طرح زنجیر کو فرش پر مارا جائے تو اس کی کڑی کڑی لرزتی ہے کانپتی ہے۔

خدا کسی سے ڈرتا ہے ؟خدا قادر مطلق ہے' آن کی آن میں چاہے تو سب کو فنا کر
ڈالے اور اس کی جگہ کسی دوسری مخلوق لے آئے۔اسے دیر ہے۔"کن" سے وہ جو چاہے کر
دے۔اللہ کو کوئی ڈر نہیں ہے' نہ کسی کی بغاوت کا' نہ کسی اور کا۔خدا کی ذات تو قادر مطلق
ہے۔ وَمَا قَدَرُ اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ [6:الانعام:9] لوگوں نے اللہ کو پہچانا ہی نہیں۔
جو اس کی قدر' جو اسکی منزلت' جو اس کا مقام ہے لوگوں نے اس کو پہچانا ہی نہیں۔اللہ کا نام
لیتے رہتے ہیں اور شرک کرتے رہتے ہیں۔ابھی پیروں سے زیادہ ڈرتے ہیں۔خدا کی قدرت
دیکھ لو۔پیروں سے زیادہ ڈرتے ہیں مگر اللہ سے اتنے ڈرتے نہیں۔بے نماز۔۔۔یہ جو پیروں
کے مرید ہیں نماز نہ پڑھیں تو انہیں خدا سے ڈر نہیں لگتا۔اگر پیر کی گیارھویں مس ہو جائے
تو وہ کہتے ہیں اب خیر نہیں۔گیارھویں رہ جائے تو کہتے ہیں اب خیر نہیں۔اب پیر نہیں
چھوڑے گا۔پرواہ ہی کچھ نہیں۔کہ نماز پڑھی ہے کہ نہیں۔اللہ کی حدود کو توڑ رہے ہیں کوئی
پرواہ نہیں۔کوئی ڈر نہیں۔ اللہ کا اتنا ڈر نہیں جتنا پیر کا ڈر ہے۔چنانچہ ان کو دیکھ لو مسجد میں
الٹی حرکت کر لیں گے۔بریلویوں کی مسجدوں میں دیکھ لو کیا کچھ گند نہیں ہوتا۔دیوبندیوں کی
مسجدوں میں اور اب تو اہلحدیث بھی نمبر لے گئے ہیں۔کیا کچھ برائیاں نہیں ہوتی۔لیکن دیکھ لو
کسی مزار پر جا کر' کوئی کسی پیر کی قبر پر جا کر کوئی بدمعاشی کر جائے سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا۔ہائے ہائے! پتہ نہیں پیر کیا کر دے گا۔اتنا خدا کا ڈر نہیں جتنا ان کو پیروں کا ڈر ہے۔جن
کے پلے کچھ نہیں ان کا ڈر ہے۔تو یہ ساری کی ساری بات جو ہے ایمان کی ہے۔جب اللہ پر
ایمان نہ ہو تو یہی کیفیت ہوتی ہے۔تو جب اللہ پر ایمان نہ ہو تو دیکھ لو رسول اللہ ﷺ استغفار

فرمایا کرتے تھے کہ میں سو سو دفعہ استغفر اللہ استغفر اللہ۔۔۔ کہتا ہوں۔ (رواہ مسلم ' مشکوۃ کتاب الاستغفار والتوبۃ عن الاعز المزنی) ایک دفعہ جنگ بدر کے قیدیوں کے سلسلے میں آپ نے فرمایا اگر خدا کا عذاب آجاتا۔۔۔ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی فرمایا اگر خدا کا عذاب آجاتا تو سوائے ابن معاذ اور عمر اور ایک دو رضی اللہ عنہم کے سارے کے سارے مارے جاتے۔ کیوں؟ سب کی رائے یہ تھی کہ قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اور یہ کہتے تھے کہ نہیں بدر کے جو کافر قیدی ہیں ان کو چھوڑا نہ جائے وہ ان کے رشتہ داروں کو دے دیے جائیں۔ وہ ان کو قتل کریں۔ باپ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے تاکہ پتہ چل جائے کہ اسکا ایمان کتنا مضبوط ہے۔ اسلام کی خاطر باپ بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے کہ نہیں۔ بیٹا باپ کو ذبح کر سکتا ہے کہ نہیں۔ اور اسلام کا پتہ ہی اس وقت لگتا ہے جب رگڑ پیدا ہوتی ہے۔ جب مقابلہ آجاتا ہے۔ کہ ایک طرف اولاد کچھ کہہ رہی ہے' بیوی کچھ کہہ رہی ہے' ماں کچھ کہہ رہی ہے' برادری کچھ کہہ رہی ہے' اور اللہ کا حکم کچھ ہوتا ہے۔ کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ اگر آپ نے اللہ کی بات کو سیدھا کیا۔ بالکل بیوی کی پرواہ نہ کی' اپنی اولاد کی پرواہ نہ کی' اپنی برادری کی پرواہ نہ کی تو آپ کا اسلام نکھرا۔ آپ اللہ کے سپاہی' اور مجاہد بن جاتے ہیں۔ اور اگر آپ نے اللہ کو ہرادیا اور بیوی کو جتادیا' بیوی کی بات اونچی رہی اور اللہ کی بات نیچی رہی تو آپ اپنے دین کی خیر منائیں۔ آپ کو مسلمان کون کہے اور ہمارا حال ہی یہی ہے۔ تو قرآن مجید نے یہ بات بیان کی کہ علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ قیامت کے دن یہ ہوگا اور اس کے بعد پھر خدا کہے گا۔ جن کو دوزخ میں بھیجا ہوگا اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِىْ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ [36:یٰس:60] اے دوزخیو! جیسے فیل لڑکوں کو علیحدہ کر کے کہا جائے کہ تمہیں کتنا کہا تھا کہ کھیل میں زیادہ وقت نہ لگاؤ۔ تعلیم کی طرف توجہ دو۔ تم نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور اب رو رہے ہو۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ اے آدم کی اولاد' اے انسانو! کیا میں نے تمہاری طرف یہ حکم نہیں بھیجا تھا کہ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ شیطان کی

عبادت نہ کرو۔ اب دنیا میں کسی کو شیطان کی عبادت کرتے دیکھا ہے ؟ شیطان کی عبادت ہوتی دیکھی ہے ؟ آپ کو کبھی نہ ملے گا۔ لیکن حقیقت کیا ہے ؟ اللہ کے سوا کسی کی بات کو ماننا شیطان کی عبادت ہے۔ کوئی امام ابو حنیفہؒ کو اپنا امام بنا کر اس کی طرف چلا جائے تو وہ کس کی طرف جا رہا ہے۔ وہ شیطان کے پیچھے جا رہا ہے۔ کوئی کسی مولوی کے پیچھے لگ جائے۔ وہ شیطان کے پیچھے جا رہا ہے۔ کیونکہ غلط راستے جتنے بھی ہیں ان سب پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے ان کو ورغلایا ہے۔ نام ابو حنیفہؒ کا لو اور کام اپنا کرو۔ اب شیعہ کو دیکھ لو۔ شیعہ حضرت فاطمہ پر جان دیتے ہیں۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر جان دیتے ہیں۔ لیکن کبھی انکی سیرت دیکھ لو اور شیعہ کی زندگی دیکھ لو کوئی جوڑ میل ہے ؟ صرف دھوکہ ہے۔ کسی کو کسی کے نام پر شیطان ابھارتا ہے' کسی کو کسی کے نام پر بھڑکاتا ہے۔ ان کے نام سے دھوکہ دیتا ہے۔ اور اپنا کام چلاتا ہے۔ تو یہ صورتیں سب شیطان کے دھوکے ہیں۔ ان سے بچنا چاہیے۔ وہ بالکل اٹل ہے۔ اسلام کی بات تو بڑی موٹی' بڑی صاف اتنی صاف کہ اگر انسان تھوڑی سی بھی کوشش کرے تو حق نظر آجائے اور اگر وہ کوشش ہی نہ کرے تو اس کی مرضی! ورنہ اس میں بھٹکنے کی' بھٹکنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ جب کلمہ تمھیں یہ پڑھایا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اب حنفی ہونے کی کیا گنجائش ؟ میں یہ حنفی کا نام بار بار اس لئے لے رہا ہوں کہ ہمارے سامنے ہے ہی یہی باقی تو دور کی باتیں ہیں۔ جو ہماری مسجد میں آتے ہی نہیں۔ ہمارے ہاں جو آتا ہے وہ تو بیچارہ دیوبندی آتا ہے۔ اب سمجھانا اسی کو مقصود ہے۔ اسے یہ سوچنا چاہیے کہ اللہ نے کلمے میں "محمد رسول اللہ" کو ایک جزو کے طور پر رکھا ہے کہ رسول جس کو تیری طرف بھیجا ہے وہ محمد ﷺ ہیں مگر تو نے اور امام کھڑے کر لیے اور پھر اگر تیرے مسئلے غلط ہو جائیں تو کون ذمہ دار ہے ؟ تو نے کبھی سوچا ہے ؟ اب دیکھو ناں اور جگہ جہاں شافعی ہے وہاں شافعی کا نام لے۔ جہاں حنبلی ہے وہاں حنبلی کا نام لے۔ ارے ملک میں یہی بہت بڑا دھوکہ ہے۔ اور پھر شیعہ کا دوسرا اور شیعہ ہمارے قریب نہیں آتے۔ ہمارے قریب ترین یہ دیوبندی اور بریلوی ہیں۔ اس لئے ہمیں انہیں کا نام لے کر سمجھانا پڑتا ہے۔ اور یہ میرے بھائیو! بڑی معقول (Common Sense) بات ہے۔ کوئی مغالطہ نہیں ہے۔ مسئلے مسائل کی

جھگڑوں میں پڑ کر آپ کبھی راہ نجات نہیں پا سکتے۔ آمین کا مسئلہ 'رفع الیدین کا مسئلہ 'الحمد شریف کا مسئلہ وہ مولوی یہ کہے گا۔ وہ مولوی یہ کہے گا۔ نہ آپ کو علم نہ آپ کو حدیثوں کی جانچ پڑتال۔ آپ کو تو موٹی بات دیکھنی چاہیے۔ آپ کو حنفی بننا چاہیے یا نہیں۔ دیوبندی بننا چاہیے یا نہیں۔ اگر دیوبندی بننے کے لئے آپ کا دل کہتا ہے تو کیا کہتا ہے۔ محمد رسول اللہ یہ دیکھئے محمد رسول اللہ کے معانی کیا ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو بھیجا ہے۔ اور کہاں بھیجا ہے 'کدھر بھیجا ہے' مکے میں آئے تھے۔ تیری طرف تو نہیں آئے۔ یہ تو سمجھنے کی بات ہے۔

شیطان آدمی کو دھوکہ دیتا ہے' یہ تھپکی دیتا ہے۔ ہماری تبلیغی جماعت والوں کو آپ نے دیکھا ہے بڑے خوش ہو کر کہتے ہیں' ہمارے حضرت صاحب نے یوں فرمایا' ہمارے حضرت صاحب نے یوں فرمایا۔ اب ان کا مولوی ہو یا دوسرا ہو۔ یہ نہیں سمجھ میں بات آتی کہ اب جب ہم حنفی بن گئے۔ تو ہماری مولویت کہاں اور دین کہاں۔ بربادی ہی بربادی ہے۔ گمراہی ہی گمراہی ہے۔ جب لائن ہی غلط ہو گئی۔ لائن ہم نے دوسری اختیار کر لی۔ تو معاملہ ہی سارا صاف ہو گیا۔ یہی شیطان کا دھوکہ ہے۔ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ تمہیں شیطان اللہ کے بارے میں دھوکہ میں نہ ڈال دے اور پھر سکھاتا کیا ہے کہ جی! سب ٹھیک ہیں۔ دیکھو کتنا بڑا مغالطہ ہے۔ سب ٹھیک ہیں۔ جہاں کوئی لگا ہوا ہے ٹھیک لگا ہے۔ فرق ہے کہ نہیں۔ دیکھو سوچنے کی بات ہے۔ Common Sense کی چیز ہے۔ دیوبندی میں اور اہلحدیث میں فرق ہے کہ نہیں۔ مسائل کا فرق ہے۔ مولویوں کا فرق ہے۔ سجدوں کا فرق ہے۔ عقائد کا فرق ہے۔ پھر دیوبندیوں اور بریلویوں میں فرق ہے کہ نہیں۔ پھر سارے ٹھیک ہیں۔ کیا یہ ویسے ہی احمقانہ بات نہیں ہے۔ کسی جج کے پاس کیس لگ جائے۔ دونوں وکیل اتنی موٹی موٹی کتابیں لے کر کھڑے ہوتے ہیں اور بحثیں ہوتی رہتی ہیں۔ جج سنتا رہتا ہے۔ اگر وہ مہینے دو مہینے بعد کہہ دے کہ جاؤ تم دونوں ٹھیک ہو۔ مزے کرو۔ تو آپ کیا کہیں گے اس جج کو؟ یہی کہیں گے ناکہ اس احمق کو کس نے جج بنایا ہے؟ یہ جج بننے

کے قابل ہے۔ تجھے باقاعدہ دلائل دیکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے کہ صحیح کون ہے حق کس کا بنتا ہے۔ غلط کون ہے اب یہ کہہ دیتا ہے۔ دیکھ کر فرق بھی ہے۔ اور پھر کہہ دیتا۔ دونوں ٹھیک ہیں۔ کیسی احمقانہ بات ہے ؟ تھوڑا سا فرق ہو تو اور بات ہے۔ یہ پلر آپ کو جو نظر آرہا ہے اگر کہا جائے کہ یہ سیدھا ہے کہ نہیں ؟ آپ دیکھ کر ہی اندازہ کر لیں گے کہ ٹھیک ہے کہ نہیں۔ اگر ٹیڑھا ہے تو کہیں کہ جی! ٹیڑھا سا لگتا ہے اور اگر سیدھا ہوا تو تب بھی کہہ دیں گے کہ سیدھا معلوم ہوتا ہے۔ اچھا اگر تجھے اختلاف ہے تو پھٹی رکھ کر دیکھ لو۔۔ وہ جو آلہ ہوتا ہے اس کو رکھ کر دیکھ لو تاکہ عین یقین پیدا ہو جائے کہ یہ سیدھا ہے یا نہیں۔ یہی حال مذہب کا ہے جب تک یہ فیصلہ نہ کیا کہ مذہب صحیح کون سا ہے ؟ اس کو جج کرنے کے لیے کہاں جائیں گے ؟ دیکھیے! پہلے آپ کو صحیح پتہ ہو کہ جانا کہاں ہے ؟ پہلے جہاں آپ نے جانا ہے ' جس راہ پر چلنا ہے آپ کی destination جو ہے جہاں آپ کا مقصود ہے جہاں آپ کو پہنچنا ہے اس راستے کا آپ کو علم لازمی ہونا چاہیے۔ دیکھو ! آپ کو جنت میں جانا ہے۔ آپ کو اللہ کے پاس بھیجنا ہے۔ بعض جاہل کہتے ہیں کہ سب نے اللہ کے پاس جانا ہے۔ ارے اللہ دوزخ میں بھیجے تو اللہ کے پاس جانا ہوا۔ لیکن اگر دوزخی ہوئے تو اللہ دوزخ میں بھیج دے گا۔

جنت میں جانے کے لائق ہوئے تو اللہ جنت میں بھیج دے گا۔ تمہیں یہ دیکھنا ہے کہ میں جنتی بن کر جاؤں یا دوزخی بن کر جاؤں تو تمہیں جانا جو ہے وہ یہ ہے کہ تم نبی کے پیچھے چلے۔ جنت کا دروازہ وہ کھولیں گے۔ آپ ان کے ساتھ جب جنت کا دروازہ کھلے تو آپ جنت میں۔ اور اسکے لئے طریقہ کیا ہے ؟ طریقہ یہ کہ محمد کی پیروی کرو۔ دیکھو محمد ﷺ کی پیروی میں نقصان کوئی نہیں۔ کوئی کمی نہیں ' اگر کوئی کسر ہوتی ' کسی اور کی ضرورت ہوتی تو اللہ مقرر کر دیتے۔ کیونکہ ہدایت کا معاملہ ہے۔ چنانچہ دیکھ لو پہلے نبی کے بعد فوراً دوسرا نبی۔۔۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب پیغمبر دنیا میں آئے۔ اور ایک ایک وقت میں کئی کئی سو پیغمبر ہوتے تھے۔ ایک ایک وقت میں کئی کئی سو پیغمبر ہوتے تھے۔ لیکن جب محمد ﷺ آئے۔ اب جانتا تھا خدا کہ یہ ساری دنیا ایک یونٹ بننے والی ہے۔ وائس آف امریکہ بولے گا

ساری دنیا سنے گی۔ بی بی سی لندن بولے گا ساری دنیا سنے گی۔ اللہ نے بھی ایک پیغمبر بھیج دیا کہ دنیا کے سنٹر میں' عین وسط میں بھیج دیا۔ اس کو وہ دین دیا' وہ شریعت دی جو جامع' پوری دنیا کی ہدایت کے لیے اور ہمیشہ کے لیے۔۔۔ اور نبوت کے اس محل کو تالہ لگا دیا۔ لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ (رواہ ابوداؤد والترمذی' مشکوۃ کتاب الفتن عن ثوبان رضی اللّٰہ عنہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب بتایئے! کیا گنجائش ہے؟ کیا ضرورت ہے کہ ہم اماموں کو پکڑے پھریں۔ پیروں کو پکڑے پھریں اور کبھی کسی کو اور کبھی کسی کو پکڑ کر فرقے بنائیں۔ اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں اور مسلمانوں کا بیڑہ غرق کریں تو یعنی یہ چیزیں سمجھنے کی ہیں۔ یہ چیزیں سمجھ لی جائیں تو اپنا دین درست ہو جائے گا۔ آپ کی آخرت درست ہو جائے گی۔ مسلمان اس فتنے سے بچ جائیں گے۔ یہ جو فرقہ پرستی کا چکر ہے' فرقے پر فرقے۔ یعنی حیران ہوتے ہیں کہ جیسے بس سے اتریں تو تانگے والے پکڑتے ہیں کوئی ادھر کو کھینچتا ہے' کوئی ادھر کو کھینچتا ہے۔ اب بیچاری سواری جو ہوتی ہے وہ پریشان ہو جاتی ہے کہ میں کدھر کو جاؤں؟ پھر وہ گھوڑوں کو دیکھتا ہے کہ اس تانگے کا گھوڑا اچھا ہے' یا اس تانگے کا۔ پھر وہ تانگہ بان کو نہیں بلکہ گھوڑے کو دیکھتا ہے کہ میں کس پر بیٹھوں۔ پتہ نہیں یہ گھوڑا اڑیل سانہ ہو۔ تو آپ جب دنیا میں آگئے تو آپ کو کدھر دیکھنا چاہیے۔ آپ لوگوں کی طرف نہ دیکھیں' آپ دیکھیں کہ میرا ہادی کون ہے۔ مجھے کس کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ محمد ﷺ ہیں۔ اور میں یقین کے ساتھ' دعوے کے ساتھ کہتا ہوں خدا کی قسم ہم کبھی کسی دیوبندی کے پاس مسئلہ پوچھنے کیلئے نہیں گئے۔ ہمیں فتویٰ کی ضرورت پڑ جائے' مسائل ہوتے ہیں۔ ہم کبھی دیوبندی کے پاس نہیں گئے۔ کسی بریلوی سے فتویٰ نہیں لیتے۔ اور ہمارے پاس دیوبندی بھی آتے ہیں اور بریلوی بھی آتے ہیں۔ عوام نہیں' عوام کا تو نام ہی کیا لینا ہے۔ مولانا عبید اللہ جو شیخ الجامعہ تھے۔ بہاولپور کے Head تھے۔ علماء کی "کریم" تھے۔ میرے پاس لوگوں کو خود لے کر آیا کرتے تھے کہ ان کو فتویٰ لکھ کر دے دو۔ میرے پاس ایک دفعہ آئے۔ ایک

آدمی کو لے کر آئے۔ کہا کہ اس کو طلاق کا مسئلہ لکھ کر دیں۔ میں نے کہا مولانا میں جو کچھ لکھ کر دوں گا وہ ٹھیک ہو گا۔ ہاں بھئی! جو حدیث کے مطابق ہے وہ لکھ دیں۔ میں نے کہا آپ کیوں نہیں لکھ دیتے۔ وہ کہتے کہ ہم وہ بھی لکھیں اور یہ بھی لکھیں۔۔۔ تمہارے خلاف بھی مسئلہ لکھیں اور تمہارے حق والا بھی لکھیں۔ یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ اگر مسئلہ ہمارا صحیح ہے تو آپ بھی مسلمان ہیں آپ کو بھی یہی اختیار کرنا چاہیے اور اگر آپ کا مسئلہ صحیح ہے تو آپ کو ہمارے پاس آنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس قدر متشدد حنفی ہیں لیکن ان کے گھر والوں نے طلاق دے دی تو وہ بھی اہلحدیثوں کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے۔ اور ایک مسئلہ نہیں' دو مسئلے نہیں سینکڑوں مسائل میں ان کو ہماری طرف آنا پڑتا ہے۔ ہمیں کسی کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ کیوں ؟ محمد ﷺ کی تعلیم ہی ایسی کامل اور ایسی جامع ہے اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنُ (ترمذی ' ابن ماجة ' مشکوة شریف کتاب العلم عن ابی ھریرۃؓ) کھری بات مومن کی گمشدہ چیز ہے۔ قرآن کو دیکھو' حدیث کو دیکھو' اس کے بعد پھر صحابہ کو دیکھو۔ پھر تابعین کو دیکھو' تبع تابعین کو دیکھو۔ اور اگر تمہیں مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا جو تمہارے پاس عالم ہیں ان سے مشورہ کرو۔ بس حنفی بننے کی کیا ضرورت ہے۔ اب دیکھو ہمارے ملک میں اسلام کا یہ مسئلہ چلا کہ جی اسلام آئے' بریلویوں کا آئے' فلاں کا آئے۔ فلاں کا آئے' اہلحدیث کا جواب صرف یہ تھا کہ وہ اسلام آئے جو محمد ﷺ لے کر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کیا لے کر آئے تھے ؟ آپ کیا لے کر آئے تھے ؟ ارے ! یہی اسلام لے کر آئے تھے۔ جو مسئلے قرآن وحدیث میں منسوخ ہیں واضح ہیں۔ ان کے مطابق عدالتیں فیصلہ کریں گی۔ کسی اسمبلی کی ضرورت نہیں' کوئی کسی کی ضرورت نہیں۔ اس کے مطابق فیصلہ جو مسئلہ ذرا اختلافی ہو قرآن وحدیث میں واضح نہ ہو وہاں عالموں کا ایک بورڈ مل کر بیٹھے اور فیصلہ کرے۔ قصہ ختم۔۔۔ اب یہ ہے کہ فقہ حنفی آ جائے تو کوئی کہے گا کہ فقہ جعفری آ جائے۔ چنانچہ یہ اڑنگا لگا دیا۔ حنفیوں نے کہا' دیوبندیوں اور بریلویوں نے کہ فقہ حنفی آئے۔ شیعہ کھڑے ہو گئے۔ کہ فقہ جعفری آئے۔ اور فساد

شروع ہو گیا۔ نہ یہ رہا اور نہ وہ رہا۔ تو سمجھنے کی بات جو ہے وہ یہی ہے کہ آپ کو صحیح مسلمان ہونا چاہیے اور نجات جو ہے اسی میں ہے۔ نجات جو ہے صحیح مسلمان ہونے میں ہے۔ اور صحیح مسلمان کون ہوتا ہے۔ میرے بھائیو! توجہ کے ساتھ سن لو جونہی فرشتے نے جان نکالی۔ سوال آپ سے یہ ہوگا تیرا دین کیا ہے ؟ تو کس دین پر چلتا تھا۔ اگر آپ نے یہ کہا کہ میری نماز حنفی۔۔ میرے مسئلے حنفی' تو آپ یہ کبھی نہیں کہہ سکیں گے کہ میرا دین اسلام ہے۔ کیا اسلام اور حنفیت ایک چیز ہے ؟ حنفیت عین اسلام ہے ؟ تو صحابہ میں سے کوئی بھی حنفی نہیں تھا۔ یہ تو بنا ہی بعد میں ہے اور دوسرا اگر حنفیت عین اسلام ہو' تو پھر شافعیت برباد۔ مالکیت ختم۔۔ حنبلیت ختم۔ جیسا کہ یہ دیوبندی حنفی سارے کہتے ہیں۔ کہ جی چاروں امام برحق۔ دیوبندی حنفی سارے کہتے ہیں۔ کہ جی! چاروں امام برحق۔ مطلب یہ ہے کہ شافعیت بھی صحیح ہے' مالکیت بھی ٹھیک ہے' حنفیت بھی ٹھیک ہے۔ چاروں ٹھیک ہیں۔ سوچو اگر چاروں ہی برحق ہیں تو چاروں مل کر اسلام ہوئے۔ تو اکیلا حنفیت اسلام کیسے ہوا؟ حنفیت تو پھر ایک چوتھائی اسلام ہوا۔ حنفیت تو One Fourth اسلام ہوگا۔ کیونکہ چار حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اسلام Divided ہے چاروں مذاہب میں' حنفیت' شافعیت' مالکیت اور حنبلیت میں تو حنفیت کے حصے میں چوتھائی اسلام آیا۔ چوتھا حصہ ہی آیا۔ اب اس کو پورا اسلام کہیں گے ؟ کبھی نہیں۔ تو نتیجہ کیا نکلا؟ حنفیت کبھی اسلام نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح مالکیت' اس طرح سے شافعیت اور اس طرح سے کوئی دوسرا۔ پورا اسلام کون سا ہو سکتا ہے ؟ جو رسول اللہ ﷺ لائے تھے۔ پھر یہ نظریہ کہ "امام چار ہیں" بھی غلط ہے۔ امام تو پتہ نہیں سینکڑوں' امام مالک' امام شافعی' امام بخاری' امام مسلم' صحاح ستہ والے اور اس کے بعد دوسرے بہت سارے امام گزرے ہیں۔ یہ کبھی تقسیم نہ کرو کہ یہ ہمارا امام ہے۔ یہ ان کا امام ہے۔ اگر تو مسلمان ہے تو سارے امام تیرے ہیں۔ سب سے دین سیکھ' سب سے دین پڑھ' سب سے فائدہ اٹھا۔ جس کی بات محمد ﷺ کی بات کے قریب ہو اس پر عمل کر۔ سارے امام بھی رہ جائیں اور تیرے پاس کھرا اسلام بھی رہے گا کہ محمد ﷺ کی بات اونچی۔۔۔ سب سے اونچی۔۔۔ اور چنانچہ اہلحدیث کا یہی حال ہے۔ جہاں اجتہادی مسائل آجاتے ہیں' وہاں ہم فقہ حنفی کو بھی

دیکھتے ہیں۔ فقہ شافعی کو بھی دیکھتے ہیں' فقہ مالکی کو بھی دیکھتے ہیں' فقہ حنبلی کو بھی دیکھتے ہیں' ان کی دلیلوں کو دیکھتے ہیں جس کی دلیل قرآن وحدیث کے زیادہ قریب ہوتی ہے اس کو اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ امام بھی سارے ہمارے ہوئے۔ اور دین بھی خالص ہمارا رہا۔

سو میرے بھائیو! یہ بات میں نے ذرا تفصیل سے اس لئے ذکر کر دی ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ان آیات میں یہ بات بیان کی تھی کہ شیطان کے دھوکے سے بچو۔ ایک دنیا کا دھوکہ ہے جو فریب ہی فریب ہے۔ اور دنیادار سے اللہ بڑی نفرت کرتا ہے۔ دنیادار سے اللہ بڑی نفرت کرتا ہے۔ بڑی نفرت کرتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی آیات ہیں۔ ایک دو اور سنئے تاکہ اس کا علم ہو جائے۔ اور آپ کو اندازہ ہو جائے۔ اللہ اپنے نبی کو خاص نصیحت کرتا ہے' ظاہر ہے کہ اللہ اپنے نبی کو گھٹیابات تو کبھی نہیں کہے گا۔ فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی سورۃ نجم ہے۔ گھر جا کر دیکھ لینا۔ فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَنۡ تَوَلّٰی اے نبی منہ پھیر لے اس آدمی سے جو منہ پھیرتا ہے۔ عَنۡ ذِکۡرِنَا ہماری یاد سے۔ جس آدمی کو اللہ یاد نہیں وہ تیرا دوست کبھی نہیں۔ توجہ سے سنئے! فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَنۡ تَوَلّٰی عَنۡ ذِکۡرِنَا [النجم:53:29] جس آدمی میں یاد نہیں اس سے منہ پھیر لے۔ اس کی طرف منہ نہ کر۔ اس کی طرف سے پیٹھ پھیر لے۔ ذٰلِکَ مَبۡلَغُهُمۡ مِنَ الۡعِلۡمِ ان کے علم کی دوڑ کہاں تک ہے۔ دنیا۔ اور چنانچہ دیکھ لو ہمارا حال کیا؟ اہلحدیث اور غیر اہلحدیث سب کا حال؟؟؟ تعلیم کس لئے ہوتی ہے' ہم اپنے بچوں کو کیوں پڑھاتے ہیں؟ آپ ایمانداری سے بتائیں دین کیلئے یا دنیا کیلئے؟ ذٰلِکَ مَبۡلَغُهُمۡ مِنَ الۡعِلۡمِ ان کے علم کی حد کیا ہے۔۔۔؟ دنیا۔۔۔ حالانکہ علم جو ہے بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ یہ کس لئے ہونا چاہیے۔ آخرت کیلئے۔ یہ دنیا کا علم دیکھو اللہ تعالےٰ نے پرندوں کو بھی دیا ہے۔ جب اندھیری چلتی ہے تو پرندوں کو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ اندھیری آنے والی ہے۔ اپنا بچاؤ کر لیتے ہیں۔ یہ بجڑا اپنا گھونسلہ بناتا ہے۔ کیسی بنتی ہے؟ ہمارا جلاہا ویسا کپڑا نہیں بن سکتا۔ کیسا اعلیٰ وہ اپنا گھونسلہ بناتا ہے۔ اللہ ان کو علم دیتا ہے۔ اللہ

نے فرمایا ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ان کا مبلغ علم جو ہے وہ کیا ہے ؟ چنانچہ دیکھ لو اللہ مجھے یہ بڑے بڑے اہلحدیث ان کو دیکھ دیکھ کر ترس آتا ہے۔ اللہ۔۔۔! اپنی لڑکیوں کو لئے سائیکلوں پر پھر رہے ہیں' لڑکیوں کیو لئے کاروں پر پھر رہے ہیں۔ لڑکیوں کو لئے کاروں پر پھر رہے ہیں۔ سکولوں میں کہ جی میری لڑکی نے اب بی۔اے کر لیا ہے' اب میری لڑکی نے ایم۔اے کر لیا ہے۔ اب وہ بی۔اے' ایم۔اے کرے گی۔ پھر یہ رونا شروع کرے گا کہ لڑکی ایم۔اے ہے اور لڑکا بی۔اے پاس بھی نہیں ملتا۔ اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال لیا۔ اگر تیری لڑکی ضروری علم حاصل کرتی۔ اردو انگلش کے قابل ہوتی کہ وہ اخبار پڑھ لے' وہ تھوڑا سا ٹیلی گرام آیا ' تھوڑا بہت دیکھ سکے۔ کتنا ہوتا ہے۔ تیرے لئے یہ مسئلہ تو نہ ہو کہ تیری ایم۔اے لڑکی کو' پی ایچ ڈی خصم چاہیے۔ اور پھر دیسی کو آپ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ایم۔اے لڑکی ہے دیسی کو کیسے دے سکتے ہیں۔ ایک تو مصیبت میں ڈال دیا۔ پھر پڑھائی کروائی۔ بھاگ دوڑ کر کروائی۔ کس لئے۔۔۔ دنیا کیلئے۔۔۔ کہ چلو خاوند کے ساتھ فٹ نہ آئے گی تو نوکری ہی کرلے گی۔ اور بعض بدبخت پہلے دن سے ہی نوکری کرواتے ہیں۔ ارے عورت کمائی کرنے والی ہے کہ کمائیاں کرتی پھرے۔ اہلحدیثوں کا بھی یہی حال ہے۔ لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں اور سکول ماسٹرنیاں لگا دیتے ہیں۔ اب پھر کیا کیا خرابیاں ہوتی ہیں۔ اللہ میرا معاف کرے' اور پھر محکمے کے کلرک ہیں۔ ان سے مرد دور رہتے ہیں۔ عورتیں ان سے خوش ہوں اور حال یہ ہے اور اللہ نے قرآن میں کیا مزے دار بات کہی ہے ؟ کہ اے نبی! فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى وہ بیشک نمازی ہو' دیندار ہو۔ خواہ کچھ بھی ہو' جس کا مقصد دنیا ہو۔ اولاد کو تعلیم دلواتا ہے تو اس کا مقصد دنیا ہے۔ فَاَعْرِضْ اس کی طرف دیکھو ہی نہ۔ بالکل اس کی پرواہ نہ کر۔ پھر دوزخ کا حال۔ کہ اللہ نے فرمایا ناں یہ حال ہو گا۔ دوزخ کا حال دیکھیں کہ دوزخ کیا کرے گی۔ میدان محشر میں سب لوگ ہوں گے۔ اللہ دکھائے گا۔ آپ کی سوسائٹی' آپ کے دوست' دنیا میں آپ کے کولیگ تھے۔ دنیا میں آپ کے ساتھ مل کر کام کرتے تھے' آپ کی برادری کے تھے' آپ کو جانتے تھے۔ وَ لَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ

حَمِیۡمًا[70:المعارج:10]کوئی دوست کسی دوست سے سوال نہیں کرے گا۔کچھ دے دے۔ مجھے بھی میں آج مر رہا ہوں۔یُبَصَّرُوۡنَہُمۡ خدا دکھا دے گا کہ دیکھ لے دنیا میں تیرا بڑا اسہارا تھا'جو تیرے کام آیا کرتا تھا۔وہ'وہ کھڑا ہے کونے میں۔وہ تیرا فلاں دوست ہے۔وہ تیرا فلاں رشتے دار ہے۔ وَ لَا یَسۡـَٔلُ حَمِیۡمٌ حَمِیۡمًا کوئی دوست کسی دوست سے کچھ نہیں مانگ سکے گا۔وہ دکھائے بھی جائیں گے۔ایک دوسرے کو دیکھ لو۔ آج تیرا دوست بھی یہی ہے۔ تیرا مرشد بھی یہی ہے۔ تیرا احاتی بھی یہی ہے۔جب وہ چاروں طرف سے ناامید ہوگا تو مجرم۔۔۔ گنہگار کیا چاہے گا۔ یَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ یَفۡتَدِیۡ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِئِذٍ ہائے کاش دنیا میں تو میں اپنی اولاد کی خاطر اپنے آپ کو برباد کرتا تھا۔ آج اگر خدا مجھ سے کہے کہ اپنی اولاد میرے سپرد کردے'تیرے بدلے میں ان کو دوزخ میں ڈالتا ہوں تو وہ کہے گا فوراً میری لڑکی کو دوزخ میں جھونک دو' میرے لڑکے کو بھی' یَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ یَفۡتَدِیۡ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِئِذٍ اگر وہ فدیہ دے مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِئِذٍ اس دن کے عذاب سے۔ بِبَنِیۡہِ اپنے بیٹوں کو کہہ دے کہ اپنے بیٹوں کو پکڑ کر دوزخ میں ڈال دے۔اور مجھے چھوڑ دے۔ وَ صَاحِبَتِہٖ اپنی بیوی کو میرے سپرد کردے کہ بیوی کو دوزخ میں ڈال دے۔اور مجھے چھوڑ دے۔ وَ اَخِیۡہِ اپنے بھائی کو دے گا کہ میرے بھائی کو پکڑ لے۔اور مجھے چھوڑ دے۔وَ فَصِیۡلَتِہِ الَّتِیۡ تُـٔۡوِیۡہِ سارا کنبہ قبیلہ جو اس کی ضمانتیں دیتے ہیں۔۔۔اگر ایکسیڈنٹ ہو جائے۔ ہسپتال پہنچ جائے' تو پوری برادری کی برادری اور پوری قوم پہنچ جاتی ہے۔ جیل میں چلا جائے تو پورا کنبہ دوڑتا ہے' ضمانتیں کروانے کیلئے۔۔۔ وہاں یہ چاہے گا کہ میری یہ برادری جو ہے وہ دوزخ میں چلی جائے۔ کسی طرح سے میری جان چھوٹ جائے۔ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ہائے اگر ساری دنیا بھی دوزخ میں چلی جائے کسی

طرح میری جان چھوٹ جائے۔ خدا کہتا ہے کَلَّآ یہ ہرگز نہیں ہوگا تو اکیلا ہی بھگتے گا۔ ثُمَّ یُنْجِیْهِ میری نجات ہو جائے۔ خدا کہے گا کَلَّآ یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ کیا تجھے وہ آگ نظر نہیں آتی؟ دوزخ سے باہر جو آگ لاٹیں مار رہی ہے۔ اِنَّهَا لَظٰی دوزخ سے باہر جو آگ لاٹیں مار رہی ہے۔ جوش مار رہی ہے وہ آگ ہے۔ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی کھال ادھیڑ کر رکھ دے گی۔ تَدْعُوْا دیکھ لو کمال یہ دنیا کی آگ جلاتی ہے' بولتی نہیں۔ دنیا کی آگ جلاتی ہے لیکن بولتی نہیں۔ دوزخ کی آگ آواز دے گی۔ نام لے گی۔ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰی جس نے دنیا میں دین کو پیٹھ دکھائی اس کا نام لے کر بلائے گی کہ اے بے ایمان ادھر آ۔ تَدْعُوْا وہ بلائے گی۔ مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰی جس نے پیٹھ دکھائی وَ تَوَلّٰی اور منہ پھیرا اور کیا کیا۔ وَجَمَعَ فَاَوْعٰی [70:المعارج :18] مال ہی جمع کرتا رہا۔ اس کو جوڑ جوڑ کر' گن گن کر رکھتا رہا۔ کہ میرا بینک بیلنس اب اتنا ہو گیا ہے۔ ان کو آوازیں دے گی۔ ان کو بلائے گی۔ یہ حال ہوگا۔ سوچ لیں۔ اور میں آپ کو اصول بتاتا ہوں۔ خوب سمجھ لو' دیکھ لو' دنیا کی ضد کیا ہے؟ اللہ نے جو نظام بنایا ہے اس میں وَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ [51:الذاریات:49] اللہ نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا (Pair) پیدا کیا ہے۔ اور یہ جوڑا جوڑا کیسے ہے؟ کبھی اسکی جنس کا اور کبھی اس کا مخالف (Opposite) مثلاً دن رات' دن کا جوڑا کیا ہے؟ رات۔۔ حالانکہ دونوں Opposite ہیں۔ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ پھر نر اور مادہ۔۔۔ یہ ایک جنس کے ہیں۔ درختوں میں بھی نر مادہ ہیں۔ نباتات میں بھی ہیں' اور انسانوں میں بھی ہیں۔ دنیا کا جوڑا کیا ہے؟ آخرت۔۔۔ دنیا اور آخرت دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ سن لو۔ جس نے دنیا بنائی وہ آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ دیکھو ناں رات گھٹے گی تو کیا ہوگا؟ دن بڑھے گا۔ دن گھٹے گا تو کیا ہوگا رات بڑھے گی۔ سردیوں میں کیا ہوتا ہے۔ رات بڑھ جاتی ہے اور دن گھٹ جاتا ہے' اور گرمیوں میں کیا ہوتا ہے' دن بڑھ جاتا ہے رات

گھٹ جاتی ہے۔بالکل یہی صورت ہے جو دنیا بناتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔اور جو آخرت بناتا ہے پھر وہ دنیا کی پرواہ نہیں کرتا۔ آپ نے سوچ لیا۔ اللہ اکبر۔۔۔ کلرک ہے تو وہ چاہتا ہے کہ میں اس راستے سے دنیا کماؤں۔ رشوتیں لیتا ہے' چلاکیاں کرتا ہے' فریب کرتا ہے' زمیندار ہے تو اپنے ہتھ کنڈے استعمال کرتا ہے۔دوسرے ہیں تو وہ بھی کرتے ہیں۔ حتی کہ مولوی ہے تو وہ اپنا کانٹا استعمال کرتا ہے۔ مولویوں کا حال دیکھا ہے۔ مقصد کیا ہے ؟ دنیا دنیا۔۔۔ اور دنیا کا طالب ہمیشہ اپنی آخرت کا نقصان کرتا ہے۔اس لئے اگر آپ کو فکر ہے۔ آپ اپنی آخرت کو بچانا چاہتے ہیں -دنیا کی طرف سے ہاتھ کھینچ لیں۔اب بعض جاہل۔۔۔ ملاقاتیں ہوتی ہیں کہ جی! مولوی صاحب آپ لڑکیوں کی تعلیم کے بہت خلاف ہیں اور دنیا کمانے کے بھی بہت خلاف ہیں۔ تو اگر ہم نے کارخانے لگانے چھوڑ دیئے تو پھر کون لگائے گا۔ اسکی یہی فکر ہے۔ ارے کارخانے لگانے والے بہت ہیں۔ تو مسلمان بن جا۔ کارخانے نہیں رہتے اب حرام تو نہیں کھاتا۔ مردار تو کیا خیال ہے ؟ مردار کھانے والے عیسائی تھوڑے ہیں۔ یہ چوڑے تھوڑے ہیں۔ آدمی ہمیشہ اپنے لئے اعلیٰ چیز پسند کرے۔ اور اعلی چیز کیا ہے ؟ آخرت۔۔۔۔ چنانچہ نبی کو دیکھ لو۔ پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں۔ ہمارا پیر مزے کرتا ہے۔ یہ جائیدادیں لوچ کی۔ پتہ نہیں کیا کیا ہے کتنی جائیدادیں ہیں ؟ لیکن رسول اللہ ﷺ پیٹ پر پتھر باندھ کر گزارہ کرتے ہیں کیوں ؟ یہ سوچ رکھا تھا کہ جس نے آخرت بنائی ہے' دنیا اس کی نہیں بنے گی۔ اور جس نے دنیا بنائی وہ اپنی آخرت کو برباد کرے گا۔ اس لئے میرے بھائیو! اپنی اولاد کی فکر کریں کہ میری اولاد نیک ہو جائے۔ اور ان کو دین کا علم دیں تاکہ ان کے سامنے راستہ کھل جائے۔ ان کی آخرت اچھی ہو جائے۔ تمہارے بوڑھے ماں باپ ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ تم ان کو خرچ دو' ان کی سب سے زیادہ فکر یہ کرو کہ میرا باپ نمازی ہو جائے' میرے باپ کی آخرت بن جائے۔ میرے باپ کا عقیدہ صحیح ہو جائے۔ بعض جاہل تنخواہ لائے' باپ کو پیسے دے دیئے۔ اور پھر کہ جی! میرا باپ نماز تو پڑھتا نہیں۔ ہے تو مشرک بدعتی' بریلوی۔۔۔ چٹ سے معاملہ کیا فائدہ تجھے۔ یہ دنیا کے دھندے ٹھیک ہے تیرے ذمے فرض ہے والدین کی خدمت کرنا' ان کو کھلانا' پلانا' ان کو سب کچھ دینا تیرا فرض

ہے۔ لیکن پہلا فرض کیا ہے ؟ پہلا فرض یہ ہے کہ آخرت کو بہتر کرو۔ ابراہیم علیہ السلام باپ کے لئے حالانکہ باپ نے گھر سے نکال دیا اکیلے جنگلوں میں دعا کرتے ہیں وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ [26:الشعراء:86] یااللہ! میرے باپ کو بخش دے' وہ گمراہ ہے۔ میرے باپ کو بخش دے۔ وہ گمراہ ہے۔ چنانچہ دعائیں کرتے رہے۔ ادھر ابراہیم علیہ السلام کے والد فوت ہو گئے۔ اللہ نے کہا اے ابراہیم کب تک لگا رہے گا۔ دعا کیلئے۔ وہ تو کافر ہی مر گیا۔ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ جب ابراہیم علیہ السلام کو یہ پتہ لگ گیا۔ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ کہ وہ اللہ کا دشمن ہی مرا ہے۔ تَبَرَّاَ مِنْہُ [9:التوبة:114] بے زاری کا اعلان کر دیا کہ یااللہ! اب اپنے باپ کے لئے کبھی دعا نہیں کروں گا۔ تو آپ بھی سن لیں۔ اگر آپ کا باپ بے نماز ہے' اس کا جنازہ قطعانہ پڑھیں' خواہ ساری دنیا آپ کو کچھ کہے۔ بے نماز کا جنازہ پڑھنا' بدعتی اور مشرک کا جنازہ پڑھنا' خدا کو اپنا دشمن بنانا ہے۔ جنازہ کس کا پڑھا جاتا ہے جس کی مغفرت کی امید ہو۔ آپ کبھی ہندو کا جنازہ پڑھیں گے ؟ نہیں۔۔۔ کیوں نہیں پڑھیں گے۔۔۔ ؟اس لئے وہ انسان نہیں ہے ؟ کیوں نہیں پڑھیں گے ؟اس لئے کہ اسکی نجات ہی نہیں۔ اب نجات نہیں تو خدا سے کہنا کہ یااللہ !اس کو بخش دے۔ جنازہ کس کا پڑھا جاتا ہے ؟جس کی مغفرت کی امید ہو۔ جس کی بخشش کی امید ہو۔ اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ اور جو بے نماز مر جائے اس کی بخشش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا بے نماز کے جنازے میں شریک ہونا خواہ باپ ہو' ماں ہو' کوئی رشتہ دار ہو' یہ پھر کیا ہے خدا کو دشمن بنانا ہے۔ اب وہ کھڑے ہو کر دعا کریں گے یااللہ! اس کو بخش دے۔ خدا کہے گا اچھا تو میرے دشمن کی سفارش کرتا ہے ؟ خدا اس کا نام بھی خارج کر دیتا ہے۔ جا ملعون! تو بھی دور ہو۔ اس لیے خوب توجہ سے سن لو یہ دین ہے۔ دین کو سمجھ لو۔ اب دیکھ لو پارٹیوں کا معاملہ اللہ نے تصور ہی یہ دیا ہے کہ پارٹیاں دو ہی ہیں۔ ایک میری پارٹی اور ایک شیطان کی پارٹی۔ پیپلز پارٹی کا اتحادیوں سے تھوڑی ہمدردی کرنا' وہ اس کا کان مروڑ کر اس کو ادھر کر دیتے ہیں۔ چل دور ہو جا۔ اور اتحادی دیکھیں کہ ہمارا ادھر ملتا ہے' وہ اس کو فورا نکال دیتے ہیں۔ جب خدا دیکھتا ہے کہ ہے میری پارٹی کا بندہ۔

میری پارٹی کا ہے۔ لیکن اس کا ایک گوشہ نرم ہے۔ جو ادھر بھی ہے۔ خدا اس کو کان سے پکڑ کر باہر کرتا ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو مسلمان بناؤ۔ اپنی آخرت کی فکر و کرو۔ اور یہی اصل چیز ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

س: جو طالب علم، طالب علمی کی حالت میں مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے یا نہیں؟

ج: تو دیکھئے شہادت کیا چیز ہے؟ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ یہ علامہ احسان الٰہی ظہیر جو تھا یہ شہید تھا کہ نہیں۔ شہادت کے متعلق آپ کو یہ معلوم ہو جانا چاہیے کہ شہادت ایک انعام ہے۔ جو پاس ہونے کے بعد ملتا ہے۔ پہلے اس کی بخشش یقینی ہو پھر اس کے بعد شہادت کا درجہ ہے۔ پہلے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ پاس ہے کہ نہیں۔ کہیں تھرڈ کلاس پاس تو نہیں۔ پہلے Thirty Three نمبر والا پاس۔ پھر اس کے بعد سیکنڈ ڈویژن، پھر فرسٹ کلاس۔ پھر شہید۔ اگر اس کے اعمال گندے ہوں اور دوزخ میں جانے والا ہو، کہنا کہ وہ شہید۔۔۔ جیسے ہمارے نوجوان لوٹ مار کرتے ہیں، آگیں لگاتے ہیں۔۔۔ کاروں اور دکانوں کو۔۔۔ اور پھر اگر گولی لگ جائے تو شہید۔۔۔ اب اندازہ کرو۔ یہ کوئی شہادت ہے؟ ایسے سکھ شہید بناتے ہیں۔ ہندو شہید بناتے ہیں۔ مسلمان بھی شہید بناتے ہیں۔ کسی کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ شہید ہے یا نہیں۔ اس کی زندگی کو دیکھ لو۔ اگر اس کی زندگی اس قسم کی ہے کہ آپ کو اغلب گمان یہ ہے۔ کہ ان شاء اللہ العزیز جنتی ہے تو پھر آپ شہادت کی امید بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ ویسے ہی فیل ہو جائے تو

پھر شہید ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو اب رہ گیا طالب علم جو علم حاصل کرتا ہے' دین کا علم حاصل کرتا ہے' دین کو بلند کرنے کے لئے اور اس کے قدموں کے نیچے جب وہ جاتا ہے تو فرشتے پر بچھاتے ہیں (احمد' ترمذی' ابو داؤد ' ابن ماجة دارمی ' مشکوة کتاب العلم عن كثير بن قيس) یہ حدیث میں آتا ہے۔ اور جو علم حاصل کرتا ہے دنیا کمانے کیلئے' جیسے ہمارے سارے کلرک' یا دوسرے تیسرے نوکری کیلئے پڑھتے ہیں اور پھر نوکری پیسے کمانے کیلئے۔ تو کیا آپ کا خیال ہے کہ یہ شہید ہوگا۔ یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے مولویوں کا معاملہ ہے' آج کل ہمارے مولوی پڑھتے ہیں اس لئے کہ پیسہ کمائیں۔ لوگ دفتروں میں کماتے ہیں۔۔۔ انگریزی پڑھنے والے دفتروں میں کماتے ہیں اور میں عربی پڑھنے والا مسجد سے کماؤں گا۔ یا ویسے دنیا کو دھوکہ دے کر کماؤں گا۔ وہ شہادت کیا ہے وہ تو عذاب ہے۔ خدا کی لعنت ہے۔ میرے بھائیو! اس بات کو خوب سمجھ لو کہ انسان جب کوئی کوشش کرتا ہے۔ دوسرا علم پڑھنا کوئی منع ہے؟ منع نہیں ہے۔ لیکن مقصد کیا ہو۔ مقصد یہ ہو کہ دین کی خاطر۔۔۔ چنانچہ نبی ﷺ کو مختلف حکومتوں سے واسطہ پڑا۔ یہودیوں سے واسطہ پڑا' ان کی زبانیں مختلف تھیں' ان سے خط و کتابت کرنی ہوتی تھی۔ ان کے خطوط آتے تھے' کبھی عبرانی زبان میں' کبھی سریانی زبان میں۔ کبھی کسی زبان میں کبھی کسی زبان میں۔۔ تو نبی ﷺ اپنے صحابہؓ سے کہتے کہ تم ان زبانوں کو سیکھو تاکہ خطوط لکھے جاسکیں۔ جوابات دیے جاسکیں۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے ایک مہینے میں عبرانی سیکھ لی اور خط لکھنے کے قابل ہو گئے۔ اس طرح

آپ ان کو علم سکھاتے تھے۔ (رواہ الترمذی' مشکوۃ' کتاب الآداب باب السلام عن زید بن ثابت)اسی طرح سے ایک آدمی سائنس پڑھتا ہے اور مقصد اس کا یہ ہے کہ ان شاء اللہ العزیز کبھی نہ کبھی اسلامی نظام آئے گا تو میں اس کی خدمت کروں گا۔ تو بالکل ٹھیک ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان ---

خطبہ نمبر 67

اِنَّ الحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِيْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِيْكَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰہِ وَ خَيْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ كُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ كُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لاَ تُرْجَعُوْنَ○ فَتَعٰلَى اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لاَ بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ اِنَّہٗ لاَ يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ ○ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

[23:المومنون:115-118]

میرے بھائیو! اللہ تعالےٰ نے جب آدم علیہ السلام کو اس دنیا میں بھیجا تو اس وقت ہی بتادیا تھا کہ اب تمہاری عارضی رہائش گاہ جو ہے وہ زمین پر ہوگی۔ وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۔ اور پھر لوٹ کر جنت میں اسی جنت میں آنا ہے۔ اس جنت

میں ان کو کھانے پینے کی کھلی اجازت تھی۔ وَ کُلاَ مِنھَا رَغَدًا حَیۡثُ شِئۡتُمَا جہاں سے تمہاری مرضی ہو کھاؤ پیو۔ تم پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ لیکن صرف ایک پابندی ہے۔ وَ لاَ تَقۡرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ یہ ایک درخت ہے' اس کے قریب نہیں جانا۔ اسکا پھل نہیں کھانا۔۔۔ تو شیطان نے ان کو ورغلالیا۔ آدم علیہ السلام بھول گئے۔ اور وہ پھل کھا بیٹھے۔ نتیجہ کیا نکلا ؟ اللہ تعالےٰ نے معاف تو کر دیا' اور سزا تو کوئی نہ دی۔ بس یہ کہہ دیا کہ اب تم دنیا میں چلے جاؤ۔ اِھۡبِطُوۡا اب یہ ہے کہ تم دنیا میں چلے جاؤ۔ بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اب دنیا فتنے کی جگہ ہے۔ تمہاری آپس میں لڑائیاں ہوں گی۔ بہر کیف اب تمہیں ٹھہرنا زمین پر ہی ہے۔ وَ لَکُمۡ فِیۡ الاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ تمہارا ٹھکانہ' تمہاری رہائش اب زمین ہوگی۔ لیکن ہمیشہ کیلئے نہیں۔ وَ مَتَاعٌ اِلٰی حِیۡنٍ [2:البقرۃ:35-36] ایک وقت تک۔ ہر آدمی کی عمر ہے۔ کوئی پندرہ سال کی عمر پائے گا' کوئی سو سال کی عمر پائے گا' کوئی ساٹھ سال کی عمر پائے گا۔ کوئی ستر سال کی عمر پائے گا۔ اب میں تمہیں وہاں اپنا پیغام پہنچاؤں گا۔ یہاں تو آپ سے ایک پابندی پوری نہ ہوئی۔ ایک درخت کے پھل سے نہ رک سکے۔ اب دنیا میں بڑی پابندیاں ہوں گی۔ حلال حرام کا چکر ہوگا۔ جائز ناجائز کا چکر ہوگا' ادھر نہ جاؤ' ادھر نہ جاؤ۔ یہ نہ کھاؤ یہ نہ کھاؤ۔ یہ عورت تمہاری لئے حلال نہیں۔ یہ کھانا تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔ بہت سی پابندیاں ہوں گی۔ تو میں تمہاری طرف رسول بھیجتا رہوں گا۔ کتابیں بھیجتا رہوں گا۔ اب اس کے بعد دیکھوں گا کہ کون میرا فرمانبردار ہوتا ہے اور کون میرا نافرمان ہوتا ہے۔ پھر تم مرنے کے بعد میرے پاس آؤ گے۔ پھر میں تمہیں جنت میں داخل کروں گا۔ یہ پھر پابندی بالکل نہیں ہوگی کہ اس درخت کے قریب نہ جانا۔ پھر کھلی آزادی ہوگی۔ کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ دنیا میں ہم آگئے۔ اب وہ تو ایک قصہ پارینہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے وہ کیا غلطی کی تھی اور کیا ہوا۔ اور کیوں نکالے گئے۔ اب ہمارا اس کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ نہ ہم کبھی خیال کرتے ہیں۔ اب ہمارے سامنے تو یہ دنیا ہے۔ ہم آنکھ کھولتے ہیں

تو اس دنیا میں اپنے ماں باپ' بہن بھائی رشتہ دار ہیں۔ جب ذرا سنبھل جاتے ہیں' اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں تو پھرنا' کھانا پینا' سیر و تفریح کرنا' جو کچھ دل میں آتا ہے کرتے ہیں۔ اب یہاں آ کر ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ یہ دنیا ایک اس قسم کی اللہ نے بنائی ہے۔ آدمی کو بڑا دھوکہ دیتی ہے۔ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا [6:انعام:130] اکثریت کو تو "دنیا" نے دھوکہ دے دیا۔ وہ یہ بھول ہی گئے۔ کہ ہم اصل میں جنت کے باشندے تھے۔ اصل گھر ہمارا جنت ہے۔ رہنے والے ہم وہاں کے تھے۔ کس جرم کی پاداش میں کسی غلطی کی پاداش میں ہمارے بڑے آبا نے کوئی غلطی کر لی۔ اس کی وجہ سے وہاں سے نکالے گئے۔ اب ہم پھر امتحان کیلئے اس دنیا میں آئے ہیں۔ یہاں مستقل رہنا نہیں ہے۔ یہاں کچھ دیر کی عمر ہے۔ پھر اس کے بعد وہاں جانا ہے۔ اگر کوئی لائق ہو گیا۔ اچھا ہو گیا۔ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ اگر کوئی نالائق ہوا' نافرمان ہوا تو دوزخ میں چلا جائے گا۔ اب قرآن بار بار ہمیں یہ یاد کرواتا ہے۔ کہ اے لوگو! اس کو نہ بھولنا۔ کہ میرے پاس آنا ہے۔ مگر دنیا بھول گئی۔ میرے بھائیو! قرآن کا سب سے بڑا وعظ انبیاء کا سب سے بڑا آنے کا مقصد یہی یاد دہانی ہے کہ تمہیں یہاں مستقل نہیں رہنا۔ اور یہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں یہاں مستقل رہتے ہی نہیں۔ ہر آدمی جو ہے مر جاتا ہے چلا جاتا ہے۔ بوڑھا ہو جاتا ہے۔ سال بسال گزرتا جاتا ہے۔ حالات بدلتے جاتے ہیں۔ اور پھر اللہ نے دنیا فتنوں اور مصیبتوں کی جگہ بنائی ہے۔ اس دنیا میں کوئی سکھی نہیں ہے۔ ہر آدمی کو پریشانیاں۔۔۔ ہر آدمی کو فکر کوئی۔۔۔ کوئی کسی فکر میں۔ کسی کی بیوی کا چکر گھر میں فساد۔ کسی کو اولاد کی چکر ہے ہی نہیں۔ کسی کو یہ چکر کہ ہائے میری اولاد بھاگ گئی' نافرمان ہے' مجھے تنگ کرتی ہے۔ کسی کو یہ کہ روٹی کھانے کو نہیں ملتی۔ دن رات مصیبتوں میں پڑا ہوا ہے' محنت و مشقت کر رہا ہے۔ کسی پر کوئی مقدمہ ہے' کسی پر کوئی کیس ہے۔ کوئی بیماری میں مبتلا ہے۔ اس لئے آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی خوش نہیں۔ یہ دوسرا بڑا مبلغ ہے۔ یہ دوسرا بڑا داعی ہے۔ یہ دنیا اللہ نے ایسی کیوں بنائی تاکہ اس سے کوئی دل نہ لگائے۔ ایک تو نبی آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لوگو یہ تمہارا اصل

گھر نہیں ہے۔ تم یہاں رہنے کیلئے نہیں آئے۔ کہ تم یہ سمجھو کہ تم نے یہیں رہنا ہے۔ حضور ایک دفعہ سو گئے۔ موٹی سی چٹائی تھی اس پر سو گئے' ننگا جسم تھا اس پر نشانات پڑ گئے۔ صحابہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! دنیا کے بادشاہ ہوں کے لیے گدے' پلنگ ' مخمل' اور پتہ نہیں ہے اور کیا کیا ہے' آپ تو سردار الانبیاء ہیں کیا ہم آپ کے لئے کوئی اچھا بستر نہ تیار کر لیں' دیکھو نا! کس طرح سے یہ آپ کے جسم پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا چھوڑ دو ان چکروں میں نہیں پڑا کرتے ہیں' مسافر ایسے انتظامات نہیں کرتا؟ اس دنیا میں تو ہم مسافر ہیں۔ (رواہ الترمذی' ابن ماجۃ' مشکوۃ کتاب الرقاق عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ) آدمی کس جگہ جا رہا اور رات پڑ جائے تو اب وہاں رات کاٹنے کے لیے کیا کرتا ہے؟ آدمی اپنا تھوڑا بہت انتظام کر لیتا ہے۔ سردی سے بچنے کیلئے کوئی سانپ بچھو اور کیڑے مکوڑوں سے بچنے کے لیے کوئی بندوبست کر لیتا ہے۔ پھر تھوڑا بہت اور کوئی خطرہ ہو تو اس سے بچنے کا کچھ انتظام کر لیتا ہے' تو اسی لئے ہم دنیا میں آئے ہیں۔ میرے بھائیو! زندگی کتنی ہے؟ دنیا کی زندگی کتنی ہے؟ جب انسان مر جائے گا تو خدا لوگوں سے پوچھے گا: سناؤ کتنی عرصہ دنیا میں ٹھہرے؟ تو وہ کیا کہیں گے؟ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ سناؤ دنیا میں کتنے سال ٹھہرے؟ وہ کہیں گے۔ لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ یااللہ! ایک دن یا آدھا دن۔ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ [23 : المومنون: 112] ہم سے کیا پوچھتا ہے' جو تیرے فرشتے ہیں انھوں نے نوٹ کیا ہوگا اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلاَّ قَلِيْلاً لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[23:المومنون:114] اگر تم جانتے ہو تو واقعتاً دنیا میں کچھ بھی نہیں رہے۔ اس ابدی زندگی کے مقابلے میں۔ جس میں نہ بڑھاپا۔ جس میں موت ہے' نہ اس سے نکلنا ہے اور نہ ہی اس زندگی کا خاتمہ ہی ہوگا۔۔۔ جس کا End ہی کوئی نہیں۔ خاتمہ ہی کوئی نہیں' ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے' جس میں جوانی ہی جوانی ہے اس کے مقابلے میں دنیا کی یہ زندگی ایک لمحہ کے برابر بھی نہیں۔ کوئی کہے گا

جیسے دنیا کی زندگی دس دن ٹھہرے ہیں، کسی کو ایسے معلوم ہوگا کہ ہم ایک دن ٹھہرے ہیں۔ کسی کو یوں معلوم ہوگا کہ نہیں ایک لمحے کے لیے ٹھہرے ہیں۔ یہ دنیا کی زندگی اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ اور ویسے اگر آپ اس کا تجربہ کرنا چاہیں۔ آپ میں سے جو بوڑھا ہو چکا ہے اس سے پوچھ لو، اسے کہو کہ اپنی جوانی کی سنا، جو تو نے اب تک زندگی گزاری ہے سنا وہ کیا ہے؟ جیسے خواب نظر آتا ویسی ہی یہ زندگی ہے۔ اب مجھ سے پوچھ لو، ہم بھی جب چھوٹے تھے تو دل میں یہ تمنائیں کہ ایسا کریں گے، ایسا کریں گے، یہ بن جائیں، وہ بن جائیں۔ اور اب جب بوڑھے ہو گئے، نہ اٹھ سکتے ہیں، نہ بیٹھ سکتے ہیں، نہ جان ہے، نہ ہمت ہے۔ اب زندگی بالکل ایسے گزار رہے ہیں جیسے ایک خواب ہو۔ سب باتیں ختم ہو گئیں۔ تو دیکھو کتنے محرک ہیں، کتنے مبلغ ہیں، کتنے خبردار کرنے والے ہیں۔ یہ قرآن اللہ کے نبی اور پھر مبلغ، داعی اور سب سے بڑی بات خود دنیا کہہ رہی ہے کہ میں تیرا ساتھ نہیں دوں گی۔ کہئے! کسی دنیا نے کسی کا ساتھ دیا ہے؟ یہ دنیا کسی کا ساتھ نہیں دے گی۔ ہر چیز چل سو چل، چل سو چل۔ یہ دنیا خود بول بول کر کہہ رہی ہے، قدم قدم پر ہمیں ٹھوکریں مار رہی ہیں کہ کسی دھوکہ میں نہ رہ، میں تیرا ساتھ نہیں دوں گی۔ اللہ اکبر۔۔۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جب تو اپنے باپ کی زمین کا وارث ہوتا ہے۔ باپ کا مکان سنبھالتا ہے تو اس وقت تجھے خیال نہیں ہوتا کہ کبھی میرا باپ ایسے وارث ہوا تھا، اس کا باپ مرا تھا، وہ مالک ہوا تھا۔ اس کے سر پر لوگوں نے پگڑی باندھی تھی۔ اور آج میرے سر پر پگڑی باندھ رہے ہیں۔ اور پیچھے میرے لڑکے آرہے ہیں۔ باری باری۔۔۔ چل سو چل۔۔۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ ارے لوگو! کیا تمہارا یہ خیال ہے ان باتوں کو چھوڑ کر کہ دنیا تمھیں کیا سمجھاتی ہے۔ قرآن نے تمھیں کیا سمجھایا ہے، پیغمبر کیا کہتے ہیں؟ اللہ پوچھتا ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ارے لوگو! تمھارا کیا خیال ہے کہ میں نے تمھیں بیکار پیدا کیا ہے۔ وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ میں تمھیں واپس نہیں بلاؤں گا؟ یعنی اگر اللہ نے ہمیں واپس نہ بلانا ہو۔ ہمارا اللہ سے کوئی تعلق ہو؟۔۔۔ ختم۔۔۔ بس۔۔۔ تو اللہ ہمیں روٹی کیوں دے۔ اللہ نے دنیا کا سارا نظام بنایا ہے۔

دیکھو! ایک کوٹھا بنانا ہوتا ہے کتنا خرچ آتا ہے۔ معمولی سا مکان بنانا ہو تو دیکھ لو کتنا خرچ آتا ہے؟ دیکھ لو! اللہ نے آسمان بنایا ہے' پھر زمین بنائی۔ پھر ساتوں آسمان بنائے ہیں۔ پتہ نہیں کیا کچھ اس کے اندر ہے۔ کیسی Setting؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ۔۔۔ اللہ نے یہ آسمان' یہ زمین' یہ سب کچھ بنایا ہے۔ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً [11:ھود:6] یہ جانچنے کے لئے۔ یہ جو دنیا کا سارا نظام set کیا ہے تو صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ تم اس دنیا میں آ کر کرتے کیا ہو؟ اور پھر اس کے بعد میں اسے بلا لیتا ہوں۔ جو مدت مقرر ہے اس کے بعد اللہ کا بلاوا آ رہا ہے کہ آؤ۔ خدا لے جاتا ہے۔ اور اس سے پوچھے گا: کیا کر کے آیا ہے؟ اور اگر یہ کوئی بات نہ ہو۔ آئے دنیا میں' کھایا پیا' پچاس ساٹھ کی زندگی گزاری۔ عورتیں رکھیں' عیش کئے' شرابیں پیں' جو دل میں آیا' کیا اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کوئی حساب لینے والا نہیں۔ ایک غریب بیچارہ ساری عمر بھوکا مر جائے اور ایک امیر ہمیشہ عیش کرتا رہے۔ اور مر کر دونوں برابر ہو جائیں۔ قصہ ختم ہو جائے۔ تو خدا کا کہنا ہے کہ میرے جیسا بھی کوئی ظالم ہو سکتا ہے؟ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے۔ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا [38:ص:27] اگر کوئی کہے ایسے ہی ہے۔ یہ سلسلہ خود بخود چل رہا ہے تو یہ کافر کا گمان ہے۔ دیکھو ناں! ایک آدمی اب گھر بنائے' اس پر چھت ڈالے' اس میں پوری Settings کرے' پورے لوازمات اس میں مہیا کرے' پوری ضروریات اس میں فراہم کرے۔ پھر کہے کہ یہ گھر تو میں نے ویسے ہی بنایا ہے۔ ویسے ہی یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ فرمایا: فَتَعَالَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ اللہ ایسے لایعنی اور بے کار کام کرنے سے بہت اونچا ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے؟ فَتَعَالَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ اللہ بہت بلند ہے' بہت اونچا ہے کہ ایسے لایعنی کام کرے' بے مقصد کام کرے۔ وہ تو بہت بڑا بادشاہ ہے' وہ بے نیاز ذات ہے۔

لہذا یہ خیال بالکل دل سے نکال دو کہ اللہ تمھیں بلائے گا نہیں۔ اپنے سامنے کھڑا کر کے تم سے حساب نہیں لے گا۔

میرے بھائیو! قرآن کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے اور مسلمان ہونے کا مفہوم ہی یہ ہے کہ جو مسلمان نہیں اسے حساب کا ڈر نہیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں جہاں دوزخیوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ دوزخی دوزخ میں جل رہے ہوں گے۔ لٰبِثِیْنَ فِیْهَآ اَحْقَابًا [78:النبا:23] وہ دوزخ میں جل رہے ہوں گے۔ مدتوں وہاں رہیں گے۔ نہ کوئی ٹھنڈی چیز کھانے کو ملے گی اور نہ ہی پینے کو۔ بہت بری حالت ہو گی۔ اب کوئی پوچھنے والا پوچھے یا اللہ! یہ سزا کیوں؟ اندازہ کرو۔۔۔ اللہ اکبر...! قرآن نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔ جنتی جنت اوپر ہوں گے' دوزخ نیچے ہو گی۔ اور جنتی اوپر ہوں گے۔ دوزخ نیچے ہو گی۔ جنتی سیر کریں گے۔ ان کے جنت جو ہیں بالکل Pointable۔۔۔ موونگ' دوڑتے ہوئے۔۔۔ آپ کو ٹھی کو' مکان کو جو اتنا لمبا چوڑا جتنا آپ تصور کر سکتے ہوں۔۔ سارے کا سارا۔۔۔ آن کی آن میں جہاں چاہیں آپ لے جائیں گے۔ آپ جب چاہیں گے اس کو جہنم پر لا کر فٹ کر لیں گے۔ کہ چلو جہنم کی سیر کرنی ہے۔ بیٹھے بیٹھے مکان چلا گیا۔ وہیں سے بیٹھے ہوئے' آپ جہنم کی سیر کر رہے ہیں۔ آپ وہاں سے نظر آ رہے ہیں۔ آج کل امریکہ اور باہر کے ملکوں میں ایسے ہوٹل بنے ہوئے ہیں کہ جن میں بے انتہا کمرے ہیں۔ اور ہوٹل کا منیجر اپنے کمرے میں بیٹھے بیٹھے سب کو دیکھ رہا ہے کہ فلاں کمرے میں وہ بیٹھا ہے اور فلاں کمرے میں یہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس کو یہ ضرورت ہے اور اس کو یہ ضرورت ہے۔ صرف بٹنوں سے ہی یہ کام چل رہے ہیں۔ گھنٹیوں سے یہ کام چل رہے ہیں۔ دوزخی جب جنتیوں کو دیکھیں گے کہ یہ مزے کر رہے ہیں' تکیے لگے ہوئے ہیں' مزے سے کھا پی رہے ہیں۔ تفریح کر رہے ہیں۔ کبھی پھل کھاتے ہیں' کبھی کوئی چیز کھاتے ہیں۔ کبھی کوئی چیز کھاتے ہیں۔ اور دوزخ والے دوزخ میں جل رہے ہیں۔ تو وہ ان کو پکار کر کہیں گے۔ آخر پہچانیں گے تو سہی کہ یہ ہمارے شہر کا ہے۔ دوزخی پکار کر اہل جنت کو کہیں گے اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ کہ ہم تو جل گئے ہیں'

آگ میں پس رہے ہیں۔ تم ٹھنڈے مشروبات پی رہے ہو۔ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ
الْمَآءِ کوئی تھوڑا سا پانی ہم پر بھی گرا دو۔ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ یا کوئی اور روٹی کا لقمہ۔۔۔۔
تھوڑی بہت کھانے پینے کی کوئی چیز۔ بچی کھچی پھینک دو۔۔۔ جیسے کتا سامنے بیٹھ جاتا ہے اور
آپ کھانا کھا رہے ہوتے ہیں۔ اگرچہ کتا مانگتا نہیں۔ لیکن بات یہی ہوتی ہے کہ ایک آدھ لقمہ
کتے کو بھی ڈال دیتے ہیں۔ بالکل یہی حال دوزخیوں کا ہوگا اور وہ کہیں گے اَنْ اَفِیْضُوْا
عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ ارے تھوڑا سا پانی نیچے گرا دو۔ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ یا کچھ اور کھانے
پینے کی چیزیں جو اللہ نے تمھیں دی ہیں۔ وہ ہم پر گرا دو تاکہ ہمارے منہ میں بھی پڑ جائے۔ توَ
جنتی کیا کہیں گے۔ یہ نہیں کہ ہم بخیل ہیں' ہم کنجوس ہیں' ہم دینا نہیں چاہتے۔ کیا کہیں
گے۔ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَہُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یہ سب چیزیں اللہ نے کافروں پر حرام کر
دی ہیں۔ نہ تمھارے لئے پانی نہ تمھارے لئے روٹی۔ نہ کوئی اور پھل۔۔۔ اِنَّ اللّٰہَ
حَرَّمَہُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ [7: الاعراف :50] یہ چیزیں اللہ نے کافروں پر
حرام کر دی ہیں۔ ان کیلئے کیا ہے؟ اللہ اکبر' کھانے کیلئے تھوہر۔۔۔ اب تھوہر کو نہ بکری
کھائے' نہ اونٹ کھائے اور آپ کو پتہ ہے بکری اور اونٹ ایسے جانور ہیں کہ باہر کی ہر چیز
کھاتے ہیں۔ آک جسے اک کہتے ہیں۔ دیکھ لو کتنا کڑوا ہوتا ہے۔ لیکن بکری اسے بھی رگڑ جاتی
ہے۔ اونٹ کون سے جڑی بوٹی نہیں کھاتا۔ کڑوی سے کڑوی بے کار سے بے کار' کانٹے دار
جس پر کانٹے ہوں' چبھنے والی ہو' بکری اور اونٹ سب کچھ رگڑ جاتے ہیں۔ لیکن تھوہر کو نہ
کوئی بکری کھائے اور نہ اونٹ کھائے' کوئی جانور تک اس کو نہیں کھاتا۔ اور اللہ کا کمال دیکھیے
کہ دوزخ سارے میں اللہ نے ایسا نظام Set کیا ہے کہ دوزخ کی جڑ میں تھوہر کا درخت اگتا
ہے جو دوزخ کے تمام کمپارٹمنٹس میں' ہر کمرے میں پہنچا ہوا ہے۔ اِنَّھَا شَجَرَۃٌ تَخْرُجُ
فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ وہاں اتنی تیز آگ اور تھوہر کا درخت اس جہنم کے اندر لگا ہوا ہے۔

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخرُجُ فِیٓ اَصلِ الجَحِیمِ اس کی جڑیں جہنم کی جڑوں سے نکلتی ہیں۔اور فرمایا اس کو جو پھل لگتا ہے' جو ڈوڈے اس کے اوپر ہیں کَاَنَّهٗ رُؤُسُ الشَّیٰطِینِ [37:الصفت:65] ایسے ہیں جیسے شیطان کا سر ہوتا ہے۔اس قدر برے اس کے پھل ہیں' اس قدر وہ گندے ہیں کہ جنہیں شیطان کے سروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔یہ پھل دوزخیوں کو دیا جائے گا۔اور زیادہ تر دوزخ میں جائیں گے کون لوگ۔۔۔امیر ' جو عیش کرنے والے ہیں۔۔۔اللہ اکبر۔۔۔!امیر آپ کو پتہ ہی ہے دنیا میں کیسا نازک ہوتا ہے۔سارے اچھے اچھے پھل کھائے تو یہ امیر کھائے۔اچھے اچھے کھانے کھائے تو یہ امیر کھائے۔اور بچی کھچی کوئی چیز ہو تو غریب کھائے۔یہ پھینک دو۔اعلیٰ چیزیں امیر کھائے۔لیکن یہی امیر جب خدا سے نہیں ڈرتا ہے اور دوزخ میں جائے گا۔پھر پیاس لگے گی۔پینے کیلئے جنت والوں سے پانی مانگے گا۔اب دیکھئے دنیا میں کتنے پھوڑے اور پھنسیاں نکلتی ہیں۔کتنا اس میں سے کچ لہو نکلتا ہے۔کتنا اس میں سے خون نکلتا ہے۔بہہ گیا۔مٹی میں مل گیا۔قصہ ختم ہو گیا۔لیکن حقیقت میں وہ خدا کے گودام میں پہنچ گیا۔مٹی خدا کا گودام ہے۔یہ زمین خدا کا سٹور ہے۔اب جتنا لہو اور پیپ نکلتی ہے خدا یہی کچھ ان امیروں کو کھلائے پلائے گا۔ وَ یُسقٰی مِن مَّآءٍ صَدِیدٍ [14:ابراھیم:16] ایک گرم اور بدذائقہ۔۔۔دیکھیں تو اتنی نفرت کہ جس کی انتہاء نہیں۔لیکن خدا دوزخیوں کو یہ پلائے گا۔سزا دیکھو کیسی ہے ؟ کس قدر سخت سزا ہے۔آپ کو معلوم ہونا چاہیے دنیا میں شادیاں ہوتی ہیں' میاں اور بیوی جمع ہوتے ہیں۔۔۔ ساری دنیا کا نظام ہے۔۔۔ اب اس کے بعد مادہ خارج ہوتا ہے۔۔کوئی حد ہے اس کی ؟ آپ اندازہ کر لیں بہاول پور شہر کا ایک رات کا کتنا پانی خارج ہوتا ہو گا ؟ یہ جو ہمارے بڑے بڑے ٹرک ہوتے ہیں۔۔۔ تیل والے۔۔۔ بہاول پور کا ایک بھر جائے۔۔۔ فلاں شہر کا ایک بھر جائے۔ فلاں شہر کا اتنا' فلاں شہر کا اتنا۔۔۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سب غائب ہو گیا۔ ضائع ہو گیا۔لیکن قیامت کو خدا سب کو اکٹھا کر لے گا۔اس سب کو جمع کر لے گا۔اور جب اللہ کو

انسانوں کو اٹھانا منظور ہو گا۔۔۔ مری ہوئی مخلوق کو۔۔۔انسان جو مرے ہوئے ہیں سب کے سب جب قیامت قائم ہونے والی ہو گی ساری دنیا مری پڑی ہو گی۔ سوُر پھونکا جائے گا۔ اسرافیل علیہ السلام بگل میں وہ پھونک ماریں گے 'وہ بگل جائیں گے کہ خدا کی پناہ! ادھر سے خدا تعالےٰ پانی برسائے گا۔ پانی کیسا ہو گا؟ بالکل اسی قسم کا جیسا پانی خارج ہوتا ہے۔ جیسے آٹے کا خمیر ہوتا ہے۔ بالکل اسی قسم کا پانی۔ گویا یہی اللہ نے سب محفوظ کر رکھا ہے۔ کوئی چیز اللہ کے ہاں ضائع نہیں ہوتی۔

آپ اندازہ کریں جو آدمی مر چکے ہیں' جن کو دو ہزار سال ہو گئے' فرض کر لیجیے کسی جگہ قبرستان تھا۔ اب وہاں ہل چل رہا ہے۔ پھل اگ رہے ہیں' سبزیاں اگ رہی ہیں۔ آدمی مر گئے۔ ان کی لاشیں کہاں گئیں؟ ان کا جسم کہاں گیا؟ دریا بہہ گئے' نہریں بہہ گئیں' جسم کے ذرات کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔۔۔ میرا ذرہ کسی میں مل گیا' کسی کا ذرہ مجھ میں مل گیا۔ پتہ نہیں میرے ذرات کہاں کہاں پہنچ گئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو ریڑھ کی ہڈی جہاں جا کر ختم ہوتی ہے۔ جس کو عجب الذنب کہتے ہیں۔ بالکل چھوٹی سی ہوتی ہے۔ قیامت کے دن آدمی کے سارے ذرات اس ہڈی سے مل کر اسے مکمل کریں گے۔ جیسے مقناطیس ہو اور ریت کے ذرات میں لوہے کے ذرات ملے ہوئے ہوں تو اس کو ریت کے ذرات میں پھیریں تو تمام ذرات اس مقناطیس سے لگ جائیں گے۔ چمٹ جائیں گے۔ ریت سے نکل نکل کر اس سے چمٹ جائیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اس چھوٹی سی ہڈی سے عبداللہ کو کھڑا کرے گا۔۔۔ ہر ایک کو کھڑا کرے گا۔ یہ زمین جو لاکھوں میل پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں سے انسانی ذرات کھنچتے چلے آئیں گے اور اس کے ساتھ لگتے چلے جائیں گے۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ النباء' صحیح مسلم' کتاب الفتن 'باب ما بین النفختین) اور آپ نے وہ واقعہ سنا ہو گا کہ ایک بہت گیا گزرا آدمی تھا۔ جس نے ساری عمر گناہ کیے۔ یہ واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ اس نے ساری عمر گناہ کیے۔ آخر گناہ کا احساس تو ہر ایک کو ہوتا ہے نا۔ اب آپ کسی بے کے بچے کو قتل کر دیں' کسی عورت کو

قتل کر دیں، کسی آدمی کو قتل کر دیں، کسی کا مال لوٹ لیں، کسی کی عزت خراب کر دیں تو کیا خیال ہے کہ آپ کو یہ احساس نہیں ہوگا کہ یہ برا کام ہے۔ ایک آدمی نے ساری عمر گناہوں میں پڑ کر ایسے ہی گزار دی اور جب دم واپسیں بالکل قریب آ گیا تو اپنے لڑکوں کو بلا کر کہنے لگا کہ میں نے ساری زندگی ایسے ہی گزاری ہے کہ بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ میرے بچنے کی کوئی امید نہیں، اللہ مجھے معاف کر دے مجھے یہ امید نہیں۔ ایسے کرنا جب میں مر جاؤں، میری لاش کو جلا دینا، جب میں بالکل راکھ بن جاؤں اس کو کہیں سمندروں میں، کہیں اندھیری میں اڑا دینا۔ تتر بتر کر دینا۔ حتیٰ کہ میرا نام و نشان ہی باقی نہ بچے۔ میں اکٹھا ہی نہ ہو سکوں۔ میرا نام و نشان ہی نہ رہے۔ غائب ہو جاؤں۔ میں حساب سے بچ جاؤں۔ اور ذہن میں کیا خیال۔ اگر صحیح سالم آدمی کو قبر میں دفن کر دیا جائے تو اللہ کھڑا کر لے گا۔ گھر والوں سے یہ کہتا ہے کہ مجھے راکھ بنا کر، جلا کر اڑا دینا۔ میرا کوئی ذرہ باقی نہ رہے۔ پھر خدا کہاں سے کھڑا کرے گا۔ بس پھر میں بچ جاؤں گا۔ حالانکہ یہ بے وقوفی کی سوچ ہے۔ گھر والوں نے ایسے ہی کر دیا کہ ہمارے ابا نے۔۔۔ بوڑھے نے ایسے ہی وصیت کی تھی۔ ہم نے ویسے ہی کر دیا۔ جلا دیا، جلا کر راکھ کو ہوا میں اڑا دیا۔ سمندروں میں، فضاؤں میں، ہواؤں میں کہ کوئی اکٹھا نہ کر سکے۔ بخاری شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالے نے پانی کو حکم دے دیا، فضا کو بھی حکم دے دیا۔ زمین کو حکم دے دیا کہ اس کے سارے ذرے جو ہیں ان کو محفوظ کر کے ایک جگہ جمع کر دے۔ اللہ نے اس کو انسان بنا کر اپنے سامنے کھڑا کر لیا۔ اے بندے! یہ کیا حرکت کی؟ یہ تو نے کیا حرکت کی؟ اس نے کہا: یا اللہ! بس مجھے تجھ سے ڈر لگ گیا کہ اگر تو نے مجھے پکڑ لیا تو کیا بنے گا۔ گناہ میرے اتنے ہیں کہ میں بچ نہیں سکتا۔ بس میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس طرح سے ہو جائے تو شاید میرے بچاؤ کی کوئی صورت ہو جائے (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق عن ابی هریرة و عن حذیفةرضی اللّٰہ عنهما) حالانکہ یہ کفر ہے۔ خدا کے بارے میں یہ سوچ لینا کہ اگر قبر میں دفن کر دیا تو وہ تو پکڑا جائے گا۔ اللہ اس کو تو اٹھا لے گا۔ اور اگر جلا کر ضائع کر دیا تو اس کو پھر نہیں پکڑ سکے

گا۔اور اللہ کہتا ہے:وَ لاَ یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا کافر یہ کبھی خیال نہ کریں کہ وہ بھاگ جائیں گے۔ میں ان کو پکڑ نہیں سکوں گا۔اِنَّھُمْ لاَ یُعْجِزُوْنَ [8:انفال:59]وہ مجھے ہرا نہیں سکتے۔اللہ نے فوراً اس کے سارے ذرات کو اکٹھا کر کے اس کو سامنے کھڑا کر کے اس سے بات کی۔ تو اللہ کہتا ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا کہ اے دنیا کے لوگو!تم جو مست ہو کر گناہوں میں لگے ہوئے ہو تمھیں مجھ سے ڈر ہی نہیں لگتا۔نہ تمھیں حلال کھانے سے خوشی' نہ حرام کھاتے ہوئے کوئی ڈر لگتا ہے۔نہ تمھیں نیکی کا شوق' نہ تمھیں بدی سے کوئی نفرت۔ تمھیں یاد ہی نہیں۔ اَفَحَسِبْتُمْ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ نے پیدا کر دیا بس قصہ ختم۔۔۔اب کوئی اللہ نہیں جو پکڑ دھکڑ کرے۔کوئی حساب کتاب نہیں'کوئی جزا سزا نہیں۔کچھ نہیں۔ کیا تمھارا یہ گمان ہے کہ میں نے تمھیں بے کار پیدا کیا ہے۔ وَ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لاَ تُرْجَعُوْنَ [23:المومنون:105]اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔کیا تمھارا یہ خیال ہے۔ فَتَعَالَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ [23:المومنون:116]اللہ میں ایسا سچا بادشاہ ہوں میں ایسے لایعنی کام نہیں کر سکتا۔اور آدمی ساری عمر راشن کھا کر' مزے کر کے چلا جائے اور کوئی اس سے پوچھے تک نہ۔۔اب آپ بتائیں بھٹو چلا گیا' اندرا چلی گئی' کیا اللہ ان سے حساب نہیں لے گا۔اب ضیاء صاحب ہیں اور دوسرے ہیں۔بدل بدل کر آتے ہیں' کس طرح سے کوششیں ہوتی ہیں' کس طرح سے لڑتے ہیں' فساد کرتے ہیں کہ ہائے مجھے چانس مل جائے' ہائے مجھے چانس مل جائے۔ میں ایم این اے ہوں' میں پرائم منسٹر ہوں۔ چیف منسٹر ہوں۔ میں ایسا ہو جاؤں' میں ایسا ہو جاؤں۔۔۔مجھے یہ عہدہ مل جائے' حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سن لو جس کو اقتدار مل گیا' وہ سمجھ لے کہ مجھے کند چھری سے ذبح کیا گیا ہے۔ میں حساب کیسے دوں گا؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسا نیک خلیفہ۔۔۔ جنھیں

شیعہ تک جو کہ حضرت معاویہ اور یزید کو برا کہتے ہیں گالیاں دیتے ہیں بھی بہت اچھا خیال کرتے ہیں۔ ان کے بارے اچھا نظریہ رکھتے ہیں۔ بڑی تعریفیں کرتے ہیں۔۔۔ان کے بارے میں طبقات ابن سعد میں ہے۔وفات کے گیارہ سال بعد کسی کو خواب آیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ سناؤ کیا حال ہے ؟انہوں نے کہا کہ گیارہ سال ہو گئے ہیں ابھی جان چھوٹی ہے۔(البدایہ و النہایۃ ترجمہ خلیفہ بن عبدالعزیز)اس وجہ سے مجھے خدا نے پکڑ لیا' پوچھ لیا کہ فلاں پل پر بکری کا پاؤں پھنس گیا تھا تو خلیفہ تھا تو نے کیوں خیال نہ کیا کہ وہ پل ٹوٹ رہا ہے۔ تیری ذمہ داری تھی۔ کرسی لینا' کرسی پر بیٹھ جانا اور کسی کی خبر نہ رکھنا یہ کچھ نہیں۔اس لئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو پھرتے' حالات کو دیکھتے' ایک گھر میں بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ تو وہاں پتہ کیا کیا بات ہے۔ پتہ لگا کہ بچے بھوکے ہیں۔ اور بھوکے کیوں ہیں ؟ماں نے ان کا دودھ بند کر دیا ہے اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ جب بچہ کا دودھ چھڑایا جائے تو وظیفہ لگے گا۔ماں نے دودھ چھڑا دیا ہے اور جلدی چھڑا دیا ہے اور بچے رو رہے ہیں۔ان کو بھوکا سلا رہی ہے اور وہ سو نہیں رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ کو جب پتہ لگ گیا تو کیا کیا؟ سٹور میں گئے گودام میں گئے' وہاں جا کر آٹا اٹھایا شکر اٹھائی۔ یہ سارا وزن اٹھا کر گٹھڑی باندھ لی اور غلام سے کہنے لگے۔اس کو میرے سر پر رکھ دے۔ غلام نے کہا کہ نہیں میں اٹھاؤں گا' آپ کیوں اٹھاتے ہیں' وہ کہتے ہیں بوجھ میرا ہے۔ خلیفہ میں ہوں۔ خدا مجھے پکڑے گا تو میرا بوجھ کیسے اٹھا سکتا ہے ؟ساٹھ سال کی عمر ہے بوڑھا آدمی ہے بوری لدی ہوئی ہے۔دم سے دم نہیں ملتا۔ سانس پھلا ہوا ہے۔بری حالت ہے' اس حالت میں وہ وزن اٹھا کر اس بوڑھی کے گھر پہنچتے ہیں۔اور صرف یہ نہیں کہ دے دیں۔اس بوڑھی عورت کے ساتھ مل کر کھانا پکوا کر بچوں کو کھلا کر' سلا کر' اطمینان سے پھر آتے ہیں۔ اور آتے ہیں پہلا اعلان یہ کرتے ہیں کہ نہیں جس دن سے بچہ پیدا ہو گا اس دن سے اس کا وظیفہ ہے تا کہ کوئی ماں اپنے بچے کا جلدی دودھ نہ چھڑائے اور بچوں کے ساتھ یہ زیادتی نہ ہو۔ (کنزل العمال ج 2ص 326-327 حیاۃ الصحابہ ج 2ص 266)

میرے بھائیو! آج جو ہم یہ حالت دیکھ رہے ہیں تو کیوں ؟ صرف اس وجہ سے کہ یہ یاد ہی نہیں کہ اللہ کے پاس جانا ہے۔اب آپ سوچیں اگر آدمی نے نمازیں پڑھی ہوں' روزے رکھے ہوں' زکوتیں دی ہوں' حج کیا ہو اور وہ بہت نیک ہو لیکن اپنا سب کچھ برباد کر بیٹھے تو کتنے افسوس کی بات ہے ؟ حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے مفلس کی تعریف پوچھی کہ مفلس کسے کہتے ہیں۔ صحابہ نے کہا کہ جس کے پلے پیسہ نہ ہو۔ فرمایا کہ نہیں حقیقت میں مفلس وہ ہے جس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں' روزے بھی رکھے ہوں' حج بھی کیا ہو' زکوتیں بھی دی ہوں۔۔۔ نیک ۔۔۔ بہت نیک۔۔۔ لیکن جب اللہ کے سامنے اس کے عمل پیش ہوں گے اور ان میں سے وہ پاس ہو رہا ہو۔ نمازیں بھی ٹھیک' پکا اہل حدیث سب کچھ ٹھیک۔۔۔ ادھر سے ایک آدمی آگیا۔یااللہ! اس نے مجھے تھپڑ مارا تھا' اب خدا کا دربار ہے اور بے انصافی ؟ یااللہ اس نے مجھے گالی دی تھی۔یااللہ! اس نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی۔۔۔ کبھی کوئی ادھر سے آگیا' کبھی کوئی ادھر سے آگیا۔خدا کہے گا میرا دربار تو انصاف کی جگہ ہے۔ خدا اس کی نیکیاں ان کو دے دے گا۔خدا ان سے کہے گا کہ اب تم کیا چاہتے ہو ؟ گالی کے بدلے گالی۔۔۔ یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔ دنیا میں تو یہ بھی تھا کہ چلو پیسے لے لو وہاں یہ بھی نہ چلے گا۔وہاں تو صرف ایک جنس چلے گی۔۔۔ وہ نیکی کی۔۔۔ جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو پھر ان کے گناہ اس کے سر دھوپ دیے جائیں گے۔بریلوی کو' کسی شیعہ کو' کسی دیوبندی کو' کسی کافر کو ناحق مارا' اس پر ظلم کیا تو اس کا بوجھ اس حاجی کے سر ڈال دیا جائے گا۔ اور اسکی نیکیاں جو ہیں وہ کاٹ کر خدا اس کو دے دے گا۔خدا انصاف کرے گا۔ فرمایا: حتی کہ ایسے لوگ' دین دار قسم کے لوگ اپنی نیکیاں برباد کر لیں گے۔صرف ظلم اور زیادتی کی وجہ ہے۔(رواہ مسلم مشکوۃ کتاب الادب باب الظلم عن ابی هریرہ) اور جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام میں جمہوریت نہیں ہے۔جمہوریت تو کفر ہے۔۔۔ یہ کافروں کا نظام ہے۔ تو پھر یہ لوگ کہتے ہیں اچھا پھر بتاؤ کہ انتخاب کیسے ہو ؟ اب الیکشنوں میں جوتیاں چلتی ہیں' مار دھاڑ ہوتی ہے' کیا کچھ نہیں ہوتا۔اب وہ پوچھتے ہیں کہ بتاؤ خلیفہ کیسے

منتخب ہو گا؟

میرے بھائیو!اسلام کیا کرتا ہے۔ اسلام زمین کو ہموار کرتا ہے۔ ہمارے الیکشنوں کی بنیاد کیا ہے؟ اعلان ہوتا ہے کہ فلاں تاریخ کو الیکشن ہو گا۔ جو Candidates ہیں وہ کاغذات جمع کروائیں۔ دنیا دوڑی جا رہی ہے۔ میں نے بھی داخل کر دیئے' اس نے بھی داخل کر دیے۔ اس نے بھی داخل کر دیئے۔ ہر ایک اپنی قسمت آزمانے کیلئے کاغذ داخل کر رہا ہے۔ پھر کیا ہو گا۔ Convincing ہو گی۔ پارٹیاں بنیں گی۔ دیکھو جاٹو! میں جاٹ ہوں' ووٹ مجھے دینا۔ ارائیں تمہارا ووٹ نہ لے جائے۔ دھڑا بندیاں ہوں گی۔ قومی عصبیتوں کو ابھارا جائے گا۔ دیکھو ریاستیو! یہ پنجابی ہے۔ دیکھو پنجابیو! تم مجھے ووٹ دینا ریاستیوں کو ووٹ نہ دینا۔ یہ بڑے خطرناک ہیں۔ یہ سب باتیں ہوں گی۔ کتنی Convincing ہو گی۔ کیا ہو گا اور اسلام کیا کرتا ہے۔ موٹا سا اصول ہے کہ جو کوئی عہدہ چاہے اس کے لائق ہی نہیں۔ اسے دو ہی نہیں۔ قصہ ختم۔۔۔ جو آدمی اپنے کاغذ خود داخل کرے' جو آدمی اپنے کاغذ خود داخل کرے اور پیسے بھرے۔ جو یہ چاہتا ہو کہ میں ممبر ہوں میں اسمبلی کا ممبر بن جاؤں' صوبائی یا مرکزی ہو۔ اللہ کہتا ہے چونکہ تو خود چاہتا ہے لہذا تو اس کا اہل نہیں۔۔۔ کنڈم۔۔۔ ختم۔۔۔ تو بتایئے! اگر ایسا ذہن پیدا ہو جائے تو انتخاب کبھی خراب ہو سکتے ہیں۔ مسلمان کے دل میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ تو کرسی مانگتا ہے' تو حساب دے دے گا؟؟؟ توبہ!!! توبہ!!! اللہ مجھے بچائے میں نہیں یہ بوجھ اٹھا سکتا۔ وہ اقتدار کو ہاتھ میں لینا چاہتا ہی نہیں۔ لوگ جب دیکھتے ہیں کہ آدمی بڑا اچھا ہے بہت کام کرنے والا ہے۔ بڑا مخلص اور ہمدرد ہے۔ اس کے دل میں خدا کا خوف ہے۔ جس کو بنانا ہے لوگ اس کو مجبور کریں گے۔ وہ خود کھڑا نہیں ہو گا۔ وہ خلیفہ بنتا ہے۔ یعنی دیکھو ناں۔۔۔ بگڑے ہوئے ذہن والے پوچھتے ہیں کہ خلیفہ کیسے منتخب ہو گا؟ ادھر تو یہ حال ہے فرمایا جس کو اقتدار مل گیا' جس کو کرسی مل گئی' تھوڑی بھی حکومت مل گئی وہ سمجھ لے کہ میں کند چھری کے ساتھ ذبح کر دیا گیا۔ میں حساب کیسے دوں گا؟ اللہ کے رسول ﷺ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہتے ہیں اے ابوذر! مجھے تجھ سے بڑی محبت ہے۔ اور ابوذر رضی اللہ عنہ تھے بھی درویش آدمی۔۔۔ جب سنا

کہ مکے میں ایک نبی پیدا ہوا ہے۔ اپنے بھائی انیس کو بھیجا کہ تو جا' جا کر پتہ کر کے آ۔ ان کا بھائی بڑا ادیب 'بڑا رمز شناس تھا۔ بہت سکالر قسم کا آدمی تھی اور ساتھ ساتھ شاعر بھی تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ سے ملاقات ہوئی۔۔۔ بڑا ذہین تھا۔ دو چار باتیں کیں اور چلا گیا۔ جا کر بھائی کو رپورٹ کر دی کہ بڑا اچھا آدمی ہے 'بہت ہی اعلیٰ قسم کا آدمی ہے۔ انہوں نے دیگ میں سے دو چار چاول نکالے تو انہیں پتہ لگ گیا کہ پکے ہیں کہ کچے ہیں۔ بس جا کر اپنے بھائی کو بتا دیا اور رپورٹ دے دی کہ اچھے آدمی ہیں۔ لیکن ان کو کوئی تسلی نہ ہوئی۔ خود آئے کہ میں جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہوں۔ سب سے پہلے بیت اللہ میں آ گئے۔ وہاں اب ڈر کے مارے کسی سے پوچھتے بھی نہ۔۔۔ کہ اگر لوگوں کو پتہ چل گیا تو لوگ ماریں گے۔ پٹائی کریں گے۔ ڈر کے مارے نام بھی نہیں لیتے کہ میں محمد ﷺ سے ملنا چاہتا ہوں۔ اتفاق سے ایک دن حضرت علیؓ مل گئے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ میں تجھے کئی دنوں سے دیکھتا ہوں کیا بات ہے ؟ تو کیسے آیا ہے ؟ انھوں نے کہا میں تو اس آدمی کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کو جانچنے کیلئے آیا ہوں' اس کو ملنے کے لئے آیا ہوں۔۔۔ کہ دیکھوں وہ واقعتاً نبی ہے یا نہیں۔۔۔ کیا اس کا کردار ہے' کیا اس کا اخلاق ہے۔ کیا وہ تعلیم دیتا ہے ۔ میں ذرا یہ جج کرنے کیلئے آیا ہوں۔ حضرت علی کہنے لگے : شکر تیری قسمت اچھی ہے تو نے کسی اور سے نام نہیں لیا۔ میں وہیں جا رہا ہوں اور تو میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔۔۔ ساتھ ساتھ نہ رہنا۔۔۔ اگر کسی نے دیکھ لیا کہ علیؓ کے ساتھ جا رہا ہے تو پھر لوگ کبھی نہ چھوڑیں گے۔ علیؓ تو اس کا بھائی ہے جب یہ اسکے ساتھ جا رہا ہے تو وہ سمجھ جائیں گے کہ وہیں جا رہے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے داؤ داؤ بتائے اگر میں پیشاب وغیرہ کے بہانے بیٹھ جاؤں تو تو آگے نکل جانا۔ اس طرح کرتے کراتے یہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ابوذرؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے بات چیت کی۔

حضور ﷺ نے اسے فرمایا کہ اللہ کو پہچانو' کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ شراب نہ پیو۔ جس نے تمھیں پیدا کیا ہے اس کو پہچان لو۔ اور آپ نے اپنی تعلیم پیش کی' اس کو نصیحتیں کیں' سب باتیں کیں۔ تو وہ کہنے لگے اسی وقت اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے

فرمایا اے ابوذرؓ! ابھی یہاں بہت خطرہ ہے۔ جو مسلمان ہو جاتا ہے لوگ اسے چھوڑتے نہیں۔ کوئی برادری کی Base پر' کوئی رشتہ داری کی بنیاد پر بچا ہو تو اور بات ہے۔ کوئی باہر کا ہو تو اسے کبھی نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے تو چلا جا اپنے علاقے کو۔۔۔ جب اسلام کا غلبہ ہو جائے گا پھر آ جانا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ اب میں تو چپ رہ نہیں سکتا۔ سیدھے حرم میں آ گئے۔ بیت اللہ کے پاس آ کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اور وہاں کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے مار مار کر منجن بنا دیا۔ اتنا مارا جس کی کوئی حد نہیں۔ (صحیح بخاری' کتاب الاحادیث الانبیاء باب قصة الاسلام ابی ذر عن ابن عباس ' صحیح مسلم کتاب الفضائل نحوه) بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ وہ شروع شروع میں مسلمان ہوئے تھے۔ درویش قسم کے آدمی تھے۔۔۔ اللہ کے رسول اسے بلا کر جب مدینہ میں چلے گئے۔ اور جب مسلمانوں کو پورا اقتدار حاصل ہو گیا تو بلا کر کہنے لگے ابوذر! مجھے تجھ سے بڑی محبت ہے۔ تو نے اسلام کیلئے بری ماریں کھائیں ہیں۔ میں تجھے ایک بات کہتا ہوں کہ دیکھ میں جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا تیرے لئے بھی پسند نہیں کرتا اور جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہ تیرے لئے بھی پسند کرتا ہوں۔ یعنی میرے دل میں تیری پوری خیر خواہی ہے۔ اس کو یہ اطمینان دلایا اور پھر فرمایا کہ ابوذرؓ دیکھنا کوئی عہدہ نہ لینا۔ عہدہ کبھی نہ لینا۔ کیوں؟ جس نے عہدہ لے لیا اس کا حساب بڑا مشکل ہو گا۔ اس لئے یہ کام نہ کرنا۔ یہ بہت مشکل کام ہے۔ اب آپ اندازہ کر لیں اللہ کے رسول ﷺ حضرت ابوذر سے کہہ رہے ہیں کہ عہدہ قبول نہ کرنا۔ (صحیح مسلم کتاب الامارة باب کراهية الامارة بغیر ضرورة) اور یہاں دیکھ لو جتنے ہیں سب ہی کہہ رہے ہیں کہ الیکشن کرواؤ' الیکشن کراؤ۔ یہ ایم آر ڈی والے۔۔۔ کیوں کہتے ہیں؟ اس لئے وہ رہ گئے ہیں۔ یعنی مرض اتنا بڑھ چکا ہے۔ اب اگر کوئی باہر سے سروس کر کے آیا ہو۔۔۔ وکیل قسم کا۔۔۔ چونکہ پیسہ بہت جمع ہو جاتا ہے۔۔۔ وہ کہتے ہیں اپنی قسمت آزمائی کرو' سیدھے اوپر چلو۔۔۔ حکومت وہ

کر سکتا ہے جو بہترین صالح اور نیک آدمی ہو۔ اب آپ اندازہ کر لیں حضرت عمرؓ کی نیکی میں کوئی کمی ہے۔ حضرت عمرؓ کتنے نیک تھے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ چاہتے تھے کہ جب تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مصلے پر ہوں کوئی اور نہ آئے۔ جب آپ بیمار ہو گئے۔ بدھ کی شام کی نماز آپ نے پڑھائی۔ عشاء کے وقت آپ کو زیادہ تکلیف ہو گئی۔ لوگ مسجد میں انتظار کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا بھئی! مجھ پر پانی ڈالو۔ مشکوں کی مشکیں آپ پر پانی ڈالا گیا۔ ٹائیفائیڈ تھا۔۔۔ کچھ ہوش آئی۔۔۔ سنبھلے' تو آپ نے پوچھا: جماعت ہو گئی ہے کہ نہیں؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ اٹھنے لگے' پھر بے ہوش ہو گئے۔ تین دفعہ آپ نے ایسا کیا۔ آپ نے کہا ابو بکر سے کہو جماعت کروائے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کی آواز سن لی کہ تکبیر کہہ رہا ہے' آپ نے فرمایا۔۔۔ لا۔۔۔ لا۔۔۔ لا۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ابو بکرؓ کہاں ہیں؟ ابو بکر کے ہوتے ہوئے کوئی جماعت نہیں کروا سکتا۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ حضرت ابو بکرؓ کے ہوتے ہوئے حضرت عمرؓ کو برداشت نہیں فرماتے۔ اور آپ نے فرمایا لوگو۔۔۔! سن لو! اللہ کے رسول ﷺ کا ارادہ تھا کہ میں یہ لکھوا دوں کہ میرے بعد ابو بکرؓ خلیفہ ہوں گے۔ لیکن یہ سوچ کر کہ ابو بکرؓ کے سوا لوگ کسی کو تسلیم ہی نہیں کریں گے۔ اس لئے آپ نے نہ لکھوایا۔ اور حدیث میں صاف آتا ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا امامت کی کہ مصلے پر کھڑا ہو جاؤں۔ فرمایا: یابی اللّٰه و رسوله والمومنون اللہ نہیں مانتا سوائے ابو بکرؓ کے' اللہ کا رسول کسی کو نہیں مانتا سوائے ابو بکرؓ کے۔ کوئی کل کو کہے کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔ مجھے ملنی چاہیے۔۔۔ کوئی حقدار نہیں۔ (صحیح بخاری کتاب المرضی ما رخص للمریض صحیح مسلم باب فضائل ابوبکر عن عائشة رضی اللّٰه عنهما) تو یعنی اسلام میں یہ خبر اتنی راسخ ہے۔ اسلام پہلے ذہنوں کو درست کرتا ہے۔ جب ذہن درست ہو جاتے ہیں تو پھر اس کے بعد اسلام جو ہے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ کہ اب یہ چیز ہے۔

یہ کام کرنا ہے اور امام مہدی جو آخر میں آئیں گے ان کے لئے بھی حدیث میں یہی آتا ہے۔ کہ اس وقت دنیا میں یہ احساس بڑا عام ہوگا' مسلمان حج کے موقع پر جمع ہوں گے۔ مختلف ممالک کے لوگ لیڈر قسم کے۔۔۔ لیڈر سے مراد آج کل کے لوگ نہیں۔ صحیح معانوں میں جن کے دلوں میں درد ہوگا۔ وہ سوچیں گے کہ مسلمانوں کا اپنا کوئی مشترکہ پلیٹ فارم ہونا چاہیے۔ حج کے موقع پر لوگ یہ سوچا کریں گے۔ اب ادھر سے ہمارے صدر ضیاء صاحب ہیں۔ ان کو یہی خوشی بڑی ہے کہ میں نے جنرل اسمبلی میں تقریر کرلی ہے۔ لیکن اسلام ہے یا نہیں۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ یہی کافی ہے کہ جنرل اسمبلی میں تقریر ہوگئی۔ فلاں جو ہے ایسا ہے' فلاں ایسا ہے۔ یعنی اس قدر لوگوں میں یہ بات ہوگی۔ نااہلی اتنی عام ہوگی کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا قائد نہیں ہوگا جسے وہ اپنا خلیفہ بنالیں۔ فرمایا جب وقت قریب آجائے گا اور اللہ تعالے نے امام مہدی کو خلیفہ بنانا ہوگا اس وقت لوگوں کے ذہنوں میں پھر یہ ہوگا کہ امام مہدی کو خلیفہ بنایا جائے۔ جن کا نام محمد ہوگا اور باپ کا نام عبداللہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا اس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا اور اس کی زبان میں تھوڑی سی لکنت ہوگی۔ لوگ اسے کہیں گے۔ سب ملکوں کے نمائندے اسے کہیں گے کہ ہم آپ کو خلیفہ بناتے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ نہیں۔ میں یہ بوجھ نہیں اٹھاتا۔ لوگ کہیں گے کہ نہیں یہ جوہر آپ میں نظر آتا ہے۔ آپ ہی اس عہدے کے لائق نظر آتے ہیں۔ ہم آپ ہی کو بنانا چاہتے ہیں۔ لوگ ان کو مجبور کر کے بنادیں گے۔ آپ نے دیکھا کہ اسلام میں جمہوریت بالکل نہیں ہے۔ اسلام میں خلافت ہے۔

بنی اسرائیل نے اپنے نبی سے کہا کہ عمالقہ قوم نے ہمیں بہت رگڑا ہے۔ ہمارے بچے قتل کر دیے' ہمارا ملک چھین لیا' کوئی بادشاہ مقرر کردو جس کے تحت ہم جہاد کریں۔ انہوں نے کہا کہ اول تو تم سے امید نہیں کہ تم لڑائی کرو' جہاد کرو۔ دیکھو آج ہمارا بھی یہی کردار ہے جو بنی اسرائیل کا کردار تھا۔ بنی اسرائیل بہت عرصہ تک فرعون کے غلام رہے اور جو قوم عرصہ تک غلام رہی ہو اس کا سو دو سو سال میں سدھرنا بہت مشکل ہے۔

قوموں کا حال یہ ہے کہ جب ایک قوم دوسری قوم پر چڑھ جاتی ہے تو پھر وہ اس وقت تک اترتی نہیں جب تک اس کا یہ حال نہ کر دے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی ان کی غلام ہی پیدا ہوں۔ چنانچہ دیکھ لو جتنی انتظامیہ آتی ہے' یا افسر آتے ہیں۔۔۔ یہ جو ہماری حکومت بنانے آتے ہیں یہ بالکل انگریزوں جیسے ہیں۔۔ اور ہم بالکل بے خبر۔۔۔ یہی لوگ اسلام کو آنے نہیں دیتے۔ ورنہ آپ سوچیں جب اقتدار میرے ہاتھ میں ہو تو اسلام نہ آئے بھلا۔ یعنی میں صدر ہو جاؤ' میں پرائم منسٹر ہو جاؤں' یا میں جرنیل ہو جاؤں' ساری قوت میرے ہاتھ میں ہو اور ملک میں اسلام نہ آئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟؟؟؟ بات اصل میں کیا ہے ؟ یہ جو ہم پر حکمران ہیں وہ انگریز کے پروردہ ہیں۔ یہ انگریز کی اولاد ہے۔ انگریز نے اس کو چھوڑا ہی اس وقت جب اس کو یہ تسلی ہو گئی کہ یہ قوم جو بچے دے گی وہ سب میرے بچے ہوں گے۔ اور یہی حال بنی اسرائیل کا تھا۔ فرعون ان پر چڑھ گیا۔ ان کے مردوں اور ان کی عورتوں کو ایسے رگڑا' اس طرح سے رگڑا کہ ذہن ہی بدل کر رکھ دیئے۔ یہ قارون بنی اسرائیل میں سے تھا۔ دیکھ لو جب فرعون ڈوب بھی گیا تو قارون بادشاہ بن گیا۔

یہ بہت بگڑے ہوئے لوگ تھے۔ اپنے نبی سے کہنے لگے کوئی بادشاہ مقرر کر دو جس کے تحت ہم لڑائی کریں۔ تو اس وقت کے نبی نے کہا اچھا اگر تم کہتے ہو تو میں طالوت کو بادشاہ بناتا ہوں۔ اب دیکھ لو خود ہی درخواست کر رہے تھے کہ بادشاہ مقرر کر دو تاکہ اسکی کمان میں ہم لڑائی کریں۔ انہوں نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا کہ اللہ نے طالوت کو تم پر بادشاہ مقرر کر دیا ہے۔ اب کیا کہنے لگے ؟ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ ہیں۔۔۔ ۔۔ یہ دھوبی کا لڑکا۔۔۔ پیسے اس کے پاس نہیں۔۔۔ غریب ہے۔۔۔ ہم خاندانی بڑے بڑے لینڈ لارڈ۔ بڑے بڑے زمیندار۔ یہ ہم پر حکومت کرے گے ؟ اب سوچو دیکھو نبی سے کہہ رہے ہیں۔ کوئی بادشاہ مقرر کر دے۔ اور نبی کہہ رہا ہے اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا اللہ نے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ اِنّٰی

يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ یہ بادشاہ کیسے بن سکتا ہے ؟اب سوچو! ہمارے ہاں بالکل یہی کچھ ہے۔جی!اب ضیاء آ گیا ہے۔ پہلے اتحادیوں نے کہا اسلام۔۔۔اسلام۔۔۔اسلام۔۔۔فوج کو بلایا۔اب ضیاء آ گیا۔اب اس کو سارے کہتے ہیں کہ الیکشن کرواؤ۔ یہ مل کر نہیں کہتے ہیں کہ اسلام لا۔ چھوڑ الیکشنوں کو۔ اسلام لے آ۔ لیکن کہتے ہیں کہ الیکشن کرواؤ۔ کیوں ؟ الیکشن ہوں گے تو ہماری قسمت کھلے گی۔اور اگر اسلام آ گیا تو پھر ہماری کرسی کہاں۔بھئی تمھیں کرسی چاہیے کہ اسلام ؟۔۔۔اسلام انہیں بالکل نہیں چاہیے۔ادھر قوم نبی سے کہہ رہی ہے کہ تو اس کو اپنی مرضی سے بناتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا قَالُوْا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ [2:بقرة:247] ہم زیادہ حقدار ہیں' یہ بیچارہ غریب ہے' یہ بادشاہ نہیں بن سکتا۔ تو اس نبی نے کہا کہ نہیں۔ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ [2:البقرة:247] بے شک یہ دھوتی ہے' بے شک یہ غریب ہے۔ لیکن اللہ نے تم سے زیادہ اس کو طاقت دی ہے اور اللہ نے اس کو علم بھی زیادہ دیا ہے۔یہ دو معیار ہیں۔بادشاہ یہی ہوگا۔ اب ان کا دل پھر بھی نہ مانے۔اچھا تم اور نشانی چاہتے ہو ؟ ہم تمھیں اور نشانی دے دیتے ہیں۔ وہ کیا؟ وہ یہ کہ دیکھو تمھارے پاس ایک تابوت ہوتا تھا۔جب وہ کسی سے لڑتے تو تابوت سنٹر میں ہوتا تھا جیسے جھنڈا ہو اور ان کو سکینت ہوتی تھی۔اور سمجھتے کہ ہمیں جنگ میں شکست نہیں ہوگی کیونکہ ہمارا تابوت ہمارے ساتھ ہے۔اب عمالقہ قوم ان پر ایسی چڑھی' ایسی غالب آئی کہ وہ تابوت بھی ان سے چھین لے گئی۔ یہ خالی کے خالی رہ گئے۔

نبی نے ثبوت کے طور پر یہ کہا کہ دیکھو اللہ نے اس کو بادشاہ بنایا ہے تم کہتے ہو کہ یہ بادشاہ نہیں بن سکتا۔ ہم بڑے ہیں۔ حالانکہ میں کہہ رہا ہوں میں نبی ہوں اللہ نے اس کو مقرر کیا ہے۔اب دیکھو جو تابوت تمھارے ہاتھ سے نکل گیا ہے اگر خدا اس کو پہنچا دے تو پھر مان جاؤ گے کہ اللہ نے اس کو مقرر کیا ہے ؟ چنانچہ بالکل یہی صورت ہوئی۔ کہ تابوت قوم

میں گیا۔ جہاں گیا۔ وہاں بیماری پھیل گئی۔ انہوں نے کہا یہ تو بڑا منحوس ہے۔ اس کو نکالو۔ اللہ نے فرشتوں کے ذریعے تابوت جو تھا وہ طالوت کے گھر پہنچا دیا۔ اس میں کچھ موسیٰ علیہ السلام کی یادگار کی کچھ چیزیں تھی، نشانیاں وغیرہ تھیں۔ کچھ اس قسم کی چیزیں۔۔۔ اب قوم کے لئے کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ نہ مانے۔ مجبوراً ان کو ماننا پڑا۔ اب تابوت بھی آگیا ہے اب کیا کریں؟ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ[2:البقرة:249]اب چل رہی ہے فوج۔۔۔ نبی بھی ساتھ ہے۔۔۔ وہ کہنے لگے۔ ہم آگے سفر کر رہے ہیں اور پانی ہمارے پاس نہیں۔۔ آگے پانی آئے گا، نہر آئے گی۔ اس میں سے بجز ایک چلو کے پانی نہ پینا۔ کیونکہ اس نہر کے بالکل پار دشمن کی فوج کھڑی ہے۔ جالوت ان کا بادشاہ ہے۔ اور تم پیاسے بہت ہو اب تم زیادہ پانی نہ پینا۔۔۔ اگر تم نے پانی پی لیا تو تم میں لڑنے کی ہمت نہ رہے گی۔ جیسے آدمی روزہ افطار کرلے اور زیادہ پانی پی لے تو لڑنے کی ہمت رہتی ہے؟ اب تمھاری آزمائش ہے۔ کیا تم حکم مانو گے کہ نہیں۔ پانی نہیں پیو گے۔ جب اس کو کراس کرنے لگے تو سب نے ڈرم بھر لیا۔ ایسا پانی پیا کہ جونہی باہر نکلے اور آگے فوج دیکھی تو نبی سے کہنے لگے۔ لَاطَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ [2:البقرة:249] ہم لڑ نہیں سکتے۔ توبہ۔۔۔! توبہ۔۔! یہ تو بہت قد آور ہیں۔ ہم نہیں لڑ سکتے۔ پوری قوم نے جواب دے دیا۔ چند آدمی تھے جو پکے رہے۔۔۔ جن کی تعداد اللہ کے رسول ﷺ نے تین سو تیرہ بتائی ہے۔۔۔ اتنے ہی بدر میں تھے (تفسیر ابن كثير تفسير سورة بقرة آيت 249)۔ اس نہر کو پار کیا اور پانی نہیں پیا۔ جب دشمن کے سامنے آئے تو کہنے لگے، ہم لڑیں گے، ہم مقابلہ کریں گے۔ اللہ کا حکم ہے، ہم جہاد کریں گے۔ اللہ ہمارا ساتھ دے گا۔

سو میرے بھائیو! آپ اس چیز کو دیکھ لیں مسلمان کو بچانے والی چیز کیا ہے؟ مسلمانوں کو بچانے والی چیز اسلام ہے۔ جب تک ان میں اسلام نہیں آتا یہ بچ نہیں سکتے۔ اور اسلام نہ اوپر والوں میں ہے اور نہ نیچے والوں میں۔۔۔ نہ عوام میں ہے اور نہ حکومت

میں۔بالکل نہیں۔ یقین جانیں اگر پاکستان میں اسلام نہیں آتا تو اس کا سبب کیا ہے ؟اس کا سبب یہ ہے کہ جو اوپر بیٹھے ہیں وہ اسلام آنے ہی نہیں دیتے۔وہ اسلام کو چاہتے ہی نہیں۔اور پھر عوام بھی نہیں چاہتے۔ ہمارے گھروں کو دیکھ لو۔۔۔۔ عورتیں نہیں چاہتیں' مرد نہیں چاہتے۔اور اگر آپ کا دل اسلام کو چاہتا ہو اور اسلام سے آپ کو محبت ہو تو آپ کیا کریں گے ملک میں اسلام آئے نہ آئے آپ کے گھر میں اسلام ضرور آئے گا۔اب جماعت اسلامی آپ کے سامنے ہے۔جماعت اسلامی کی تحریک کب سے چل رہی ہے۔ بہت سے دوست بیٹھے ہوں گے۔ بگڑیں نہ' میں یہ بات سمجھانے کے لیے کرتا ہوں۔ہمارے ملک میں سب سے بڑی اسلام کا نام لینے والی جماعت' جماعت اسلامی ہے۔باقی اہل حدیث' آمین' رفع الیدین کے سوا جانتے کچھ بھی نہیں۔اور دوسرے جو تھے۔۔۔۔دیوبندی اور بریلوی۔۔۔ان کو سیاست کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ کبھی ہندوؤں سے مل گئے کانگرسی بن گئے' یہ ہو گیا' وہ ہو گیا۔ کوئی تھوڑی بہت ہمارے ملک میں اسلام کا نام لینے والی جماعت جو ہے وہ جماعت اسلامی ہے۔وہ کہتی ہے کہ اسلام آئے۔ لیکن اسلام کیوں نہ آیا؟اس لیے کہ یہ بھی زبان سے کہتے ہیں۔دل ان کا بھی نہیں چاہتا۔ آپ یہ کہیں گے کہ آپ کسی کی نیت پر کیوں حملہ کرتے ہیں ؟ یہ نیت کی بات نہیں۔یہ کردار کی بات ہے۔ سب سے پہلے مولانا مودودی کو دیکھ لیں۔اب تو دنیا سے چلے گئے۔ آپ ان کے گھر جا کر دیکھ لیں۔ان کے گھر میں اسلام آیا ہوا تھا؟ میاں طفیل کو دیکھ لیں۔جو نمبر تین پر ہے اسے دیکھ لیں' چار نمبر پر جو ہے اسے دیکھ لیں۔پانچ پر جو ہے اسے دیکھ لیں' چھ نمبر والے کو دیکھ لیں۔ ایک آدھ سادہ سا درویش ہو تو ہو ورنہ جتنے جماعت اسلامی کے لیڈر تھے ان کے گھروں میں وہی انگریزی فیشن۔۔۔۔انگریزی تہذیب' انگریزی طریقہ۔سب کچھ انگریز کا تھا۔اور زبان پر یہ تھا کہ اسلام آجائے۔ملک میں اسلام آجائے۔اور یاد رکھیے گا' حدیث میں آتا ہے کہ بندہ جب خدا سے دعا کرتا ہے' خدا پہلے پوچھتا ہے دل سے کرتا ہے یا مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ میری بات کو توجہ سے سننا۔جب بندہ دعا کرتا ہے خدا یہ دیکھتا ہے کہ یہ دل سے کرتا ہے یا اس کو دعا کرنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔اب دیکھ لو پاکستان کے لیے کتنے لوگ دعائیں کرتے ہیں ؟کیا اللہ ان کی دعائیں قبول کر رہا ہے ؟دیکھ لو

مشرقی پاکستان ہاتھ سے نکل گیا۔اب اللہ اس کی خیر کرے۔اللہ دعا قبول کیوں نہیں کرتا؟ میرے بھائیو!اس لیے کہ جب بندہ دعا کرتا ہے خدا اس کے دل کو دیکھتا ہے کہ اس کا دل کیا چاہتا ہے۔دل سے دعا کر رہا ہے یا ویسے ہی زبان سے کہہ رہا ہے۔اور جب بندہ دل سے چاہتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے لیے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

تبوک میں اللہ کے رسول ﷺ نے کہا۔چلو جہاد کے لیے۔ جنہوں نے نہیں جانا تھا' جو حرام خور تھے وہ بہانے بنانے لگے۔اللہ کے رسول ﷺ جب واپس آگئے تو وہ رونے لگ گئے۔یارسول !ہم اس سعادت سے محروم رہ گئے۔ہم نہیں جاسکے۔اللہ تعالےٰ نے فرمایا لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً [9:توبہ:46]اگر ان بدبختوں کی نیت ہوتی تو تیاری نہ کرتے ؟اگر ان کے جانے کی نیت ہوتی تو تیاری نہ کرتے ؟انہوں نے تیاری ہی نہیں کی۔اب یہ رو رہے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ ہم جا ہی نہیں سکے۔مطلب کیا ؟یہ دل کے چور ہیں۔۔۔یہ منافق ہیں۔۔۔ اور جو مخلص تھے 'اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے۔قرآن بیان کرتا ہے کہ آکر کہنے لگے ۔یارسول اللہ ﷺ!میرے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے' مجھے بھی کسی نہ کسی طرح ساتھ لے چلیں۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میرے پاس سواریوں کا انتظام نہیں ہے۔میں کیا کروں ؟یعنی اٹھارہ اٹھارہ آدمیوں کے لیے ایک ایک اونٹ۔اندازہ کریں کتنی کمی ہے۔اٹھارہ آدمیوں کیلئے ایک ایک اونٹ۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تو کوئی صورت ایسی نہیں کہ میں تمہیں کوئی سواری دے سکوں۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے وہ واپس تو گئے لیکن روتے ہوئے۔ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ کہ ہائے ہم اس سعادت سے محروم رہ گئے کہ نبی ﷺ جارہے ہیں اور ہم پیچھے رہ گئے ہیں۔ دیکھو وہ گئے بھی نہیں اور قرآن ان کی تعریفیں کر رہا ہے۔اور قرآن یہ کہتا ہے اور اللہ کے رسول نے یہ واضح طور پر کہا اور قرآن میں وہی الفاظ موجود ہیں۔میرے صحابہ جو قدم تم نے اٹھایا' جو تکلیف تم نے اٹھائی' جو تکلیف تم نے اٹھائی۔ہر کام میں وہ شریک ہیں جو مدینے میں بیٹھے ہوئے ہیں' جو جا نہیں سکے۔کیوں ؟ان کا دل تمہارے ساتھ نہیں۔وہ دل سے چاہتے

تھے اور یہ جو آج اسلام اسلام کرتے ہیں یہ اسلام کو دل سے نہیں چاہتے۔

میرے بھائیو! آپ سوچیں کہ اگر آپ کی بیٹی' آپ کا پورا گھر انگریز والا ہو اور آپ کہیں کہ جی! اسلام آجائے تو کیا ایسا ممکن ہے؟ میرے بھائیو! خدا سب کچھ جانتا ہے' دیکھتا ہے' سنتا ہے' حقیقتوں سے واقف ہے۔ اس لیے اپنے دلوں کو صاف کر لو۔ یہ نفاق کی بیماری سب عملوں کو کھا جاتی ہے۔ نمازیں برباد' روزے برباد' حج جو کرتے ہیں یہ بھی برباد۔۔۔ اللہ ہماری نمازوں کو' میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ ہماری نمازوں کو دیکھتا ہی نہیں۔ ہم منافق لوگ ہیں۔ نہ اللہ روزے کی پرواہ کرتا ہے' نہ اللہ ہمارے حجوں کی پرواہ کرتا ہے' نہ ہماری زکواتوں کی پرواہ کرتا ہے۔ خدا کہتا ہے یہ منافق ہے۔ یہ میرے ساتھ دھوکہ کرتا ہے۔ کھرے بن جاؤ۔ خالص بن جاؤ۔ جو آپ کی زبان پر ہو وہی دل میں ہو۔ دیکھو پھر کام بنتا ہے کہ نہیں بنتا۔ انقلاب آتا ہے کہ نہیں آتا۔ جب تک آپ کی زبان کہتی رہے اور دل ساتھ نہ دے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بندہ جب دعا کرتا ہے اور اس کا عزم ساتھ ہوتا ہے تو خدا اس کی دعا قبول کرتا ہے (صحیح بخاری' صحیح مسلم' مشکوۃ کتاب الدعوات) اور جب دعا کرتا ہے اس کو عادت پڑی ہوئی ہے۔ تو میں اس دعا کو پوچھتا تک نہیں۔ دیکھتا تک نہیں۔ میرے بھائیو! خدا کے لئے مسلمان بن جاؤ۔ مجھے اس بات سے بڑی تکلیف ہوتی' بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ ہم نمازیں بھی پڑھیں' جمعے بھی پڑھیں' روزے بھی رکھیں اور پھر کورے کے کورے۔۔ خالی کے خالی۔۔۔ آپ کو نظر نہیں آتا ہے کہ ہم خالی ہیں۔۔۔ ارے کیا بات ہے کہ آپ دل میں ایثار و قربانی۔۔۔ اسلام کی خاطر جہاد۔ اسلام کی خاطر قربانی کرنا۔ یہ سپرٹ کیوں پیدا نہیں ہوتی۔ صرف اس وجہ سے کہ اللہ ہمارے عمل قبول نہیں کرتا اور اگر اللہ ہمارے عمل قبول کر لے تو پھر اس کے بعد کوئی دیر لگتی ہے۔ فٹافٹ سارے کام ہو جاتے ہیں۔ تو اس لئے میرے بھائیو! خالص مسلمان بننے کی کوشش کرو۔ جو آدمی خالص مسلمان ہو جاتا ہے بس سمجھ لو کہ مزہ آجاتا ہے۔ اور اگر یہ منافقت رہی کہ آئے نماز پڑھ گئے۔ ٹھونگے مار گئے۔ بیوی بے دین کی بے دین۔ بچے بے دین کے بے دین۔

گھر کا ماحول ویسے کا ویسا۔ اب آپ دیکھیں' اندازہ کریں۔ جب لڑکی کی شادی کا موقع آتا ہے' لڑکی کے بیاہ کا موقع آتا ہے تو کسی رشتہ کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے' تو ہم کیا تلاش کرتے ہیں؟ اپنے دل سے پوچھ کر دیکھ لیں۔ وہ حقیقت میں فیصلہ ہوتا ہے کہ آپ کے ایمان کا' آپ کے دین کا۔ اگر آپ نے یہ دیکھا کہ لڑکا پڑھا لکھا ہے' ملازم ہے۔ اس Point کو ترجیح دی' باقی یہ نہ دیکھا کہ بریلوی ہے' یا شیعہ ہے یا وہ سرے سے چٹ ہے' ویسے ہی صاف ہے۔ دین کا اسے کچھ پتہ ہی نہیں۔ رشتہ مل گیا' بس کروالیا۔ گویا آپ نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے دین نہیں چاہیے' مجھے تو یہ ٹومی چاہیے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں' میں مثال پیش کرتا ہوں' یہ فخر کی بات نہیں اگر ہمیں لڑکی کا رشتہ کرنا مقصود ہو اور کوئی ہمیں یہ کہہ دے کہ یہ دیوبندی ہے' بڑا نیک ہے خدا کی قسم میں مر جاؤں کبھی رشتہ نہ کروں۔ اور ایک لڑکا سوہنا ہو مگر داڑھی منڈا ہو' کوئی مجھے کہے کہ اسے رشتہ دے دے تو کبھی اس کو رشتہ نہ دوں گا۔ یہ پیوند لگانے والی بات ہے کہ پیوند کرنے والی بات ہے۔ آپ کے دل میں دین کی قدر نہیں۔ دین کیا ہے کہ جب کبھی فیصلے کا موقع آئے تو دین سب سے اوپر ہو۔ دین سب سے اوپر ہو۔ اور اگر آپ کے دل میں کوئی اور چیز ہو۔ دین نیچے ہو اور دوسری چیزیں اوپر ہوں تو خدا آپ کے دین کو قبول نہیں کرے گا۔ اَلدِّیْنُ یَعْلُوْا وَ لاَ یُعْلٰی (فیض القدیر ج 3ص 179)۔ دین کیا ہے؟ دین سب پر چڑھ جائے اور اگر آپ نے دین پر کوئی چیز چڑھا دی تو گویا آپ نے سب کچھ برباد کر لیا۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان

خطبہ نمبر 68

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ اَنْذِرْ بِہِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْآ اِلٰی رَبِّھِمْ لَیْسَ لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ وَلِیٌّ وَّ لاَ شَفِیْعٌ لَّعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ[6:انعام :51]

میرے بھائیو! مسلمان ہونے کو تو بہت دنیا مسلمان ہے اور ملک میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان ہیں۔ ہندوستان جو کہ کافروں کا ملک ہے اس میں کروڑوں مسلمان ہیں اور جو مسلمانوں کے ملک ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا؟ جیسا کہ پاکستان ہے' یہ سعودیہ ہے' کوئی اور اس قسم کے ملک۔ لیکن حقیقت میں مسلمان ہونا اور بات ہے۔ ایک چیز ہوتی ہے اور اللہ نے دنیا میں نظام ہی کچھ ایسا قائم کیا ہے۔ کھری اور اعلیٰ چیز دنیا میں ایک ہی ہوتی ہے ــــ نقلی' مصنوعی' جعلی بہت ساری۔ دنیا کی ہر چیز کو دیکھ لیں یہی حال ہے۔ ایک طرف اصلی ہے اور دوسری طرف نقلی' ایک طرف کھری ہے اور دوسری طرف کھوٹی' ایک طرف خالص ہے اور دوسری طرف ناخالص۔ اور یہ کیوں؟ اگرچہ یہ دھوکہ ہے۔ اگر آپ بازار چلے جائیں تو نہ

دودھ کھرا ملے گا نہ گھی اور نہ کوئی اور چیز کھری ملے گی۔ اس میں دھوکہ ہے۔ اور ساتھ ہی انسان کے لیے تجسس بھی۔ ایک تحقیق کی دعوت کہ اے بندے! دنیا تو دیکھ لے کس طرح سے کھوٹ چلتا ہے۔

اور یہی حال دین میں ہے۔ ایک اسلام اصلی اور دوسرا نقلی ہے۔ ایک نام کا اسلام ہے کہ بس لیبل اسلام کا ہے اور اندر جو ہے وہ بالکل کفر ہے۔ اسلام کی ضد اور یہ دنیا کے ساتھ پوری طرح مطابقت ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں نقلی بھی ہیں اور اصلی بھی ہیں۔ اس طرح سے اسلام بھی اصلی اور نقلی دونوں ہیں۔ اتنے مسلمان اگر واقعی مسلمان ہوں تو پھر کیا کہنے۔ مسلمانوں کو کبھی زوال ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ صورت کبھی نہیں ہو سکتی جو آج کل ہماری ہے۔ اب جو کچھ یہ ہو رہا ہے اور ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اس سے تو اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان بالکل صاف اور چٹ ہیں۔ یہ اصلی نہیں ہیں۔ مسلمان خواہ پاکستان کے ہوں' یا انڈیا کے یہ بالکل اصلی نہیں ہیں۔ ہمیں دیکھ کر حیرانی ہوتی کہ اللہ! سکھوں میں تو غیرت ہے لیکن مسلمانوں میں نہیں! ہندو مسلمانوں اور سکھوں دونوں پر ظلم کرتا ہے۔ جیسے شکاری جانور شیر وغیرہ ہو وہ شکار کرتا ہے اور مرضی سے جب چاہتا' جتنا چاہتا ہے کھا لیتا ہے۔ ہندو بھی اپنا شکار کرتے ہیں۔ کبھی احمد آباد میں' کبھی فلاں علاقے میں' کبھی فلاں جگہ پر' جہاں دیکھتے ہیں مسلمانوں کو مارتے ہیں' ان کو لوٹتے ہیں' قتل و غارت کرتے ہیں' ان کو نقصان پہنچاتے ہیں' لیکن کوئی مسلمان حرکت نہیں کرتا۔ ہندوستان میں کوئی تحریک نہیں اٹھتی۔ کروڑوں کی تعداد میں مسلمان ہیں لیکن کوئی منظم تحریک نہیں کہ جس کا انھیں ڈر ہو۔ وہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کو ختم کیے جا رہے ہیں۔ اب مسلمان ہندوؤں جیسے نام رکھتے جا رہے ہیں۔ انڈیا میں مسلمان ہندوؤں کو رشتے دیتے ہیں۔ کوئی غیرت باقی نہیں رہی۔ وہاں تو چلو دباؤ میں ہیں۔ یہاں تو بغیر دباؤ کے کافر بنتے جا رہے ہیں۔ بالکل کفر ہی کفر ---- چاروں طرف کفر ہی کفر۔ کفر کی سب سے بڑی علامت یہ عصبیت ہے۔ جب کسی کے اندر اسلام کے علاوہ کوئی اور عصبیت ابھر آئے تو سمجھ لو کہ کفر ہے۔ کفر اس کے اندر ترقی کرتا جا رہا ہے۔ کفر اٹھتا آ رہا ہے جیسے کہ ابالا آتا ہے۔ دودھ کو ابالا آتا ہے۔ کسی چیز کی سطح اٹھتی آتی ہے۔

سیلاب آتا ہے پانی اونچا چڑھتا جاتا ہے۔ اس طرح سے اگر اپنی قوم کی عصبیت کہ ہم فلاں قوم ہیں' اور عصبیت زبان کی کہ ہم فلاں زبان والے ہیں' عصبیت ملک کی کہ ہم فلاں ملک کے ہیں۔ اگر یہ اٹھنے لگ جائے تو سمجھ لو کہ کفر کا لیبل بڑھتا جارہا ہے۔ اور اسلام کا لیبل ڈوبتا جارہا ہے۔ اب مئی کی پہلی تاریخ کو چھٹی ہوتی ہے ناں۔ پاکستان میں بھی یہ چھٹی ہوتی ہے۔ جو بظاہر اپنے آپ کو اسلامی جمہوریہ کا نام دیتا ہے۔ اب وہ یکم مئی کیا ہے ؟ شکاگو میں کہیں مزدوروں پر گولی چلی ہوگی۔ کچھ مزدور مرے ہوں گے۔۔۔ کافر۔۔۔ کافر تھے' ان پر گولی چلی' انھوں نے کوئی نالائقی کی ہوگی' یا دوسروں کی زیادتی ہوگی۔ بہر کیف مزدور مر گئے۔ اب ساری دنیا میں مزدور جو ہیں ان کو شہید کہتے ہیں۔ وہاں مر گئے تھے اور پاکستان میں یکم مئی (First May) کو چھٹی ہونا شروع ہو گئی۔ میں نے کراچی میں اشتہار دیکھا' اس میں لکھا ہوا تھا" شکاگو کے شہداء کو سرخ سلام"۔

اب آپ اندازہ کر لیں شکاگو کے شہدا کو سرخ سلام۔۔۔ اب سرخ سلام بھی ہوتا ہے ؟ کیونکہ وہ سرخ ہیں' کیونکہ وہ کیمونسٹ ہیں اور کیمونسٹوں کا نشان جو ہے وہ سرخ ہے۔ اپنے سلام کو بھی وہ سرخ سلام کہتے ہیں۔ اور آگے دوسری لائن میں کیا لکھا ہوا تھا؟" دنیا کے مزدور ایک ہو جاؤ" اس پر یہ دعوت دی گئی تھی۔ اب چنانچہ اسی پر پاکستان کی جتنی بڑی بڑی فرمیں ہیں' ملیں ہیں' فیکٹریاں ہیں' ادارے ہیں' وہاں کے مزدور ان کی یاد میں باقاعدہ جلسے کرتے ہیں اور دنیا کے مزدوروں کو دعوت دیتے ہیں کہ ایک ہو جاؤ۔ اور ہیں مسلمان جب ان میں سے کوئی فوت ہو جائے ان کا جنازہ پڑھ دیتے ہیں۔ آج کل کا یہ بدعتی مولوی' یہ گندہ مولوی ان کا جنازہ پڑھائے گا اور کہے گا کہ دیکھو جی! کلمہ گو مسلمان ہے۔ حالانکہ ایسے لوگوں کا جنازہ پڑھانا کفر ہے۔ ان کا جنازہ پڑھانا کفر ہے۔ وہ مولوی اسلام سے گیا جس نے ایسوں کا جنازہ پڑھایا۔ اصول کیا ہے ؟ اس کو سمجھ لیجیے۔ اگر دنیا کے سارے مزدور اتحاد کر لیں' اگرچہ یہ ناممکن ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو جائے تو وہ کس کے خلاف اتحاد کریں گے۔۔۔ ؟ ملوں کے مالکوں کے خلاف' فیکٹریوں کے مالکوں کے خلاف

اب کیا ہوگا ؟ طبقاتی جنگ ہوگی۔ سرمایہ داروں کے خلاف' کوٹھی والوں کے خلاف۔۔۔ ان

کو لوٹ لو' ان کو کھالو۔ ان سے سرمایہ چھین لو۔ اب اس طبقاتی جنگ کا فائدہ یا نقصان ؟

ایسے ہی دنیا کی عورتیں اگر منظم ہو جائیں' ایک ہو جائیں تو کیا ہو گا؟ مردوں کو مار دیں گی' ان کو اپنا غلام بنالیں گی' ان پر حکومت کریں گی۔ اگر دنیا کے طالب علم ایک ہو جائیں اور یہ اتحاد کی دعوت دیں کہ دنیا کے طالب علمو ایک ہو جاؤ' اس کے معانی کیا ہیں ؟ پروفیسروں کو مارو' انتظامیہ کو ختم کرو۔ جو تم چاہو غنڈہ گردی کرو۔

کسی طرف دیکھ لیں جب بھی کوئی تحریک اٹھے گی تو اس میں عصبیت ہو گی۔ اب دیکھ لیں اگر دنیا کے عیسائی کہیں کہ ایک ہو جاؤ۔ تو اس کا مطلب کیا ہو گا کہ مسلمانوں کو صاف کر دو۔ یہودیوں کو قتل کر دو فلاں مذہب کو مٹا دو۔ جب بھی کوئی اتحاد ہو گا تو اس میں عصبیت پائی جائے گی۔ اس میں طبقاتی جنگ ہو گی۔ ہاں اگر حق پر اتحاد ہو اور یہ صرف مسلمان ہی کر سکتے ہیں۔ کہ اے دنیا کے مسلمانو ایک ہو جاؤ' کفر کا مقابلہ کرو' کیوں کہ تم دنیا میں کفر کو مٹانے کے لیے آئے ہو۔ اسلام دنیا میں کیوں آیا' اسلامی دنیا میں کفر کو مٹانے کے لیے آیا ہے۔ اسلام سورج ہے اور کفر اندھیرا ہے۔ جب روشنی آتی ہے تو اندھیرا خود بخود غائب ہو جاتا ہے۔ اس دور میں اسلام نہیں ہے بلکہ کفر زوروں پر ہے۔ روشنی دن بدن مدھم (Dim) ہوتی جا رہی ہے۔ اور کفر کا اندھیرا جو ہے وہ دن بدن چھاتا جا رہا ہے۔ لوگوں کو اپنا مستقبل نظر نہیں آتا۔ لوگ ایسے کام کرتے ہیں کہ جس کے نتیجے میں وہ خود ہی ڈوب جائیں گے۔ جب اسلام کی روشنی نہ ہو اور کفر ترقی کر جائے تو کیا ہو گا؟ اندھیرا ہی اندھیرا۔۔۔ مستقل تاریکی۔۔۔ پھر ایسا فساد ہو گا کہ دنیا تباہ ہو جائے گی۔ چنانچہ دیکھ لو دنیا ترقی کر رہی ہے' ایٹمی ترقی بھی ساتھ ساتھ ہے۔ اب جب اس کا استعمال ہوا تو منٹوں میں دنیا صاف ہو جائے گی۔ یہ اس کا انجام ہو گا۔ اور اگر اسلام ترقی کرے' دنیا میں روشنی ہو گی' لوگوں کو اپنا مستقبل نظر آئے گا' سکون۔۔۔ بالکل امن ہو گا' انصاف ہو گا' ظلم اور زیادتی بالکل نہیں ہو گی۔ میں یہ باتیں' یہ تشریح اس لیے کر رہا ہوں کہ جو مسلمان آج کل اسلام سے بے خبر ہیں وہ اس کو سمجھ لیں۔ اور ہمارے یہ مسلمان۔۔ کیا طالب علم' کیا پروفیسر' کیا دوسرے ان کو اسلام کا بالکل پتہ ہی نہیں۔ جب انسان کو اسلام کی سمجھ آ جاتی ہے تو وہ ہر چیز کی حقیقت

سے واقف ہو جاتا ہے' اس کو نتائج کا پتہ چل جاتا ہے۔ اس تحریک کا انجام یہ ہو گا' اس کا یہ حشر ہو گا۔۔۔ اسے یہ سب سمجھ آجاتا ہے۔

میرے بھائیو! اللہ نے یہ جو آیت قرآن کی میں نے پڑھی ہے اس میں فرمایا ہے وَ اَنۡذِرۡ بِہِ الَّذِیۡنَ یَخَافُوۡنَ اَنۡ یُّحۡشَرُوۡۤا اس قرآن کا فائدہ کس کو ہے۔ جس کو اللہ کے سامنے اٹھنے کا ڈر ہے۔ اس قرآن کے ساتھ ان لوگوں کو ڈرا' ان کو خبردار کر' ان کو ہوشیار کر' ان کو سمجھا یَخَافُوۡنَ اَنۡ یُّحۡشَرُوۡۤا جن کو یہ ڈر ہے کہ اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ وہ سوال کرے گا تو کیا جواب دیں گے۔ دیکھو ناں بی اے کا کورس ہوتا ہے وہ کس طالب علم کے لیے ہوتا ہے؟ اس کے لیے جس نے واقعتاً اسے پڑھنا ہو اور جس نے رگڑا دینا ہو' جس نے نقلیں کرنی ہوں' ناجائز ذرائع (Unfair Means) استعمال کرنے ہوں اس کو کورس سے کیا واسطہ؟

یہ قرآن بھی ایک کورس ہے' اللہ کے سامنے پیش ہونے کی تیاری ہے۔ قرآن بندے کو تیار کرتا ہے کہ تیرا امتحان ہو گا' تو اللہ کے سامنے پیش ہو گا' خدا تجھ سے سوال کرے گا' تو تیاری کر لے۔ تو نے جواب دینا ہے۔ تو جن کا یہ نظریہ نہیں وہ مسلمان نہیں ہیں۔۔۔ بے شک وہ پاکستان کے مسلمان ہوں یا انڈیا کے۔ وہ سعودیہ کے ہوں' وہ فلاں ملک کے ہوں۔ وہ بالکل مسلمان ہی نہیں ہیں۔ قرآن مجید آپ کہیں سے پڑھ کر دیکھیں' خصوصاً مکی سورتیں' مکی سورتیں آپ کہیں سے پڑھ لیں آپ کا ایمان درست ہو جائے گا۔ آپ کو ایمان کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ آپ دیکھیں گے کہ میں کیسا مسلمان ہوں۔۔۔ اصلی ہوں یا نقلی ہوں۔۔۔ پورا ہوں یا ادھورا۔ وَ اَنۡذِرۡ بِہِ الَّذِیۡنَ یَخَافُوۡنَ اَنۡ یُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ اے نبی! اس قرآن سے اس کو ڈرا جس کو یہ خوف ہے کہ انھیں اپنے رب کے پاس جمع ہونا ہے' پیش ہونا ہے' اس کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اور پھر حالت کیا ہو گی؟ لَیۡسَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیۡعٌ وہاں کوئی مددگار' کوئی حمایتی' کوئی سفارشی نہیں ہو گا۔ دنیا

کے امتحانوں میں کیا ہوتا ہے؟ پہلے ہی سے سپرینٹنڈنٹ سے گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں۔ انٹرویو دینا ہوتا ہے تو پہلے ہی سے پبلک سروس کمیشن کے ممبروں سے گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں کہ جی! ہمارا لڑکا آرہا ہے' ہمارا ذرا خیال رکھنا۔ اللہ نے فرمایا۔ جن کے دلوں میں یہ ڈر ہے کہ اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے یہ قرآن ان کے لیے ہے۔ لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِىٌّ وَّ لَا شَفِيۡعٌ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ[6:انعام :51] کوئی حمایتی اور کوئی سفارشی نہیں ہوگا۔ اللہ کا امتحان ایسا ہوگا' اللہ کی جو پیشی ہے' اللہ کے سامنے جو حاضری ہے وہ اس قسم کی ہوگی۔

جو لوگ آج کل مشرک بنے ہوئے ہیں' کس وجہ سے؟ اسی وجہ سے کہ کسی کو پیر پکڑ لیا' مرشد پکڑ لیا' اس کی نذر دی' اس کی نیاز دی' اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کر لی کہ ہمیں بھولنا نہیں۔ میں نے دیکھا ہے یہ مہاجر کالونی والے' یہ جو سڑک جاتی ہے منڈی سے شاہدرے کی طرف میں غالباً درس دینے جا رہا تھا تو میں نے دیکھا وہاں سے کوئی پیر شاہدرا کی طرف سے لوگوں کو ٹھگ کر آیا ہوگا اور وہ اپنے پیر کو الوداع کر رہے تھے' رخصت کر رہے تھے' اب مجھے یہ تو پتہ نہیں کہ انھوں نے کیا کیا باتیں کیں بس اتنی بات میرے کانوں میں پڑی جو پیر صاحب سے کہہ رہے تھے "وہاں ہمیں یاد رکھنا' وہاں ہمیں بھول نہ جانا"۔ اس نے ٹھگا ہوگا' نذرونیاز اکٹھی کی ہوگی۔ کسی نے کچھ دیا ہوگا اور کسی نے کچھ۔ وہ خچر لاد کر لے گیا ہوگا۔ وہ احمق باتیں کیا کر رہے تھے۔ "وہاں ہمیں بھول نہ جانا۔" مطلب کیا ہے کہ یہ جو نذرانے وغیرہ ہم یہاں آپ کو دے رہے ہیں یہ آخرت کا سودا ہے۔ وہاں تو جانے اور رب جانے۔ جیسے دنیا میں کسی کو ووٹ دیے اور وہ ممبر بن گیا تو وہ کہے گا۔ فکر نہ کرو' تم ڈاکے ڈالو' بدمعاشیاں کرو' کوئی پرواہ نہیں۔ میں ٹیلی فون کر دوں گا اور کوئی تمھیں کچھ نہ کہے گا۔ دنیا میں اس لیے ووٹ دیے جاتے ہیں۔ اللہ نے صفائی کر دی۔ اے نبی! اس قرآن کا فائدہ کسے ہوگا؟ اس قرآن کو کون سمجھے گا' اس قرآن پر کون عمل کرے گا؟ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰى رَبِّهِمۡ جنھیں اپنے رب کے حضور جمع ہونا ہے۔ اس حالت میں کہ لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ

دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّ لاَ شَفِیْعٌ ان کا کوئی حمایتی 'کوئی مددگار اور کوئی سفارشی نہیں ہو گا۔
لَّعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ [6:انعام :51] جو قرآن کو اس انداز سے سمجھے بچ جائے گا۔

میرے بھائیو! اب جاہل مولوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سفارشی ہوں گا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ کے نبی گناہ گاروں کی سفارش کریں گے۔ پھر اور نیک لوگ سفارشیں کریں گے۔ پیر وغیرہ بھی سفارشیں کریں گے۔ لیکن ان کو حقیقت کا پتہ نہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ جن کے دلوں میں ڈر ہے کہ اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور کوئی حمایتی اور سفارشی نہیں ہو گا۔

قرآن یہ کہتا ہے کہ اس کا مطلب اب یہ نہیں کہ سفارش نہیں ہو گی۔ سفارشیں ضرور ہوں گی۔۔۔ حافظ قرآن سفارش کرے گا' نبی سفارش کریں گے' اولیاء کریں ے' نیک لوگ سفارش کریں گے۔ لیکن کب ؟ امتحان کے رزلٹ کے بعد کریں گے۔ امتحان سے پہلے نہیں۔ Case کے بعد۔ اگر جج کسی کی بات سن لے' کسی کی بات مان لے تو اس کو سفارش کہتے ہیں فیصلہ صادر (Declare) ہو جائے' سنا دیا جائے اس کے بعد کوئی اعلان ہو تو اسے سفارش نہیں کہتے۔ فیصلہ تو سنا دیا ہے۔ جب تک اللہ کے دربار میں فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ کہ تو دوزخی ہے اور تو جنتی ہے' تو اس دفعہ کا مجرم ہے اور تو اس دفعہ کا مجرم ہے۔۔۔ کوئی سفارش نہیں۔ سفارش تو اس وقت ہو گی جب فیصلے ہو جائیں گے۔ Categories بن جائیں گی۔ یہ دس نمبر کا ہے' یہ بارہ نمبر کا ہے' یہ دو نمبر کا ہے' یہ ایک نمبر کا ہے' یہ سفارش کے قابل ہے' یہ سفارش کے قابل نہیں ہے۔ اگر وہ سفارش کے قابل ہے تو گھر والے سفارش کر لیں گے۔ اگر اچھا حافظ ہو گا' یا کوئی اچھا نیک ہو گا' وہ سفارش کر لے گا۔ پھر نبی بھی سفارش کریں گے۔ کب ؟ جب فیصلہ ہو جائے گا۔ فیصلے سے پہلے تو نبی بھی دم نہیں مار سکیں گے۔ کوئی فرشتہ بھی نہیں بول سکے گا' کوئی کلام نہیں کر سکے گا۔ خدا کا قہر اور جلال اس قدر ہو گا کہ کوئی بول نہ سکے گا۔ لاَ یَتَکَلَّمُوْنَ اِلاَّ مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ کوئی بول نہیں سکے گا۔ وَ قَالَ صَوَابًا [78:نبا:38] کوئی غلط بات نہیں کہے گا۔ جو کہے گا بالکل

ٹھیک کہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کی سفارش نہیں کر سکیں گے' رسول اللہ ﷺ اپنے چچا کی سفارش نہیں کر سکیں گے۔ کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔ جب فیصلے ہو جائیں گے اور ایسے مجرم جو ہوں گے وہ دوزخی ہوں گے۔ لیکن وہ قابل ضمانت ہوں گے۔ قابل شفاعت ہوں گے۔ ان کی سفارشیں ہوں گی۔ سفارشیں بعد میں ہوں گی۔ جو سفارش فیصلے کے بعد ہو تو اس میں بے انصافی نہیں ہوتی۔ اس میں دھاندلی نہیں ہوتی' اس میں گھپلا نہیں ہوتا۔ اور فیصلے سے پہلے سفارش ہو جائے تو پھر آپ سمجھتے ہیں کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ مثلاً دیکھ لو۔ امتحان کے بعد اگر ابھی تک پیپروں کی مارکنگ نہیں ہوئی' نمبر نہیں لگے' اور پہلے ہی سفارش کر دیں تو کیا ہو گا۔۔ وہ رعایتی پاس کر دے گا۔ اور اگر یہ اعلان ہو جائے کہ یہ سب لڑکے فیل ہیں اور یہ جو ہیں پاس ہیں۔ اور پھر یہ سوچ ہو کہ بہت لڑکے فیل ہو گئے ہیں' اس کا اثر بہت برا پڑے گا۔ تو پھر اس پر غور کیا جائے گا۔ اچھا تو اتنے نمبروں سے فیل ہو رہے ہیں چلو ان کو پاس کر دیتے ہیں۔ اس کو دھاندلی نہیں کہتے۔ یہ پالیسی ہو گی۔ یہ ایک نظام ہو گا۔ یہ گھپلا نہیں ہے۔ گھپلا کیا ہے؟۔۔۔ یہ کہ جس نے پیپر دیکھنے ہوں' جس نے پاس کرنا ہو' اس سے پہلے مل لو وہاں گھپلا ہو گا۔۔۔ اللہ کے ہاں سفارش ہو گی۔ کب ہو گی؟ یہ عقیدے کی بات ہے' یاد کر لو' سن لو' سفارش کب ہو گی؟ پہلے فیصلے ہوں گے۔ دوزخی دوزخ میں جائیں گے اور جنتی جنت میں جائیں گے۔ پھر دوزخیوں کی مختلف قسمیں ہوں گی۔ بعض دوزخی قابل شفاعت ہوں گے جو قابل شفاعت ہوں گے تو اس کے معانی یہ ہیں کہ خدا چاہتا ہے کہ ان کی سفارش ہو جائے۔ چنانچہ مختلف لوگ سفارشیں کریں گے۔ اور پھر بعض لوگ اس قسم کے مجرم بھی ہوں گے کہ وہ کسی کی سفارش سے بخشے جا سکتے ہیں' نہیں۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی سفارش سے بھی وہ بخشے نہیں جا سکتے۔ پھر خدا ان کو اپنی رحمت سے نکال دے گا۔ ہوں گے دوزخی ہی۔ ان کے جرم اتنے زیادہ ہوں گے کہ کسی کی سفارش کام نہ دے سکے گی پھر خدا ان کو اپنی رحمت سے نکال دے گا۔ لیکن یہ سب کچھ کب ہو گا؟ پہلے فیصلہ ہو گا' صحیح انصاف ہو گا' کسی قسم کا کوئی گھپلا نہیں ہو گا' دھاندلی نہیں ہو گی۔ کوئی دم نہیں مار سکے گا اور میں نے آپ کو پہلے بھی سنایا تھا کہ بندہ جب مر جاتا ہے اور اللہ کے پاس پیش ہوتا ہے تو اللہ

تعالےٰ فرماتے ہیں وَمَا نَرٰی مَعَکُمْ شُفَعَاءَ کُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّھُمْ فِیْکُمْ شُرَکٰؤُا ارے تو آ گیا' تیرا تو دنیا میں پیر تھا جس کے بارے میں تیرا یہ عقیدہ تھا کہ وہ سفارش کرے گا۔ اور وہ مجھے چھڑا لے گا۔ مَا نَرٰی مجھے نظر نہیں آتا۔ تیرے ساتھ اب بریلوی جائے۔ خدا کہے گا گیارھویں والا پیر کہاں ہے ؟ پیر دستگیر۔۔۔ پیر دستگیر کے معنی ہیں ہاتھ پکڑنے والا۔ جہاں تو ڈوبنے لگے' جہاں تجھے خطرہ ہو' پیر ہاتھ ڈال دے۔ پیر دستگیر کے یہ معنی ہیں۔ اور خدا یہی بات کہے گا کہ وہ کہاں ہے جس کی تو گیارھویں دیا کرتا تھا۔ نماز نہ پڑھے تو تجھے کبھی ڈر نہیں' قربانی نہ دے تو تجھے کوئی ڈر نہیں اور اگر گیارھویں مس ہو جائے تو تیری ماں بھی روتی تھی اور تیری بیوی بھی روتی تھی اور تیری بھی جان نکلتی تھی۔ ہائے گیارھویں رہ گئی۔ وہ پیر کہاں ہے ؟ تیرے ساتھ آج نظر نہیں آرہا۔ یہ قرآن کہتا ہے وَمَا نَرٰی مَعَکُمْ ہم ان کو تمھارے ساتھ دیکھ نہیں رہے۔ جن کے بارے میں تمھارا یہ خیال تھا کہ اَنَّھُمْ فِیْکُمْ شُرَکٰؤُا وہ تمھارے بارے میں اللہ کے شریک ہیں۔ وہ بھی اللہ کے شریک ہیں۔ وہ بھی اللہ کے برابر کرسی پر بیٹھیں ہوں گے اور کہیں گے: اللہ! چھوڑ چھوڑ ہمارا آدمی ہے' جانے دے۔ اللہ کہے گا بتاؤ وہ تمھارے پیر نظر نہیں آرہے لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَکُمْ خدا آخر اعلان کردے گا کہ سب رشتے ٹوٹ گئے۔ 'کوئی پیر نہیں' کوئی مرید نہیں۔ سب بیعتیں ٹوٹ گئیں۔ کوئی پیر نہیں' کوئی مرید نہیں۔ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَکُمْ وَ ضَلَّ عَنْکُمْ مَا کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ [6:انعام:95] سب رشتے ٹوٹ گئے۔ آج کوئی نظر نہیں آتا جن کا ان کو خیال ہے۔ نہ کوئی چھوٹا پیر اور نہ کوئی بڑا پیر۔ نہ کوئی ایسا' نہ کوئی ایسا۔ کوئی نظر نہیں آرہا ہے۔ جو ان کی حمایت کرے' سفارش کرے۔

میرے بھائیو! لوگوں نے اگر کہیں قرآن پڑھا ہوتا خدا کی قسم بریلوی کبھی نہ ہوتے' شیعہ کبھی نہ ہوتے' کبھی کسی اور مذہب کو اختیار نہ کرتے' صرف محمدی ہوتے۔ رسول

اللہ ﷺ نے بڑی کوشش کی کہ میرا چچا مسلمان ہو جائے۔ چچا آپ کا مربی تھا' اس نے آپ کو پالا' دشمنوں سے حفاظت کی' اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتا اور کہتا کہ میں جانتا ہوں کہ تیرا دین سب دینوں سے کھرا ہے۔ میں نے تیری زندگی دیکھ لی ہے' تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اور جب کافروں نے کہا کہ تیرے اس بھتیجے نے ساری قوم کو پریشان کر رکھا ہے' تنگ کر رکھا ہے' اس کا تبادلہ کروا دے۔ یہ ہمارے ہاتھ پکڑا اور اس کے بدلہ دو چار جتنے نوجوان چاہتا ہے لے لے۔ تو ابو طالب کہتا ہے کہ ہائے ہائے! تم پاگل ہو۔ میرے بھتیجے جیسا کوئی ہو سکتا ہے؟ بارش بند ہو جائے' قحط پڑ جائے' میرا بھتیجا ہاتھ اٹھا دے خدا ہاتھوں کو کبھی خالی نہیں کرتا۔ فوراً بارش اتار دیتا ہے' یہ یتیموں کا سہارا' بیوہ اور نادار عورتوں کی خبر گیری کرنے والا' ان کی دیکھ بھال کرنے والا---اس جیسا کوئی ہو سکتا ہے کہ میں تبادلہ کر لوں؟

میرے بھائیو! یہ کہتا ہے کہ تیرا دین سچا ہے' لیکن بدلا نہیں۔ جیسے ہمارے بھائی بہت سے--- میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے دیوبندی جن کی لڑکیاں پڑھتی ہیں' یا وہ کبھی جمعہ پڑھ جائیں تو کہتے ہیں کہ مسئلے تو آپ کے کھرے ہیں' لیکن رہتے حنفی کے حنفی۔ جہاں کلّی ہے رہتے وہیں کے وہیں ہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایک آدمی فوت ہو گیا' دیر ہو گئی۔ لوگ کہنے لگے حافظ جی! اس کا جنازہ پڑھا دو--- یہ اہل حدیثوں کی بڑی تعریفیں کیا کرتا تھا' اہل حدیثوں کو بہت اچھا سمجھتا تھا۔ میں نے کہا جب تک اہل حدیث نہ ہو اہل حدیث کی تعریفیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ویسے تو ابو طالب بھی نبی ﷺ کی بہت تعریفیں کیا کرتا تھا۔ بات کھری کھری ہوتی ہے۔

بات کو ٹیڑھا کر دینا' ملی جلی باتیں کرنا جس سے تو بھی راضی' میں بھی راضی اور کیا کرے گا قاضی۔ مل جل کر کام چل جائے۔ آپ ہزار دفعہ کہہ لیں کہ یہ حق ہے۔ جب تک خود نہ بدلیں کوئی فائدہ نہیں۔ شیطان کو کیا علم نہیں ہے۔ شیطان جانتا نہیں کہ حق یہ ہے۔ چنانچہ اللہ نے قرآن میں بیان کیا جنگ بدر سے پہلے جب فوجیں جمع ہوئیں تو کافر کچھ ریک رہے تھے۔ کافر کچھ ڈر رہے تھے' خصوصاً ابو جہل--- کیوں؟ اس لیے کہ اس کو کسی نے بتا دیا تھا کہ نبی ﷺ نے اس کے قتل کے بارے میں پیشن گوئی فرما دی تھی۔ اور دیگر سرداروں کے

بارے میں بھی فرمادیا تھا کہ وہ کہاں کہاں گریں گے۔ انھیں بہت ڈر تھا۔ اب وہ رکتے تھے اور بھاگنے کی کوشش کرتے تھے۔ تو شیطان نے کہا کہ واہ! تم اچھے دوست ہوئے۔ تمھارا یہاں ہی بیڑا غرق کرواؤں گا۔ اپنے جنوں (شیطانوں) کا ایک لشکر لے کر کسی قبیلے کا جھنڈا لگا کر ان کے سامنے آیا۔ آکر ابوجہل کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا' کبھی فلاں کافر کی شکل میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور کبھی فلاں کافر کی شکل میں۔ کہنے لگا آج اس محمد کا مقابلہ کرو' دیکھو کتنی فوج تمھارے حکم کی منتظر کھڑی ہے۔ جب کہو گے فوراً اس پر ٹوٹ پڑے گی۔ ایسا ان کو گرمایا' ایسا ان کو تیز کیا تا کہ آگے ہی جائیں اور پیچھے کو نہ جائیں۔

اب جب عین جنگ قریب آگئی' آپ نے بھی رنگ ڈھنگ دیکھا کہ کافروں کی تعداد بڑی ہے۔ ان کے پاس اسلحہ بہت ہے۔ اور میرے ساتھ یہ صرف تین سو آٹھ یا تین سو تیرہ تھے۔ چار پانچ پیچھے رہ گئے اور کسی طرح سے تھوڑی سی تعداد ہے۔ اور ان کے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے۔ ویسے بھی بھوکے پیاسے' ان کے اونٹ ذبح ہوتے ہیں' دعوتیں اڑ رہی ہیں۔ جو مکے کے بڑے بڑے چوہدری تھے' لیڈر ٹائپ کے وہ کہتے کہ آج ساری فوج کا کھانا میرے ذمے' وہ کہتا کہ آج کا میرے ذمے۔ کل کو میں کھلاؤں گا۔ اس طرح سے کر کے قربانی ہو رہی ہے اور اپنی فوج کو کھلایا جا رہا ہے۔ نبی ﷺ نے جو ٹوٹے پھوٹے تھوڑے بہت مسلمان تھے' مخلص قسم کے ۔۔۔ ان کو میدان میں کھڑا کر دیا۔ دونوں طاقتوں کا مقابلہ ہوا۔ کہاں وہ ابوجہل کا لشکر اور کہاں یہ محمدی لشکر؟ ۔۔۔ حضور ﷺ سجدے میں پڑ گئے۔ یا اللہ! یہ میری تیرہ سال مکے کی اور دو سال مدینے کی محنت کا نتیجہ ہیں۔ اگر تو نے ان کی مدد نہ کی تو دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی نہ بچے گا۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! جب تو سجدے میں پڑا ہوا تھا اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ جب تو اپنے رب سے فریادیں کر رہا تھا۔ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اللہ نے تمھاری دعا سنی۔ جہاں حضور سجدے میں پڑے ہوئے ہیں' حضرت ابوبکرؓ دروازے پر تلوار لیے پہرے دار بن کر کھڑے ہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ میں نے تمھاری دعا سن لی۔ تم نے کافروں کو زیادہ تعداد میں دیکھا۔ میں نے بھی فرشتے اتار دیئے اور کہا اِنِّیْ

مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلاَئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ [8: انفال:9] دیکھو فرشتے آرہے ہیں' یہ دیکھوایک ہزار آگئے' جبرائیل کی کمان۔ یہ دیکھواسرافیل کی کمان یہ دیکھوایک ہزار اور آگیا۔ بِثَلاَثَةِ الٰفٍ مِّنَ الْمَلاَئِكَةِ [3:آل عمران:124] یہ تیسرا ہزار اور آگیا۔ صحابہؓ نے اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو اترتے دیکھا۔ ان کا جمگھٹا اور ان کی شان و شوکت۔ اب کافر جو تھے ان کے دلوں پر دہشت طاری ہو گئی۔ ویسے تو ایک ہی فرشتہ سب کے لیے کافی ہے' لیکن تم مسلمانوں کے ساتھ ساتھ پھرنا' تاکہ لڑیں یہ' ماریں یہ اور دہشت کافروں پر تمھاری ہو جائے۔ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ [8:انفال :12] تمھارے پاس تلواریں وغیرہ تو ہیں نہیں۔ صرف ڈنڈے ونڈے ہیں۔ ان کی گردنوں پر اور انگلیوں پر مارو۔ ان کو بے کار کر دو۔ یہ خدا لڑنے کا طریقہ بتا رہا ہے۔ شیطان پہلے سے موجود تھا بہت بڑا سردار بن کر جھنڈا ہاتھ میں لیے پہلے سے موجود تھا۔ جب اس نے ملک الموت کو دیکھ لیا' جبرائیل کو دیکھ لیا' دوسرے فرشتے دیکھے' قرآن کہتا ہے کہ شیطان کی تو جان نکل گئی۔ کہنے لگا: اِنِّی اَرٰی مَا لاَ تَرَوْنَ جو مجھے نظر آتا ہے وہ تمھیں نظر نہیں آتا۔ اِنِّی اَخَافُ اللّٰهَ مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے۔ اس سے آپ شیطان کے ایمان کا اندازہ کر لیں۔ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ لیکن شیطان کو اللہ سے ڈرنے کا فائدہ ہے ؟

میرے بھائیو! اگر دل سے آپ کہیں یا زبان سے کہیں کہ جی سچی بات یہی ہے' کھری بات یہی ہے۔ داڑھی رکھنا سنت ہے' لیکن رکھیں گے نہیں۔ اب یہ کہنا کہ داڑھی رکھنا سنت ہے اور رکھیں نہ تو کیا کچھ فائدہ ہے ؟ اب شیطان کہتا ہے: اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ [8:انفال:48] میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔۔۔ اور خوف ہی تو اصل ایمان ہے' لیکن دیکھ لو شیطان کو کچھ فائدہ ہوا؟ اسی طرح ابوطالب بھی قسمیں اٹھا اٹھا کر کہا کرتا تھا' لَقَدْ عَلِمْتُ اِنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ خَیْرَ الْاَدْیَانِ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ محمد ﷺ کا دین

تمام دینوں سے بہتر دین ہے۔ لیکن جب موت کا وقت آیا کہ چچا نے ساتھ تو بہت دیا ہے' مخلص بھی بہت تھا لہذا اس کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے: یَا عَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اُحَاجَ لَكَ عِنْدَاللّٰهِ اے چچا! مسلمان ہو جا' میں اللہ کے پاس جا کر تیری سفارش کروں گا کہ یا اللہ! یہ مسلمان ہو گیا تھا۔ یا اللہ! یہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے ساتھ بھی بہت دیا تھا۔ اس کو معاف کر دے۔ ابو جہل وغیرہ جو تھے وہ بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے واہ واہ! اب مرتے وقت ایسا کرے گا۔۔۔ نہ' نہ۔۔۔ یہ بالکل نہ کرنا۔ تیری شان کے خلاف ہے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ بھتیجے کے پیچھے لگ گیا۔ آخر میں بدک گیا' ڈر گیا۔ حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ چچا کلمہ پڑھ لے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ قریب نہ جا۔ نسر چل رہی ہے' آخر جب وقت قریب آ گیا تو یہی کہا کہ میں باپ دادا کے دین پر مرتا ہوں۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا' میرا چچا گیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کے چچا نے اتنا ساتھ دیا' اس کو کیا فائدہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس نے اسلام کو قبول نہ کیا نجات تو ہو ہی نہیں سکتی۔ ہاں اتنا فرق ضرور رہے گا کہ دوزخی اگر آگ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے تو میرا چچا وہاں ہوگا جہاں صرف پاؤں تک آگ ہوگی۔ باقی سارا جسم آگ سے بچا ہوا ہوگا۔ خدا آگ کے دو جوتے پہنا دے گا۔ لیکن اس سے اس کا دماغ اس طرح پکے گا جیسے ہنڈیا پکتی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الاحادیث الانبیاء قصه ابی طالب عن مسیب' صحیح مسلم کتاب الایمان باب اھون اھل النار عذابا عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه) آپ کو بڑا صدمہ تھا۔

آپ روئے' بہت روئے۔ ہائے! میرے چچا کا کیا ہوگا؟ ہائے میرا چچا مسلمان نہ ہوا' آپ کو بڑا غم تھا۔ اللہ نے قرآن میں آیتیں اتار دیں۔ دیکھو قرآن کیسے نازل ہوتا تھا۔ دنیا میں بات ہو جاتی تو اللہ آیت اتار دیتا تھا۔ کوئی واقعہ ہو گیا' کوئی مسئلہ پیدا ہو گیا' اللہ نے آیت نازل فرما دی۔ پہلی بات تو اللہ نے یہ کہی کہ اے نبی! یہ بتا ہدایت تیرے ہاتھ میں ہے یا میرے ہاتھ

میں۔ دیکھو قرآن پڑھ کر اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ [28:القصص:56] تو کیا سمجھتا ہے کہ تیرا چچا تیرے کہنے پر مسلمان ہو جائے گا کیوں کہ وہ تجھے بہت پیارا ہے۔ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ تو ہدایت نہیں دے سکتا۔ خواہ تجھے کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ہدایت کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ بلالؓ کو اللہ نے مسلمان کر دیا اور اس قریش کے سردار کو دیکھ لو اللہ نے توفیق نہیں دی۔ پہلے تو یوں صفائی کی اس کے بعد اللہ نے قرآن میں فرمایا: وَ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے نبیؐ! سن لے اور اے دنیا کے مسلمانوں سن لو باپ تمھارے بھی مریں گے' مائیں تمھاری بھی مریں گی۔ تمھارے عزیز' قریبی رشتہ دار جن کا تمھارے دلوں پر بہت ہولڈ ہے' وہ بھی مریں گے۔ سن لو! اس قانون کو اللہ کے اٹل قانون کو۔ وَ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یہ سورۃ توبہ ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کسی نبی کو یہ لائق نہیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور کسی ایمان والے کو بھی یہ لائق نہیں اِنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ کہ وہ مشرک کے لیے دعا کرے۔ وَ لَوْ كَانُوْا اُولِيْ قُرْبٰى [9:التوبة:113] خواہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہو :باپ ہو' چچا ہو' بیوی ہو' ماں ہو' کوئی بھی ہو جب اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا خاتمہ اپنے مذہب پر ہوا ہے' اپنے دین پر ہوا ہے۔ وہ اصلی اور ٹکسالی دین محمدی پر نہیں تھا۔ کوئی دعا کا فائدہ نہیں ہے۔ اور نبی کو جائز ہی نہیں کہ اس کے لیے دعا کرے۔ اللہ نے دعا سے روکا ہے۔ اللہ پیروں سے ڈر جاتا ہے؟ نہیں نہیں۔ یہ تو جاہلوں کا عقیدہ ہے۔ لیکن قرآن نے جس خدا کا تعارف کروایا ہے اور ہمیں ایمان لانے کے لیے کہا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس سے سارے تھر تھر کانپتے ہیں۔ اللہ قرآن میں کہتا ہے' اے نبی! اے محمد! تو سب سے اونچا ہے' مخلوق میں تیرے مقابلے کا کوئی نہیں۔ نبیوں کا تو سر تاج ہے' مخلوق کا بھی تو سر تاج ہے۔ تو اعلان کر تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے

قُلْ اِنِّی اَخَافُ اَنْ عَصَیْتُ رَبِّی عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ [29الزمر:13]
کہ لوگو! اگر میں خدا کی نافرمانی کروں تو مجھے خدا کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ تو یہ لوگوں کو بتا دے۔ کافر اکٹھے ہو کر آئے کہ دیکھ تو ہمارا بھائی ہے' تیری اور ہماری زبان ایک ہے' تیری اور ہماری برادری ایک ہے' تیری زمین اور ہماری زمین ایک ہے۔ ملک ایک ہے۔ کہنے لگے آمل جل کر رہ چھوڑ دین کی بات۔ مل جل کر رہ تو بھی راضی ہم بھی راضی۔ اگر یہ دین تجھے بہت پسند ہے' ہم تیرے ساتھ مل کر جو تو کہے گا کر لیں گے۔ نمازیں پڑھ لیں گے' روزے رکھ لیں گے' حج کر لیں گے' زکوٰتیں دے دیں گے۔ فلاں کریں گے فلاں کریں گے اور تو بھی ایک سال ہمارے ساتھ مل کر ہبل کی' لات کی' عزیٰ کی نذریں نیازیں کر لے۔ منتیں مان لے۔ ایک سال تو ہمارے ساتھ عرس میں چلا جا۔ مل جل کر کام چلا۔ کیوں؟ برادری ایک ہے' وطن ایک ہے' قوم ایک ہے' اپنی زبان سب کچھ ایک ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ پر ان باتوں کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ لیکن وہ آپ کو پھانسنا چاہتے تھے۔ اب اللہ نے دیکھ لو اس بات کو کس پیرائے میں ادا کیا۔ اے نبی! وہ لوگ قریب تھے کہ تجھے فتنے میں ڈال دیتے اور تو ان کی طرف مائل ہو جاتا کہ چلو مل جل کر کام کر لیں۔ لیکن کیا ہوتا؟ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ جتنا ہم اور لوگوں کو عذاب دیتے ہیں اس سے دگنا ہم آپ کو عذاب دیتے۔ ثُمَّ لاَ تَجِدُ لَكَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا [17:الاسراء:75] پھر تیرا کوئی حمایتی نہ ہوتا جو تیری حمایت میں ہمارے مقابلے میں آکر کھڑا ہو جاتا۔ اور وہ کہتا کہ چھوڑ یہ ہمارا آدمی ہے۔ اسے کچھ نہیں کہنا۔

میرے بھائیو! میں نے شروع شروع میں یہ بات کہی تھی مسلمان بہت ہیں۔ مسلمان انڈیا میں بھی بہت ہیں۔ مسلمان پاکستان میں بھی بہت ہیں۔ مسلمان دنیا کے ہر ملک میں بہت ہیں۔ لیکن حقیقت میں مسلمان نہیں ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ انھوں نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں۔ دیکھیے اسلام کیا ہے؟ اللہ پر ایمان ــــ اللہ پر ایمان کے معانی کیا ہیں؟ اللہ کو ایسے ماننا جیسا میں نے بتایا ہے۔ ویسے اللہ کو یہودی نہیں مانتے تھے' عیسائی نہیں مانتے تھے

دنیا کے مشرک نہیں مانتے تھے۔ اور خاص طور پر تو مشرکین مکہ بھی تو اللہ کو مانتے تھے۔ کوئی فائدہ ہے ؟ نہیں۔۔۔ سب کافر۔۔۔ دیکھو ایمان کا معیار وہ جو اللہ نے مقرر کیا ہے۔ اللہ پر ایمان کے معانی کیا ہیں ؟ وہ جو میں نے آپ کو بتائے ہیں کہ اللہ کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ نبی بھی تھر تھر کانپتا ہے' ولی بھی تھر تھر کانپتا ہے۔ کوئی خدا کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ وہ جو چاہے کر دے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو' اگر یہ عقیدہ نہ ہو' اللہ پر ایمان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ دیکھیے میرا بریلوی بھائی درود پڑھتا ہے' بہت مزے لے لے کر۔۔۔ بہت جھوم جھوم کر۔۔۔ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔۔۔ صبح اٹھتے ہی اور پھر اس کے بعد اور موقعوں پر بھی۔ درود تاج' درود لکھی' اور درود فلاں فلاں۔ دیکھیے بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ میں کسی کو چڑانے کے لیے یا دل آزاری کے لیے یہ باتیں نہیں کر رہا۔ میرے دل میں تو اللہ کی قسم ایہ خواہش ہوتی ہے کہ یا اللہ! جو جمعہ پڑھنے آجائے وہ کندن ہو جائے۔ وہ دین کو ایسے سمجھ جائے کہ پھر اسے کوئی دھوکہ نہ دے سکے۔ ہمارے بہت سے بریلوی بھائی یہاں جمعہ پڑھنے آتے ہیں اور میں ان کے لیے زیادہ کوشش کرتا ہوں کہ اللہ کرے ان کی سمجھ میں بات آجائے اور ان کے بچاؤ کی کوئی صورت ہو جائے۔ تو حقیقت کیا ہے ؟ ایمان لانے کے معانی کیا ہیں ؟ یہ کہ ایمان اس قسم کا لایا جائے جو محمد ﷺ نے بتایا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ دیکھو جی وہ کتنا بڑا بزرگ ہے کہ چالیس سال ایک ہی وضو سے نماز پڑھتے رہے۔ یعنی مطلب یہ کہ چالیس برس سویا نہیں۔ عشاء کی نماز پڑھی' پھر صبح کی۔ دیکھو جی! کتنا بڑا بزرگ ہے۔ ہم پوچھتے ہیں یہ کوئی خوبی ہے ؟ یہ کونسا معیار ہے ؟ خوبی کا معیار کیا محمد ﷺ نہیں ہیں ؟ جو محمد ﷺ سے آگے بڑھا وہ بھی برباد ہو گیا اور جو اڑیل ٹٹو کی طرح پیچھے اڑ گیا وہ بھی برباد ہو گیا۔ خوبی کا معیار' نیکی کا معیار محمد ﷺ ہیں۔ اگر تمھیں جانچنا ہو کہ یہ چیز ٹھیک ہے کہ نہیں تو محمد ﷺ کو دیکھو۔ کہیے غلط بات ہے۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ مانتے نہیں۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہمارے سوا کوئی نہیں مانتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کبھی ساری رات نہیں جاگے۔ تہجد پڑھتے' بیوی کا خیال ہوتا تو بیوی کے پاس بھی چلے جاتے۔ سو جاتے اور میں سمجھتی کہ اب آپؐ اٹھیں گے نہیں۔ لیکن جب میری آنکھ کھلی تو آپؐ مصلے پر کھڑے نماز

پڑھ رہے ہیں۔ ایسے خشوع و خضوع کے ساتھ کہ میں سمجھتی کہ آپ پڑھتے ہی رہیں گے۔ میری آنکھ کھلی تو دیکھتی ہوں کہ آپ سوئے پڑے ہیں۔ (رواہ البخاری' مشکوۃ کتاب الصلوۃ 'باب القصد فی العمل) اور ہمارا ولی جس کو ہم چڑھاتے ہیں وہ چالیس سال ایک ہی وضو سے نماز پڑھتے رہتے تو لوگ واہ واہ کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی باپ نے شادی کر دی۔ بڑی خوبصورت بیوی لا کر دی۔ لیکن اس کی زیادہ تر توجہ قرآن پڑھنے کی طرف' تہجد کی طرف' دین کی طرف تھی۔ باپ نے شکایت کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے اس کے رجحان کو دیکھ کر اس کا بہت عمدہ رشتہ کیا ہے' لیکن پھر بھی وہ ادھر مائل نہیں ہے۔ آپ نے اس سے کہا: اے عبداللہ! تو سمجھتا ہے کہ اس طرح سے زیادہ نیکی آجائے گی۔ دینداری آجائے گی۔ دیکھ اعتدال (Balance) ہو۔ زندگی بیلنس ہونی چاہیے۔ تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے' تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے' تیرے دوستوں کا تجھ پر حق ہے' تیرے رشتے داروں کا تجھ پر حق ہے۔ سب حقوق کو پورا کر تو پھر خالص مسلمان ہو گا اور اگر ایک طرف جھک گیا تو پھر لنگڑا مسلمان ہو گا۔ اگر تو صرف عبادت کی طرف جھک گیا اور تو نے بیوی کا حق ادا نہ کیا' تو نے رشتہ داروں کا حق ادا نہ کیا تو پھر پھنس جائے گا' تو کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اسے کیا بتایا کہ ایک مہینے میں ایک قرآن ختم کیا کر۔ ایک مہینے میں ایک قرآن ختم کیا کر۔۔۔ یعنی ایک پارہ روز۔۔۔ یہ بہترین ہے اور اعتدال والا رستہ ہے۔ حضرت عبداللہ کہنے لگے یہ تو کچھ نہیں' بہت تھوڑا ہے۔ فرمایا اچھا اس طرح کر کہ پندرہ دن میں ختم کر لیا کر۔ کہا نہیں یارسول اللہ ﷺ یہ بھی تھوڑا ہے۔ اچھا پھر سات دن میں کر لیا کر (صحیح البخاری کتاب الصیام و فضائل قرآن ' صحیح مسلم کتاب الصیام) کہنے لگے نہیں' کم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے تین دن سے کم میں ختم کیا اس نے سمجھا ہی نہیں کہ قرآن کیا چیز ہے۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد مشکوۃ کتاب فضائل القرآن مرعاۃ ج 4ص

349)دیکھو یہی خوبی ہے۔ محمد ﷺ انسانوں کو صحیح انسان بنانے کے لیے آئے تھے' انسانوں کو فرشتہ بنانے کے لیے نہیں آئے تھے۔ انسان رہ کر پھر کامل انسان بن جائیں۔

میرے بھائیو! انسان سے فرشتہ بننا یہ کمال نہیں۔ انسان کامل بننا یہ خوبی ہے۔ کامل انسان بننا یہ کمال ہے۔ اور یہی خوبی محمد ﷺ میں تھی۔ ہمارے ہاں یہ جو تالے توڑ' چپ شاہ۔۔۔ بس کسی سے بولنا ہی نہیں۔۔۔ ہو! ہو! ہو!۔۔۔ سارا دن اور ساری رات یہی کام۔ اور جاہل یہ کہتے ہیں کہ یہ ولی ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ یہ پاگل ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ مجاہد ہو' جفاکش مسلمان ہو۔ قرآن پڑھو' بیوی اللہ نے تمہیں دی ہے تو اولاد پیدا کرو۔ اور پھر فرمایا: تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ نکاح کرو' نکاح میری سنت ہے۔ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جن کے ہاں اولاد زیادہ ہو اور جو محبت کرنے والی ہوں۔ تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ جو بہت بچے جنیں اور پیار محبت کرنے والی ہوں۔ (سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء' سنن نسائی کتاب النکاح باب کراھیة تزویج العقیم مسند احمد ج3ص 158`245) عورت بد اخلاق نہ ہو اور فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا بیوی کے ساتھ اچھا سلوک ہو۔ اور ہمارے ہاں بیوی پر تھانیدار بن جاتے ہیں۔ یہ کوئی کامیابی نہیں ہے۔ بیوی برابر کا ساتھی ہے۔ اس کی دلجوئی مسلمان کا فرض ہے۔ نبی ﷺ کو دیکھ لو ایک ہی وقت میں 9 بیویاں تھیں اور حدیث میں آتا ہے کہ اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے۔ اپنا کپڑا خود سی لیتے تھے۔ چوہدریو' سن لو! یہ محمد ﷺ کی تعلیم ہے۔ کیسی سادہ اور پیاری زندگی ہے۔ بیویوں سے اتنا پیار اور اتنی محبت کہ حضرت عائشہ جہاں پیالے پر منہ رکھ کر پانی پیتی وہیں حضور ﷺ منہ رکھ کر پانی پیتے تھے۔ کیا کہیں گے۔ وہ عاشق تھے' نعوذ باللہ من ذلک کوئی دیوانے تھے؟۔۔۔ نہیں نہیں' بالکل نہیں۔۔۔ وہ محمد ﷺ تھے' جن پر فرشتے نازل ہوتے تھے۔ اور بیوی حضرت عائشہؓ گھر میں ہیں' حضور ﷺ کے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''عائشہ!

جبرائیل آئے ہیں اور تجھے سلام کہتے ہیں۔" میرے بھائیو! لوگوں نے محمد ﷺ کو چھوڑ دیا۔
کوئی حنفی بن گیا' کوئی کچھ بن گیا' کوئی کچھ بن گیا۔ کسی نے پیروں' فقیروں اور اماموں کو پکڑ لیا۔
دین گیا اور چھٹی ہو گئی۔ جو نہی محمد ﷺ کا دامن آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا آپ کا ایمان
رفو چکر ہو گیا۔ اسلام وہی کھرا ہے' اسلام وہی سچا ہے' وہی اللہ کو پسند ہے جو محمدی ہو۔ میں
آپ کو اب ایک حدیث سناتا ہوں' توجہ سے سنتے جایئے! آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ جو
انگوٹھے چومتے ہیں اور اپنے آپ کو عاشق کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کا نام آجائے تو انگوٹھے
چومتے ہیں لیکن نبی کے پیچھے نہیں لگتے۔ ان کا یہ عشق ان کے کسی کام نہیں آئے گا۔ یہ تو
پاگل پن ہے' اسلام کی یہ تعلیم قطعاً نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ کچھ یہودی آپ کے پاس
آئے' ان کی کتابوں میں آپ کے بارے میں بشارتیں تھیں۔ وہ آپ کو چیک کرنے کے لیے'
آپ کا امتحان لینے کے لیے آجاتے۔ چنانچہ کچھ یہودی آئے جن کے بارے میں یہ حدیث
ہے۔ عَنْ صَفْوَانِ بْنِ أَثَالٍ قَالَ قَالَ يَهُودِيٌّ لِصَاحِبِهِ اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى
هٰذَا النَّبِيِّ ایک یہودی اپنے ایک ساتھی سے کہنے لگا چل! آج ذرا سیر کریں' مزا اڑائیں'
اس نبی کے پاس چلیں۔۔۔۔ محمد ﷺ کو چل کر چیک کریں۔ یہ بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور
ہم بھی نبیوں کے ماننے والے ہیں۔ ہم تورات کے حامل ہیں' چل اس کے پاس چلتے ہیں۔
فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وہ یہودی ساتھی کہنے لگا۔ نبی کا لفظ نہ کہہ۔۔۔ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ اِنَّهٗ
لَوْ سَمِعَكَ اگر اس نے سن لیا کہ مجھے یہودی بھی نبی کہتے ہیں تو لَكَانَ لَهٗ اَرْبَعُ
اَعْيُنٍ اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی' وہ بڑا خوش ہو جائے گا۔ اس لیے اس کے سامنے اس
کو نبی نہ کہہ۔ وہ بڑا فخر کرے گا۔ اَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وہ دونوں یہودی حضور ﷺ
کے پاس آگئے۔ آکر آپ کا ٹیسٹ لیا۔ چوں کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دیے
تھے' ان کی کتابوں میں ان کا ذکر موجود تھا' انھوں نے سوال کیا کہ وہ کون سی نشانیاں تھیں جو
اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو دی تھیں۔ ان کے دل میں یہ خیال کہ اگر یہ سچا نبی ہو گا تو ضرور بتا

دے گا اور اگر نقلی ہوا تو مزے۔۔۔! آپ نے وہ باتیں فٹافٹ بتا دیں۔ پھر آپ نے ان کو سمجھایا بھی کہ وَ عَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُوْدُ اَلاَّ تَعْتَدُوْا فِي السَّبْتِ کہ تم ہفتے کے دن اللہ کی عبادت کیا کرو' اس دن خاص طور پر ظلم اور زیادتی سے پرہیز کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خاص حکم ہے۔ وہ بڑے خوش ہوئے۔ کیا کرنے لگے۔ فَقَبَّلاَ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ آپ کے ہاتھ بھی چومنے لگے اور پاؤں بھی۔ اب دیکھو عشق اور دیوانگی۔۔! اور کہنے لگے فَقَالاَ نَشْهَدُ اِنَّكَ لَنَبِيٌّ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ سچے نبی ہیں۔ دیکھو چومنے چاٹنے کا کام بھی کر لیا اور پھر زبان سے بھی کہ نَشْهَدُ اِنَّكَ لَنَبِيٌّ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا سچا نبی ہے۔ اب دیکھیں آپؐ نے کیا معیار مقرر کی ہے؟ کیا چومنے اور چاٹنے کو معیار قرار دیا؟ یا اس گواہی نَشْهَدُ اِنَّكَ لَنَبِيٌّ کو۔ آپ نے پوچھا: فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِي اگر تم مجھے نبی مانتے ہو تو میری پیروی کیوں نہیں کرتے ہو۔ میرے پیچھے کیوں نہیں چلتے ہو۔ سن لیا آپ نے؟ دیکھ لیجیے گا' آپ نے کلمہ پڑھا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کلمہ کے دو اجزاء ہیں ایک کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے' سب اس کے محتاج ہیں اور دوسرا محمد اس کے رسول ہیں۔ یعنی محمد ﷺ پر ایمان لانا۔ محمد ﷺ پر ایمان لانے کے کیا معنی ہیں؟ یہ کہ آپ حنفی بن جائیں؟۔۔ سوچیں کس قدر تضاد ہے؟ آپ وہابی بن جائیں' آپ غوث پاک کے مقلد ہو جائیں؟ پیر دستگیر کو پکڑ لیں۔ فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِي اگر تم مجھے نبی مانتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اب نتیجہ کیا نکلا؟ جو حضور کے نام پر چومے چاٹے' جو حضورؐ کے جوتے کو چومتا چاٹتا رہے' آپ کے بالوں کو مسلتا رہے' دنیا جہان کے چکر کاٹتا رہے لیکن نبی کی پیروی نہ کرے۔ پیر اور فقیر پکڑے۔ چھٹی ۔۔۔ چھٹی۔۔۔ معاملہ بالکل ختم۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں۔ آپ نے یہ حدیث سن لی' میں نے کوئی بات ویسے تو نہیں کہی۔ اسی لیے یہ حدیث میں نے باقاعدہ کوٹ کی ہے۔ آپ کو اس کی عبارت سنائی ہے۔ آپ نے فرمایا

کہ تم میرے ہاتھ چومتے ہو' میرے پاؤں چومتے ہو اور کہتے ہو نَشْهَدُ اِنَّكَ لَنَبِيٌّ ہم اقرار کرتے ہیں کہ تو نبی ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِي میری پیروی کیوں نہیں کرتے؟ مسلمانو! سن لو۔ آپ دیوبندی ہوں' آپ بریلوی ہوں' آپ وہابی ہوں' آپ شیعہ ہوں' آپ کچھ ہوں' اگر محمد ﷺ پر آپ کا ایمان ہے تو ان کی سنت پر چلیں' ان کے طریقے پر چلیں۔ شبینہ کرنا چاہیے کہ نہیں؟ محمد ﷺ سے پوچھو۔ آپ نے کبھی کیا' کروایا' اگر نہیں کیا' تو تو بھی نہ کروا۔ "ختم دینا" جائز ہے کہ نہیں' محمد ﷺ سے پوچھو۔ اگر حدیث سے ثابت نہیں ہے تو یہ دین نہیں ہے۔۔ بے دینی ہے۔ اسلام کیا ہے؟ خدا کے لیے اس بات کو یاد کر لو۔ جب فرشتہ جان نکالے گا۔ یہ پوچھے گا اسلام کیا ہے؟ اسلام حنفی بننا نہیں ہے' اسلام وہابی بننا نہیں ہے۔ کسی فرقے میں جانا نہیں ہے۔ اسلام محمد ﷺ کے پیچھے چلنے کا نام ہے۔ کہیے میں غلط بات کہہ رہا ہوں؟ کوئی زیادتی کی بات کر رہا ہوں؟ کسی کی دل آزاری کی بات کر رہا ہوں؟ یہ اکیس اپریل کا جمعہ ہے اور میں نے اتفاق سے پڑھایا۔ اس میں یہ مسئلہ آ گیا کہ روزے کو جلدی افطار کرنا چاہیے۔ یہ جونہی سورج غروب ہو جائے' دیر نہ لگائی جائے۔ آپ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں۔ اور میں نے کہا کہ ہمارے ہاں شیعہ دیر کرتے ہیں۔ پھر ان کے بھائی بریلوی دیر کرتے ہیں۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی دیوبندی دیر کرتے ہیں۔ اور یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ کوئی رپورٹر آیا تھا' یہ بچارہ کوئی شیعہ دوست تھا یا دیوبندی تھا جا کر رپورٹ کر دی کہ جی! یہ تو ہمیں جمعہ میں گالیاں دیتے ہیں' بہت برا بھلا کہتے ہیں۔ انھوں نے مجھے بلایا کہ آپ کے خلاف رپورٹ آئی ہے۔

میرے بھائیو! خوب سمجھ لو یہ کسی کی دل آزاری کی بات نہیں ہے۔ یہ خالص اسلام کی بات ہے۔ جب تک آپ یہ طے نہیں کریں گے' اپنا ایمان نہیں بنائیں گے کہ پیروی صرف اور صرف محمد ﷺ کی کرنی ہے۔ محمد ﷺ کے بعد پیروی کے قابل کوئی نہیں' پیروی کے لائق اور کوئی نہیں۔۔۔ نہ کوئی صحابی' نہ کوئی تابعی' نہ کوئی امام' نہ کوئی پیر' نہ کوئی فقیر' نہ کوئی ولی' نہ کوئی زندہ' نہ کوئی مردہ۔ پیروی کے لائق صرف محمد ﷺ ہیں۔ آپ نے

فرمایا: دیکھو! آپ نے کسی امام کا نام نہیں لیا۔ آپ نے صاف بات کر دی کہ لوگو! سن لو۔ میں آیا ہوں' اسلام پہنچائے جا رہا ہوں۔ میں چلا جاؤں گا۔ اگر فرض کر لو سمجھانے کے لیے امام ابو حنیفہ کا نام نہیں لیا۔ وہ تو درجے میں بہت نیچے ہیں' امام شافعی کا نام نہیں لیا' وہ امام ہیں۔ بہت نیچے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا۔ فرمایا لَوْ بَدَءَ لَكُمْ مُوْسٰى اے مسلمانو! سن لو' میں محمد (ﷺ) جب نبی بن کر آ گیا' میری نبوت کے بعد اگر موسیٰ علیہ السلام بھی آ جائیں اور تم ان کی پیروی کرنے لگ جاؤ۔ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ (رواہ الدارمی ' مشکوۃ کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة عن جابرؓ) تم اسلام سے ہٹ جاؤ گے۔ اب بتاؤ! موسیٰ علیہ السلام کا درجہ زیادہ ہے یا اماموں کا درجہ زیادہ ہے۔ جن کی آج ہم پیروی کرتے ہیں۔ مقلد ہیں اور ان کے نام پر آنکھیں بند کر کے چلے جا رہے ہیں۔ خوب سمجھ لو' اگرچہ باتیں بہت سخت ہیں' کرخت ہیں' آپ کو بہت گرم نظر آتی ہیں۔ لیکن کیا کریں بلغم اسی سے خارج ہوتی ہے۔ بادی اسی سے دور ہوتی ہے۔ گرمی اس سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ کے دل میں ایمان ہو' تو صرف محمد ﷺ کی پیروی کرو۔ بال برابر اس میں کمی نہ آئے۔ جب قبر میں جائیں گے تو فرشتے پوچھیں گے کہ تیرا نبی کون تھا؟۔۔۔ اب آپ نماز تو حنفی طریقے کی پڑھیں' پاؤں جوڑ کر ایڑھی سے ایڑھی ملا کر اور ہاتھ ناف کے نیچے باندھ کر اور ٹھونگے مار مار کر حنفی طریقے کی نماز پڑھیں تو فرشتے سے یہ کہہ سکیں گے کہ میرا نبی محمد ﷺ ہے؟ آپ کے منہ سے یہ نکلے گا ہی نہیں؟ کیوں کہ پیروی کے لیے نبی ہوتا ہے۔ پیروی کے لیے کوئی اور نہیں ہوتا۔ جب آپ نے پیروی نبیؐ کی نہیں کی کسی اور کی پیروی کرتے رہے' کسی پیر فقیر کی پیروی کرتے' کسی اور کے پیچھے چلتے رہے تو آپ کے منہ سے یہ کبھی نہیں نکلے گا کہ میرا نبی محمد ﷺ ہے۔ صحابہؓ برائی کو برائی جانتے تھے' گناہ کو گناہ سمجھتے تھے۔ اگر ان کو کسی مسئلے کی ضرورت ہوتی یا کسی چیز میں شبہ ہوتا تو آکر حضور ﷺ سے پوچھتے۔ اگر اللہ کے رسول ﷺ اجازت

دے دیتے تو بلا خوف کر لیتے۔ ایک صحابی کی ایک لونڈی تھی۔ جانور چرایا کرتی تھی' اس کا ایک جانور مرنے لگا' لونڈی نے ہمت کی' کوئی تیز دھار پتھر لیا اور چیرا دے دیا۔ خون نکال دیا۔ جانور مر گیا۔ جان نکل گئی۔ اس کا مالک آیا تو دیکھا کہ جانور تو ختم ہے۔ پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا یہ بات تھی۔ مرنے لگا تھا۔ میں نے پتھر لے کر چیرا دے دیا۔ اس کا تزکیہ کر دیا۔ جانور کو یہاں سے ذبح کر دیا جائے نارمل حالات میں تو اس کو ذبح کہتے ہیں۔ اور اگر جانور کنوئیں میں گر جائے' یا قابو نہ آئے' کوئی ایسی صورت بن جائے' تو پھر اس کو تیر مار دینا یا دھار دار چیز مار دینا خون نکال دینا اس کو تزکیہ کہتے ہیں۔ جانور اس سے بھی حلال ہو جاتا ہے۔ اب عورت نے تزکیہ کر دیا۔ صحابی کو پتا نہیں تھا۔ اب وہ رک گیا کہ اس کا گوشت نہیں کھائیں گے۔ پہلے پوچھ لیں نبی ﷺ سے کہ یا رسول اللہ ﷺ میری لونڈی نے آج ایسا کر دیا ہے۔ یہ ہمارے لیے حلال ہے کہ نہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں حلال ہے۔ (رواه البخاری ' مشكوة ' كتاب الصيد' والذبائح عن كعب بن مالك رضى الله عنه) اب دو مسئلے نکلے' ایک یہ کہ عورت کا ذبح کیا ہوا حلال ہوتا ہے۔ ہمارے ایک پڑوسی تھے جن کی بچی قرآن مجید پڑھتی تھی۔ کوئی مہمان وغیرہ آئے اور وہ مرغی اٹھائے ہمارے گھر آ گئی کہ جی! ذبح کر دو۔ کیوں؟ یہ سب کام مولویوں کے ہیں' مولوی کی جو ہوتا ہے۔ مولوی صاحب ذبح کرے گا۔ اب میں بیمار تھا ویسے ہی لیٹا رہتا تھا۔ میں نے اپنی لڑکی سے کہا اور اس نے چھری پھیر دی۔ مرغی ذبح کر دی۔ اور ہمارے گھر میں اکثر یہ ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اور میری دو بہنوں نے گائے ذبح کر دی۔ اس لڑکی نے گھر جا کر بتا دیا کہ مرغی مولوی صاحب نے ذبح نہیں کہ بلکہ ان کی لڑکی نے کی ہے۔ انھوں نے وہ مرغی ہمارے گھر بھیج دی کہ اس کو اب آپ ہی کھائیں' یہ تو حرام ہو گئی۔ کیوں؟ مسئلہ یہ کہ عورت ذبح کرے تو حرام ہو جاتی ہے۔ یہ نقلی مسلمانوں کے کام ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ۔۔۔ اللہ اکبر ۔۔۔! وہ مسلمان تھے؛ جن کے ہوتے ہوئے کفر میں دم خم بالکل نہیں ہوتا تھا۔ قربانی کا وقت آ جاتا تو ابو موسیٰ اشعری اپنی بیٹیوں سے کہتے کہ دیکھو یہ قربانی تم نے کرنی ہے۔

خرچہ تمھارا ہے' پیسے تمھارے ہیں۔ لہذا تم اپنے ہاتھ سے ذبح کرو۔ اور ہمارے ہاں کیا ہے؟ مجھے اندر جا لینے دے' مجھے اندر جا لینے دے پھر چھری پھیرنا۔ اور یہی حال ہمارے اسلام کا آج کل ہے۔ اسلام کو کیسے ذبح کی جا رہا ہے۔ اور ہم چپ۔۔۔ دیکھتے جا رہے ہیں۔ جب ضیاء تھا اور اسلام کا کچھ نہ کچھ دال دلیہ تھا۔ تخریب کار تخریب کاریاں کر رہے تھے۔ 'خواہ روس کے اشارے پر' خواہ الذوالفقار کے اشارے پر' خواہ کسی اور کے اشارے پر۔۔۔ کوئی ہتھوڑا گروپ ہے۔ کہیں دھماکے ہو رہے ہیں۔ کبھی کچھ ہو رہا ہے اور کبھی کچھ ہو رہا ہے۔ آخر انھوں نے ضیاء کو صاف کر دیا۔ اب اسلام کا خاتمہ ہو رہا ہے' افغانستان کا بیڑا غرق ہو رہا ہے۔ کہو' کسی میں کوئی جرأت ہو' سارے مسلمانوں میں کوئی حرکت ہو' کفر کو کوئی ڈر ہو' انڈیا کو کوئی ڈر ہو' یا امریکہ کو کوئی ڈر ہو؟۔۔۔ جی ایم سید کو' جو کہ پکا ہندو ہے۔۔۔ بلوچستان میں دیواروں پر صاف لکھا ہوا ''اسلام مردہ باد'' کسی میں کوئی غیرت ہے؟ یاد رکھو! جس دور میں اسلام ذلیل ہو۔ اس دور کے مسلمانوں کو اللہ خاک کے برابر بھی نہیں جانتا۔ خدا ان کو ذلیل کرتا ہے۔ دیکھو ناں آپ اندازہ کر لیں۔ اللہ کی چیز دنیا میں دین ہی تو ہے ناں۔۔۔ باقی تو ساری چیزیں ہماری ہی ہیں۔ یہ زمین آپ کی' یہ مکان آپ کا' یہ کوٹھی آپ کی' یہ روپیہ آپ کا۔ یہ فلاں چیز آپ کی۔ اللہ کا کیا ہے؟ اللہ کا صرف دین ہے' جس کے بارے میں کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ دین میرا ہے۔ دین تو اللہ کا ہی ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ جو میرے دین کی حفاظت کرے گا وہ میرا ہے اور جو میرے دین کے بارے میں بے غیرت اور دیوث ہو گا' بے حس ہو گا' وہ نمازیں پڑھ لے' روزے رکھ لے' وہ کافر ہی ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اسلام کب ذلیل ہوتا ہے۔ جب مسلمان بے غیرت ہوتے ہیں۔ ایک یہودی بڑا شرارتی تھا۔ مکے والوں کو جا کر بھڑکاتا' کافروں کے جو مختلف قبائل تھے ان کو جا کر اکساتا۔ پڑ جاؤ محمد ﷺ کو۔۔۔ حضور ﷺ کی ہجو میں شعر کہتے۔ رسول اللہ ﷺ کو بڑی تکلیف ہوتی۔ دیکھ لو آپؐ بادشاہ تھے' لیکن آپ نے صحابہ سے کیا کہا۔ فرمایا: کوئی ہے جو اس کو صاف کر دے۔ فوراً ایک صحابی کھڑا ہوا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں۔ میں دیکھو اس کو ایک دن میں صاف کرتا ہوں لیکن کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی چالاکی تو کرنی پڑے گی' اور اس سلسلے میں آپ کی شان میں گستاخی بھی ہو

سکتی ہے تو کیا منع تو نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا تجھے اجازت ہے جو مرضی کہنا۔ چنانچہ وہ اس کافر کے پاس چلا گیا۔ اس سے دوستی کی باتیں شروع کر دیں۔ کہنے لگا کہ جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں بڑے تنگ ہو گئے ہیں۔ کوئی قرضہ ورضہ دے دے۔ کہنے لگا میں تمھیں پہلے ہی کہا کرتا تھا کہ یہ محمد تمھاری جان لے کر چھوڑے گا۔ تمھیں بہت ذلیل کروائے گا۔ چھوڑو اس کو تم کیوں اس کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ اس نے کہا کہ اب چھوڑنا تو اچھا نہیں اب کر جو بیٹھے ہیں۔ تو ہمیں قرضہ وغیرہ دے دے۔ ہماری مدد کر۔ اس نے کہا اچھا اگر مسلمان رہ کر قرضہ لینا چاہتا ہے کہ تو اپنے لڑکوں کو ہمارے ہاں گروی رکھ دو۔ اس نے کہا یہ تو بہت بدنامی کی صورت ہے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ ہمارے لڑکوں پر بہت بڑا دھبہ ہو گا۔ لوگ کہیں گے کہ تمھارے ابا نے تمھیں رہن میں رکھ کر قرضہ لیا تھا۔ کہنے لگا کہ اچھا اپنی عورتوں کو رہن میں رکھ دو۔ پھر قرضہ لے لو۔ صحابی کا خون کھولتا ہو گا۔ لیکن مہم کیا تھی؟ کس کام پر آیا ہوا تھا؟ کہنے لگا یہ بات بھی قابل برداشت نہیں ہے۔ کوئی اور کر۔ اگر تو کہے تو ہم سارے کا سارا اسلحہ رکھ دیتے ہیں جو ہمارے پاس ہے۔ کہنے لگا چلو یہی سہی۔ اچھا پھر ہم کل لے آئیں گے۔ بس اگلے دن گئے اور صفائی کر دی۔ (زادالمعاد ج 2ص 91الرحیق المختوم 401:) آپ اندازہ کر لیں یہ سارا کام کس نے کروایا؟ یہ سارا کام محمد ﷺ نے کروایا۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ مسلمان ضرورت کے وقت سیاست نہیں لڑاتا۔

ابن حجاج ایک کافر تھا' بہت بڑا ساہوکار کا بیٹا۔ اربوں کا مالک' اس کی دولت سونے اور چاندی کے ذخائر تھے۔ اس کی کانیں تھیں۔ یہ سب کچھ اس کی بیوی کے پاس تھا جو مکہ میں تھی۔ وہ مسلمان ہو گئے۔ کہنے لگے یارسول اللہ میں مسلمان ہو گیا ہوں مگر جب میری بیوی کو پتہ لگے گا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو میرا سارا مال گیا۔ مجھے کوئی حیلہ بتائیں کہ میں اپنا مال کیسے بچاؤں۔ آپ نے فرمایا تو جا کر لے لے۔ وہ کہنے لگا یارسول اللہ! وہاں مجھے صریحا جھوٹ بولنا پڑے گا۔ فرمایا تجھے اجازت ہے۔ وہ مکے آ گیا' ادھر آپ نے خیبر فتح کیا تھا۔ آتے ہی بیوی سے کہنے لگا کہ خیبر کی جنگ ہوئی' محمد ﷺ گرفتار ہو گئے ہیں۔ یہودیوں نے قید کر

لیے ہیں اور مسلمانوں کو بہت شکست ہوئی ہے۔ ان کا مال جو تھا وہ بہت کچھ یہودیوں کے ہاتھ لگا۔ اب لوگ اس کو خریدیں گے۔ فٹافٹ پیسہ نکال' اب میں بھی جا کر اس کو خریدوں گا۔ بیوی کہنے لگی کہ فٹافٹ لے جا۔ جلدی کر۔ بیوی نے قریش مکہ میں مشہور کر دیا' مکہ کے جو بڑے بڑے سردار تھے ان میں مشہور کر دیا کہ محمد کا بھی خاتمہ ہوا اور جان چھوٹی۔ اس نے یہ کہا کہ خیبر کے یہودیوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ محمد (ﷺ) کو مکہ والوں کے ہاں بیچ دیں گے تاکہ یہ اس کا کچومر نکالیں۔ اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کریں۔ مکے والے خوش ہو گئے کہ اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ حضرت عباسؓ در پردہ مسلمان ہو چکے تھے۔ جب انھوں نے یہ بات سنی تو ان کو بہت تکلیف ہوئی کہ میرے بھتیجے کا یہ حشر۔ اس کے پاس آدمی بھیجا کہ میں اٹھنے سے قاصر ہوں تو مجھے حقیقت بتا۔ اس نے آدمی سے آہستہ سے کہہ دیا کہ تین دن کے بعد مجھے ملنا۔ جب سارا مال وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا' سب ٹھیک ٹھاک کر لیا تو اس کے بعد حضرت عباسؓ کو بلایا' اور کہا کہ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے۔ وہاں کے سردار کی بیٹی لونڈی بنی ہے۔ جس سے آپ نے نکاح کر لیا ہے۔ حضرت عباس خوش ہو گئے۔ لیکن کہہ دیا کہ جب تک میں مکہ سے نہ نکل جاؤں کسی سے بات نہ کرنا۔ چنانچہ وہ جب ان کی زد سے نکل گئے تو حضرت عباسؓ نے نئے کپڑے پہنے' شہر میں مزے سے گھومے پھرے۔ لوگوں نے کہا تجھے تو غم کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا غم کیسا؟ میرے بھتیجے نے تو سارا خیبر فتح کر لیا ہے۔ یہودیوں کے جو بڑے بڑے سردار تھے ان کے سر قلم کر دیے ہیں۔ ان کی بیٹی سے آپ نے شادی کر لی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ تمھیں کیسے پتہ چلا۔ انھوں نے کہا وہی جو تمھیں بتا کر گیا ہے' اسی سے پتا چلا ہے۔ دیکھ لو یہ سیاست تھی۔ کفر کے ساتھ یہ سب معاملے چلتے ہیں۔

لیکن آج کل کا مسلمان جس نے اسلام کو ابھی سمجھا ہی نہیں وہ یہ کہتا ہے کہ چغلی کسی حال میں بھی صحیح نہیں ہے۔ لیکن چغلی بہت باتوں میں جائز ہے۔ آپ سے کوئی آکر مشورہ کرتا ہے کہ بھئی! فلاں آدمی مجھ سے آکر قرض مانگتا ہے کہ وہ آدمی کیسا ہے؟ آپ

کہتے ہیں:۔۔۔نہ نہ اسے پیسے نہ دینا وہ واپس نہیں کرے گا۔ تو یہ چغلی جائز ہے۔ چغلی کی تعریف کیا ہے؟ یہی کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کی برائی کو بیان کر دیا جائے۔ اس کے اندر جو عیب پایا جاتا ہے اس کو بیان کر دیا جائے۔ یہ چغلی ہے لیکن اگر مقصد نیک ہو' کسی مسلمان کو بچانا مقصود ہو تو یہ جائز ہے' بلکہ ثواب ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر دو چار آدمی کسی کے قتل کی سازش کر رہے ہوں آپ کے کان میں اس کی بھنک پڑ جائے۔ آپ جا کر اس کو بتادیں کہ فلاں لوگ آپ کے قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اور اگر اسے پتہ بھی ہے اور جا کر بتاتا نہیں تو یہ بھی مجرم ہے' یہ بھی قاتل ہے' یہ بھی خونی ہے' جہاں وہ پکڑے جائیں گے یہ بھی پکڑا جائے گا۔ اس چاہیے کہ اسے جا کر خبردار کر دے۔ ہوشیار کر دے۔ یہ کوئی چغلی نہیں' کوئی گناہ کی بات نہیں۔ اسی طرح سے جھوٹ بولنا ہے۔ ہمارا جاسوس پکڑا جائے' انڈیا والے ہمارے جاسوس کو پکڑ لیں' اب وہ نقلی مسلمان ہو گا تو وہ کہے گا کہ میں سچ بولنے کا عادی ہوں' میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور اسلام کی تعلیم بھی نہیں۔ اور یہ بتادے کہ فوج وہاں بیٹھی ہے' اسلحہ وہاں پڑا ہوا ہے تو یہ صحیح مسلمان نہیں ہے۔ اگر آنکھوں والا مسلمان ہو گا' دین دار مسلمان ہو گا' اسلام کی سمجھ رکھتا ہو گا تو انہیں جھوٹ بول کر ٹرخانے کی کوشش کرے گا۔

میرے بھائیو! مسلمان وہ ہوتا ہے جو کچھ ہاتھ کرتا ہے۔ مسلمان وہ نہیں ہوتا جو بے غیرت ہو' بے عمل ہو' بالکل مٹھس ہو' جس کی ہوا نکل گئی ہو۔ سوچو مسلمانو! اور اگر اس کا کفر پر رعب نہ ہو۔ دیکھو! کتنے مسلمان ہیں' مسجدیں بھری پڑی ہیں۔ صبح سے شام تک ذبح کرنے لگو تو کم بخت ختم ہی نہیں ہوں گے' لیکن کفر کو کچھ ڈر ہی نہیں۔ سب کفر کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلتے ہیں۔ مزے کرتے ہیں' کوئی غیرت ہی نہیں۔ کچھ نہیں۔ اور یہ دلیل ہے کہ اللہ کو ہمارا اسلام قبول ہی نہیں۔

میرے بھائیو! جس میں اسلام ہوتا ہے' اس میں بڑی غیرت ہوتی ہے۔ وہ دیوث کبھی نہیں ہوتا۔ وہ بے غیرت کبھی نہیں ہوتا۔ وہ اسلام کو رسوا نہیں کرتا۔ وہ مسلمانوں کو رسوا ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھتا۔ وہ پاکستان کا خاتمہ ہوتے کبھی نہیں دیکھتا۔ اس میں جرأت ہوتی ہے۔ اس میں جان ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ "یاراں نے پٹھے کھانے ہیں جتھے مرضی بن

دو۔" سنی ہے کہاوت کہ نہیں۔ بھینس آپ کی گھر کی ہو' آپ نے گھر میں پالی ہو' آپ اس کو بیچ دیں' وہ جہاں جائے گی کھر لی پر پٹھے ہی کھائے گی۔ مزے کرے گی' کبھی نہیں روئے گی کہ ہائے میرا مالک!وہ تو یہی کہے گی کہ ہم نے تو پٹھے کھانے ہیں جہاں مل گئے ٹھیک ہے۔ ہمارے ملک میں بعض بے غیرت ایسے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ اگر پاکستان نہیں تو چلو جی انڈیا ہی سی۔ ہمیں تو زمینداری کرنا ہے' ہمیں تو نوکری کرنی ہے' ہم تو کلرک ہیں۔

میرے بھائیو! میں جو آپ سے باتیں کہہ رہا ہوں یہ تجربے کی ہیں' مشاہدے کی ہیں۔ میں مثالوں سے آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ یہ کبھی خیال نہ کرنا کہ نمازیں آپ کو بچا لیں گی۔ بے غیرت کی نماز اس کو کبھی نہ بچا سکے گی۔ بے غیرت کی نماز اللہ کبھی قبول نہیں کرتا۔ میں منڈی یزمان گیا اور کہا کہ اگر پیپلز پارٹی کو ووٹ دیے تو بے نظیر آئے گی۔ اگر عورت مسلط ہو جائے تو کتنا بڑا گناہ کا کام ہے۔ ایک آدمی کہنے لگا کہ کیا حرج ہے۔ ایک اہل حدیث کہنے لگا کہ کیا حرج ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تیری بیوی تجھ پر چڑھ جائے اور وہ تجھ پر حکمرانی کرے تو کیا حرج ہے۔ کہنے لگا کہ جی!وہ تو برداشت نہیں کروں گا۔ میں نے کہا کہ پھر بے غیرت ہی ہے نا۔۔۔ شام کا ایک عالم ہمارے ہاں آیا ہوا تھا۔ جب ہمارے ہاں انقلاب آیا اور بے نظیر آگئی تو اس نے کہا کہ اللہ نے اپنی رحمت کا ہاتھ پاکستان سے اٹھا لیا ہے۔ دیکھ لو کراچی کا حال' سندھ کا حال۔ دیکھ لو کیسے لوگ آرہے ہیں۔ جیسے دو ملک ہوتے ہیں۔ میں یہ باتیں کیوں کر رہا ہوں؟ تاکہ آپ کا خاتمہ اچھا ہو جائے۔ دیکھو کرنا کروانا جو کچھ ہے وہ اللہ ہی نے ہے۔ جب بھی کچھ ہوتا ہے اللہ ہی کے امر سے ہوتا ہے۔ اللہ کے کرنے سے ہوتا ہے۔ اللہ ہمارے دلوں کو دیکھتا ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ اور جب خدا کا عذاب آتا ہے تو اس سے نہ ہم بچیں گے اور نہ آپ بچیں گے۔ ہمارا جرم کیا ہے؟ دل میں غیرت تو ہے لیکن ہم نے کیا ہی کچھ نہیں' ہاتھ نہیں ہلایا۔ بس زبان سے باتیں ہی کی ہیں۔ اللہ کو غیرت پسند ہے۔ دیکھ لو مسلمان ہائے ہائے! حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت ہے۔ زکوٰۃ دینے والوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا کہ ہم مرکز میں زکوٰۃ جمع نہیں کروائیں گے۔ ویسے دیں گے۔ لیکن صوبائی عصبیت' قومی عصبیت کہ اپنے بیت المال بنائیں گے۔ اپنے فنڈ بنائیں گے۔ زکوٰۃ کے لینے دینے کا کام کریں گے'

مرکز کو زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا میں ایسے لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ جو تلوار مسیلمہ کذاب کو قتل کرتی ہے' جو تلوار اور کافروں کو قتل کرتی ہے وہی ان مسلمانوں پر بھی اٹھے گی جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بہت سمجھایا کہ اے ابوبکرؓ زیادہ سخت نہ ہوں۔ ابوبکرؓ نے کہا عمر! ابوبکر زندہ ہو اور دین کا کوئی حکم مٹ جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ دیکھا اسلام ۔۔۔ اَیُنْقَصُ الدِّیْنُ وَ اَنَاحَیٌّ (رواہ رزین' مشکوۃ کتاب المناقب' والفضائل' باب مناقب ابوبکرؓ عن عمرؓ) دین کا نقصان ہو اور میں زندہ رہوں؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس سے مر جانا بہتر ہے۔ سو میرے بھائیو! اپنے ایمان کو تازہ کرو۔ زندہ کرو' اور سوچو کیا بن رہا ہے؟ ووٹ دیں گے تو کس کو دیں گے؟ کہ اجی! وہ ریاستی ہے اس کو ووٹ دیں گے۔ اگر ریاستی ہے تو ریاستی کو' اگر جاٹ ہے تو جاٹ کو' اگر ارائیں ہے تو ارائیں کو ووٹ دیتے ہیں۔ یہ سب کفر کی باتیں ہیں میں آپ کو ایک آخری بات بتا دوں۔ اگر آپ کے ایمان میں' آپ کے مذہب میں' جو بھی ہے یہ چیز پائی جاتی ہے کہ دین کا آپ کو خیال نہیں' اپنی قوم کا آپ کو خیال ہے' اپنے ملک کا خیال ہے تو سمجھ لیں آپ کا دین گیا۔ ختم ہو گیا۔ دین صحیح کب ہوتا ہے جب سب سے زیادہ آپ کو دین کا پاس ہو۔ نہ ماں کا نہ باپ کا' آپ کو سب سے زیادہ دین کا پاس ہو۔ عبداللہ بن ابی کا بیٹا عبداللہ تھا۔ اس نے کہہ دیا کہ یہ نبی بھی مہاجر ہے' مکے سے بھاگ کر آیا ہے اور باقی ابوبکر' عمر وغیرہ یہ سارے کے سارے مہاجر ہیں۔۔۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔۔۔ منگتے ہیں' ہمارے ہاں آکر ٹھہرے ہیں۔ ہم سے لے کر کھاتے ہیں۔ اگر ہمارا داؤ چل گیا تو لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ [63:المنافقون:8] ہم جو عزت والے ہیں ان شوہدے مہاجروں کو نکال دیں گے۔ نبی ﷺ کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا۔ کہ عبداللہ بن ابی نے یہ بات کہی ہے۔ اس کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ تھا۔ اس کو بھی پتہ چل گیا کہ میرے باپ نے یہ کچھ کہا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ! جو میرے باپ نے کہا ہے آپ کو بھی معلوم ہو گیا

ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اس کے خلاف کوئی ایکشن لے لیں۔ اس کے قتل کا حکم دیں۔ خدا کے لیے یہ کام نہ کرنا۔ میرا باپ ہے ہو سکتا ہے کہ میری رگ پھڑ کے۔ ہاں مجھے حکم دیں کہ میں اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دوں تاکہ میرے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ فلاں نے میرے باپ کو قتل کیا ہے۔ جب لوگ مدینے میں داخل ہونے لگے تو یہ دروازے پر کھڑا ہو گیا' تلوار تان لی' ننگی کر لی۔ فلاں گزر رہا ہے' فلاں گزر رہا ہے' جا رہا ہے' کسی کو کچھ نہیں کہا۔ جب باپ آ گیا اسے کہنے لگا ٹھہر جا۔ تو نے یہ کہا کہ نبی ذلیل ہے اور تو عزت والا ہے۔ تو لوکل ہے اور وہ مہاجر ہے۔ تو نہیں جا سکتا۔ جب تک میں تیری گردن نہ اڑا دوں یا نبی آ کر تجھے چھڑا نہ دے۔ تو نہیں جا سکتا۔ میں تجھے قتل کروں گا۔ اب اس نے پیغام پہنچائے' توبہ کی' معافی مانگی' حضور ﷺ کو منگوایا اور حضور ﷺ نے کہا کہ عبداللہ جانے دے' اسے چھوڑ دے۔ پھر چھوڑ دیا گیا۔ میرے بھائیو! مسلمان جو ساری دنیا پر پھیلے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں جرأت تھی۔ حضرت عمرؓ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں کہا کہ یا رسول اللہ! یہ جتنے قیدی پکڑے گئے ہیں ان کو ان کے رشتہ داروں کے سپرد کر دو۔ اگر باپ ہے تو اس کے بیٹے کے سپرد کر دو' بیٹا ہے تو باپ کے سپرد کر دو تاکہ لوگ اپنے اپنے رشتہ داروں کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں۔ باپ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے تاکہ پتہ چلے کہ اس کے دل میں ایمان ہے کہ نہیں اور یہاں ہمارے ہاں پتہ بھی ہے کہ میرا باپ بے نماز تھا۔ پھر بھی بیٹا مولوی کے پاس جاتا ہے کہ مولوی صاحب میرا باپ مر گیا۔ اس کا جنازہ پڑھ دو۔ اب جنازہ پڑھیں گے' بیٹا ساتھ شریک ہو گا۔ اب بے نماز کو تو اللہ بخشتا ہی نہیں ہے۔ بے نماز کی بخشش کبھی نہیں ہوتی اور جنازہ اس کا پڑھا جاتا ہے جس کی بخشش کی امید ہو' اس لیے بے نماز کا جنازہ ہوتا ہی نہیں بالکل' لیکن ہائے' ہائے لوگ کیا کہیں گے۔ دیکھو جی! باپ کا جنازہ نہیں پڑھا۔ لیکن آپ یہ نہیں سوچتے کہ اللہ کیا کہے گا؟۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔ مجھے چھوڑ کر باپ کا جنازہ پڑھ رہا ہے۔ میرے بھائیو! مسلمان ہو جاؤ' خدا کے لیے مسلمان ہو جاؤ۔ موت کا کوئی پتہ نہیں کب آ جائے۔ گولیاں چلتی ہیں اور بے تحاشہ چلیں گی۔ اب تو اللہ جانے کہیں خانہ جنگی نہ ہو جائے۔ نہ جانے ملک کے کیا حالات ہوں گے' کب انڈیا پڑ جائے' کب روس پڑ جائے۔ دیکھ

لو بھر میں میزائل تو مار ہی دیا۔ اس سے بڑی بے غیرتی اور دیوث پن اور کیا ہو گا۔ ہمارا کوئی ٹس سے مس نہیں ہوا۔ کچھ رد عمل نہیں ہوا۔ اللہ آپ کو مسلمان کرے' اللہ مجھے بھی مسلمان کرے۔ اللہ آپ کے دلوں میں غیرت پیدا کرے کہ آپ نر مسلمان ہوں۔ جاندار مسلمان ہوں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ نمبر 69

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لاَ مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً مُّبِيْنًا [33: الاحزاب:36]

میرے بھائیو! ہم اس دنیا میں دنیا کمانے کے لیے نہیں آئے۔ ہم اس دنیا میں آخرت کمانے کے لیے آئے ہیں۔ جب اس دنیا میں آ ہی گئے' یہ دنیا تو بہر کیف ملنی ہی ملنی ہے۔ آدمی جب اس زمین پر قدم رکھتا ہے تو یہ نہیں کہ وہ کمائی کر کے اس زمین پر قدم رکھتا ہے' اس کو اللہ اس زمین پر لے آتا ہے۔ پھر جب وہ آتا ہے تو اس کی دنیا کتنی ہوتی ہے۔ ماں اس کی ہوتی ہے' باپ اس کا ہوتا ہے' رشتہ دار اس کے ہوتے ہیں' پھر گھر بار اس کے لیے ہوتا ہے۔ کھانے پینے کا انتظام اس کا ہوتا ہے۔ اور یہی دنیا انسان کا گزارہ ہے۔ یہ اس کی محنت سے پہلے اللہ اس کو دے دیتا ہے۔ آپ دیکھ لیں جو چیز بھی دنیا میں آتا ہے تو کس طرح

یہ سب کچھ اس کے لیے مہیا ہوتا ہے۔ گویا وہ دنیا میں آ گیا ہے اور دنیا اس کو مل گئی ہے۔ اب اس کو کیا کرنا ہے۔ اس کو آخرت کمانی ہے' دنیا نہیں کمانی۔ دنیا میں تو اس کو رہنا ہی رہنا ہے۔ اپنے رہنے کے لیے وہ روز کا روز انتظام کرتا رہے' لیکن مقصد دنیا کمانا نہیں ہونا چاہیے۔ مقصد آخرت کمانا ہونا چاہیے۔ دنیا انسان بہت بھی کما لے' پھر یہ اس کا ساتھ نہیں دیتی۔ کیونکہ اگر یہ مقصود ہوتا تو یہ لازماً اس کا ساتھ دیتی۔ آپ نے مکان بنا لیا' آپ نے سارے انتظامات کر لیے لیکن آپ مر گئے۔ اگر وہ مقصود ہوتے تو آپ بھی زندہ رہتے۔ لیکن چونکہ وہ مقصود ہی نہیں تھا' اس لیے آپ چلے گئے وہ چیز پیچھے رہ گئی تو زمین ہے تو سب چیزیں ہیں۔ ایک نہیں دوسرا' دوسرا نہیں تیسرا۔ اب آخرت کی کمائی کیسے ہو؟ اللہ نے اس میں جس سہولتیں بھی بہت رکھی ہیں۔ اس میں مواقع بھی بہت مہیا کیے ہیں۔ اگر انسان چاہے تو اللہ ہر چیز کو عبادت بنا دیتے ہیں۔ جب عبادت بن گئی تو آخرت کا سامان بن گیا۔ مثلاً انسان نیت رکھے کہ میں آخرت کماؤں۔ دنیا کے ہر کام سے آخرت کماؤں تو ہر کام عبادت بن جائے۔ حتیٰ کہ اس کی پرائیویٹ زندگی' بیوی سے تعلق بچوں سے تعلق تک بھی عبادت بن جاتا ہے۔ بیوی سے پیار کرنا' بچوں سے پیار کرنا اللہ ان سب کو عبادت بنا دیتا ہے۔ لیکن کس کی؟ ہر ایک کی نہیں۔ یہ کام تو سارے ہی کرتے ہیں۔ کافر بھی کرتے ہیں' مسلمان بھی کرتے ہیں۔ اللہ ہر ایک کے اس تعلق کو عبادت نہیں بناتا۔ صرف اس آدمی کے تعلقات کو اللہ عبادت بناتا ہے جو ہر کام آخرت کی بہتری کے لیے کرتا ہے' جو آخرت کی کمائی کے لیے کرتا ہے۔ جو آدمی چوبیس گھنٹے کا یہ پروگرام بنا لیتا ہے کہ اللہ مجھ سے راضی ہو جائے' کوئی ایسا کام نہ کروں جس سے اللہ مجھ سے ناراض ہو تو اس آدمی کے ہر کام کو اللہ عبادت بنا دیتا ہے۔ اب اس کا ہر کام عبادت بن جائے گا۔ اس کا بیوی سے پیار کرنا بھی عبادت ہوگا' بچوں سے پیار کرنا بھی عبادت ہوگا' اپنے جانور کی دیکھ بھال کرنا بھی عبادت ہوگا۔ اپنے گھوڑے' گائے' بھینس وغیرہ کی دیکھ بھال کرنا سب عبادت ہے۔ کیوں کہ اس آدمی نے یہ طے کر لیا ہے کہ مجھے اللہ کو راضی کرنا ہے۔ اللہ کو راضی کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کام اس کی منشاء کے بغیر' اس کے حکم کے بغیر' اس کی مرضی کے بغیر نہیں کرنا۔ اس کی نافرمانی نہیں کرنی۔ جس حالت میں بھی مجھے

پائے' دیکھے' میں اس کا فرماں بردار ہوں' نافرمان نہ ہوں۔ اور یہی زندگی کا اصل مقصد ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر آخرت کی کمائی کرے۔ جس نے یہ فیصلہ نہیں کیا' جس نے یہ سوچا نہیں' وہ بہت احمق ہے۔ بہت بے وقوف ہے۔ مسلمان کو تو اللہ نے بہت کچھ سمجھا دیا ہے۔ لیکن یہ بدبخت ہے۔ جو اس طریقے کو صاف نہیں کرتا۔ کافروں کی تو بات ہی کچھ نہیں' ان سے تو وعدہ ہی کچھ نہیں۔ مسلمان سے تو بہت وعدے ہیں۔ مسلمان جب اپنی نیت کو صاف کرے گا' اپنے دل کو صاف کرے گا' تو اللہ اس کے ہر کام کو عبادت بنا کر نیکیوں میں شمار کرتا جاتا ہے۔ اس کا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گا۔ لیکن ہم لوگ اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ ہمیں اس طرف سوچنا چاہیے۔ جو آدمی سوچتا ہی نہیں' سمجھتا ہی نہیں وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ بہت کام بہت سستے اور آسان ہوتے ہیں جن سے آدمی نیکی کما سکتا ہے لیکن نہ سوچنے کی وجہ سے ہم وہ چانس' وہ موقع کھو دیتے ہیں۔ اور قسمت والے جو ہیں ان مواقع سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور اپنی آخرت بنا لیتے ہیں۔ اللہ کو راضی کر لیتے ہیں' یہ طے کرنے کی بات ہے۔ یہ ایک اپنا اصول بنانے کی' سمجھ لینے کی بات ہے جو اس کو نہ سمجھے وہ پھر محروم ہی رہتا ہے جیسے میں نے آپ سے عرض کیا کہ ایک آدمی سمجھ لیتا ہے کہ میں اس دنیا میں اس کو ناراض نہ کروں' اللہ کو ناراض نہ کروں' کوئی کام اس کی نافرمانی کا نہ کرو۔ میں اس دنیا میں اس لیے آیا ہوں کہ آخرت کی کمائی کروں۔ میں تو حتی المقدور آخرت کی کمائی کروں گا۔ کوشش کروں گا کہ اللہ کی نافرمانی مجھ سے نہ ہو۔ ایسے بندے کے لیے اللہ پھر کہہ دیتا ہے کہ اے میرے بندے! تیرا سونا بھی عبادت ہے' تیرا جاگنا بھی عبادت ہے' تیرا ہل چلانا بھی عبادت ہے' تیرا دنیا کے لیے محنت مشقت کرنا بھی عبادت ہے۔ تیرا مزدوری کرنا بھی عبادت ہے اور تیرا نماز پڑھنا بھی عبادت ہے کیوں کہ جب تو میرا ہی بندہ بن گیا۔ غلام بن گیا' جیسے کوئی آدمی کسی کا نوکر ہو جاتا ہے کہ جی! میں آپ کا سب کچھ کروں گا۔ آپ مجھے روٹی کپڑا دے دیں۔ میری کوئی تنخواہ نہیں' میرا کچھ نہیں' میں بس آپ کا۔ چوبیس گھنٹے آپ کا جو کام ہو آپ مجھ سے کروائیں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا۔ تو سمجھو کہ یہ کامیاب ہو گیا۔ اور جس نے یہ تسلیم نہیں کیا' اپنے آپ کو اللہ کے سپرد نہیں کیا اور وہ "میں' میں" کرتا رہا اور کہتا رہا کہ جی! میں ایسا' میں ایسا' میں یہ کروں گا' میں

یہ کروں گا' اور اللہ سے نہیں ڈرتا' اپنے آپ کو اللہ کے سپرد نہیں کرتا تو وہ بدبخت ہے۔ وہ محروم رہے گا۔' زندگی کے ہر میدان میں ناکام رہے گا۔ جن لوگوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہوتا ہے' ان کا ہر معاملہ جو ہے وہ سیدھا ہوتا ہے۔ وہ کہیں چلے جائیں' ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اللہ راضی ہو جائے۔ دیکھ لو یوسف علیہ السلام جیل میں چلے گئے۔ کیا اسباب تھے؟ حالاں کہ وہ بہت نیک تھے اور قرآن ان کی پاکی بیان کرتا ہے کہ وہ ہمارے بہت نیک بندے تھے۔ اس کے باوجود وہ جیل میں چلے گئے۔ کوئی ہمارے جیسا ہوتا تو وہ کہتا کہ دیکھو جی اللہ کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ عورت تنہائی میں میرے پیچھے پڑی ہوئی تھی' اور میں اس کے پھندے میں نہیں آیا' میں نے اتنی بڑی قربانی کی اور پھر خدا بھی عجیب ہے کہ مجھے اٹھا کر جیل میں بھیج دیا۔ لیکن کوئی ملال ہی نہیں۔ کوئی قصور ہی نہیں کیا' کوئی جرم ہی نہیں کیا۔ جیل میں ہیں۔ شکوہ نہیں' شکایت کوئی نہیں۔ اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا کہ ان کے دو قیدی اور جیل میں چلے گئے۔ وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ان دونوں نے خواب دیکھا۔ ایک کہتا ہے اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا [12:یوسف:36] یوسف علیہ السلام سے کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور بادشاہ کو پلاتا ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے آ آ کر اس سے روٹیوں کو نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔ وہاں سے جھپٹ رہے ہیں' نوچ رہے ہیں۔ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اب یوسف جنھوں نے یہ طے کر رکھا تھا وہ اس بات کا خیال نہیں رکھ رہے کہ میں جیل میں ہوں' پہلے کنوئیں میں گرایا گیا۔ ان کے ذہن میں یہ ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں' وہ میرا رب ہے' اس کو ناراض نہیں کرنا' ہر حالت میں اس کو خوش کرنا ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر پوچھتے ہیں تو انھوں نے سوچا کہ اب یہ پریشان ہیں' ہم تینوں جیل میں ہیں کیوں نہ میں انھیں تبلیغ کروں اور یہ مسلمان ہو جائیں۔ یہ دین دار بن جائیں۔ تو وہ ان سے کہنے لگے تو مجھے خواب کی تعبیر پوچھتا ہے تجھے اندازہ ہے کہ میں کون ہوں۔ مجھے اللہ نے علم دیا ہے' خصوصاً خوابوں کی تعبیر کا- اور یہ سارا علم جو ہے یہ

میری محنت کا اثر نہیں ہے' میری اپنی کمائی ہوئی چیز نہیں ہے۔ یہ سب اللہ کا فضل ہے۔ تم نے اندازہ کیا کہ جو کھانا Daily آتا ہے میں تمھیں پہلے بتادیا کرتا ہوں کہ آج یہ آئے گا۔ آج دال آئے گی' آج چاول آئیں گے' آج گوشت آئے گا' آج فلاں چیز آئے گی' آج فلاں چیز آئے گی۔ آج کھانا اس قسم کا ہوگا' آج کھانا اس قسم کا ہوگا۔ نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ اَنْ يَّأْتِيَكُمَا کھانے آنے سے پہلے تمھیں بتادیا کرتا ہوں کہ آج کھانا اس قسم کا ہوگا۔ مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ یہ علم مجھے میرے رب نے دیا ہے۔ یہ اپنی دھاک بٹھاتے ہیں' ان پر اپنا اثر ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ نے مجھے یہ کمال دیا ہے۔ اللہ نے مجھے یہ خوبیاں دی ہوئی ہیں۔ تم مجھے معمولی نہ سمجھو۔ میں تمھیں خوابوں کی تعبیر بہت اچھی بتاؤں گا۔ لیکن میں تمھیں بتاؤں یہ علم اللہ نے مجھے کیوں دیا ہے۔ یہ کمال' یہ درجہ اللہ نے مجھے کیوں دیا ہے۔ اس لیے کہ میں نے مشرکوں کا دین چھوڑ دیا ہے۔ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ میں نے ان لوگوں کا دین چھوڑ دیا ہے کہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ جو آخرت کے ساتھ ایمان نہیں رکھتے۔ جو آخرت کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ میں نے ان کا دین چھوڑ دیا ہے۔ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اور میں نے دین نبیوں والا اختیار کیا ہے جو میرے باپ ابراہیم کا دین ہے' میرے دادا اسحاق کا دین ہے' میرے باپ یعقوب کا دین ہے۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ اور وہ کیا ہے؟ مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ کہ ہم شرک نہ کریں۔ میں نے یہ دین اختیار کر لیا ہے اور یہ بہت بڑا اللہ کا فضل ہے کہ اللہ کسی کو شرک سے بچالے۔ آدمی کا مذہب وہ ہو کہ جس میں شرک کا شائبہ تک نہ ہو۔ اس کا مذہب شرک سے بالکل پاک اور مبرا اور صاف ہو۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ

عَلَی النَّاس یہ اللہ کا ہم پر بہت بڑا فضل ہے اور جس کو یہ مل جائے اِس زمانے میں یا آنے والے کسی زمانے میں۔ وَ لٰکِنَّ اَکثَرَ النَّاسِ لاَ یَشکُرُونَ [12:یوسف:38] لوگ بڑے ناشکرے ہیں۔لوگوں کو اس چیز کی قدر ہی نہیں ہے۔وہ اس کو نعمت سمجھتے ہی نہیں ہیں۔اور یاد رکھو مذہب سچا ہونے کا فائدہ تب ہے کہ آپ کے دل میں خوشی ہو۔آپ کے دل میں اس بات کا فخر ہو کہ یااللہ! تو نے مجھے وہ دین دیا ہے جو تو اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔یہ خوشی اس کے دل میں اتنی ہو' اتنی ہو' دنیا کے لوگ جو بڑے امیر ہیں 'بڑے خوشحال ہیں' جن کے پاس دنیا کی عزت' دولت اور اقتدار ہے آپ کو وہ اپنے مقابلے میں ہیچ نظر آئیں۔اس لیے کہ اللہ نے آپ کو وہ دولت دی ہے جو اللہ اپنے خاص بندوں کو ہی دیتا ہے۔جب انسان کا یہ حال ہو جاتا ہے پھر اس کے سامنے دنیا کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔وہ لالچی کبھی نہیں ہوتا۔وہ کبھی نہیں چاہتا کہ مجھے کرسی ملے' مجھے یہ ملے' مجھے وہ ملے۔وہ سمجھتا ہے کہ جو اصل دولت تھی وہ مجھے ملی ہوئی ہے۔ جو دولت وہ اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے وہ اس نے مجھے دی ہے۔باقی تو سب بیکار ہے۔ میں نے آپ سے کئی دفعہ پہلے بھی جمعہ میں عرض کیا ہے اور آپ اس بات کو پھر سن لیں اور یاد کر لیں' ذہن نشین کر لیں کہ اصل نعمت وہ ہے جو اللہ کافر کو نہ دے اور صرف مسلمان کو دے۔اس بات پر غور کیجیے جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اصل نعمت کیا ہے ؟ وہ جو اللہ اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔ کافروں کو نہیں دیتا۔اب دیکھیے آپ کس چیز پر ناز کریں گے۔اگر آپ الیکشن میں کامیاب ہو گئے تو الیکشن تو کافر بھی جیت لیتے ہیں' وہ ایم۔پی۔اے اور ایم این اے نہیں بنتے' وہ منسٹر نہیں بنتے ؟ یا کوئی اور عہدہ مل گیا تو یہ تو کافروں کو بھی مل جاتا ہے۔یہ کوئی نعمت نہیں ہے۔جو چیز اللہ دشمنوں کو بھی دے دے وہ کوئی نعمت نہیں ہے۔ نعمت وہ ہے جو اللہ کافر کو نہیں دیتا۔وہ صرف اپنے خاص بندوں کو ہی دیتا ہے۔اور وہ صحیح عقیدہ اور صحیح دین ہے اور صحیح مذہب ہے۔ جس آدمی کو یہ احساس ہو جائے کہ اصل نعمت یہی ہے تو پھر کبھی دنیا کا بھوکا نہیں ہوتا۔بھٹو آیا۔اس کے بال دیکھے' اور ویسے ہی بال بنا لیے کہ ہائے بھٹو جیسا کوئی خوش قسمت ہو سکتا

ہے ؟اور کسی اور کافر کو دیکھا ویسی ہی اپنی شکل بنالی۔ یہ ماؤزے تنگ کا کوٹ بنالیا کہ جی ماؤزے تنگ بہت بڑا آدمی ہے۔ ویسا ہی کوٹ پہننا شروع کر دیا۔ خوش ہو رہے ہیں۔ ایسا کمینہ مومن کبھی نہیں ہوتا۔ کہ جو گھٹیا ہو' مراثی ہو' ریس کرنے والا۔ کبھی اس کے پیچھے لگ گیا' کبھی اس کے پیچھے لگ گیا۔ وہ بہت بے نیاز' بہت مستغنی' بڑا ہی خود دار ہوتا ہے۔ دنیا کے اتار چڑھاؤ سے اسے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ دنیا کیا ہے ؟ یہ دنیا کچھ نہیں ہے۔ دیکھ لو کل اندرا کے پاس تھی۔ اندرا کو کیسے صاف کر دیا' کل بھٹو کے پاس تھی اس کو کیسے اڑا دیا۔ ضیاء کے پاس تھی دیکھ لو وہ کیسے چلا گیا۔ اب بے نظیر کے پاس ہے اور وہ جان چھڑا رہی ہے لیکن جان چھوٹتی ہی نہیں ہے۔ یہ کوئی دنیا کی نعمتیں نہیں ہیں۔ یہ خدا کافروں کو بھی دیتا ہے۔ نعمت وہ ہے جو خدا صرف اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے۔ خدا صرف اپنے پیارے بندوں کو دیتا ہے۔ دیکھ لو یوسف جیل میں ہیں۔ بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا' کہ اس کو غائب کر دو' ماں باپ جو ہیں رو رہے ہیں۔ پیچھے ادھر کیا حالت ہے کہ گھر والوں کو پتہ ہی نہیں کہ ہمارا بیٹا کہاں ہے ؟ ادھر جیل میں ہیں۔ لیکن کیا کہہ رہے ہیں ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا یہ ہم پر اللہ کا فضل ہے کہ ہم مشرک نہیں ہیں۔ موحد ہیں' اللہ کو پہچاننے والے ہیں۔ اللہ سے ہمارا تعلق ہے۔ اللہ ہمارا دوست ہے اور یہ بڑی شکریے کی بات ہے۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لاَ يَشْكُرُوْنَ [12:یوسف:38] لیکن اکثر لوگ جو ہیں وہ اس نعمت کی قدر نہیں کرتے۔ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اور میں اللہ پر بہت خوش ہوں کہ اللہ نے مجھے وہ نعمت دی ہے جو اپنے پیارے بندوں کو دیتا ہے۔ ارے یہ تو بڑا معمولی سا سوال ہے۔ اگر آپ کے دل میں کبھی یہ خیال آئے کہ اللہ مجھ سے پیار کرتا ہے کہ نہیں' میں اللہ کا پیارا ہوں کہ نہیں تو وہ اپنی زندگی کو دیکھ لے۔ یہ دیکھے کہ دین میں میرا کیا مقام ہے ؟ دین میں میرا کونسا نمبر ہے۔ بس آپ کو فوراً اندازہ ہو جائے گا کہ اللہ مجھ سے پیار کرتا ہے کہ نہیں۔ میں اللہ کا پیارا ہوں کہ نہیں۔ اپنی گاڑیوں کو نہ دیکھو کہ میرے پاس فلاں کار ہے' میرے پاس ایسی کوٹھی ہے اور اتنی دنیا میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اس بات کو نہ دیکھو' یہ تو کافروں کو بھی

حاصل ہے۔ یہ Point سامنے رکھیں جو میں بار بار آپ سے کہہ رہا ہوں کہ جو چیز اللہ اپنے دشمن کو بھی دے دیتا ہے وہ کوئی نعمت ہے!وہ کوئی خاص نعمت نہیں ہے۔ نعمت تو خاص وہی ہے جو اپنے خاص دیندار بندوں کو دیتا ہے۔ وہ کیا ہے ؟ وہ دین ہے۔ اب دیکھ لیں کہ دین میں آپ کتنے آگے ہیں ؟ دین میں آپ کا کیا نمبر ہے ؟ کیا مقام ہے۔ اور دین میں سب سے اونچا مقام یہ ہے کہ آپ لوگوں کو دین دار بنانا شروع کر دیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اپنی نماز پڑھ لی' اپنا روزہ رکھ لیا' اپنی حد تک نیکی کر لی۔ یہ دین میں آپ کا چھوٹا درجہ ہے۔ جو اللہ نبیوں کو دیتا ہے اور نبیوں کے ساتھیوں کو دیتا ہے وہ داعی بن کر' خدا کے سپاہی بن کر' خدا کے نوکر بن کر زندگی گزارتے ہیں۔ خدا کے ورکر' خدا کی پارٹی کے رکن بن کر رہتے ہیں۔ اب دیکھو نا پارٹیوں کا حال۔ ایک صرف ممبر ہے' کبھی میٹنگ ہوئی' چلے گئے اور باقی اسے کچھ سروکار نہیں ہے۔ ایک پارٹی کا بہت بڑا رکن ہے۔ بڑا سرگرم رکن ہے۔ ایک پارٹی کا لیڈر ہے۔ اس کا دست راست (Right Hand) ہے۔ یہ درجے ہیں۔ جتنے آپ دین میں آگے ہوں گے' دین کا درجہ جتنا آپ کا بلند ہوگا' جتنا آپ لوگوں کو دین دار بناتے ہوں گے۔ اتنے ہی آپ آگے ہوں گے۔ لوگ اپنی کسی اور چیز پر مار کھاتے ہیں' آپ دین کے لیے مار کھاتے ہیں۔ تو اللہ آپ سے زیادہ خوش ہوگا۔ آپ اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ میں آپ سے جو بات عرض کر رہا ہوں اس پر آپ جتنا سوچیں گے' اتنا ہی آپ اس کو مبنی بر حقیقت پائیں گے۔ اس میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا کہ یہ بات مشکوک ہے' یہ بات غلط ہے۔ Disputed ہے کہ کوئی کچھ کہہ رہا ہے اور کوئی کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ وہ بات ہے جس پر سارا جہان متفق ہے۔ نہ ہی عقل اس کو غلط قرار دے سکتی ہے' نہ علم اور نہ ہی نقل۔ اس کو کوئی غلط قرار نہیں دے سکتا۔ لیکن دیکھ لو ہماری بدبختی کہ ہمیں اس نعمت کی طلب نہیں ہوتی۔ ہم اس نعمت کے شائق نہیں ہوتے جو اصل نعمت ہے۔ آج کل کیا ہو گیا۔ مولویت کو ایک پیشہ سمجھا جاتا ہے۔ کسی سے کہہ دو آپ نماز پڑھا دیں۔ توبہ توبہ!! مولوی صاحب میں نماز پڑھاؤں ؟ یہ تو مولویوں کا کام ہے' میں نہیں کرتا۔ حالانکہ نماز پڑھانا' امام بننا یہ بہت بڑا کام ہے۔ اس سے بڑھ کر اور شان کوئی نہیں ہو سکتی۔ یہ بہت اونچا مقام ہے۔ یہ اللہ

نبیوں کو دیتا ہے۔ لیکن عام آدمی آج کل کا دیکھ لو یہ جتنے جنٹل مین ہیں' یہ سارا دنیادار طبقہ مولویوں کو بڑا ہی گھٹیا سمجھتا ہے۔ اور یہ ٹھیک ہے کہ مولوی بہت گرا ہوا ہے۔ اصل میں وہ مولوی دین دار نہیں ہے۔ جس مولوی کی وجہ سے آپ کو مولویت سے نفرت ہے وہ دین دار نہیں ہے۔ وہ دین سے گرا ہوا ہے۔ وہ دنیا کا بھوکا ہے' وہ بدبخت دین سے دنیا کماتا ہے۔ اس لیے وہ آپ کی نگاہ میں بہت ذلیل ہے۔ اور ہونا بھی چاہیے' وہ اسی لائق ہے۔ لیکن آپ اس مولوی سے اس کو قیاس نہ کریں۔ اصل حقیقت کو دیکھیں کہ انبیاء امام ہوتے ہیں۔ انبیاء کے خلفاء امام ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ امامت کا مقام دیتا ہے وہ بہت اونچے ہوتے ہیں۔ دیکھ لو اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا کہ بیٹے کو ذبح کر دے۔ فوراً چھری پھیر دی۔ اللہ نے ابراہیم کے پیچھے اس کے باپ کو ڈال دیا۔ گھر سے نکل جا۔ اس گھر کو چھوڑ دے۔ وہ کہنے لگے ابا جی! سَلَامٌ عَلَيْكَ میں جاتا ہوں۔ اگر آپ مجھے گھر نہیں رکھنا چاہتے تو سَلَامٌ عَلَيْكَ اچھا ابا پھر سلام۔۔۔ میں چلتا ہوں۔ میرا رب خود ذمہ دار ہے۔ وہ مجھے بتائے گا کہ میں کہاں رہوں؟ کہاں جاؤں؟ کیا کروں؟ پھر کہا کہ یہ جو تیرے بچہ پیدا ہوا ہے۔۔۔ اس کو اور اس کی ماں (جو ابھی زچگی کی حالت میں ہے) کو لے جا' اور لے جا کر فاران کی اجڑی ہوئی اور ویران پہاڑیوں میں جہاں نہ پانی کا نام و نشان ہے' نہ آدمی کا نام و نشان ہے' کوئی آبادی نہیں ہے ان کو لے جا کر وہاں چھوڑ آ۔ یا اللہ! حاضر۔ میں لے جا رہا ہوں۔ بیوی پوچھتی ہے کہ کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ لوگ تو اس حالت میں لڑکی کو میکے بھیج دیتے ہیں کہ لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر میں چلی جائے' سو شرم ہوتی ہے ماں باپ اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور یہ موقع ہوتا ہے کہ اسکی دیکھ بھال زیادہ کی جائے گی۔ آپ میکے چھوڑ' سسرال چھوڑ' مجھے ویران علاقے میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ جہاں کسی چیز کا نام و نشان نہیں ہے۔ پانی وہاں نہیں' کھانے کی کوئی چیز وہاں نہیں۔ انسان کوئی وہاں نہیں۔ آپ مجھے کہاں چھوڑے جا رہے ہیں؟ کہتے ہیں اللہ کے پاس۔ یہ اس کا حکم ہے۔ فرمایا مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ اللہ نے کسی کے دو دل نہیں بنائے۔ آنکھیں دو' ہاتھ دو' ٹانگیں دو' اور اکثر چیزیں دو

دو۔ لیکن دل ایک۔۔۔ اللہ کہتا ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِه
ہم نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں رکھے کہ ایک دل کو اللہ کی طرف لگادے' ایک دل میں تو اللہ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہو اور دوسرے دل کو اپنے لیے رکھ لے۔ بیوی کے لیے' بچوں کے لیے' اولاد کے لیے' فلاں چیز کے لیے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں نے دل ایک ہی رکھا ہے۔ صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ بندہ اس کو میری محبت سے بھرتا ہے یا اوروں کی محبت سے اس کو بھرتا ہے۔ اگر یہ دل اللہ کی محبت سے بھر گیا۔ بس کامیاب ہو گیا' اور اگر اس دل میں کسی اور کی محبت آگئی۔۔۔ ایسی کہ جو اللہ کی محبت کو نکال باہر کرے جیسے بیوی کی بات کو اللہ کی بات پر ترجیح دے دی' ماں کی بات کو اللہ کی بات پر ترجیح دے دی۔ اولاد کی خاطر اللہ کو ناراض کر لیا۔ خدا کہتا ہے کہ تو گیا۔ تو نے دل اپنی اولاد کو دے دیا' تو اولاد کو مجھ پر ترجیح دیتا ہے۔ تو نے اپنا مقام خراب کر لیا۔ آدمی مسلمان ہی تب ہوتا ہے کہ جب اپنے دل کو اللہ کی محبت سے بھر دے۔ ٹھیک ہے بیوی سے محبت بھی ہوتی ہے' لیکن خدا دیکھتا ہے کہ دیکھ بندے جب مقابلہ آجائے۔ جب ٹکر لگ جائے۔ روپیہ آرہا ہے' تجھے مال سے محبت ہے' میں کہتا ہوں یہ حرام ہے' بندہ کہتا ہے کہ اس پر لعنت بھیجتا ہوں جس مال کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ میں اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں اس کو نہیں لیتا۔ جو بیوی گندی ہے' بے دین ہے' میرے دین میں میرے ساتھ دشمنی کرتی ہے' مجھے پیچھے گھسیٹتی ہے' مجھے اس بیوی کی ضرورت نہیں۔ میرا اللہ مجھ سے ناراض نہ ہو۔ اللہ کا حق مقدم ہے۔

میرے بھائیو! اسلام کا سلسلہ تو یہ ہے۔ یہی تو Test تھے جو اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے لیے۔ بیوی کتنی پیاری ہے۔۔۔ بہت خوب صورت مائی حاجرہ اور پھر حالت کیا ہے؟ ابھی ابھی بچہ پیدا ہوا ہے' لیکن خدا کہتا ہے کہ اسے اس ویرانے میں جاکر چھوڑ آؤ۔ فاران کی پہاڑیوں میں جاکر چھوڑ آؤ' جہاں اب مکہ آباد ہے وہاں چھوڑ آؤ۔ یا اللہ! تیرا حکم ہے' میں چھوڑ آتا ہوں۔ نتیجہ کیا ہے؟ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا دل اللہ کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔ بیوی کی محبت بھی تھی' لیکن جب اللہ کی محبت اور بیوی کی

محبت کا مقابلہ ہوا تو اللہ کی محبت کو مقدم رکھا۔ بیوی کی محبت کو نکال دیا کہ تیرے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ بیٹے کی محبت کو نکال دیا کہ کوئی جگہ نہیں ہے۔ جب اللہ نے کہا کہ اس کو میری خاطر ذبح کر دے چنانچہ چھری چلا دی۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْ يَا [37:صافات:105] ابراہیم! تو نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ یہ بتا دیا کہ اولاد کوئی چیز نہیں۔ خدا کے مقابلے میں بیوی کی کوئی حقیقت نہیں۔ خدا کے مقابلے میں باپ کے کہنے پر گھر بار چھوڑ دیا۔ دنیا کے مال کی کوئی حقیقت نہیں۔ خدا کے سب ٹیسٹوں میں کامیاب ہو گئے۔ وَ اِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيمَ رَبُّه' بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ہم نے اپنے ابراہیم کا چند باتوں میں Test لیا۔ لیکن وہ سب ٹیسٹوں میں پاس ہوا۔ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اے ابراہیم! اب میں تجھے دنیا کا امام بناتا ہوں۔ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا [2:البقرۃ:124] میں تجھے اب امام بناتا ہوں۔۔۔ تو امام کا مقام یہ ہے کہ وہ لوگوں سے پیسے نہ مانگے' دیکھا ہے نا آپ نے مولویوں کا حال کہ کوئی امیر آدمی آجائے تو مولوی سمجھتا جاتا ہے' اس کو پتہ ہے کہ اس سے پیسے مل جائیں گے۔ مولوی کی نگاہ میں وہ امیر بہت اونچا ہوتا ہے حالانکہ جو مولوی صحیح معنوں میں مولوی ہوگا اس کی نگاہ میں امیر قابل رحم ہے' قابل ترس ہے کہ یہ بے چارہ دین سے دور ہے۔ اس کے پاس پیسہ ہی پیسہ ہے اور کچھ نہیں ہے اور مجھے خدا نے دین دیا ہے' امام بنایا ہے' میں کتنا خوش قسمت ہوں۔ یہ ہے اصل تصور امامت کا۔ ایسا مولوی جو ہوتا ہے وہ بہت اونچا ہوتا ہے۔ اللہ ہر ایک ویسا نہیں بناتا۔ خال خال' کوئی کوئی' ہزاروں میں سے ایک ایسا ہوتا ہے' جس کا یہ مقام ہوتا ہے۔ اگر مولوی کا یہ تصور ہمارے ذہن میں ہوتا تو ہم مولوی کو کبھی حقیر نہ جانتے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ آج کل ہمارے مولوی کون لوگ ہوتے ہیں۔ کمی کمین' جن کی کوئی زمین نہیں' وہ اپنے لڑکے کو پڑھائیں گے تو اس نیت سے کہ چلو روٹیاں تو اکٹھی کر لیا کرے گا۔ امامت سنبھال لیتا ہے۔ جمعرات کو روٹیاں اکٹھی کر لیتا ہے۔ جس بیچارے کو کوئی نوکری ملنے کی امید نہیں وہ مصلے پر آ

جاتا ہے۔ امام بن جاتا ہے۔ جن لوگوں کا سوسائٹی میں کوئی مقام نہیں ان کو مدارس میں بھیجا جاتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جو لڑکے ذہین ہوتے ہیں' وہ میڈیکل میں اور اس سے کم درجے میں نان میڈیکل میں ' اس سے کم درجے کے آرٹس میں اور جو سب سے تھرڈ کلاس وہ مسجد میں اور پھر پیدا کیا ہوگا؟؟؟ ملاں۔۔۔ روٹیاں اکٹھی کرنے والا۔ فٹافٹ بک جانے والا' بے نظیر جتنے چاہے مولوی خرید لے۔ جو مرضی ان سے فتویٰ لے لے۔ ایسے مولوی پھر پیدا ہوں گے۔ اور اگر کسی نے علم دین کی خاطر پڑھا۔ اس کا مطمع نظر دین ہو' دنیا نہ ہو' آپ جا کر مدرسوں میں دیکھ لیں کہ ہمارے دینی مدارس کیوں ناکام ہیں؟ کالجوں کے پڑھے لکھوں کو نوکریاں۔۔۔ وہ دنیا سے دنیا کو کماتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن یہ مدرسوں کے مولوی یہ ناکام کیوں ہیں؟ یہ بدبخت دین سے دنیا کماتے ہیں۔ ان کو نوکری بھی نہیں ملتی۔ ہم نے دیکھا ہے دینی مدرسے سے فارغ ہو کر پھر روٹی' روٹی کرتا ہے۔ روٹی مل جائے۔ اور ہم مذاق کیا کرتے تھے کہ "او۔ ٹی بروزن روٹی" پھر لوٹی کرتا ہے۔ دینی مدارس میں دس سال پندرہ سال دھکے کھانے کے بعد پھر لوٹی کر کے سکول میں آتا ہے تاکہ روٹی کھانے کے قابل ہو جاؤں۔ مسجد میں اتنے سال پڑھ کر' روٹی کے لائق بھی نہیں ہوتا۔ اللہ اکبر! میرے بھائیو! یہ کوئی چھپی ہوئی باتیں۔ عقل والے کے سامنے یہ ایک کھلی ہوئی کتاب ہے۔ جس کو آدمی دیکھ کر موازنہ کر سکتا ہے۔ صحیح فیصلہ کر سکتا ہے۔ دیکھو اصل ترقی چاہنے والا وہ ہے جو دنیا میں آکر آخرت کو چاہتا ہے۔ وہ ترقی چاہتا ہے۔ اور جو دنیا میں آکر دنیا چاہتا ہے وہ ترقی نہیں چاہتا۔ وہ تنزل چاہتا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ دنیا تو میں مفت میں دے دیتا ہوں۔ تو تنا جب تو پیدا ہوا تھا تو نے کیا کمائی کی کہ چارپائی پیدا ہوتے ہی تجھے مل گئی۔ جب تو پیدا ہوا تھا تو پیدا ہوتے ہی تجھے بستر ملا کہ نہیں۔ تجھے چارپائی ملی کہ نہیں۔ تجھے پینے کو دودھ ملا کہ نہیں۔ تو نے محنت کی؟ ۔۔۔ کوئی نہیں۔۔۔ دنیا تو میں مفت میں دیتا ہوں۔ بغیر مانگے دیتا ہوں۔ اور تو ظالم پھر بھی دنیا کے لیے مارا مارا پھرتا ہے۔ تجھے آخرت کے لیے محنت کرنی چاہیے' دنیا تو ملتی ہی رہے گی۔ دنیا آتی ہی رہی ہے اور آتی ہی رہے گی۔ دنیا کیا چیز ہے؟ کمائی تو اصل میں آخرت کی کرنی ہے اور یہ ہر آدمی کا کام نہیں۔ یہ اسی آدمی کا کام ہے جس کو بہت اونچا اڑنا ہوتا ہے۔ آخرت کی محنت'

آخرت کی کمائی کے لیے وہی محنت اور کوشش کرتا ہے جو دنیا کا لالچی نہیں ہوتا۔ وہ دنیا کا طالب نہیں ہوتا۔ وہ دنیا والوں کو حقیر جانتا ہے۔ وہ ان کو بالکل بے کار جانتا ہے اور بہت اونچا جاتا ہے۔ اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ اب دیکھ لو ہم جمعہ پڑھنے کے لیے کتنے بیٹھے ہیں۔ ہم اسلام کا نام لینے والے' اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے' لیکن سب دنیا کے طالب۔ آپ دیکھیے آپ میں سے کتنے وہ ہیں جو اپنے بچے کو دین سکھاتے ہیں۔ غور کر کے دیکھ لیجئے گا۔ خال خال۔۔ شاید ہی کوئی ہو۔ اور وہ بھی کیسے ؟ قاری صاحب کو رکھ لے گا۔ قاری صاحب آپ پچاس روپے لے لیا کریں' آدھ پون گھنٹہ لگا جایا کریں۔ بچوں کو قرآن مجید پڑھا دے گا۔ بس ۔۔ باقی اللہ اللہ خیر سلا۔۔۔ اور باقی جو بے نماز ہیں ان کو اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ سرے سے چھٹی۔۔۔ قرآن کا نام ہی کیا لینا ہے۔ اور ہونا کیا چاہیے۔ سب سے پہلے اولاد کو دین سکھایا جائے۔ دین پڑھایا جائے۔ دنیا وہ بعد میں خود بخود پیدا کر لے گا۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے لباجی کا کیا طریقہ تھا۔ ہم تین بہن بھائی تھے۔ تینوں کو پہلے حافظ بنایا' پھر سکول کی تعلیم۔ میرے سات بچے ہیں۔ ساتوں کو پہلے قرآن حفظ کروایا۔ اس کے بعد پھر دوسری تعلیم آتی رہے گی۔ دوسری کا کیا ہے۔ اور پھر کمال یہ دیکھ لیں کہ بچہ اگر پہلے دینی علم پڑھ جائے تو پھر بی اے اور ایم اے کرنا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں رہتا۔ چٹکیوں کی بات ہے۔ چٹکیوں کی بات ہے۔ اور اگر پہلے میٹرک' بی اے اور ایم اے کروایا جائے اور پھر کہے کہ میں دین پڑھ لوں یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔ قران مجید حفظ کرنے کی عمر کیا ہے ؟ یہی آٹھ دس سال۔ اور اگر کہے کہ لڑکا میٹرک کر لے پھر حفظ کرے کبھی تجربہ کر کے دیکھ لیں کبھی بھی نہیں کر سکتا۔ خدا چاہتا ہے کہ بنیاد اس سے رکھی جائے۔ بچے کی تعلیم کی بنیاد قرآن سے رکھی جائے۔ دین کا علم پہلے پڑھایا جائے۔ دنیا کا علم بعد میں آتا رہے گا۔

ہاں ! یہ ہو جائے گا کہ نہ ادھر کا رہے گا اور نہ ادھر کا۔ جیسا کہ آج کل کے پروفیسرز حضرات' یہ پڑھا لکھا طبقہ۔ جن کو دین کی سمجھ تو نہیں ہوتی لیکن دین میں دخل دیتے ہیں۔ دین کو بگاڑتے ہیں۔ اور دین آتا بالکل نہیں ہے۔ اور اگر شروع سے ذہن بن جائے' بنیاد دین پر ہو۔ اور پھر اس کے بعد دنیا کا علم حاصل کر لیا جائے تو بات ہی کچھ اور ہو جاتی ہے اور دیر بھی

کچھ زیادہ نہیں لگتی۔اب ہم اللہ کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ اللہ نے بنیاد صحیح رکھی ہے۔دین کی تعلیم شروع کے ماحول میں ہوئی۔پھر اس کے بعد علی گڑھ پڑھتے رہے۔پھر اس کے بعد ادھر ادھر پڑھتے رہے۔ایم اے کر لیا۔ایک کر لیا' پھر دوسرا کر لیا۔پتہ بھی نہیں چلا کہ کیسے کر لیا۔فٹافٹ۔۔۔پانی کی طرح نکل گیا۔اب دل میں یہ بات کبھی نہیں آتی کہ یہ دنیا کا جو پڑھا ہوا کہ وہ زیادہ عقلمند ہوتا ہے۔بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ زیادہ بے عقل ہوتا ہے۔۔ ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ڈاکٹروں سے ہم نے گفتگو کی' انجینئروں سے ہم نے گفتگو کی' پروفیسروں سے ہم نے گفتگو کی' کسی لائن کا آدمی ہو ہم نے اس سے گفتگو کی۔خدا کی قسم! میں پورے تجربے سے یہ بات کرتا ہوں کہ ہمارے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا۔کوئی اسلام کو نیچا نہیں دکھا سکتا۔اسلام کی بات چڑھ کر رہے گی۔چنانچہ بعض دفعہ لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ملاں وغیرہ ہوگا۔لیکن جب گفتگو ہوئی تو سب نے تسلیم کر لیا کہ دین ہی سربلند ہے۔مجھے کالج کا تجربہ ہے کہ شروع شروع میں جو کلاس آتی تھی تو لڑکے کہتے کہ دیکھو یہ داڑھی والا ہے' مولوی ہے' رُخاؤ اسے۔کبھی ادھر کا سوال اور کبھی ادھر کا سوال۔۔۔انھیں ایک ہفتے ہی میں معلوم ہو جاتا کہ نہیں یہاں کچھ نہیں ہوگا۔میں نے دیکھا کہ آج تک کسی نے کوئی دم نہیں مارا اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ یہ دین چیز ہی ایسی ہے۔اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَ لاَ یُعْلٰی حق چڑھتا ہے' نیچے کبھی نہیں آتا۔حق کی قسمت میں اللہ نے یہ رکھا ہے کہ حق بلند ہوتا ہے' حق چڑھ جاتا ہے۔ اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَ لاَ یُعْلٰی کوئی اس پر چڑھ نہیں سکتا۔ہم نے جب سے دین کو پیچھے رکھا ہے۔ہم مسلمان ذلیل ہو گئے ہیں۔

میرے بھائیو! مسلمانوں کی ذلت کا سبب کیا ہے؟ مسلمانوں کی ذلت کا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے دین کو نیچا کر دیا۔اللہ صاف کہتا ہے کہ دنیا میں صرف ایک چیز میری ہے۔لوگو! باقی سب کچھ تمھارا ہے۔ہر چیز تمھاری ہے' میری صرف ایک چیز ہے۔میں اس کے ساتھ ہوں گا۔میں اس کو بلند کروں گا۔اور جو میرے دین کو نیچا دکھائے گا میرے دین کو

سر بلند نہیں کرے گا۔ بس میں اس کو بالکل الٹا کر دوں گا۔ سوچ لیں۔ دیکھ لو پاکستان کتنا بڑا ملک تھا۔ مشرقی پاکستان ' مغربی پاکستان ـــ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت۔ لیکن کیا حشر ہوا۔ کیا حال ہوا؟ دیکھ لو ہم بھوک کے پیاسے مر رہے ہیں۔ زرعی ملک ہے گندم باہر سے امپورٹ کر رہے ہیں۔ زرعی ملک ہے اور چینی باہر سے منگواتے ہیں۔ دیکھ لو دنیا کے لوگ کیا کچھ کرتے ہیں۔ اور ہم کچھ بھی نہیں کر پاتے۔ کوئی ایجاد نہیں۔ کوئی نیا کام نہیں۔ اگر امریکہ ہمیں کچھ نہ دے تو ہمارے پلے کچھ ہی نہیں۔ ہندوستان ہمیں کھا جائے۔ روس ہمیں کھا جائے۔ بس امریکہ تیرا ہی سہارا ہے۔ یہ آج کا مسلمان پاکستانی کہتا ہے۔ ارے ہو مسلمان اور پھر کسی سے کہے کہ "تیرا سہارا ہے"۔ اس سے اور زیادہ اور نیچے گرنے والی اور کیا بات ہے۔ پاکستانیوں نے دین کو ذلیل کیا' اللہ نے سارے پاکستان کو ذلیل کر دیا۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ مشرقی پاکستان گیا۔ اب مغربی کا حال جو ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ سندھ آپ کے قبضے میں ہے۔ اب تو یہ ہو گا کہ آپ میں سے کوئی سندھ جانا چاہے گا تو آپ سے پوچھا جائے کہ آپ وہاں کیوں جاتے ہیں۔ جیسے غیر ملک ہو۔ ہم گاڑی لے کر آئے اس کا نمبر لاہور کا تھا۔ ہر ایک ہمیں چیک کرتا' قدم قدم پر ہمیں چیک کرتے۔ اب سوچ لو کہ لاہور پاکستان کا شہر نہیں ہے؟ سندھ پاکستان کا حصہ نہیں؟ لیکن اتنی اجنبیت کہ جیسے کوئی اور ملک ہو۔ اب یہ حال ہے اور چند سال بعد نجانے کیا حال ہو گا۔ اس سے بڑی ذلت پاکستانیوں کی اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ اس لیے کہ انھوں نے اسلام کو ذلیل کیا ہے۔ جس نے نام لیا۔ اور جس نے اسلام کا بائیکاٹ کیا اس نے کھل کر بائیکاٹ کیا۔ اب دیکھ لو ہمارے ملک میں اسلام کے خلاف کتنی آوازیں اٹھتی ہیں۔ کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ کوئی پوچھنے والا ہی نہیں۔ جمہوریت ہے' آزادی ہے۔' یہ جمہوریت کے معنی ہیں بولنے کی آزادی۔ کوئی اسلام کے خلاف کہے 'کوئی اسلام کے حق میں کہے۔ اسی لیے تو جمہوریت کفر ہے اور میں نے آپ سے کئی دفعہ کہا ہے کہ دیکھ لو کرنا کروانا تو ہم نے کچھ نہیں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ لیکن اپنی نجات کے لیے اپنا ایمان درست کر لو۔ ارے جماعت اسلامی والو! اور دوسری جماعتوں والو! اپنا ایمان درست کر لو۔ جمہوریت کفر ہے اسلام نہیں ہے۔ جہاں جمہوریت ہو وہاں اسلام آ ہی نہیں سکتا۔ کبھی نہیں

آ سکتا۔ کیوں کہ جمہوریت کے معانی ہیں آزادی۔۔۔ جو چاہے پارٹی بنائے اور اسلام دوسری پارٹیوں کو برداشت ہی نہیں کرتا۔ سب پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہیں۔ اس بات پر توجہ کریں کہ جمہوریت کفر کیوں ہے؟ اس لیے کہ وہ اسلام سے ٹکراتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ کوئی دوسری پارٹی نہیں ہو سکتی۔ صرف ایک پارٹی ہو گی۔ اور جمہوریت کہتی ہے کہ نہیں جتنی مرضی پارٹیاں ہوں کوئی بات نہیں۔ چنانچہ دیکھ لو پیپلز پارٹی جو کھل کر اسلام کی دشمن ہے' یہ نیشنل عوامی پارٹی اس کے علاوہ اور دوسری پارٹیاں جو کھل کر اسلام کی دشمن ہیں۔ یہ جمہوریت ہے۔ اگر آپ پابندی لگا دیں کہ کوئی پارٹی نہیں بن سکتی۔ لوگ کہیں گے اس ملک میں جمہوریت نہیں ہے۔ جمہوریت ہونے کے معانی یہ ہیں کہ جتنی پارٹیاں تم چاہو بنالو۔ اسلام کہتا ہے کہ پارٹی صرف ایک ہونی چاہیے۔ دوسری کوئی نہیں ہونی چاہیے۔ اب آپ کہیں گے اس کی دلیل کیا ہے؟ آپ سے پوچھتا ہوں جو اسلام کا سنہری دور تھا' خلافت راشدہ کا' حضرت ابوبکر کے دور میں کوئی دوسری پارٹی نہیں تھی۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کوئی پڑھا لکھا بتا سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حزب اختلاف تھی۔ جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کہتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اسلام میں پارٹی بازی کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں اور تو اور حزب اختلاف نہیں ہو سکتی۔ آخر پڑھے لکھے ہیں کوئی میٹرک پاس ہے' کوئی ایف اے پاس ہے' کوئی بی اے ہے' کئی ایم اے ہے۔۔۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوئی حزب اختلاف تھی۔ پھر کوئی جماعت نہیں کہ یہاں شعبان کی علیحدہ' فلاں پارٹی علیحدہ' فلاں پارٹی علیحدہ۔ بس ایک خلیفہ ہے' کوئی ناظم اعلیٰ نہیں' کوئی صدر نہیں' کوئی پرائم منسٹر نہیں۔ کوئی کچھ نہیں' صرف ایک خلیفہ ہے۔ وہ جس کو چاہے مقرر کر دے' جب چاہے اس کو اس کے عہدے سے ہٹا دے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کوفے کے گورنر ہیں۔ کوفے والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ سعد نماز ٹھیک نہیں پڑھاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً ان کو ہٹا دیا' انکوائری کی' پوچھا سعد! تو کیسے نماز پڑھاتا ہے؟ حضرت سعد کہنے لگے جیسے اللہ کے رسول ﷺ پڑھاتے تھے۔ حضرت عمر کہنے لگے اے سعد تو عشرہ مبشرہ میں سے ہے جن کے جنتی ہونے

کا رسول اللہ ﷺ نے سر ٹیفیکیٹ دیا تھا۔ مجھے تم سے توقع بھی یہی تھی کہ تو نماز ویسے پڑھائے گا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھایا کرتے تھے۔ پھر تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ کوئی کوئی شرارتی تھا۔ اس نے ویسے ہی شکایت کی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو پتہ لگا کہ یہ فلاں آدمی شکایت کرتا ہے' ناجائز' بلاوجہ۔ انھوں نے اس کے حق میں بد دعا کی۔ وہ آدمی پاگل ہو گیا۔ سڑکوں پر چلتا' لڑکیوں کو چھیڑتا' لڑکوں کو چھیڑتا' لوگ اس کو تماشا بناتے تھے۔ ذلیل ہوتا پھرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے سعدؓ کی بد دعا لے بیٹھی ہے۔ میں نے اس نیک آدمی کے خلاف ویسے ہی شکایت کر دی تھی۔ شرارت کرنا کوفیوں کی عادت تھی۔ اب ذلیل ہوتا پھرتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الصلوۃ باب وجوب القرأة عن جابرؓ و صحیح مسلم مختصر)

تو اسلام ایسا مذہب ہے کہ کوئی دوسرا اس میں مداخلت ہی نہیں کر سکتا۔ خلیفہ جو چاہے فیصلہ دے کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ اور جمہوریت کیا ہے؟ وہ آپ کے سامنے ہے۔ خدا کے لیے اس سے توبہ کر لو' ورنہ یاد رکھنا قبر میں بھی آپ کی جان نہیں چھوٹے گی۔ یہ جمہوریت کفر ہے۔ یہ جمہوریت ہی ہے جو بے نظیر کو لائی ہے۔ یہ جمہوریت ہی پیپلز پارٹی کو لائی ہے جو پاکستان کا بیڑا غرق کر رہی ہے۔ یہ دنیاوی نقصانات ہیں اور دینی نقصان یہ ہے کہ جمہوریت کفر ہے۔ اور آپ اس کے ساتھ اسلام کا لیبل لگا کر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ جمہوریت کو اسلامی کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے اسلامی کفر۔ اسلامی جمہوریت کے معانی کیا ہیں۔ اسلامی کفر۔ اس لیے اس سے توبہ کر لیں۔ یہ حماقت ہے' کوئی عقل مندی نہیں ہے۔ نہ دینی اعتبار سے' نہ دنیا کے اعتبار سے۔ اور اب لوگوں نے دیکھ ہی لیا بے نظیر جو ملک کے لیے بھی ایک عذاب ہے۔ اور وہ اسلام کے لیے بھی ایک تباہ کن چیز ہے۔ یہ جمہوریت کی پیداوار ہے۔ اس لیے میں کہا کرتا ہوں کہ جنھوں نے پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا اور وہ اس بے نظیر کو لانے میں مدد و معاون بنے ان کے ووٹوں سے یہ پارٹی کامیاب ہوئی۔ جس سے یہ بے نظیر آئی۔ ان کو کلمہ دوبارہ پڑھنا چاہیے۔ وہ ایسے کفر کے مرتکب ہوئے ہیں کہ جس کی

وجہ سے ملک کا بیڑا ہی غرق ہو گیا ہے۔ اب اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کا سایہ جو تھا وہ پاکستان سے اٹھا لیا ہے۔ کس قدر پاکستان اب ذلیل ہو رہا ہے۔ بتایئے! ہماری کونسی ہی چیز ہے جو محفوظ ہے؟ کوئی چیز محفوظ نہیں ہے۔ گویا اللہ کی رحمت پاکستان سے اٹھ گئی ہے۔ اور بعض لوگ جو باہر دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں خصوصاً عربوں میں وہ حیران ہوتے ہیں کہ تم کو کوئی مرد نہیں ملا جو تم نے عورت کو حکمران بنا لیا ہے۔ میں نے پچھلے جمعے میں بتایا تھا کہ اسلام کا ایک خاصہ ہے کہ اسلام کا جو خلیفہ ہوتا ہے وہ اس کا امام ہوتا ہے' جو وزیراعظم ہو گا وہی امام ہو گا۔ اب اگر اسلامی طرز کا معاملہ ہوتا تو اسلام آباد میں امام کون ہوتا؟ فیصل مسجد جو شاہ فیصل نے تعمیر کروائی اس کا امام کون ہو گا۔ بے نظیر امام بن سکتی ہے۔ اب تو اس کا کردار مخدوش ہے۔ اور اگر وہ فرشتہ بھی ہوتی' کتنی ہی پارسا کیوں نہ ہوتی اس کا مقام کہاں تھا؟ چہ جائیکہ کہ آپ اس کو وزیراعظم بنا دیں۔ کس قدر الٹا کام ہے۔ تو اس لیے اپنی عاقبت کو برباد نہ کرو۔ خدا کی قسم یہ سیاست نہیں ہے۔ یہ کوئی پارٹی نہیں ہے' ہماری کوئی پارٹی نہیں ہے۔ ہم پارٹیوں کے قائل نہیں ہیں۔ اور نہ کبھی ہمیں الیکشن میں حصہ لینا ہے۔ میں سمجھتا ہوں ان الیکشنوں میں حصہ لینا ایک طرح کی ضلالت ہے۔ یہ دین ہے' یہ سیاست نہیں ہے۔ میں یہ آپ کو بتا رہا ہوں کہ اسلامی خلیفہ ـــــ اسلامی وزیراعظم وہ ہو سکتا ہے جو امامت کروا سکے۔ جمعہ پڑھا سکے۔ اب دیانتداری سے بتائیں آپ میں سے بہت سے لوگ پیپلز پارٹی کے بھی ہوں گے' میں ان سے یہ مسئلہ پوچھتا ہوں کہ اگر بے نظیر یہاں آجائے' منبر پر چڑھ کر خطبہ دے' تمھیں جماعت کروائے تو تم قبول کر لو گے؟ وہ آپ کو جمعہ پڑھا دے' مصلے پر کھڑی ہو کر آپ کی امامت کروائے کوئی پیپلیا بھی یہی کہے گا ـــــ توبہ توبہ ـــــ یہ عورت ہے' یہ جماعت نہیں کروا سکتی۔ بلکہ دیکھیے عورت کا مقام کیا ہے؟ حدیث میں آتا ہے پہلے مردوں کی صفیں ہوں گی' پھر بچوں کی اور اس کے بعد عورتیں کھڑی ہوں گی۔ اس پہلی سطر میں وہ کھڑی نہیں ہو سکتی۔ وہ دور جا کر عورتوں میں کھڑی ہو گی۔ مردوں کے برابر وہ کھڑی نہیں ہو سکتی تو ان کی Head کیسے بن سکتی ہے۔ اور اگر آپ کہیں بن سکتی ہے تو پھر اپنی آخرت کی فکر کر لیں۔ یہ اسلام دشمنی ہے' یہ اسلام دشمنی ہے۔ خدا کے لیے اپنے عقیدوں کو درست

کریں۔ پاکستان میں ہماری آواز کیا ہے؟ ہماری آواز سے کچھ بگڑتا نہیں ہے لیکن آپ کو تو کم از کم اپنا بچاؤ کرنا چاہیے۔ میں جماعت اسلامی والوں سے یہ کہتا ہوں کہ تمہاری کوششوں سے نہ جمہوریت آئی ہے نہ آسکتی ہے اور میری کوششوں سے پاکستان میں اسلام نہیں آسکتا۔ لیکن میں کم از کم یہی زور لگاتا ہوں کہ ضیاء ہو یا کوئی اور اسے کہو کہ اسلام لائے۔ اس لیے پاکستان میں اسلام آئے نہ آئے' ہم خدا کے ہاں سرخرو ہوں کہ یا اللہ! ہم نے اسلام کے سوا کسی اور کا نام نہیں لیا۔ لیکن جماعت اسلامی والو تم کیا کہو گے۔ تم یہی کہو گے کہ ضیاء ہٹ جا' ہمیں اسلام نہیں چاہیے' ہمیں جمہوریت چاہیے۔ جماعت اسلامی یہی کہتی رہی ضیاء تو چلا جا۔ ہمیں اسلام نہیں چاہیے۔ ہمیں جمہوریت چاہیے' تو اب سوچ لیں آپ کا حشر کیا ہو گا؟

میرے بھائیو! ملک میں کچھ ہو تا رہے' آپ تو مسلمان رہیں۔ دیکھو میں نے کتنی باتیں کہیں ہیں۔ اس سے کیا ہو گا۔ کوئی بے نظیر بدل جائے گی یا پیپلز پارٹی کو ہدایت ہو جائے گی یا ملک میں اسلام آجائے گا۔ ہونا کچھ بھی نہیں۔ لیکن کم از کم خدا یہ ریکارڈ کر رہا ہے' خدا کے فرشتے تو یہ ریکارڈ کر رہے ہیں کہ ہم اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ جھوٹ کو جھوٹ کہتے ہیں۔ باطل کو باطل کہتے ہیں۔ کفر کو کفر کہتے ہیں اور اسلام کو اسلام کہتے ہیں۔ لیکن تم بتاؤ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہو اور اسلام کا نام لیتے ہو' اور جمہوریت کو اسلامی کہتے ہو' یہ کلمہ کفر ہے کہ نہیں؟ اسلامی جمہوریت کے معانی' اسلامی کفر' اسلامی سوشلزم کے معانی کیا ہیں؟ ۔۔۔ اسلامی کفر ۔۔۔ اسلامی نیشنل ازم کے معانی کیا ہیں؟ ۔۔۔ اسلامی کفر ۔۔۔ اسلام کا نیشنل ازم سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام کا جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام اپنی جگہ عین مکمل نظام زندگی ہے۔ اس کے اندر ہر چیز ضروری ہے موجود ہے۔ اسلام کو کسی چیز کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔

میرے بھائیو! اپنی آخرت کی فکر کرو۔ نمازیں بھی آپ پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں' جمعے بھی پڑھتے ہیں لیکن بات وہیں کی وہیں ہے۔ آپ کو موت یاد نہیں ہے۔ موت دیر نہیں لگاتی۔ موت کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ موت بڑھاپے کا انتظار نہیں کرتی کہ بڑھاپا آجائے تو میں آؤں۔ موت ہر عمر میں آسکتی ہے۔ اس لیے اپنی آخرت کی فکر کرو۔ اپنے

عقائد کو درست کرو اور عقائد صحیح کیا ہیں؟ قرآن وحدیث ۔۔۔ بس ۔۔ جس کا عملی نمونہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی۔ اور خلافت راشدہ اسلام کی سیاست ہے۔ اگر سیاست کو دیکھنا ہو تو خلاف راشدہ کے دور کو دیکھو۔ عبادات کو دیکھنا تو محمد ﷺ کی زندگی کو دیکھ لو۔ میں نے پچھلے جمعے میں بتایا تھا حضور ﷺ نے فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (صحیح بخاری کتاب الصلوة ابواب الاذان' باب اذا استووا فی القرائة فلیؤمهم اکبرهم عن مالك بن حويرث) لوگو! نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ نماز تو ہماری ٹھیک ہے ہی نہیں۔ اکثر آدمی نماز سے کورے اور بے خبر ہیں۔ ایک رکعت پڑھ لیں اور دوسری رکعت کو کھڑا ہونا ہو تو بیٹھ جائیں' پورے اطمینان کے ساتھ بیٹھنے کے بعد دوسری رکعت کو اٹھیں۔ اسی طرح سے جب تیسری رکعت پڑھ لیں' دوسرا سجدہ کر لیں تو سیدھے کھڑے نہ ہو جائیں۔ پڑھنا کچھ نہیں صرف اطمینان سے ذرا بیٹھنا ہے۔ اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ کہ آدمی سجدہ سے اٹھے تو یک لخت کھڑا نہ ہو جائے تاکہ چکر نہ آئے۔ اطمینان سے بیٹھ جائے۔ تھوڑا سا Rest کر لے۔ پھر اس کے بعد رکعت کو کھڑا ہو کر پورا کرے۔ اب حنفی اس مسئلہ کے دشمن ہیں' اس مسئلے کے خلاف ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے' مالک بن حویرثؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ پہلی رکعت سے دوسری رکعت کو جب اٹھتے اور تیسری سے چوتھی کو اٹھتے تو بیٹھ کر اٹھتے تھے۔ (صحیح البخاری کتاب الصلوة باب من صلی و هو لا یرید الا ان یعلمهم صلاة النبی) یہ حدیث بخاری میں ہے۔ بالکل اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث ہے۔ اور یہ بات کہ آپ بوڑھے ہو گئے تھے' بڑھاپے کی وجہ سے بیٹھ کر اٹھتے تھے یہ کوئی دین کا مسئلہ نہیں ہے۔ دیکھو سنتوں کو کیسے ختم کیا جا رہا ہے۔ چونکہ حنفی مذہب میں یہ سنت ہی نہیں' اب حنفیوں نے اس کی ٹال مٹول کیسے کی۔ دیوبندیوں' بریلویوں سب نے کہا کہ حضور ﷺ اسی لیے بیٹھتے تھے کہ آپ بوڑھے ہو گئے تھے' کمزور ہو گئے تھے ورنہ نماز میں

اس کا کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ یہ آپؐ کے آخری زمانہ کی حدیث ہے اور اس کو بیان کرنے والا کون ہے ؟ مالک بن حویرثؓ۔۔ اور یہ کب مسلمان ہوئے ؟ نو ہجری میں۔ گرمی کے موسم میں۔۔ جب جنگ تبوک کا موقع تھا۔ اس وقت یہ مسلمان ہوئے تھے۔ انھوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ پہلی رکعت سے بیٹھ کر اٹھتے تھے۔ تیسری رکعت سے چوتھی کو اٹھتے تو تھوڑا سا بیٹھ کر اٹھتے۔ اس لیے یہ آپ کے بڑھاپے کے زمانے کی حدیث ہے۔ اس لیے بیٹھنا نہیں چاہیے۔ لیکن کمال دیکھیے اللہ نے تردید بھی کر دی۔ یہی مالک بن حویرث کہتے ہیں میں اپنے بھائی کے ساتھ آیا اور آ کر مسلمان ہوا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں رہا۔ کئی دن ہم رہے۔ آخر ہمارے دلوں میں خیال آیا کہ وطن جائیں لیکن شرم کے مارے ہم کہہ نہ سکے۔ حضور نے جانچ لیا اور فرمایا کہ تم وطن کو چلے جاؤ اور جاتے ہوئے پوچھا کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ؟ مالک بن حویرث کہتے ہیں یارسول اللہ دیکھا ہے۔ فرمایا نماز ایسے پڑھنا جیسے میں پڑھتا ہوں۔ اور کیسے پڑھتا ہوں۔ جب پہلی سے دوسری رکعت کو کھڑا ہوتا ہوں تو بیٹھ کر اٹھتا ہوں۔ تیسری کو مکمل کر کے چوتھی کو اٹھتا ہوں تو تھوڑا سا بیٹھ کر اٹھتا ہوں۔ اگر اس کا دخل نماز میں نہ ہوتا تو حضور فرماتے کہ دیکھو تم نے میری نماز دیکھ لی۔ صحابی نے کہا کہ دیکھ لی۔ پھر حضور فرماتے کہ دیکھو بھئی! میں بوڑھا ہو گیا ہوں' میں بعض کام ایسے ایسے بھی کر لیتا ہوں جو کہ کرنے نہیں چاہئیں۔ دیکھ لو اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے نبی پر حرف آتا ہے تو آجائے لیکن اپنے امام کی بات سیدھی رہ جائے۔ اور کہتے ہیں کہ نبی بوڑھا ہو گیا تھا' بڑھاپے کی وجہ سے' کمزوری کی وجہ سے بیٹھتا تھا ورنہ بیٹھنا نہیں چاہیے تھا۔ اور صحابیؓ کہتا ہے کہ مجھے حضور ﷺ کہتے ہیں کہ مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ؟ ہم نے کہا ہاں دیکھا ہاں یارسول اللہ! دیکھا ہے۔ فرمایا: صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي نماز ایسے پڑھنا جیسے تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ دیکھو کمال اور حنفی کیا کہتے ہیں ؟ حنفی کہتے ہیں کہ پہلے رفع الیدین تھی اور بعد میں منسوخ ہو گئی۔ اس لیے ایک حنفی جو نسائی کا حاشیہ لکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے حنفیوں کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے کہتے ہیں کہ رفع الیدین پہلے پہلے تھی پھر منسوخ

ہو گئی۔ اور پہلی رکعت سے اٹھتے ہوئے جلسہ استراحت کے بارے میں یہ خیال یہ بڑھاپے میں کیا' صرف کمزوری کی وجہ سے۔ حالانکہ دونوں باتیں مالک بن حویرثؓ بیان کرتے ہیں جو نو ہجری میں مسلمان ہوا۔ وہ حضور ﷺ کی نماز کا نقشہ کھینچتا ہے اور رفع الیدین کر کے بتاتا ہے کہ حضور جب نماز پڑھتے تھے نو ہجری میں۔۔۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ وہ رفع الیدین کر کے نماز پڑھتے تھے۔ رکوع کو جاتے ہیں تو رفع الیدین کرتے ہیں' رکوع سے اٹھتے ہیں تو رفع الیدین کرتے ہیں۔ اور حنفی مولوی کہتا ہے کہ پتہ نہیں ہمارے حنفیوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کہتے ہیں جلسہ استراحت بڑھاپے کی وجہ سے کرتے تھے اور رفع الیدین کو کہتے ہیں کہ منسوخ ہو گئی ہے۔

میرے بھائیو! طرف دار سے کبھی دین صحیح نہیں ملتا۔ جو حنفی ہو وہ حنفیت کی بات تو کر سکتا ہے' وہ نیوٹرل ہو کر حدیث کی بات کبھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے دین لینا ہو تو اہل حدیث سے لو۔ حنفی سے آپ کو حنفیت ملے گی' وہ دین ملے گا؟ جس پر حنفیت کا رنگ ہو گا۔ خالص دین محمدی کا رنگ والا آپ کو کبھی نہ ملے گا۔ اس لیے میرے بھائیو! اس بات کی بھی فکر کر لو۔ کہ آپ کو صرف اور صرف اہل حدیث ہونا چاہیے۔ اہل حدیث کے معانی قرآن و حدیث پر چلنے والا' قرآن و حدیث پر عمل کرنے والا۔ نہ امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کرنے والا' نہ امام شافعیؒ کی تقلید کرنے والا' نہ امام بخاریؒ کی تقلید کرنے والا۔۔۔ صرف اور صرف ایک محمد ﷺ کی پیروی کرنے والا۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل و الاحسان

خطبہ نمبر70

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مَااَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ [42:الشوری;30]

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ دو طرح کا تعلق ہے۔ ایک تو خالق اور مخلوق والا ایک دین کا۔ خلق کے اعتبار سے تو اللہ کی ساری مخلوق برابر ہے۔ اس میں مسلمان اور کافر میں کوئی فرق نہیں۔ کافر کا بھی اللہ ہی خالق ہے' مسلمان کا بھی اللہ ہی خالق ہے۔ اس طرح سے باقی مخلوقات ہیں۔ حیوانات سارے' نباتات' جمادات' آسمان و زمین یہ سب کچھ اللہ ہی کی مخلوق ہیں۔ لیکن جب دین کا تعلق اللہ کے ساتھ قائم ہو جاتا ہے تو کوئی آدمی صحیح دین قبول کر لیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کا اپنا ہو جاتا ہے۔ جیسے کسی آدمی کے لیے کوئی شہر باہر کا کوئی اجنبی آدمی ہو تو اس کے لیے سارا شہر برابر ہے۔ کوئی کراچی کا بہاول پور میں آئے اس کے لیے سارا شہر برابر ہے۔ نہ کسی سے دشمنی نہ کسی سے دوستی۔ لیکن اگر یہاں کسی سے رشتہ داری ہو

جائے کوئی تعلق ہو جائے تو پھر ظاہر ہے کہ جب وہ آئے گا' اپنے اس رشتہ دار کے پاس آئے گا۔ وہ اس کو سارے بہاول پور میں سب سے زیادہ عزیز ہو گا۔ اس کو اس سے ہمدردی ہو گی۔ اس کے بارے میں اس کو خیال رہے گا۔ اس طرح سے مخلوق ساری اللہ ہی کی ہے۔ کافر بھی اور مسلمان بھی۔ لیکن انسانوں میں سے جو انسان اللہ کا کلمہ پڑھ لیتا ہے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے صحیح معنوں میں دین دار ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کا بہت قریبی ہو جاتا ہے۔ گویا رشتہ داری ہو گئی تعلق بہت گہرا ہو گیا۔ رشتہ داری کے معانی دھاگہ۔ رشتے کے معنی دھاگے کے ہوتے ہیں۔ رشتہ داری کے معانی وہ دھاگے سے جوڑ دیے گئے ہیں۔ آپس میں وہ اکٹھے ہو گئے ہیں۔ تو ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ کافر بھی اللہ کے بندے ہیں لیکن جو ایمان لے آئے وہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔ اللہ جب رحمت کرتا ہے تو اپنے خاص بندوں پر کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ اپنے خالق ہونے کے اعتبار سے' مالک ہونے کے اعتبار سے' رازق ہونے کے اعتبار سے دیتا ہے تو سب کو دیتا ہے۔ اب کافر کوئی اللہ کو گالیاں دے' اس کو سرے سے نہ مانے' اس کے وجود کا انکار کرے تو خدا اس کا راشن بند تو نہیں کرتا۔ کہ یہ میرا منکر ہے۔ مجھے مانتا نہیں ہے۔ اب میں اس کو سورج کی دھوپ نہیں لگنے دوں گا۔ میں اس کو ہوا میں سانس نہیں لینے دوں گا۔ اس کے لیے پانی بند ہے۔ نہیں۔۔ جیسے اور ہیں ویسے وہ ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ اپنی صفتیں دو بیان فرماتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔۔ رحمٰن خدا سب کے لیے ہے۔ کافر کے لیے بھی اور مسلمان کے لیے بھی۔ یہ جتنی دنیا کی رحمتیں ہیں۔ یہ دھوپ ہے' ہوا ہے' پانی ہے' زندگی وغیرہ ہے۔ یہ سب چیزیں جو ہیں یہ خدا کے رحمان ہونے پر شاہد ہیں' لیکن رحیم خدا صرف مومنوں کے لیے ہے۔ اسی لیے غفور کے ساتھ رحیم آتا ہے۔ غفور گناہوں کو بخشنے والا' گناہوں کو معاف کرنے والا' دوزخ سے بچانے والا اور پھر رحیم جنت میں بھیجنے والا۔ تو رحیمی کا جو سلوک ہے وہ اللہ اپنے خاص بندوں کے ساتھ کرتا ہے۔ لیکن یاد رکھو! جیسے میں نے آپ کو وہ مثال دی کہ باہر کا کوئی آدمی بہاول پور آئے اور وہ اجنبی ہو تو پہلے سب اس کے لیے برابر۔۔۔۔ جب رشتہ داری ہو جائے تو پھر جو تعلق ان کے ساتھ ہے وہ اور کسی کے ساتھ نہیں۔ وہ آکر ٹھہرے گا تو وہاں۔ کوئی چیز کا تحفہ لائے گا تو ان

کے لیے۔ کوئی فائدہ پہنچانا ہو گا تو رشتہ دار کو۔ باقی شہر سے اس کو کیا؟ سب انسان برابر ہیں۔ آدم کی اولاد ہیں۔ سب برابر ہیں۔ لیکن جس سے رشتہ ہو جائے وہ پھر قریبی ہو جاتا ہے اور اگر خدانخواستہ رشتے داری میں خرابی آجائے' رشتہ داری ہو اور ناراضگی پیدا ہو جائے' رنجش پیدا ہو جائے تو پھر غیر اتنے برے نہیں لگتے جتنے اپنے برے لگتے ہیں۔ وہ آئے گا ہر گھر جانے کے لیے تیار ہو گا لیکن اس رشتہ دار کے گھر نہیں جائے گا۔ جب رشتہ داری صحیح تھی تو کہیں اور نہیں جاتا تھا' اس کے گھر آتا تھا۔ اور اب جب رشتہ داری میں بگاڑ پیدا ہوا تو اسے کوئی برا نہیں لگتا سوائے اس گھر کے۔ جب مسلمان بگڑ جاتا ہے تو پھر اللہ کو اتنا ہی برا لگتا ہے جتنا اپنا وہ رشتہ دار برا لگتا ہے جس سے بگاڑ ہو جائے۔ جس سے ناراضگی ہو جائے۔ ایسے ہی سمجھ لو جو مسلمان بگڑا ہوا ہے وہ منافق ہے۔ منافق پر اللہ کو زیادہ غصہ آتا ہے بہ نسبت کافر کے۔ کافر کے ساتھ تو ادھار ہے۔ ٹھیک ہے نہیں مانتا' نہ مانے۔ تو مشرک ہے' وہ منافق ہے نہیں مانتا تو نہ مان' تیرا حساب لیں گے۔ تیری خبر لیں گے۔ لیکن منافق جو ہے وہ وہ ہے جسنے رشتہ داری قائم کی' کلمہ پڑھا' اللہ کو اپنا رب مان لیا اور پھر اس کے بعد دھوکے بازی کرتا ہے۔ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اس اعتبار سے لوگ اسے مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور اندر سے وہ مسلمان نہیں۔ خدا کو منافق پر بڑا ہی غصہ آتا ہے۔ اور دیکھ لیں۔ یہی قہر ہے جو مسلمانوں پر برس رہا ہے۔ اور کافر دنیا میں مزے کر رہے ہیں۔ اب جس ابتلا میں آج کا مسلمان مبتلا ہے دیکھ لو دنیا کی دوسری قومیں مزے کر رہی ہیں۔ روس مزے کر رہا ہے' امریکہ مزے کر رہا ہے' انڈیا والے مزے کر رہے ہیں۔ ہندو مزے کر رہے ہیں۔ پاکستان کا حال دیکھ لو' اپنے ہی کھا رہے ہیں۔ کس قدر خدا کا قہر ہے۔ مار دھاڑ۔۔۔ ایک دوسرے کو خود ہی مار رہے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ یہ خدا کے غضب کا اظہار ہے۔ خدا کو جو ناراضگی اس جھوٹے منافق مسلمان پر ہے وہ ناراضگی خدا کو روس' امریکہ اور انڈیا والوں پر نہیں ہے۔ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ دیکھ لو مسلمان ہی تنگ ہوتا ہے اور کافر مزے کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچتا کہ خدا سے عہد کر کے پھر گیا ہے۔ دیکھو بیوی سے نکاح ہو جاتا ہے' بیوی کتنی قریب ہوتی ہے۔ کتنی محبت ہوتی ہے۔ لیکن جب طلاقوں پر نوبت آجاتی ہے وہ بیوی پھر زہر دینے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔

جتنی زیادہ رشتہ داری ہو گی اگر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے اتنی ہی نفرت زیادہ ہو گی۔ آج کا مسلمان اس بات کو نہیں دیکھتا۔ ہندو'انگریز یہ ہمیں مسلمان کہتے ہیں۔' وہ مسلمان سمجھ کر مارتے ہیں اور اللہ کہتا ہے کہ ظالم! تو مسلمان ہے ہی نہیں۔ دیکھ لو وہ مسلمانوں کے ساتھ اب روس کا رویہ۔ آپ نے دیکھا ہی ہے چھوٹی چھوٹی ریاستیں'چھوٹے چھوٹے علاقے جو تھے جب انھوں نے کیمونزم سے آزادی حاصل کرنا چاہی۔ تو روس نے کوئی مقابلہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ چھوڑ دیا۔ اچھا بھئی! تمھاری مرضی ہے۔ دیکھ لو آذربائی جان وہاں کے مسلمان چاہتے ہیں کہ ہم کیمونزم سے چھوٹ جائیں۔ دیکھ لو روس ان کے پیچھے پڑ گیا۔ اب پاکستان کے بارے میں روس بھی ویسا ہی دشمن ہے جیسے امریکہ دشمن ہے۔ یہ کیوں؟ اصل ناراضگی خدا کی ہے۔ میرے بھائیو! جب آدمی کو کوئی بیماری لگتی ہے تو اس کا سبب تو آخر کوئی نہ کوئی ہوتا ہے۔ اسی طرح سے جب کوئی پریشانی آتی ہے'جب کوئی عذاب آتا ہے'جب کوئی تکلیف آتی ہے تو اس کا بھی کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ اب پاکستان کا یہ حال کیوں ہو رہا ہے۔ اس لیے اب پیپلز پارٹی کی حکومت آگئی۔ پہلے بھٹو تھا'اب بے نظیر ہے جو کہ باپ کی یہ Lastبیٹی ہے۔ سب کو ختم کرے گی۔ یہ خدا کا عذاب ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ پیپلز پارٹی آگئی۔ یہ سب اللہ کی ناراضگی ہے۔ پیپلز پارٹی کیوں آکر سر پر چڑھ گئی اور پھر عورت ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ ناراض ہے۔ اللہ ہمیں سزا دینا چاہتا ہے۔ تو اصل سبب کیا ہے۔ گناہ۔۔۔ دیکھو نا بندہ گناہ کرتا رہے'اللہ اس کو سزا دینا چاہتا ہے۔ اس سے بد پرہیزی کرواتا ہے۔ وہ کوئی چیز ایسی کھا لیتا ہے'جو صحت کے لیے مضر ہوتی ہے۔ وہ بیمار پڑ جاتا ہے۔ اسے درد ہوتا ہے۔ وہ تڑپتا ہے'ہائے میں مر گیا'ہائے میں مر گیا۔۔۔ ہسپتالوں میں پھرتا ہے'پیسہ خرچ کرتا ہے'وقت ضائع ہوتا ہے۔ گھر والے سارے پریشان ہو جاتے ہیں۔ سبب کیا ہے۔ وہ بد پرہیزی۔ وہ بد پرہیزی کیوں۔۔۔؟ اللہ اس کو پھانسنا چاہتا تھا۔ اس واسطے اس سے بد پرہیزی کروا دی۔ وَ مَآاَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ [42:الشوری:30] لوگو! جو تم پر مصیبت آتی ہے وہ تمھارے اعمال کی وجہ سے ہوتی

ہے۔وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ [42:الشوریٰ30] میں ہر برے عمل کی سزا دنیا میں نہیں دیتا۔بہت سی خطاؤں سے ویسے درگزر کر جاتا ہوں۔کسی کسی پر میری پکڑ آتی ہے۔کسی کسی عمل پر میں پکڑتا ہوں۔ورنہ ایک ایک عمل کا بدلہ تو آگے ملے گا۔ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ‘ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ‘[99:الزلزال:7]جو تھوڑی سی نیکی کرے گا وہ اس کا اجر پالے گا اور جو ذرے کے برابر بھی برائی کرے گا وہ بھی اسے پالے۔یہ حساب تو پورا آگے چلے گا۔دنیا میں تو میں کسی کسی عمل پر پکڑتا ہوں۔اب ہم پر جو مصیبت آئی ہے‘یہ میرے بھائیو!اسی وجہ سے ہے کہ ہم نے اللہ سے دھوکہ کیا ہے۔پاکستان بنایا کس لیے؟میرے بھائیو!توجہ کے ساتھ‘اخلاص کے ساتھ‘دیانتداری کے ساتھ بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ہم یہاں کوئی شرارت کے لیے یہ بات نہیں کہتے۔اللہ جانتا ہے اگر جماعت اسلامی کے خلاف کہیں‘پیپلزپارٹی کے خلاف کہیں یا کسی اور کسی خلاف کہیں تو یہ اسٹیج اس کی اجازت نہیں دیتا۔یہ جمعہ ہے‘یہ منبر جو ہے یہ لوگوں کی اصلاح کے لیے ہوتا ہے۔اس لیے میری باتوں کو توجہ سے سننا۔ہم نے خدا کے ساتھ یہ دھوکہ کیا ہے کہ پاکستان بنایا تو اسلام کے لیے لیکن کر ہم یہاں کفر رہے ہیں۔جماعت اسلامی والے سوچیں وہ جو کہتے ہیں جمہوریت آئے‘اگر جمہوریت لانی ہے تو پاکستان بنانے کی کیا ضرورت تھی؟کیا انڈیا میں جمہوریت نہیں ہے؟اگر انڈیا متحد رہتا تو کیا جمہوریت نہ ہوتی؟اب وہاں جمہوریت نہیں ہے؟یعنی اگر تم نے جمہوریت چلانی تھی تو پاکستان کی کیا ضرورت تھی؟وہ تو انڈیا میں بھی چل رہی ہے۔دیکھ لو ان کا وزیر داخلہ سعید نہیں ہے؟اگر جمہوریت ہی تمھارا مشن تھا جیسا کہ تم یہاں چیختے چلاتے ہو تو پھر یہ انڈیا میں بھی ہے۔نوائے وقت کا مجید نظامی اس کا تو دین ہی جمہوریت ہے۔اگر جمہوریت ہی لانی تھی تو پاکستان بنانے کی کیا ضرورت تھی۔یہ تو انڈیا میں بھی چلتی ہے اور چل رہی ہے اور ہم سے بہتر چل رہی ہے۔وہاں تو کبھی مارشل لاء لگا ہی نہیں۔دیکھ لو راجیو تھا۔الیکشن ہوا‘ہار گیا۔پیچھے ہٹ گیا۔دوسرا آ گیا۔پاکستان تو اسلام کے لیے بنایا تھا‘اب کہتے ہو کہ جمہوریت آئے۔

اور یہ جمہوریت کبھی اسلام نہیں لاسکتی۔ دیکھ لو جمہوریت کیا ہے۔ ہر ایک کو مذہب کی آزادی ہو۔ کیا پاکستان میں آزادی نہیں ہے۔ جو مرضی پارٹی بنالو۔ اور اگر اسلام ہو تا تو پیپلز پارٹی بن ہی نہیں سکتی تھی۔ کسی نظریاتی ملک میں۔۔۔ توجہ سے سنیں۔۔۔ کسی نظریاتی ملک میں کوئی دوسری پارٹی نہیں ہو سکتی جس کا نظریہ کوئی اور ہو۔ یعنی سوائے اسلام کے یہاں کوئی اور نظریہ آہی نہیں سکتا تھا۔ اور جب نظریہ اسلام ہو تا تو یہاں دو پارٹیاں ہو ہی نہیں سکتی تھیں۔ جس کا بھی نظریہ اسلام کا ہو تا وہ اس پارٹی میں داخل ہے۔ وہ دو ہو نہیں سکتے۔ اب دیکھ لو آپ نے کہیں جانا ہو' مثلاً خانیوال۔۔۔ مجھے بھی خانیوال جانا ہے۔ دونوں اکٹھے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر تمہارا بھی نظریہ اسلام کا ہے اور میرا بھی نظریہ اسلام کے ہے تو پھر جماعت اسلامی اور یہ علماء اسلام' فلاں اسلام' فلاں اسلام۔۔۔ ان دو تین یا چار پارٹیوں کی کیا ضرورت ہے؟ بس اسلام جو ہے اس کو لے آؤ۔

میرے بھائیو! پاکستان کے لیڈر' پاکستان کے عوام' پاکستان کے حاکم بہت بڑے مجرم ہیں۔ بہت بڑے مجرم ہیں۔ خدا ان کو دنیا میں بھی عذاب اور سزا دے رہا ہے اور آخرت میں بھی عذاب اور سزا دے گا۔ آخرت میں تو بچنے کی صورت ہی کوئی نہیں ہے۔ میں یہ باتیں کس لیے کر رہا ہوں؟ اس لیے کہ آپ سدھر جائیں۔ میری کوشش یہ ہوتی ہے کم از کم جو ہماری مسجد میں جمعہ پڑھنے آتے ہیں وہ تو سدھر جائیں۔ میری ان باتوں سے ملک میں کوئی انقلاب نہیں آجائے گا۔ لیکن خواہش یہ ہے کہ جو یہاں ہمارے ہاں جمعہ پڑھنے آتے ہیں وہ تو کم از کم مسلمان ہو جائیں۔ وہ تو جماعت اسلامی میں پھنسے نہ پھریں۔ یا دوسری سیاسی پارٹیوں میں نہ پھنسے پھریں۔ ان کو پتہ لگ جائے کہ اسلام کیا چیز ہے؟ میرے بھائیو! اسلام صرف ایک ہے۔ دو کبھی نہیں ہو سکتے۔ اسلام صرف ایک ہے' اسلام کبھی دو نہیں ہوئے۔ اسلام زیادہ کبھی نہیں ہو سکتے۔ اسلام صرف ایک ہو سکتا ہے اور وہ کیا ہے؟۔۔۔ یہ جو اللہ نے اتارا ہے۔ جس کو لوگ بنائیں وہ اسلام نہیں۔ کہیے دل مانتا ہے کہ نہیں۔ اپنے اسلام کی تجدید کر لو۔ اپنے ایمان کو درست کر لو۔ حنفیت کس نے بنائی ہے۔ لوگوں نے بنائی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کو امام مقرر کیا' پھر اس کی تقلید شروع کی۔ اس کا اللہ نے حکم دیا ہے یا خود لوگوں نے ان کو امام

بنایا ہے اور ان کی تقلید شروع کر دی۔ آپ لازما یہ کہیں کہ بنایا تو لوگوں ہی نے ہے۔ پھر یہ اسلام تو نہ ہوا۔ اسلام تو وہ ہے جو آسمانوں سے آیا۔ اس بات کو مان لو۔ اگر آپ کا دل اس بات کو نہیں مانتا۔ تو اسلام بالکل آپ کے پاس ہے ہی نہیں۔ باقی جو بات کوئی مولوی کہے' کوئی امام کہے' کوئی مفتی کہے' اس کو دیکھیں گے۔ قرآن و حدیث کے مطابق ہو گی تو وہ ماننے کے قابل ہو گی۔ اگر اس کے خلاف ہو گی تو رد کرنے کے قابل ہو گی۔ اس سے وقتی طور پر کام چل جائے گا۔ اسلام بدلنے والی چیز ہے ہی نہیں' اسلام ہوتا ہی وہ ہے جو بدلتا نہیں۔ دیکھ لو کبھی امام ابو حنیفہؒ مفتی تھے۔ وہ فتویٰ دیتے تھے' امام شافعیؒ کبھی فتویٰ دیتے تھے؟' کبھی کوئی فتویٰ دیتا تھا' کبھی کوئی فتویٰ دیتا تھا۔ آج اس کا فتویٰ کچھ ہے' کل اس کا فتویٰ کچھ اور۔ لیکن اسلام ایک ہی رہتا ہے' وہ بدلتا نہیں ہے۔

میرے بھائیو! ہم مسلمان ہیں لیکن ہمیں اسلام کا پتہ نہیں۔ اسلام کسے کہتے ہیں؟ خوب یاد کر لو۔ مرتے ہی مَنْ رَّبُّكَ' مَا دِيْنُكَ جیسے سوال ہوں گے۔ وہاں نماز کے مسئلے نہیں پوچھے جائیں گے۔ قبر میں جب انٹرویو ہو گا' تو اس میں کوئی گہری بات نہیں پوچھی جائے گی۔۔۔ بکریوں کی زکوٰۃ کتنی ہے' سونے کی زکوٰۃ کا کی نصاب ہے' یہ گہرے مسئلے نہیں پوچھے جائیں گے۔ مَا دِيْنُكَ ' تیرا دین کیا تھا؟ یہ سوال ہو گا۔ اور یہ کتنا سادہ سوال ہے۔ لیکن دیکھ لو کتنے فیل ہو جائیں گے۔ ننانوے فیصد لوگ فیل ہو جائیں گے۔ کیوں؟ ہمیں پتہ ہی نہیں کہ اسلام کسے کہتے ہیں؟ جیسے بچے پہاڑے یاد کرتے ہی' دو دونی چار۔۔۔ میرے بھائیو! اس طرح یاد کر لو کہ اسلام وہ ہے جو آسمان سے آیا ہے' اسلام وہ نہیں ہوتا جو لوگوں نے بنایا ہو۔ حنفیت اسلام نہیں ہے۔ وہابیت اسلام نہیں ہے' شافعیت اسلام نہیں ہے' بریلویت اسلام نہیں ہے' دیوبندیت اسلام نہیں ہے۔ اسلام وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ جو لوگوں نے اور مولویوں نے بنایا ہو وہ اسلام نہیں ہے۔ کہیے! آپ کا دل اس کو مانتا ہے کہ نہیں۔ اپنے آپ کو ٹھیک کر لو۔ اپنی غلطی کی اصلاح کر لو۔ اس کو اپنے دلوں پر لکھ لو' ورنہ قبر میں جا کر فیل ہو جاؤ گے۔ اگلہ معاملہ تو دور کا ہے' قبر ہی میں فیل ہو جاؤ گے۔ انٹرویو

میں ہے آپ گئے۔ دیکھو وہاں کتنے سادہ سوال ہوں گے۔ مَنْ رَبُّكَ قبر میں یہ تین سوال ہوں گے۔ مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے۔۔۔ مسلمانوں تمھارا رب کون ہے ؟ دیکھو جو بندہ نواز' غریب پرور جیسی منافقانہ زبان استعمال کرتے ہیں وہ کہہ سکیں گے کہ میرا رب اللہ ہے ؟ جب کسی کی خوشامد کریں گے۔ تو کہیں گے: غریب پرور' بندہ نواز' اللہ تیرا رب کیسے ہو سکتا ہے ؟ جب بندہ پرور تیرا چوہدری ہے' تو اللہ تیرا رب کیسے ہوا؟ یہ مسلمانوں کا حال ہے۔ آج کل کے اس مسلمان کا رب اللہ نہیں ہے ؟ اس کا رب وہ ہے جو اس کے کام کروا دے۔ بگڑی بھلائی' جو تھوڑی بہت بات بنا دے وہ اس کا رب ہے۔

بڑے پڑھے لکھے لوگ آج کل جب خط لکھتے ہیں کیا القاب لکھتے ہیں قبلہ والد صاحب' قبلہ! پھر فرمایئے کیا حکم ہے ؟ کسی بندے کو قبلہ کہنا یہ جہالت نہیں تو اور کیا ہے ؟ ہمارے ہاں تعلیمی اداروں میں سکھاتے ہی یہی ہیں کہ جب باپ کو خط لکھا جائے تو ایسے شروع کیا جائے جناب قبلہ والد صاحب! اب قبلہ کیا ہے ؟ قبلہ تو وہ جہت ہے جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں ؟ سجدہ کرتے ہیں۔ کیسے! باپ پر یہ لفظ فٹ آسکتا ہے ؟ ہمارے لوگ والد کو قبلہ بناتے ہیں تو جہالت کرتے ہیں۔ پڑھے لکھوں میں جہالت بہت ہے۔ ان میں بھی بعض دفعہ ویسی ہی جہالت آجاتی ہے جیسے ان پڑھوں میں جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ وہ بھی ایسے ہی جاہل ہیں۔ جیسے ایم اے' بی اے' پی ایچ ڈی اور ڈاکٹر۔ مولوی جاہل جب مسجد بناتے ہیں تو کتنا جھگڑا ہوتا ہے۔ اب ایک آیا اور قطب نما لے آیا۔ یہ رکھ کر دیکھ لو' اس کے حساب سے دیکھو۔ کوئی دوسرا آیا وہ سعودیہ سے آتے ہوئے ایک قطب نما لے آیا تھا۔ کہتا ہے کہ اس کو رکھ کر دیکھو' یہ صحیح ہے۔ اور جاہل لوگ فتوے دیتے پھرتے ہیں کہ دیکھو جی! اس مسجد کا رخ صحیح نہیں ہے۔ وہاں نماز نہیں ہوتی۔ جاہلوں کو پتہ ہی نہیں کہ قبلہ ہوتا کیا ہے ؟ کیا اس کا رخ ہونا چاہیے۔ کیا اس کی صورت ہونی چاہیے۔ میرے بھائیو! قبلہ ایک Point کا نام نہیں ہے' یہ نہیں کہ بالکل Right Angle پر قبلہ ہو۔ قبلہ جہت کا نام ہے۔ سو اگر مسجد کا رخ تھوڑا سا یوں ہو جائے' یا یوں ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے ؟ قبلے کی طرف ہی ہے۔ ہزاروں

میل دور کعبہ ہے یہاں ہمارے پاس اس کی صحیح سمت معلوم کرنے کا کون سا آلہ ہے؟ اول تو ان آلوں کا اعتبار ہی نہیں۔ دوسرا اسلام ان آلوں پر Depend نہیں کرتا۔ دیکھو اسلام کی تعلیم کیسی نیچرل، کیسی معقول اور کیسی سادہ، عام فہم ہے۔ حضور ﷺ کہا کرتے تھے نَحْنُ قَوْمٌ اُمِّیُّوْنَ ہم تو ان پڑھ قوم ہیں۔ دیکھو اسلام کے داعی محمد ﷺ کہا کرتے تھے کہ ہم تو ان پڑھ ہیں۔ لاَ نَکْتُبُ وَ لاَ نَحْسَبُ نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب جانتے ہیں۔ مہینوں کے بارے میں فرماتے کہ مہینہ کبھی انتیس کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا۔ قبلے کے بارے میں آپ نے کیا فرمایا: قبلہ پوری یہ جہت ہے۔ لودھراں میں ایک مسجد میں ایک دفعہ جھگڑا ہو گیا۔ وہاں مولوی اپنے لنگر لنگوٹ کس چکے تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ قبلہ جو ہے وہ بالکل یوں ہے اور کوئی کہتا تھا نہیں اس طرف ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قبلہ یوں نہیں کہ آپ اس کو ایک پوائنٹ مقرر کر لیں۔ قبلہ جہت ہے۔ اس میں تھوڑا بہت فرق ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں نا۔۔۔ فرض کر لیجیے میں امام ہوں، مصلے پر کھڑا ہوں اور قبلہ کی طرف میرا رخ بالکل سیدھا ہے۔ اب اگر سطر بہت لمبی ہو، کوئی سو گز تک سطر لمبی ہو تو جو آخری آدمی کونے میں کھڑا ہو گا تو کیا اس کے قبلہ کی سمت وہی ہو گی جو امام کی ہے۔ کیسے اس کی نماز ٹھیک ہو گی؟ اگر اس کی نماز ٹھیک ہے اور بالکل ٹھیک ہے بھی تو اس میں تھوڑا سا فرق ہو بھی تو کوئی حرج نہیں۔ اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ (تفسیر ابن کثیر سورۃ البقرۃ آیت :144) یہ حضور ﷺ کے لفظ ہیں۔ یہ وہاں کے اعتبار سے ہے۔ اور ہمارے (محل وقوع کے) اعتبار سے یہ ہو گا۔ مَا بَیْنَ الشِّمَالِ وَالْجُنُوْبِ قِبْلَةٌ یہ شمال اور یہ جنوب۔۔۔ یہ پوری جہت قبلہ ہے۔ دیکھیے جو دیہاتی اپنے کھیت میں نماز پڑھے تو کیا وہ اپنے ساتھ قطب نما لیے پھرے۔۔۔ نہیں۔۔۔ بس اندازہ ہی کر لے۔ دو چار اور آٹھ دس ڈگری کا اگر فرق بھی ہو گیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ قبلے کا تعین تو یک جہتی کے لیے ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو کوئی ادھر کو نماز

پڑھے اور کوئی اُدھر کو نماز پڑھے۔ قبلے اس اعتبار سے ہے کہ یک جہتی ہو' سب کا رخ ایک ہو جائے۔ باقی رہا کہ یہ ایک خاص پلر کی طرف ہو تو یہ بڑا مشکل ہے۔ جو حج کرنے جاتے ہیں وہ دیکھ ہی لیتے ہیں کہ سب لوگ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ ہی نہیں سکتے۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔

میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ قبلہ ایک جہت ہے جس کی طرف مسلمان سجدہ کرتے ہیں تو کیا باپ قبلہ بن سکتا ہے ؟ جب آپ کی جہت یا باپ کی طرف رخ کر کے سجدہ نہیں کیا جا سکتا تو باپ قبلہ نہیں بن سکتا۔ کسی چوہدری کو قبلہ کہنا یہ مشرکانہ' جاہلانہ اور کافرانہ کام ہے۔ قبر میں سوال کیا ہو گا ؟ مَنْ رَّبُّكَ ؟ تیرا رب کون ہے ؟ آپ کا کیا خیال ہے کہ پاکستان کے بارہ تیرا کروڑ مسلمان سب پاس ہو جائیں گے۔ شاید ہی ان میں سے چند پاس ہوں۔ باقی سب فیل کیونکہ عملاً وہ ان کا رب ہے ہی نہیں۔ پھر مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا تھا ؟ میرا دین وہی تھا جو ہمارے علاقے کا دین تھا' جو ہمارا مولوی کہتا تھا۔ باقی مجھے کیا پتہ کہ اسلام کیا ہوتا ہے ؟ مَا دِيْنُكَ تیرا دین کیا تھا؟ لوگ یہ کہیں گے یا اللہ! اسلام تھا۔ ذرا توجہ سے سنئے' کہیں گے اسلام ہے۔ اور اسلام کا پتہ ہی نہیں کیا ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! اگر لوگوں کو پتہ ہو کہ اسلام کیا ہے تو جب یہ ضیاء کے زمانے میں بات چلی تھی کہ اسلام نافذ کیا جائے تو لوگ کہتے تھے کون سا اسلام ؟ حنفی لنگوٹے کس کے کھڑے ہو گئے کہ فقہ حنفی ہی اسلام ہے' شیعہ اپنی فقہ جعفری لے کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر اسلام نافذ کرنا ہے تو ہماری فقہ جعفریہ نافذ کرو۔ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ اسلام کیا ہے ؟۔۔۔ وہ جو بریلوی مسلمان کہتے ہیں' جو دیوبندی مسلمان کہتے ہیں' جو اہل حدیث مسلمان کہتے ہیں۔ کیا یہ جو کہتے ہیں اسلام ہی اسلام ہے ؟ پاکستان میں اسلام کیوں نہیں آتا ؟ اس لیے کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ اسلام کیا ہے ؟ جس دن انھیں یہ پتہ لگ گیا کہ اسلام کیا ہے اسی دن اسلام آ جائے گا۔

میرے بھائیو! اسلام وہ نہیں جو مین میڈ (Man Maid) ہو کسی بندے کا بنایا ہوا

ہو۔ اسلام وہ ہوتا ہے جو آسمان سے آئے۔ اگر اسلام نافذ کرنا ہے تو وہ بات کہو جو محمد ﷺ نے کہی۔ قصہ ختم۔۔۔ بس ۔۔۔ میں اس لیے یہ یقین آپ کو دلا رہا ہوں کہ آپ اپنی تیاری کریں۔ اور یہ جو تیاری ہے جس پر آپ امید رکھتے ہیں یہ بالکل تیاری نہیں ہے۔ آپ کے عقائد گندے ہیں' آپ کے عقیدے صحیح نہیں ہیں۔ اسلام رسمی سا ہے۔ رسمی اسلام کبھی کام نہیں دیتا۔

میرے بھائیو! اللہ حق ہے اور حق کو پسند کرتا ہے۔ کسی دوسرے کو رسمی کام کر کے دھوکہ دیا جا سکتا ہے لیکن اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس لیے اپنے ایمان کو' اپنے اسلام کو درست کر لو۔ اسلام کسے کہتے ہیں۔ اسلام اسے کہتے ہیں کہ جو مانا ہے اس کا عملی ثبوت دیا جائے۔ اس کے تقاضے پورے کیے جائیں۔ یہ اسلام ہے۔ ایمان کیسے کہتے ہیں ؟ خوب یاد کر لو ایمان کسے کہتے ہیں ؟ اس کے تقاضوں کو عملاً پورا کرنا یہ اسلام ہے ؟ اور ایمان صحیح کب ہوتا ہے ؟ پہلے آپ کو پتہ ہو' اس کی پہچان ہو' اس کی معرفت ہو' ایمان کے لیے ضروری ہے کہ آپ پہلے کسی چیز کو پہچانیں۔ اس کو جانیں کہ چیز کیا ہے ؟ کوئی تجھ سے پوچھے کہ تو بیوی کو مانتا ہے ؟ جی ہاں مانتا ہوں۔ تجھے پتہ ہے کہ بیوی کیا ہوتی ہے ؟ کہے کہ نہیں مجھے پتہ نہیں کہ بیوی کیا ہوتی ہے ؟ پھر بے وقوف تو کیا مانتا ہے ؟ بیوی کو ماننے سے پہلے تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ بیوی کون ہوتی ہے۔

اب دیکھ لو پاکستان کے مسلمانوں کا حال ؟ حالیہ الیکشن میں انھوں نے بے نظیر کو کامیاب کروا دیا۔ ہم نے بہت روکا' بہت منع کیا اور کہا کہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں' ہماری بلا سے کوئی جماعت اسلامی کو ووٹ دے یا کسی اور کو لیکن اب وہ موقع نہیں ہے۔ سارے مل کر یہ کوشش کرو کہ کم از کم یہ جماعت کامیاب نہ ہو لیکن خدا نے عذاب دینا تھا۔ اس پاکستان کی بدبختی۔ یہ مسلمانوں کی غداری ہے' اللہ سے انھوں نے دھوکہ کرنے کی کوشش کی کہ اسلام کا نام لے کر ملک حاصل کیا اور اس میں جمہوریت لا رہے ہیں۔ جماعت اسلامی سمیت سارے ہی مجرم ہیں۔ اللہ نے عذاب لانے کی کیا صورت پیدا کی ہے ؟ یہ کہ اسکو مسلط کر دیا اور دیکھ لو اپنے ہاتھ سے پاکستان کو ختم کر رہی ہے اور ذمہ دار کون لوگ ہیں ؟

سچی بات ہے کہ میں جہاں بھی گیا ہوں میں نے یہی کہا کہ جس بدبخت اہل حدیث نے اس ووٹ دیا وہ کلمہ دوبارہ پڑھے ورنہ نجات کی کوئی امید نہیں ہے۔ اسے صاف نظر آرہا تھا کہ اگر یہ جماعت آگئی جس کا لیڈر بھٹو تھا اور اس کے بعد اس کی بیٹی۔ نہ اسلام رہے گا اور نہ ہی ملک رہے گا۔ اب تک بھی جو آئے ہیں' اسلام کے یوں تو وہ بھی شیدائی نہ تھے لیکن کم از کم ملک دشمن تو نہ تھے۔ اب جو آئے ہیں یہ تو ملک کے دشمن بھی ہیں اور اسلام کے بھی۔ یہ جو ووٹ دیتے ہیں خدا کے لیے سوچ لیا کریں' دیکھ لیا کریں کہ کیا کرنے لگے ہیں؟ انسان ہو کر اور پھر مسلمان ہو کر ایسی بات کر جائے جس سے کفر مسلط ہو جائے تو یہ قابل افسوس اور ناقابل معافی جرم ہے۔

میرے بھائیو! پہلے جو قومیں تباہ ہوئیں ہیں' اندلس کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لو' سپین کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لو۔ وہاں مسلمانوں کی کتنی زبردست حکومت تھی اور آج دیکھ لو وہاں مسلمانوں کا نام ونشان نہیں۔ یہ مسلمانوں کی کتنی بڑی بڑی سلطنتیں تھیں؟ ملیامیٹ ہو گئیں' مٹ گئیں۔ وہ اسی بے غیرتی کی وجہ سے تباہ ہو گئیں۔ آپ کو اس چیز کا احساس نہیں ہو رہا ہے۔ اللہ مالک ہے اور زمین پر جو بادشاہتیں قائم ہوتی ہیں' حکومتیں بنتی ہیں' سب اللہ ہی بناتا ہے۔ ہمارے امتحان کے لیے کبھی کسی کو چڑھا دیا اور کبھی کسی کو چڑھا دیا۔ اور قرآن میں اللہ کی تعریف اَللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ اے اللہ! اے ملکوں کے بادشاہ! اصل بادشاہ تو تو ہی ہے۔ بادشاہی تجھے ہی زیب دیتی ہے۔ جو کوئی دوسرا بادشاہ بن کر اترائے اور فخر کرے وہ بے وقوف ہے اور اللہ اس کو الٹا دیتا ہے۔ دیکھ لو بھٹو کو اللہ نے کیسے اڑا دیا۔ فرعون کو دیکھ لو اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ [44: الدخان: 31] فرمایا وہ بڑا سرکش تھا۔ اور کہتا تھا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اول تو کوئی رب ہے ہی نہیں اور اگر ہوا تو میں اس سے بڑا ہوں۔ خدا نے کہا کہ میری صفت کیا ہے؟ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ [3: آل عمران :26] میں جسے چاہتا ہوں ملک دیتا ہوں اور

جس سے چاہتا ہوں چھین لیتا ہوں۔ اس لیے ہم خدا سے دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ! پاکستان تو نے ہی دیا تھا۔ اللہ اس کو تو ہی بچا۔ ہم تو حماقت کر بیٹھے۔ پہلے دن سے اس پر وہ لوگ مسلط ہوئے ہیں جن کو اسلام کا سرے سے پتہ ہی نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ نام اسلام کا لیتے تھے لیکن دل میں یہ تھا کہ اگر انڈیا متحد رہا' ہندو کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے' یہ ہمیں کھانے نہیں دیں گے۔ عیش نہیں کرنے دیں گے۔ علیحدہ چھوٹا سا ملک بنا لیتے ہیں اور پھر مزے کریں گے۔ اسلام کا نام لیتے رہو اور لوگوں کو دھوکہ دیتے رہو۔ اور یہاں آکر جمہوریت کا نعرہ لگا دیا۔ سوچیے! اگر آپ نے جمہوریت ہی قائم کرنی تھی تو پاکستان بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ پاکستان تو تم نے اسلام کے لیے بنایا تھا اور اسلام ہے نہیں۔ قرآن وحدیث کیا ہے؟ یہ اسلام نہیں ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں اسلام نہیں ہیں؟ کیا یہ اسلام دنیا پر حکومت نہیں کرتا رہا؟ اس کا قانون خلافت راشدہ۔۔۔ بنو امیہ' بنو عباس کی عدالتیں نہیں تھیں۔ آج کا مسلمان یہ کہتا ہے کہ نہیں جمہوریت ہونی چاہیے۔ جمہوریت ہونی چاہیے۔ نتیجہ کیا نکلا؟ پیپلز پارٹی آگئی۔ یہ جمہوریت کی پیداوار ہے۔ اور پھر اب کیا ہوگا؟ آپ کے سامنے حالات ہیں اور یاد رکھیے گا ایسے حالات میں بندہ دعا بھی کرے تو اللہ معاف نہیں کرتا۔ ایسے حالات میں بندہ دعا بھی کرے تو اللہ معاف نہیں کرتا۔ پوری قوم کی غلطی۔ توجہ سے سنیے! جب پوری قوم مجرم ہو تو کوئی ایک دو چار دعا کریں تو اللہ بالکل نہیں سنتا۔ اللہ اس سے کہتا ہے چپ کر چپ کر۔ تو میرا ہے' تیری میری بات اور ہے۔ یہ معاملہ ملک کا ہے۔ چپ کر۔ اسی لیے سلطنتیں تباہ ہوتی ہیں۔ کیا خیال ہے' کبھی کوئی نیک تھا ہی نہیں؟ وہ دعائیں بھی کرتے تھے۔ لیکن خدا کہتا ہے تو اپنی بات کر تیری کیا ضرورت ہے؟ یہ ملک کا معاملہ ہے اور ملک کن کے ہاتھ میں ہے۔ ملک ان کے ہاتھ میں ہے جو اسلام کے دشمن ہیں۔ مجھے ان سے نمٹنے دے۔ سو اس لیے میرے بھائیو! توبہ کرو۔ استغفار کرو' اور اگر کبھی آئندہ موقع دے۔ اول تو امید نظر نہیں آتی کہ اللہ کبھی موقع دے گا۔ سوچ کر فیصلہ کرنا' کبھی کسی کفر کو ووٹ نہیں دینا۔ اور اگر آپ نے یہ نہ سوچا تو نتیجہ یہی ہوگا جواب نکل چکا ہے۔ اب آپ اپنے ذہنوں کو صاف کر لیں۔ اپنے دلوں کو صاف کر لیں۔ اسلام کی حقیقت کو پہچانو۔ ملک میں اسلام آئے

نہ آئے آپ اپنے گھر میں اسلام لے آئیں۔ وہ اسلام کیا ہو گا ؟۔۔۔ قرآن و حدیث۔۔۔ حنفیت سے توبہ کر لو۔ بریلویت سے توبہ کر لو' دیوبندیت سے توبہ کر لو۔ یہ سب لوگوں کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں۔ یہ سب لوگوں کے بنائے ہوئے مذہب ہیں۔ یہ فرقے سب لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ اصل دین وہی ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے تھے۔ وہ کیا ہے قرآن و حدیث۔ اس پر ایمان لے آؤ۔ نماز پڑھو تو قرآن و حدیث کے مطابق پڑھو۔ جیسے محمد ﷺ پڑھتے ایسے ہی نماز پڑھو۔ دیکھو نماز کے لیے آپ نے کیا فرمایا: آپ نے فرمایا: لوگو! میں تمھارا استاد بن کر آیا ہوں۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ [62:الجمعه:2] اللہ کے رسول استاد بن کر آئے تھے۔ آپ نے فرمایا: لوگو! نماز ایسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اور آپ نماز کیسی پڑھیں گے ؟ حنفی ؟۔۔۔ آئی گئی نماز۔۔۔ نماز وہ پڑھو جو محمد کی نماز تھی۔ مشکوۃ شریف اٹھاؤ' بخاری شریف اٹھاؤ' حدیث کی دوسری کتابیں اٹھا کر دیکھو۔ یاد رکھو! جب کوئی مسئلہ لو یہ دیکھو کہ رسول کیا کہتا ہے ؟ یہ کبھی نہ دیکھو کہ مولوی کیا کہتا ہے۔ پہچان لو۔ خوب سمجھ لو' جب آپ کو مسئلے کی ضرورت پڑے' کسی عالم سے مسئلہ پوچھو تو کیا کہو کہ مجھے وہ بات بتا جو محمد ﷺ نے بتائی ہے۔ کبھی یہ نہ کہو کہ میں نے بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اب حنفی فقہ کا فتویٰ کیا ہے ؟ مولوی کہے گا۔ حلالہ کرو۔ وہ کہے گا یہ تو بہت خراب کام ہے ؟ پھر خود ہی بتا دے گا کہ عبداللہ کے پاس دوڑا دوڑا جا وہ مسئلہ ٹھیک کر دے گا۔ میرے پاس حنفی لوگ طلاق کے مسائل لے کر آتے ہیں۔ کہ جی! میں نے طلاق دے دی ہے۔ جاہل کیا سمجھتے ہیں ؟ جب طلاق دیتے ہیں تو تین اکٹھی دیتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ تین کے بغیر طلاق نہیں ہوتی اور حالانکہ یہ بے وقوفی کی بات ہے۔ طلاق ہمیشہ ایک دینی چاہیے۔ جب طلاق دیں ایک دینی چاہیے۔ آدمی غصہ میں آ گیا۔ یا کوئی اور صورت ہو گئی تو جب طلاق دیں ایک ہی دیں۔ اگر تیری نیت رکھنے کی نہیں تو عدت گزر جانے دے۔ تو نے ایک طلاق دی' عدت گزر جائی' تین مہینے گزر گئے۔ بس عورت آزاد ہے۔ جہاں مرضی نکاح

کر لے۔ لیکن اگر وہ کسی جگہ نکاح نہیں کرتی۔ عدت گزر گئی ہے۔ پھر کبھی تیرا دل چاہے یا اس کا دل چاہے۔ سال بعد' دو سال بعد تین سال بعد اسی سے تو پھر نکاح ہو سکتا ہے اگر ایک ہی طلاق دی ہو۔ اب سوچیے! عقل کی بات ہے۔ جب نکاح پڑھتے ہیں تو لڑکے سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کی لڑکی' اتنا مہر' تجھے قبول ہے؟ تو تین دفعہ قبول کرتا ہے یا ایک دفعہ؟ جب نکاح ایک دفعہ کہنے سے ہو جاتا ہے تو طلاق ایک دفعہ کہنے سے کیوں نہیں ہوتی۔ یہ جاہل مولویوں نے سکھا رکھا ہے کہ طلاقیں تین ہوتی ہیں۔ تین تو چانس ہیں۔ اللہ نے رعایت دی ہے' اللہ نے بندے کو موقع دیا ہے کہ بندے اگر تو بے وقوفی کر بیٹھے' ایک دفعہ تو میں تجھے تین موقعے دیتا ہوں' رجوع کر لینا اگر ایک دفعہ طلاق دے دی ہے تو رجوع کر لینا۔ پھر کبھی حماقت نہ کرنا۔ پھر رجوع کر لینا۔ پھر کبھی اگر تیسری دے دی تو پھر تجھے رجوع نہیں کرنے دوں گا۔ یہ تین طلاقیں تو اس لیے تھیں اور ہمارے مولوی نے لوگوں کو کیا سکھا رکھا ہے کہ تین کے بغیر طلاق ہوگی ہی نہیں۔ اور پھر ہمارے طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی عرضی نویس سے جا کر کہتا ہے: "مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینا ہے" وہ اپنی طرف سے ہی تین لکھ دیتا ہے۔ اس نے ایک دفعہ طلاق کہا عرضی نویس نے تین دفعہ اپنی طرف سے لکھ دی۔ بیوی اس کی لیکن طلاق وہ دے رہا ہے۔ اور پھر وہی فتویٰ چلتا ہے جو مولویوں کے پاس ہے۔ مولوی پھر حلالے کرواتا ہے۔ اب جا اور پھر خود ہی حلالہ کر دیتا ہے۔ سانڈھ رکھے ہوئے ہیں۔ دیکھو حدیث کے لفظ ہیں: لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ' جو حلالہ کرتا ہے' عورت سے عارضی نکاح کرتا ہے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے اور جس عورت کو حلال کیا جا رہا ہے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ اور جو مولوی حلالہ کرتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ مانگا ہوا سانڈھ ہے۔ (ترمذی کتاب النکاح باب 28 نسائی کتاب الطلاق' باب احلال المطلقة ثلاثا و ما فی من التغلیط) یہ ترمذی شریف میں سب کچھ موجود ہے۔ لیکن اب دیکھ لو اس کے باوجود بھی ہمارے حنفی مولویوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ حنفیوں کے اور مسئلے بھی دیکھ لو۔ نماز حنفیوں کی دیکھ لو۔ رفع الیدین اس نے

نہیں کرنی' آمین اس نے نہیں کہنی۔ کوئی سنت کا کام اس نے نہیں کرنا۔ جب بیوی والا ٹانکا ٹوٹ جاتا ہے پھر دوڑا دوڑا ہمارے پاس آتا ہے۔ مولوی صاحب یہ ٹانکا آپ ہی لگائیں۔ اور میں تو سچی بات ہے۔ یہ کرتا ہوں کہ کوئی حنفی آجائے میں اسے کہتا ہوں کہ یہاں لکھ توبہ۔۔۔۔ حنفیت سے پہلے توبہ کر اور لکھ کہ آئندہ کے لیے ہمیشہ اہل حدیث رہوں گا تجھے پھر فتویٰ دوں گا۔ میرے بھائیو! دین کو سمجھو۔ دین مذاق نہیں ہے۔ وہی چیز کھری ہے جو اللہ کی طرف سے آئی ہو اور اس کا رسول ﷺ لے کر آیا ہو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

س: بعض کہتے ہیں کہ حدیث کے مطابق خصی بکرا چھترا وغیرہ کی قربانی کرنا جائز نہیں' آیا یہ درست ہے؟

ج: دیکھو! یہ مسئلہ ٹھیک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود خصی مینڈھوں کی قربانی کی ہے۔ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ (رواه احمد ' مشكوة كتاب الصلوة باب في الاضحية عن جابر رضى الله عنه) وجا عربی میں کہتے ہیں خصی کرنے کو۔ تو آپ نے دو مینڈھے قربانی میں دیے جو سینگوں والے' چتکبرے اور خصی تھے۔ اس لیے قربانی کے جانور کا خصی ہونا یہ کوئی عیب نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لیے حسن ہے۔

س: بدعت حسنہ کا وجود ہے کہ نہیں؟

ج: بدعت حسنہ بالکل کوئی چیز نہیں ہے۔ بدعت کے معنی ہیں دین میں کوئی نئی بات گھڑنا جو اس کی روح کے منافی ہو۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو کتابی شکل دینا بھی تو بدعت ہے حالانکہ قرآن مجید کھول کر شروع سے پڑھ لیں۔ اللہ نے

اس کو کتاب ہی کہا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لاَ رَيْبَ فِيْهِ۔۔۔یہ کوئی نیا کام نہیں۔ اسے تو اللہ نے ہی کتاب کہا ہے۔اب یہ بدعت کیسے ہوئی ؟ اللہ اسے کتاب کہہ رہا ہے اور کتاب کے معنی ہوتے ہیں جمع کرنا' یہ جو ہم اردو میں کتب کو لکھنا کہتے ہیں۔ اصل میں اس کے معنی ہیں جمع کرنا۔اس کو جمع کرنا کیوں کہتے ہیں۔اس لیے کہ جب لکھا جاتا ہے تو حروف کو جمع ہی کیا جاتا ہے۔مثلاً اب آپ نے الحمد للہ لکھا تو کیا کیا؟۔۔۔ا'ل' ح'م' د۔۔۔ان حروف کو جمع کیا۔کتب کے اصل معنی ہی جمع کرنا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے جب کتاب اتاری تو قرآن مجید تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا۔اور پھر اوپر لوح محفوظ میں بھی یہ کتابی شکل میں ہے۔جب اللہ نے دنیا میں اتارا تو کہیں سے کوئی' کہیں سے کوئی بیک وقت کئی سورتیں چل رہی تھیں۔ جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ فرماتے کہ اس کو فلاں سورت میں لکھ دو' اس کو فلاں سورت میں لکھ دو۔اس طرح سے قران مجید جمع ہو رہا تھا۔ اب جب کتابی شکل میں آگیا تو حضور ﷺ کو یاد تھا۔ صحابہ کو بھی یاد تھا۔ پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے مل کر اسے کتابی شکل دو گتوں کے درمیان بَيْنَ دَفُتَيْنِ اسے محفوظ کر لیا۔ قرآن مجید کو لکھنا اس کو جمع کرنا ہے۔یہ کوئی بدعت نہیں ہے۔

س: ہمارا ایک دوست شیعہ ہے اور اس کی شادی ہو رہی ہے کیا ہمیں اس کی شادی میں شریک ہونا چاہیے اور کھانا کھا لینا چاہیے ؟

ج: دیکھیں بھیا! حدیث میں آتا ہے آپ کے جو بھی دوست ہوں ان کے ساتھ تمھارا حشر ہوگا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (متفق علیه) اپنے دوستوں کے ساتھ حشر ہوگا۔ جیسے آپ کے دوست ہوں گے انھیں کے ساتھ آپ کا حشر ہوگا۔ آپ وہیں جائیں گے جہاں آپ کا دوست جائے گا۔اب آپ کی مرضی ہے شادی میں جائیں یا نہ جائیں۔اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کوئی بدعت ہو' کوئی کافر ہو'

کوئی مشرک ہو، وہ سب کے سب جنت میں جائیں گے تو پھر آپ ہر ایک سے دوستی لگالیں۔ اور دوستی لگانے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچیں کہ میرا دوست کیسا ہے؟ میرے بھائیو! انگلش والے کہتے ہیں کہ

Man is known by his company he keeps

کہ آدمی اپنی سوسائٹی سے پہچانا جاتا ہے۔ اس سے کہ اسکے دوست کون ہیں؟ اگر اس کے دوست داڑھی منڈے، گندھے، بے دین اور سینما دیکھنے والے عیاش ہوں گے تو بے شک وہ نمازی ہو بے کار۔ اس کی نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اگر اس کی سوسائٹی اچھے لوگوں کی ہے تو وہ یقیناً ٹھیک رہے گا۔ آپ سے کسی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! میں کیسے جانوں کہ میں نیک ہوں۔ فرمایا: اپنے دوستوں کو دیکھا کرو۔ (رواہ احمد و الترمذی و ابوداؤد و البیھقی، فی شعب الایمان، مشکوۃ کتاب الاداب، باب الحب فی اللّٰہ و عن ابی ھریرۃؓ) سن لیا آپ نے؟ وہ پوچھتا ہے کہ میں کیسے جانوں کہ میں نیک ہوں کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اپنے دوستوں کو دیکھا کر۔ اگر تفریح کے لیے، دل لگی کے لیے، جب تجھے فراغت ہوتی ہے، دفتر سے چھٹی ہوتی ہے تو وقت گزارنے کے لیے کس کے پاس جاتا ہے؟ اگر تو نیک لوگوں کے پاس جاتا ہے تو نیک ہے اور اگر بد لوگوں کے پاس جاتا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ تو بھی وہی ہے۔ لہٰذا نہ ایسی شادی میں جانا چاہیے اور نہ وہاں سے کھانا کھانا چاہیے۔ بالکل بائیکاٹ۔۔۔ جتنی دوری ہو سکے کرنی چاہیے۔ نماز کے بعد بے روزگاروں کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ انھیں روزگار فراہم کرے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔

خطبہ نمبر 71

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٍ وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلاَلَۃٍ وَ کُلَّ ضَلاَلَۃٍ فِی النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَ مَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُاللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لاَ یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَ لِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوااللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ[2:البقرة:185]

اس آیت میں اللہ عزوجل نے رمضان شریف کی فضیلت یہ بتائی ہے کہ ہم نے اس میں روزے کیوں رکھے ہیں۔ یہ مہینہ اتنا بابرکت کیوں ہے؟ اس لیے کہ اس میں ثواب بہت بڑھا چڑھا کر دیا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے رحمت مغفرت اور رہائی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ تو اللہ فرماتا ہے: شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ

یہ مہینہ رمضان شریف کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے یعنی اس مہینے کو یہ فضیلت قرآن کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ تو اصل چیز جو ہے وہ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے۔ اس کی صفت ہے۔ اب جو شان اللہ کی ہے اسی اعتبار سے قرآن مجید کی شان ہے۔ جس رات نازل ہوا وہ رات لیلۃ القدر ہے' جس مہینے میں نازل ہوا وہ رمضان اور جو اس کو حفظ کر لے وہ حافظ۔ پھر یہ قرآن جہاں جہاں لگتا جائے گا' چھوتا جائے گا' جس جس سے تعلق ہوتا جائے گا سب کو کندن بناتا جائے گا۔ چمکاتا جائے گا۔ اس کا درجہ بلند کرتا جائے گا۔ اب اتفاق کی بات ہے کہ ہم رمضان شریف کا تو کچھ نہ کچھ خیال کر لیتے ہیں چونکہ یہ مہینہ سال کے بعد آتا ہے لیکن قرآن مجید کا حق ہم ادا نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے کہ ہمارا رمضان پھر تھوتھا ہی رہتا ہے۔ خالی ہی رہتا ہے۔ چونکہ ہم نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں خیر رمضان کو یہ شرف قرآن کی وجہ سے حاصل ہے اور اصل چیز جو ہے وہ قرآن ہے اور اب دیکھو فرق دنیا کی باقی کتابیں مخلوق ہیں۔ اور یہ چوں کہ خالق نے لکھی ہے اس لیے یہ اس کی صفت ہے۔ اور کتابوں اور قرآن میں یہی فرق ہے۔ جیسے خالق اور مخلوق کا فرق ہے۔ اگر ہمارا اس قرآن پر ایسا ہی ایمان ہو جیسا کہ کوئی کتاب پڑھ کر تھوڑا بہت خیال آ گیا کہ صحیح بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی تو پھر سمجھ لیں کہ ہمارا ایمان ناقص ہے۔ اور اگر ہمارا ایمان یہ ہو کہ جو قرآن میں ہے وہ تو اللہ کا فرمان ہے اور کبھی غلط نہیں ہو سکتا' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ غلط ہو تو یہ صحیح عقیدہ اور ایمان ہے۔ اور اگر آدمی کا یہ عقیدہ اور ایمان ہو تو ممکن نہیں کہ انسان اس کے خلاف کام کرے۔

لیکن افسوس کہ ہمیں اس بات کا پتہ ہی نہیں کہ قرآن کہتا کیا ہے اس اعتبار سے قرآن جیسا مظلوم کون ہوگا؟ آپ کے بیٹے کی چٹھی آ جائے' وہ باہر گیا ہو' انگلینڈ' امریکہ' سعودی عرب اور وہاں سے اس کی چٹھی آ جائے اور آپ کو پڑھنی نہ آتی ہو تو کسی دوسرے سے پڑھائیں گے۔ اس کو سمجھیں گے۔ اس نے کیا کہا ہے؟ اس نے کیا مانگا ہے؟ وہ کیا بات کہتا ہے۔۔۔ اب یہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہے' یہ چٹھی اس کی طرف سے آئی ہے۔ هٰذَا

بَلاَغٌ لِّلنَّاسِ [14 :ابراھیم:53]لوگو!یہ میرا پیغام ہے تمھاری طرف۔ ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ یہ تمھاری طرف میرا بیان ہے۔ لیکن نہ ہم خود سمجھتے ہیں اور نہ کسی سے پوچھتے ہیں کہ جی! قرآن کیا کہتا ہے۔ بس سینے سے لگالو۔ اس کو سر پر رکھو۔ اس کی طرف پیٹھ نہ کرو۔ اس کو چومو گر جائے تو دانے تول کر دو۔ بس حق ادا ہو گیا۔ میرے بھائیو! جس چیز کا جو حق ہوتا ہے اگر وہ ادا نہ کیا جائے اور اپنی طرف سے بہت محبت کا اظہار کیا جائے تو کبھی کام نہیں چلتا۔ اب شادی کرلی۔ بیوی گھر میں آگئی۔ بیوی سے بڑی محبت ہے۔ بہت پیار ہے' کپڑے اچھے سے اچھا' کھانا اچھے سے اچھے۔ لیکن یہ نہیں سوچتا کہ بیوی ہوتی کون ہے۔ ٹھیک ہے اس کو کپڑے بھی ملنے چاہئیں۔ اس کو کھانا بھی ملنا چاہیے۔ اس کے اور بھی حقوق ہیں۔ نہ نہ۔۔۔ ان باتو ں کو آپ بالکل نہ چھیڑیں' ان کا نام نہ لیں۔ ویسے مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔ بڑی پیاری لگتی ہیں۔ میں بہت اس کا خیال رکھتا ہوں۔ کہیے آپ کا گھر بس جائے گا۔ وہ کبھی رہے گی؟ کبھی نہیں رہے گی۔ اس کے والدین دوسرے مہینے' تیسرے مہینے کھڑے ہو جائیں گے کہ تو ہماری لڑکی کو طلاق دے دے۔ ہماری لڑکی تیرے ساتھ نہیں بس سکتی۔ بیوی کا جو حق ہے وہ ادا ہو پھر خواہ محبت رسمی ہو وہ آپ کے گھر میں آباد رہے گی۔ لیکن اگر اس کا حق ادا نہیں ہوتا اور آپ صرف چمکنے چمکانے پر ہی رہے تو کبھی گھر آباد نہیں ہوگا۔ کوئی آپ کو عقل مند نہیں کہے گا۔ بالکل یہی صورت دنیا کی ہر چیز کے ساتھ ہے۔ بیٹے کی چٹھی آجائے' اس کو پیار کریں' اس کو چومیں' اس کو آنکھوں سے لگائیں' اس کو سینے سے لگائیں لیکن کھول کر نہ دیکھیں کہ وہ کہتا کیا ہے؟ تو بیٹے کو جب پتہ لگے گا تو وہ کیا کہے گا۔ ابا جی! میں نے تو آپ کو کیا لکھا تھا؟ بیٹا تیری چٹھی آئی تھی' میں اس کو چومتا رہا مگر اسے پڑھنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ تو کوئی ایسے باپ کو کیا کہے گا؟ کیا ہر ایک اس کو بے وقوف نہیں کہے گا۔ احمق نہیں کہے گا؟

میرے بھائیو! قرآن آپ سے مطالبہ کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ جب یہ اترتا تھا تو سب طرح کے لوگ موجود تھے مخلص' بڑے مومن اور چٹے کافر۔ بے ایمان جو ہیں وہ کہتے تھے کہ یہ ہم نہیں مانتے۔ اس کو نبی خود گھڑ کر ہمیں دھوکہ دیتا ہے۔ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔

اور کچھ وہ بھی تھے جو مانتے تھے کہ قرآن بڑی اچھی کتاب ہے لیکن وہ جو ایک مقصد ہے وہ پورا نہیں ہوتا۔ قرآن کیا کہتا ہے؟ یہ احکام کیا دیتا ہے؟ اس کا انہیں کوئی احساس ہی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ جب قرآن کی کوئی سورت اترتی ہے فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا جو منافق آپ کی مجلسوں میں آتے ہیں اور درس و وعظ سن کر نکلتے ہیں تو کہتے ہیں کس کا ایمان بڑھا ہے۔ قرآن سن کر اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ان آیتوں سے جو اب نازل ہوئی ہیں اور نبی نے ہمیں پڑھ کر سنائی ہیں ان سے کس کا ایمان بڑھا ہے۔ ہمارا تو کوئی نہیں بڑھا۔ جیسے ہم پہلے تھے ویسے کے ویسے اب ہیں۔ اور جو واقعتاً مسلمان تھے، مومن تھے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ [9:التوبة:124] جب کوئی آیت اترتی تھی، جب کوئی سورت اترتی تھی ان کے ایمان بھی اضافہ ہوتا تھا۔ ان کے دل بھی خوش ہو جاتے تھے۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ [39:الزمر:23] فرمایا جب قرآن اترتا ہے وہ جو مومن ہیں ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ یہ کہتا ہے اللہ کا یہ حکم ہے۔ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ [8:انفال:2] جب قرآن اترتا ہے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اب آپ بتایئے کہ رمضان آیا، چلا گیا۔ ہم میں سے کتنوں کے ایمان میں اضافہ ہوا؟ اب اضافہ کے معانی یہ ہیں کہ جو گناہ تھے وہ چھوڑ دیے، اور جو نیکیاں پہلے نہیں کرتا تھا وہ کرنے لگ گیا۔ وہ کہیں کہ ایمان میں اضافہ ہو گیا۔ اور اگر حال یہ ہے کہ جیسے رمضان سے پہلے تھے، ویسے تراویح پڑھنے کے بعد

بھی۔ رمضان شریف ختم ہونے پر ویسے کے ویسے ہی ہیں تو پھر ایمان میں تو کوئی اضافہ نہ ہوا۔ گویا اس نے قرآن کو مانا ہی نہیں۔ اسے قرآن کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اس کا رمضان بھی بے کار ہی گیا۔ جس طرح سے میں نے آپ کو پچھلے جمعے بتایا تھا کہ ایک چیز دوسرے کے لیے اصل ہوتی ہے' دوسری چیز کے لیے بنیاد ہوتی ہے۔ اگر وہ دوسری چیز آجائے اور یہی نہ ہو تو وہ گئی بالکل بے کار ہے۔ جیسا کہ کلمہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہ بنیاد ہے نماز کے لیے۔ اگر اس کا لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه صحیح نہیں اور صحیح کا مطلب یہ نہیں کہ قاریوں کی طرح پڑھے۔ حضور ﷺ کے پاس ایک آدمی دوسرے کو پکڑے ہوئے لایا' گھسیٹتے ہوئے لایا کہ یا رسول اللہ! یہ قرآن ٹھیک نہیں پڑھتا۔ بھلا وہ پکڑ کر لانے والا عرب' عربوں کی زبان اور ان کا لہجہ' کیا کہنے! اب وہ دوسرا بیچارہ دیسی' کوئی پٹھان ٹائپ' کوئی پنجابی ٹائپ۔۔۔ وہ ایسے ہی پڑھتا تھا۔۔۔ سادہ' دیسی سا۔۔۔ اس کو برا لگا' غلط لگا اور وہ پکڑ کر لے گیا۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ! دیکھو یہ قرآن صحیح نہیں پڑھتا۔ فرمایا چھوڑ دے۔۔۔ ٹھیک پڑھتا ہے۔ دنیا کی قومیں' انکی زبانیں مختلف ہیں۔ ان کے لہجے مختلف ہیں۔ سارے عربوں جیسا نہیں پڑھ سکتے۔ اللہ یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ تم قاریوں کی طرح سے تجوید سے پڑھو۔ تو نے سمجھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ جب تو نے لاالہ الااللہ پڑھا تو تو نے سمجھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ تو اس کے مطابق موحد ہوا؟ بس اگر تو اس کے مطابق موحد ہو گیا۔ تو کیا نجات کے لیے اکیلا لاالہ الااللہ کافی ہے؟ حضور ﷺ جب فوت ہو گئے' تو صحابہؓ بڑے پریشان ہوئے کہ نبی فوت ہو گئے۔ صحابہ بڑے پریشان کہ حضور ﷺ فوت ہو گئے۔ وہ اس لیے پریشان کہ ہم نے یہ نہیں پوچھا کہ نجات آخر کس پر ہو گی؟ اچھے کام تو لوگ بہت کر لیتے ہیں' لوگ نمازیں بھی پڑھیں گے' روزے بھی بہت رکھیں گے۔ اور صدقہ خیرات وغیرہ یہ تو مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی اپنے اپنے طریقوں سے بہت کرتے ہیں۔ نجات کا آخر معیار کیا ہے؟ بڑے پریشان تھے۔ حضرت عثمانؓ تو خاص طور پر پریشان تھے بالکل جیسے کوئی گم سم ہو جائے۔ انھیں پتہ ہی نہ لگتا کہ کون میرے پاس سے گزرا ہے۔ حضرت عمرؓ پاس سے گزرے اور

انھوں نے السلام علیکم کہا تو انھوں نے جواب ہی نہ دیا۔ انھیں پتہ ہی نہ لگا۔ حضرت عمرؓ نے جا کر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ! میں نے حضرت عثمانؓ کو سلام کیا لیکن انھوں نے کوئی جواب ہی نہ دیا۔ حالاں کہ جواب دینا ایک مسلمان کا حق ہے۔ یاد رکھیے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں اور بعض روایات میں زیادہ بھی مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو مسلمان دوسرے کو سلام کہے تو وہ اس کا جواب دے۔ اگر جواب نہیں دے گا تو اس نے حقوق العباد والا کام خراب کیا۔ اس نے ایک مسلمان کا حق ادا نہیں کیا۔ اس کو چھینک آئے تو جواب دے' یرحمک اللہ کہے۔ کوئی دعوت کرے تو اس کی دعوت کو قبول کرے۔ اس کو ہلکا جان کر کہ اس نے پکائی تو دال ہی ہے نہ ٹرخادے۔ فرمایا جس نے کسی مسلمان کی دعوت کو قبول نہیں کیا قیامت کے دن وہ حقوق العباد میں پکڑا جائے گا۔ اس طرح سے سلام کا جواب دینا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔(رواہ مسلم ' بلوغ المرام ' کتاب الجامع باب الادب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه) حضرت عمرؓ نے دعویٰ کر دیا کہ عثمانؓ کو بلایا گیا۔ اور پوچھا گیا کہ کیا بات ہے کہ آپ نے جواب نہیں دیا؟ وہ کہنے لگے کہ اللہ جانتا ہے مجھے پتہ ہی نہیں کہ میرے پاس سے عمرؓ گزرے ہیں اور مجھے انھوں نے سلام کہا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کہنے لگے کہ تجھے پتہ کیوں نہیں لگا ؟ انھوں نے کہا کہ بس خیالوں میں گم تھا۔ مجھے یہ چیز ستائے جا رہی ہے کہ عمر گزر گئی لیکن میں حضور ﷺ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ نجات کس طرح ہو گی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کہنے لگے کہ عثمانؓ تجھے مبارک ہو' تو خوش ہو جا کہ میں نے یہ بات پوچھی تھی۔(رواہ احمد ' مشکوۃ ' کتاب الایمان' عن عثمان رضی اللہ عنه) مثال کے طور پر ایک آدمی اب مسلمان ہوتا ہے اور کلمہ پڑھتا ہے' اتنے میں جان نکل جاتی ہے' نہ نماز' نہ روزہ' نہ حج' نہ زکوۃ' نہ قرآن کی تلاوت۔۔۔ ساری عمر کافر ہی رہا۔ پتہ نہیں کیا کیا گناہ کیے۔ اس کا کیا بنے گا؟ جب وہ بندہ اللہ کے پاس جائے گا' اس کے گناہوں کے دفتر کے دفتر' فائلوں کی فائلیں۔ ریکارڈ بھرا ہوا ہو گا اور خدا کہے گا کہ جا وہاں جا

کر جہاں اعمال تلتے ہیں وہاں جا کر وزن کرواؤ۔ اور ایک چٹھی اس کو مل جائے گی۔ یہ لاالہ الا اللہ والی۔۔۔باقی سارا کھاتہ گناہوں والا ہو گا۔ وہ کہے گا یااللہ! کیا حساب کروانا ہے ؟ وزن کروانے کا فائدہ ؟ ادھر تو صرف لاالہ الا اللہ ایک۔ اور کوئی عمل ہی نہیں۔ اور گناہ ہی گناہ ہیں۔ خدا کہے گا کہ جا' جا کر وزن کروا۔ جب وزن ہو گا سارے گناہ ایک پلڑے میں اور وہ چٹھی لاالہ الا اللہ والی ایک پلڑے میں۔ لاالہ الا اللہ والا پلڑا اٹھے گا ہی نہیں۔ باقی سارے گناہوں کا پلڑا اٹھ جائے گا۔(رواه فی شرح السنة ' مشكوة كتاب الدعوات باب التسبيح والتحميد' والتهليل' والتكبير عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه) تو نجات کس بات پر ہے ؟ لاالہ الا اللہ پر۔ اور ہمارا لاالہ الا اللہ والا کام ہی ٹھپ ہے۔ ویسے ہمارے رسمی مسلمان کلمے پر محنت بہت کرتے ہیں۔ الا اللہ' الا اللہ مار مار کر عرش کو بھی ہلا دیتے ہیں اور وہ پاگل سمجھتے ہیں کہ ہم کلمہ پر محنت کرتے ہیں۔ وہی بات ہے کہ دو عورتیں ہیں ایک کو ہم ماں کہتے ہیں اور دوسری کو بیوی۔ اب اگر کسی عورت کو ماں کہو تو اور بات ہو گی اور اگر بیوی کو کہو تو اور بات ہو گی۔ یہ فرق تو نام سے ہی ہو ا۔ ماں ہے تو ماں والے تقاضے پورے ہوں گے اور اگر بیوی ہے تو بیوی والے تقاضے پورے ہوں گے۔ اور جو دونوں کا یکسر خیال نہ کرے تو وہ بھی برباد ہے۔ اسی طرح لاالہ الا اللہ پڑھ کر توحید صحیح ہو گی۔ لیکن آج توحید کو دیکھو۔ بریلویوں کی تو کیا صحیح ہونا تھی اہل حدیثوں کا بیڑا غرق ہو گیا اور ان کی بھی توحید صحیح نہیں ہے۔ دیکھو اعمال میں جان کس چیز سے پڑتی ہے ؟ توحید سے۔ جتنی توحید بہتر ہو گی اتنی عمل کی کوالٹی اعلیٰ ہو گی۔ جیسے بعض فیکٹریاں ہوتی ہیں۔ ان کا مال سپیشل ہوتا ہے تو جس کا لاالہ الا اللہ عین سیٹ ہے۔ اس کے عمل کی کوالٹی بہت عمدہ ہو گی اور جس کا لاالہ الا اللہ set نہیں ہے اس کی فیکٹری میں جتنے عمل ہوں گے سب تھوتھے۔ بے کار' ان کا کوئی وزن نہیں ہو گا۔

سو میرے بھائیو! میں نے پچھلے جمعے بھی یہ بات بیان کی تھی اور آج تو کافی لوگ ہیں میں دوبارہ آپ سے عرض کرتا ہوں کہ نماز کے لیے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ بنیاد ہے۔

اگر یہ بنیاد صحیح ہے' مضبوط ہے تو یہ نماز کا وزن اٹھائے گی ورنہ نہیں۔اس صورت میں اس کی نماز صحیح ہو گی ورنہ ٹھونگے ہی ہوں گے۔ایسی نماز کی کوئی حیثیت نہیں' کوئی نمبر نہیں لگیں گے۔فیل۔۔۔اب دیکھو لاالہ الااللہ توحید کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں۔مشرکوں کو اس سے بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ارے نبی کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔ یہ جو نبی بنا ہے' محمد ۔۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا [38:ص:5] یہ کہتا ہے کہ کوئی الہ نہیں سوائے ایک کے۔ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ [37:صفت:35] عرب کے لوگ کیوں کہ لاالہ الااللہ کے معانی جانتے تھے کہ وہ الہ کیسا ہے؟ لاالہ الااللہ یہ رولر ہے جو سڑک پر صفائی کرتا جاتا ہے۔روڑا کیسے بھی کیوں نہ ہو بالکل ایک جیسا کرتا جاتا ہے۔جب ان سے لاالہ الااللہ کہا جاتا تھا تو وہ مر جاتے تھے۔اور باقی باتیں جیسی یہ تبلیغ کرتے ہیں' جھوٹ نہ بولو' سچ بولو' غریبوں کی مدد کرو' ایسے کرو' ایسے کرو۔ تو کچھ بھی نہیں۔کوئی جھگڑا نہیں۔اور جب لاالہ الااللہ کہا جاتا تو وہ مر جاتے اور قرآن کہتا ہے: كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ [42:شوریٰ :13] اے نبی! جس کی تو ان کو دعوت دیتا ہے' یہ ان پر بڑی گراں ہے' بہت بھاری ہے۔لاالہ الااللہ کے معانی کیا ہیں؟ اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں۔کوئی الہ نہیں کے کیا معانی ہیں؟ یہ کہ کوئی سہارا نہیں' کوئی مددگار نہیں' کوئی محبوب نہیں' کوئی معبود نہیں۔ کوئی صحت دینے والا نہیں' کوئی عزت دینے والا نہیں۔لاالہ الااللہ کے معانی صرف یہ کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں صحیح نہیں۔

لاالہ الااللہ سب سے بڑا وظیفہ ہے۔حدیث میں آتا ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا یااللہ مجھے کوئی وظیفہ بتا' میں تیرا خاص آدمی ہوں۔اللہ نے کہا اے موسیٰ لاالہ الااللہ پڑھا کر۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یااللہ! یہ تو سارا جہان ہی پڑھتا ہے' میں تیرا خاص بندہ ہوں مجھے تو کوئی وظیفہ بتا۔یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو خاص خاص باتیں

بتائی تھیں۔ پھر وہ باتیں پیروں اور فقیروں کے پاس آئیں' ملنگوں کو پہنچ گئیں یہ بالکل غلط ہے۔ جتنے بے ایمان اور بے دین ہیں سب کے سب حضرت علیؓ کے مرید ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو کوئی خاص بات بتائی تھی۔ کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کو حضور ﷺ نے کوئی خاص بات بتائی تھی ؟ وہ کہنے لگے کچھ بھی نہیں۔ وہ نبی ہی کیا ہے جو دین کی بات ہو اور کسی کو دے۔ یہ سب جاہلوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ اور جاہل یہ بھی کہتے ہیں کہ دیکھو جی! وظیفہ کرنا تو کسی سے اجازت لیا کرو۔ آیت کریمہ کا وظیفہ کرنا ہو تو کسی سے اجازت لے لیا کرو۔ بغیر اجازت کے وظیفہ نہیں کرنا چاہیے' بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔ یہ ٹھیکیداری خواہ مخواہ لوگوں نے دوسروں کو دے رکھی ہے۔ جیسے رحمت کی بارش سب کے لیے برابر ہے ایسے ہی دین کی باتیں بھی سب کے لیے برابر ہیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یا اللہ! مجھے کوئی خاص وظیفہ بتا۔ اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر سارا جہان بھی لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے تو کیا اس کی تاثیر میں کوئی فرق پڑ جائے گا۔ اس میں کچھ کمی آ جائے گی۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں' ساری کائنات ایک پلڑے میں رکھ دی جائے اور لا الہ الا اللہ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ سب پر بھاری ہو گا۔ (مشکوۃ کتاب الدعوات باب التسبیح و التحمید و التهليل و التكبير عن ابی سعید الخدریؓ) یونس علیہ السلام جو پیغمبر تھے ان سے معمولی سی غلطی ہو گئی۔ اللہ نے پکڑ کر مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا۔ مچھلی کے پیٹ کو قید خانہ بنا دیا اور حکم دیا کہ اس کو پکڑ اور قید کر اور جا کر نیچے بیٹھ جا۔ اب کون ضمانت کروائے۔ کون ملاقات کے لیے آئے ؟ وہ کس سے کہیں۔ انہوں نے بس یہ پڑھنا شروع کر دیا۔ لا الہ الا انت اللہ میرا کوئی ضمانتی نہیں' تیرے سوا میرا کوئی سہارا نہیں۔۔۔ نہ ماں' نہ باپ' نہ بھائی' نہ برادری' نہ کوئی اور قوم۔ میرا سہارا تو ہی ہے۔ دیکھو لا الہ الا اللہ کے معانی واضح ہو رہے ہیں۔ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں ہیں۔ مچھلی سمندر کی تہہ میں نیچے بیٹھی ہوئی ہے جس کے پیٹ میں پتھر تک گل جاتے ہیں۔ ہر چیز گل جاتی ہے حتیٰ کہ لوہا بھی۔

سب کچھ گل جاتا ہے' کوئی آواز نہیں باہر آسکتی۔ تو یونس علیہ السلام نے لاالہ الا انت پڑھا۔ کہ یااللہ! تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ اب یہاں الٰہ کے معانی معبود ہی کے ہیں۔ کیوں کہ وہاں تو عبادت والی بات ہی کوئی نہیں۔ کیا معانی تھے۔ اللہ میرا کوئی سہارا نہیں' میرے پاس کوئی نہیں آسکتا۔ میں کسی سے فریاد نہیں کر سکتا کہ مجھے چھڑاؤ۔ لاالہ الا اللہ تو ہی میرا سہارا ہے۔ یہ ہے لاالہ الا اللہ کے معنی۔ اور اگر یہ ہے کہ تھوڑی سی تکلیف آئی اور پیر کے پاس دوڑ گئے' معمولی سی بات ہوئی مزار پر چلے گئے۔ اپنے پیر کے روضے پر چلے گئے۔۔۔ ایسا آدمی اگر لاالہ الا اللہ کہے تو خدا کہے گا تو پکا بے ایمان ہے۔ تو نے لاالہ الا اللہ کے معانی نہیں جانے۔ لاالہ الا اللہ کے معانی ہیں کہ اللہ پر بھروسہ ہو۔ اس پر توکل رکھے اور توکل کے کیا معنی ہوتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ سبب پیدا نہ کرے' اسباب پیدا کرے لیکن نگاہ مسبب الاسباب پر رکھے۔ آپ اگر چاہتے ہیں کہ مجھے کھانے کو ملے' مزدوری کریں' اٹھ کر کام کریں' لیکن یہ نہ سمجھیں کہ میری اس محنت سے مجھے روٹی مل جائے گی۔ یہ اس نے سبب پیدا کیا ہے۔ روٹی دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔ جنگ بدر میں مسلمان بڑے کمزور تھے' کافر بہت زیادہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی سخت دعا کی' ایسے سخت لفظوں میں دعا کی کہ یااللہ! اگر یہ جماعت جو میں نے بارہ تیرا سال میں تیار کی اب اگر مٹ گئی تو تیرا نام کوئی نہیں لے گا۔ ایسے مان کے ساتھ آپ نے دعا کی۔ اللہ نے دھڑا دھڑ فرشتے اتارنے شروع کر دیے۔ جبرائیل ایک ہزار فرشتہ لے کر آرہے ہیں' اسرافیل ایک ہزار لے کر آرہے ہیں۔ میکائیل ایک ہزار لے کر آرہے ہیں۔ تین ہزار تو آگئے اور باقی کے بارے میں کہہ دیا وَ يَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الأفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ[3:آل عمران:125] ہم نے پانچ ہزار بھی فرشتے کر دیں گے۔ اس طرح سے اللہ تعالٰی نے فرشتے اتارے۔ بالآخر مسلمان جیت گئے۔ اب کہنے والا تو کہے گا کہ جی! ہماری مدد تو فرشتوں نے کی۔ اللہ نے کہا کہ سن لو یہ جو میں نے فرشتوں کو اتارا ہے یہ صرف تمھارے اطمینان قلب کے لیے تھا ورنہ وَمَا النَّصْرُ اِلاَّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مدد تو

اللہ کی طرف سے تھی۔ یہ تو صرف خوشخبری تھی۔ اِلاَّ بُشْرٰی لَکُمْ فرشتے تو محض تمھاری خوشخبری کے لیے بھیجے تھے۔ فرشتے تو تمھارے اطمینان قلب کے لیے بھیجے تھے۔ ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہ کبھی نہ سمجھنا کہ فرشتوں نے مدد کی' فلاں نے مدد کی۔ یہ تو سب اسباب ہیں۔ اسباب میں تاثیر پیدا کرنا اس کا کام ہے۔ وہ چاہے تو روک دے۔ پانی پیاس بجھاتا ہے اور اللہ تاثیر کو روک دے تو جتنا مرضی پانی پیے جاؤ پیاس نہ بجھے گی۔

لوگ کہتے ہیں کہ پیٹ پھٹنے کو آگیا پیاس بجھتی ہی نہیں لوگ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں اتنا پیسہ آتا ہے' اتنا پیسہ آتا ہے مگر برکت نہیں ہوتی۔ دیکھو کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا۔ اب آگ کا کام جلانا ہے۔ آگ چھوڑتی ہے؟ آگ تو لوہے کو بھی پگلا دیتی ہے۔ لیکن کب؟ جب اللہ کی اجازت ہو۔ اور اگر اللہ آگ کی تاثیر کو روک دے تو آگ کچھ نہیں کرے گی۔ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں بٹھائے رکھا مگر آگ نے کچھ نہ کیا۔

میرے بھائیو! توحید یہ ہے۔ اسباب پیدا کرنے کے لیے محنت کرو لیکن اس پر Depend نہ کیا کرو۔ اور یہ نہ سمجھا کرو کہ اگر فلاں آدمی مل گیا تو کام بن جائے گا۔ یہ کبھی نہ سوچنا۔ لوگ پیراں دتہ نام رکھ دیتے ہیں اس سے بڑا کفر اور کیا ہو سکتا ہے کہ پیر نے دیا ہے۔ بعض لوگ اللہ کے پاس جائیں تو جونہی ان کے نام سامنے آئیں گے سیدھے دوزخ میں جائیں گے' کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ اور بعض لوگ محمد بخش نام رکھ لیتے ہیں۔ اس کے کیا معانی ہوئے۔ یہ کہ اسے محمد ﷺ نے بخشا ہے۔ محمد ﷺ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ یہ کفر ہے۔ ایسا آدمی سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو سب سے پہلے اپنا نام بدلے اور خدا بخش رکھے کہ مجھے خدا نے بخشا ہے' مجھے خدا نے دیا ہے۔ میرے والدین کو جو لولاد دی ہے وہ اللہ نے دی ہے۔ وہ خدا نے دی ہے۔ یعنی خدا بخش نام رکھے' محمد بخش رسول بخش' علی بخش نہیں۔ یہ سب کفر ہے۔ لا الہ الا اللہ اڑ جاتا ہے۔ لا الہ الا اللہ صاف ہو جاتا ہے۔ یہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت ہے۔

میرے بھائیو! یہی وجہ ہے کہ آج لاکھوں اور کروڑوں نمازی ہیں لیکن بالکل

صفر ـــــ ختم ـــــ کوئی انکی قدر و قیمت نہیں' نہ ان کی نمازوں کی اور نہ ان کی دعاؤں کی۔ اس لیے کہ ان کا لا الٰہ الا اللہ ٹھیک نہیں ہے۔ کلمہ کا ایک جزو لا الٰہ الا اللہ اور دوسرا محمد رسول اللہ ہے۔ اب جس کا محمد رسول اللہ بھی ٹھیک نہیں وہ بھی ناکام۔ اب محمد رسول اللہ کے معانی کیا ہیں ؟ یہ کہ پیروی صرف محمد ﷺ کی۔ پیروی صرف محمد ﷺ کی۔ جس نے کسی اور کی پیروی کی اس کا محمد رسول اللہ درست نہیں۔ دیکھ لو' سوچ لو' کوئی چوٹ نہیں لگا رہا ہوں۔ بات کھول کر کر رہا ہوں۔ ہر پڑھا لکھا آدمی' عقل والا' سوچ والا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جس نے کہا کہ میں نماز حنفی طریقے کی پڑھوں گا۔ جس نے اتباع کے لیے' عمل کے لیے محمد کے بعد کسی اور کو منتخب کر لیا اس کا محمد رسول اللہ پڑھنا جھوٹا ہے۔ جس کا لا الٰہ الا اللہ خراب اس کا سب کچھ برباد۔ جس کا محمد رسول اللہ برباد اس کا سب کچھ برباد۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندیوں اور بریلویوں کی نمازیں چٹ' روزے چٹ۔ تراویح غلط۔ ہر عمل غلط' ہر کام غلط۔ اب حنفی کسے کہتے ہیں ؟ دیکھو بعض لوگ جو تھوڑے سے پڑھے ہوتے ہیں وہ حقیقت کو سمجھتے نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی! یہ مولوی کتنا سخت ہے۔ بڑے بڑے عالم حنفی گزرے ہیں' دیکھو میرے بھائیو! اگر صرف استادی شاگردی کی نسبت ہو جیسے "علیگ" علی گڑھ کر پڑھا ہوا' اسی طرح شافعی' امام شافعی کا شاگرد تو یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اگر کہا جائے کہ میں مسلکاً حنفی ہوں' میں شافعی ہوں' میں فقہ حنفی پر ہی چلوں گا تو اس کے معانی یہ ہیں کہ حضور ﷺ نے بہت کچھ کہا کہ ہم صرف وہی فرمان رسول ﷺ لیں گے جس پر امام ابو حنیفہؒ کے دستخط ہوں گے۔ یہ حنفیت کے معانی ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ ناراض نہ ہوں۔ حنفی کے معانی کیا ہیں ؟ یہ کہ حدیثوں میں بہت کچھ آتا ہے' قرآن میں بہت کچھ آتا ہے لیکن ہم وہ مسئلہ لیتے ہیں جس کو امام ابو حنیفہؒ نے منظور کیا ہے۔ اب بتائیں کتنی توجیہیں ہیں ؟ اس میں نبی کی پیروی کون کرے گا۔ جس نے اپنا امام خود گھڑ لیا اس کا محمد رسول اللہ پڑھنا جھوٹا ہے۔ اس کا کلمہ صحیح نہیں ہے۔ اس کی نمازیں برباد' اس کا حج برباد۔ اس کا سب کچھ برباد۔

میرے بھائیو! میں سخت باتیں نہیں کر رہا' میں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ اگر آپ کے دل میں غصہ آئے اور آپ میں ضد نہ ہو تو آپ ان شاء اللہ مان جائیں گے' تسلیم کر لیں

گے' سمجھ جائیں گے کہ بات بالکل صحیح ہے۔ مسلکوں کا اختلاف ہو جاتا ہے صحابہؓ میں اختلاف ہو گیا تھا۔ بعد والوں میں بھی اختلاف ہوا لیکن ایک لائن بنا لینا۔ ایک فرقہ بنا لینا۔ اپنا ہیڈ کسی اور کو بنا لینا۔ اس کے نام پر حنفی بنا' شافعی بنا' مالکی بنا یا کوئی اور مذہبی نام رکھنا' اپنے مسلک کا نام رکھنا یہ محمد رسول اللہ کو چھٹی کروانا ہے۔ حنفی حدیثوں کا نام لیتے ہیں لیکن کب۔ جب ان کو جواب دینا ہو۔ جب اہل حدیثوں سے واسطہ پڑ جائے۔ پھر کہیں سے حدیث مل جائے' چاہیے کباڑ خانہ سے ہی ملے' ضعیف ملے' کسی قسم کی ملے ضرور دکھائیں گے۔ لیکن مقدم کیا ہے؟ امام ابو حنیفہ کی بات۔ اور یہ محمد رسول اللہ سے مذاق ہے۔

میرے بھائیو! میں یہ توضیح کر رہا ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ سارا وسط ایشیاء مسلمان ہے' سارے حنفی ہیں' ترکی سارا حنفی ہے' سمر قند' بخارا' تاشقند یہ جتنے علاقے ہیں سب حنفی ہیں اور پھر دنیا میں اکثریت حنفیوں کی ہے۔ بہاول پور دیکھ لو' جامع مسجد بھری پڑی ہے۔ یہ ادھر والی مسجد بھری پڑی ہے۔ لیکن صفر۔ بالکل صفر۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہی جو میں نے آپ سے بیان کی۔

میرے بھائیو! اس حقیقت کو سمجھ لو' اپنا عقیدہ درست کر لو' جب تک آپ کا عقیدہ درست نہ ہو گا' صحیح نہ ہو گا نماز کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نماز کب قبول ہوتی ہے جب آپ کا عقیدہ درست ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ نبی کے ہاتھ میں کچھ نہیں' نبی اللہ کے سامنے بے بس ہے' عاجز ہے' محتاج ہے۔ بریلوی یہ بات سن سکتا ہے؟ ہائے ہائے! توبہ توبہ! بریلوی یہ بات بالکل نہیں سن سکتا۔ صرف ایک اللہ ہی ہے۔۔۔ نہیں۔۔۔ بڑے بڑے کرنی والے موجود ہیں جو تقدیریں بدل دیتے ہیں۔ بزرگ تو ایسے ہوتے ہیں۔ یہ سب مشرکوں اور کافروں کا عقیدہ ہے۔ اور محمد رسول اللہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی ذات ایسی نہیں ہے' نہ ابو بکر' نہ عمر' نہ عثمان' نہ علی رضی اللہ عنہم۔۔۔ کوئی ذات ایسی نہیں جو پیروی کے لائق ہو۔ صرف محمد ﷺ۔۔۔ دیکھئے کیسا کھرا عقیدہ ہے؟ یہ بھلا برداشت ہوتا ہے۔۔۔ دیوبندی برداشت کر سکتا ہے' بریلوی برداشت کر سکتا ہے' شیعہ کا تو نام ہی کیا لینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نمازیں گئیں' روزے گئے' سب کچھ گیا۔

اور مسلمان ذلیل ترین ہو گیا۔ ذلیل ترین ہو گیا۔ یاد رکھو جب مسلمان اٹھیں گے۔ ابھی تو رنگ ڈھنگ نہیں ہے۔ ویسے تھوڑی سی حرکت شروع ہوئی ہے۔ مسلمانوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ سال چھ مہینے کے اندر اندر آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ پٹائی ہو گی۔ یہی حال عربوں کا ہوگا' یہی حال دوسروں کا ہوگا۔ سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ہم مسلمان ذلیل کیوں ہو رہے ہیں ؟ خدا قرآن میں سب کچھ سمجھاتا ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آتی۔ اب خدا عملاً سمجھائے گا۔ ان کی پٹائی کروائے گا۔ لڑائیاں ہوں گی۔ جھگڑے ہوں گے' فساد ہوں گے۔ کافر مسلمانوں کو ماریں گے۔ مسلمانوں کو بہت ذلیل کریں گے۔ مسلمان کو مسلمان ماریں گے۔ ختم کریں گے۔ پھر ان کی سمجھ میں بات آجائیگی کہ ٹھیک اور اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تو ہمارے ساتھ ہی نہیں ہے۔ اللہ ہمارا ساتھ ہی نہیں دیتا۔ ہم جو مار کھاتے آرہے ہیں' جو ذلیل ہو رہے ہیں۔ اللہ ساتھ کب دیتا ہے ؟ کیوں دیتا ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے۔ جنگ احد ہو رہی تھی اور اب کفار سے لڑنے والے کون ہیں ؟۔۔۔ محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' مصعب بن عمیر' حضرت حمزہ' رضی اللہ عنہم ۔۔ بڑا ہی پاک گروہ۔۔۔ فتح ہو گئی کافر بھاگ پڑے۔ صحابہ سے معمولی سی غلطی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا تھا فتح ہو یا شکست درہ نہیں چھوڑنا۔ جب تک میں نہ کہوں اس درے سے نہیں ہلنا۔ انھوں نے اپنا اجتھاد شروع کر دیا کہ اب تو کافر بھاگے جا رہے ہیں' لوگ مال لوٹ رہے ہیں۔ اب تو وہ گئے۔ چلو ہم بھی شامل ہوں۔ ان کا مال لوٹنے لگ جائیں۔ یہ نہ دیکھا کہ نبی ﷺ کا حکم کیا ہے ؟ اللہ قرآن میں کہتا ہے۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ مسلمانوں یہ نہ کہنا کہ اللہ وعدے پورے نہیں کرتا۔ اللہ مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ میں مسلمانوں کا ساتھ دوں گا۔ یہ میری پارٹی ہے۔ تمھیں جو شکست ہوئی ہے۔ یہ نہ کہنا کہ اللہ کا وعدہ سچا نہیں۔ اللہ مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ جب اس کے حکم سے تم کافروں کی گردنیں مار رہے تھے۔ اور کافر جو ہیں بھاگ رہے تھے۔ لیکن

کانٹا کیسے بدلہ؟ حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِي الاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا اَرٰكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ[3:آل عمران:152]جب تم نے نبی کی نافرمانی کی' میں نے کانٹا بدل دیا۔ فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا۔بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ موجود ہیں۔ لیکن نافرمانی کا عمل ہوا تو اللہ نے کایا پلٹ دی۔ فتح شکست میں بدل گئی۔اور اب خدا مدد کیوں نہیں کرتا؟ دیانت داری سے بتایئے!خدا مسلمانوں کی مدد کرتا ہے؟ دیکھ لو!افغانستان کا معاملہ بالکل سرے لگنے والا تھا۔دیکھ لو کیسا خراب ہوا اور کیسا الجھ گیا۔کشمیر کا دیکھ لو' پاکستان کا دیکھ لو' ویسے ہی بیڑا غرق ہو رہا ہے۔ سندھ کا حال' کراچی کی صورتحال آپ اخبارات میں پڑھ ہی رہے ہیں۔جو لوگ نظر والے ہیں ان کو تو بہت پہلے سے یہ نظر آ رہا ہے۔ پہلے مشرقی پاکستان کو ختم کیا اب اس کی بیٹی اس کو ختم کر دے گی۔لیکن جاہل سمجھتے ہی نہیں' دیکھتے ہی نہیں۔اب حالات بدلتے جا رہے ہیں۔ ہر ایک کی زبان پر یہ بات ہے کہ پاکستان کا معاملہ خراب ہے۔پاکستان کا معاملہ خراب ہے۔بتایئے اللہ ساتھ ہے؟۔۔۔ نہیں۔۔۔ کیوں؟ ۔۔۔اس لیے کہ ہمارا لا الہ الا اللہ صحیح نہیں ہے۔اور محمد رسول اللہ ہمارا صحیح نہیں ہے۔اب مار پڑے گی۔ پٹائی ہو گی' اکثریت گندے لوگوں کی ہے۔ جب مٹیں گے تو پھر ہوش آئے گی۔ سب سے پہلے جمہوریت کا کیڑا نکلے گا۔ساری دنیا کے مسلمان جب اپنی اپنی جگہ مار کھائیں تو حج کے موقع پر یہ باتیں کیا کریں گے۔ارے کوئی آدمی ایسا مقرر کرو جو ساری دنیا کے مسلمانوں کی قیادت کرے۔ چھوڑو جمہورت کو جو کفر ہے۔ خدا پھر اس کو نکالے گا۔ مسلمان اس وقت اس حقیقت کو سمجھیں گے کہ اللہ ان کی مدد کرتا ہے جن کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ٹھیک ہو۔اور پھر خدا کیسے مدد کرے گا؟اللہ کی مدد کے کوئی ایک دو طریقے ہیں؟ جب اللہ مدد کرنے پر آجاتا ہے تو چڑیوں کو بازوں سے لڑا دیتا ہے۔جو چاہے کر دے' جس طرح چاہیے کر دے۔ سو اس لیے میرے بھائیو!خوب سمجھ لو کہ ہم اتنی کثرت کے باوجود ۔۔۔جو مسلمان بے نماز ہیں ان کا نام نہ لو۔۔۔بڑی کثرت کے ساتھ مسلمان نمازی ہیں لیکن اللہ کو ان کی نمازوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب جا

کر مسلمانوں کی یہ حالت ہو جائے گی جیسے باؤلا کتا' Mad Dog۔۔۔ کتا جب کاٹ لیتا ہے اور اس کا زہر جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ اس طرح سے لوگ بدعت کے تحت اس قدر بدعتی ہوں گے۔ مولوی کیا' دوسرے کیا۔۔۔ سارے کے سارے بدعتی ہوں گے۔ ان کا کوئی عمل قبول نہ ہو گا۔ اور آج دیکھ لو' پرانے مولویوں کو دیکھ لو۔ دیوبند کے' بریلی کے' اور اہل حدیثوں کے۔۔۔ یہ سو سال کے قریب کے سب کے سب بدعت کا شکار ہیں۔

میرے بھائیو! میں نے جیسے پچھلے جمعے میں بھی عرض کیا تھا کہ جب مسلمان خدا کی پارٹی بن جاتے ہیں تو یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ خدا کی پارٹی ہار جائے اور خدا زندہ ہو۔ خدا کہتا ہے کہ جب تمھیں دعا کرنی ہو تو کیا کہہ کر دعا کیا کرو۔۔۔ یا حی یا قیوم۔۔۔ جب تمھارا کام اڑ جائے تو مجھ سے مانگنا ہو تو یا حی یا قیوم کہو۔ اے زندے! جس کے لیے موت نہیں' اونگھ نہیں ہے' نیند نہیں اے وہ جس کی ذات کے سبب ساری کائنات قائم ہے۔ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ تیری رحمت کے ساتھ تجھ سے فریاد کرتے ہیں۔ میں فوراً پہنچوں گا۔

میرے بھائیو! اللہ ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اگر اللہ ہمارے ساتھ ہے تو دل سے پوچھ لو۔ آج اللہ مسلمانوں کے ساتھ بالکل نہیں ہے۔ ہر ایک کے دل کی آواز ہے کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہم بدعتی' ہم مشرک' ہمارا کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صحیح نہیں ہے۔ نماز' روزہ تو سب بعد کی بات ہے۔

میرے بھائیو! میں جو باتیں کر رہا ہوں وہ نئے نئے آدمیوں کے لئے تو بظاہر بہت سخت ہیں لیکن جو سمجھے گا' سوچے گا وہ ان شاء اللہ العزیز لازماً انصاف کرے گا کہ بات بالکل معقول ہے اور اس کو قطعاً چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ میرے بھائیو! صحیح مسلمان بننے کی کوشش کرو۔ صحیح مسلمان کونسا ہوتا ہے؟ صحیح مسلمان وہ ہوتا ہے جو حضور ﷺ کے صحابہؓ کے نقش قدم پر چلے۔ کہیے آپ کا دل مانتا ہے کہ نہیں۔ آئیڈیل' نمونے اور بہترین قسم کے مسلمان صحابہ تھے۔ بہترین قسم کے مسلمان صحابہ تھے۔ ان میں کوئی حنفی تھا؟ کوئی چشتی تھا؟ کوئی قادری تھا؟ کوئی سہروردی تھا؟ کسی کا کوئی پیر' چھوٹا بڑا۔۔۔؟ کوئی وہابی تھا۔ اہل حدیث۔۔۔

سارے اہل حدیث۔۔۔اہل حدیث کسے کہتے ہیں ؟اس کو جس کا سوائے محمد ﷺ کے کوئی اور پیر نہ ہو وہ اہل حدیث ہوتا ہے۔ دیکھو اللہ قرآن میں کیا پیاری بات کہتا ہے کہ اے مسلمانو!اگر تمھارا کسی بات پر جھگڑا ہو جائے' اختلاف ہو جائے تو کیا کرو۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ[4:النساء:59]اگر تمھارا کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو قرآن وحدیث سے فیصلہ کروایا کرو۔ یہ ہیں اہل حدیث اور آج کے اہل حدیث کیا کرتے ہیں ؟ دیکھ لو علامہ صاحب کی اور میاں فضل حق کی آپس میں جوتی چلی اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے۔ جماعت والوں نے بڑی کوشش کی کہ ان میں صلح ہو جائے۔ لیکن اہل حدیثوں والا کام کسی نے نہ کیا۔ نہ انھوں نے اور نہ ہی انھوں نے۔ اہل حدیثوں کو اللہ کیا حکم دیتا ہے۔ یہ کہ تم اہل حدیث ہو جاؤ۔ قرآن وحدیث تمھارا مذہب ہے۔ اگر تمھارا کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ تو قرآن وحدیث سے فیصلہ کروالو۔ کیا کرنا چاہیے تھا۔ علامہ صاحب کو' میاں فضل حق اور مولانا معین الدین وغیرہ کو کیا کرنا چاہیے تھا۔ تین عالم' یا پانچ عالم ثالث مقرر کر لیتے۔ سعودیہ سے بلا لیتے۔ یہاں سے کسی کو مقرر کر لیتے۔ کچھ وہاں کے لے لیتے' کچھ یہاں کے لے لیتے اور ان کے سامنے سارا کیس رکھ دیتے۔ اور ان سے یہ نہ کہتے کہ ہماری صلح کرواؤ۔ یہ بیٹھ جائے' یہ کھڑا ہو جائے' پچھلا الیکشن ختم ہو جائے' نیا الیکشن کروالو۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ کیا فیصلہ کریں۔۔۔ وہ قرآن وحدیث کے مطابق فیصلہ کریں۔ ایسا وہ تب کرتے جب وہ اہل حدیث ہوتے۔ اسی لیے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ گئے۔ اہل حدیث نہیں رہے' بالکل نہیں رہے۔

میرے بھائیو!اہل حدیث اسے نہیں کہتے جو آدمی زور سے آمین کہے یا رفع الیدین کر لے۔ ویسے آمین کہنا سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صحابہؓ سے کہا۔۔۔ ابن ماجہ جو کہ صحاح ستہ میں شامل ہے اس کو اٹھا کر دیکھ لو' اور دوسری کتابیں بھی ہیں ان کو بھی اٹھا کر دیکھ لو۔ اس میں آپ نے فرمایا: میرے صحابہ آمین کافی کھڑک کر کہا کرو۔ بیک آواز اور بلند آواز

سے کہا کرو، شرمایانہ کرو۔ یہودی تمھاری آمین پر جلتے ہیں۔اس لیے تم ضرور آمین کہا کرو۔ یہ ابن ماجہ میں حدیث ہے۔مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ یہود تم سے جو حسد کرتے ہیں، جلتے ہیں، کسی پر اتنا نہیں جلتے جتنا تمھاری آمین پر جلتے ہیں۔ (ابن ماجة كتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب الجهر يامين عن ابن عباسؓ عن عائشةؓ) اور آج دیکھ لو دیوبندی کو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ آمین کہنے سے بریلوی کو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

میرے بھائیو! مولویوں نے لوگوں کو اندھیرے میں رکھا ہوا ہے۔ مولویوں نے لوگوں کو اندھیرے میں رکھا ہوا ہے۔ کہ علم قرآن اور حدیث ہے۔ علم پگڑیاں نہیں ہیں۔ بڑے بڑے پگڑ کا نام علم نہیں ہے۔ روزے آئے تو پگڑی باندھ لی دستار بندی ہو رہی ہے۔ روٹیاں مانگنے کے لیے اور عالم امام ہوتا ہے۔ عالم بادشاہ ہوتا ہے، عالم کبھی کسی کے ماتحت نہیں ہوتا۔ عالم برباد کب ہوتا ہے؟ جب وہ الیکشنوں میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب وہ امیروں کے دروازوں پر جا کر روٹیاں کھاتا ہے۔ ان کی لڑکیوں کو پڑھاتا ہے، ان کے بچوں کو پڑھاتا ہے۔ اب آپ سوچیں کہ نوکر آتے ہیں اور امیر کے گھر میں نوکری کر کے چلے جاتے ہیں۔ ایسے ہی مولوی اگر امیر کے گھر میں جائے، ان کی لڑکیوں کو پڑھا آئے، ناشتہ کر آئے، روٹی کھا آئے تو کیا وہ مولوی کو کمی نہیں سمجھتے؟ اس جیسا ذلیل مولوی بھی کوئی ہوگا؟ امام بخاری سے بادشاہ نے کہا کہ آپ میرے بیٹے کو گھر آکر پڑھا جایا کریں۔ آپ اپنی بخاری شریف جو کتاب ہے میرے بیٹے کو گھر آکر پڑھا جایا کریں۔ تو امام بخاریؒ نے کہا کہ پیاسا پانی کے پاس جاتا ہے۔ پانی چل کر پیاسے کے پاس نہیں آتا۔ ہوش کر۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا ہے کہ میں تیرے گھر آکر پڑھا دوں، میں جا کر تیرے بیٹے کو پڑھاؤں۔۔۔ اچھا پھر ایسے کریں، میں بادشاہ ہوں، اپنے بیٹے کو تیرے پاس بھیج دیا کروں گا لیکن اسے علیحدہ پڑھائیں کیوں کہ اگر عام لوگوں سے دوستی ہو گئی تو پھر سفارشیں ہوں گی۔ عجیب سا معاملہ ہوگا۔ وہ Status نہیں رہے گا۔ اس کو علیحدہ رکھ کر پڑھایا کریں۔ امام بخاریؒ نے کہا کہ یہ دین کی توہین ہے۔ یہ دین کی توہین ہے۔

مجھ سے یہ توقع نہ کرنا۔ تیرا بیٹا آئے۔ آ کر صف پر بیٹھے' جہاں غریب کا بچہ بیٹھتا ہے وہاں بیٹھے۔ پھر خدا کی رحمت ہو' بارش ہو تو جیسے غریب فائدہ اٹھاتے ہیں تیرا بیٹا بھی فائدہ اٹھائے۔ (هدی الساری ج2ص265 حافظ ابن حجر عسقلانی) یہ تو عالم' اور آج کا عالم دیکھ لو' یہ سراج الدین دین پوری۔۔۔ چاند سب سے پہلے اسے نظر آتا ہے۔ بے نظیر کے بارے میں سب سے پہلے فتوی وہ دیتا ہے۔ جو مرضی فتوٰی لے لو حکومت جو فتوی چاہے وہ دے دے۔ دیکھو حضور کا فرمانا۔ آپ پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ ان پڑھ بالکل لیکن دیکھ لو کتنے سو سال گزر گئے۔ جو بات نبیؐ کی زبان مبارک سے نکلی کیسی سچی؟ کیسی پاک' کیسی صداقت والی' جو کبھی بھی غلط ہو سکتی ہی نہیں۔ وہ بات زبان سے نکلی۔ آپ نے فرمایا کہ عالم اور عابد میں کیا فرق ہے۔ عابد نفل پر نفل' نفل پر نفل پڑھے۔ چل سو چل۔۔۔ عابد وظیفے کرتا ہے۔ اور عالم اپنے فرض نماز ادا کر لیتے ہیں۔ جو ضروری نماز تھی وہ پڑھ لی۔ اس کے بعد آؤ۔ جس نے پڑھنا ہے قرآن پڑھو۔ حدیث پڑھو' مسئلے پوچھو' دین سیکھو۔ یہ عالم ہے۔ کسی صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایک عالم اور عابد میں کتنا فرق ہے۔ فرمایا جو فرق مجھ میں اور تم میں ہے۔ جو فرق ایک نبی اور ایک امتی میں ہے وہی فرق ایک عالم اور ایک عابد میں ہے۔ لیکن فرمایا قیامت کے قریب جا کر عالموں کا حال کیا ہو گا؟ شَرُّ الْخَلاَ ئِقَ تَحْتَ اَدِیْمُ السَّمَاءِ آسمان کے نیچے سب سے بدتر مخلوق مولوی ہوں گے۔ کتے سے برا' سؤر سے برا' بندر سے برا' ہر جانور سے برا' ہر زانی سے' شرابی سے برا عالم ہو گا۔ یہ مشکوۃ شریف میں حدیث موجود ہے۔ شَرُّ الْخَلاَ ئِقَ تَحْتَ اَدِیْمُ السَّمَاءِ آسمان کے نیچے ساری مخلوق سے بدترین مولوی ہیں' وہ عالم ہیں ۔ اسی سے فتنے نکلیں گے۔ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان مشکوۃ کتاب العلم عن علی رضی اللہ عنہ) اسی کے پاس سارے داخل ہوں گے جیسا کہ بل سے سانپ نکلتا ہے اور گھس جاتا ہے۔ مولوی اڈا ہو گا فتنوں کا۔ آپ کی سمجھ میں بات آئی کہ مسلمان کیوں ہار رہے ہیں۔ مسلمان کیوں ذلیل ہو

رہے ہیں۔ یہی بات کہ مولوی بھی برباد اور ان کے مقتدی بھی برباد۔ مولوی کیوں مولوی بنتا ہے۔ وہ اس قابل نہیں ہے کہ دنیا میں پیسہ کما سکے۔ اس لیے وہ دین سنبھال لیتا ہے۔ جا کر دیکھ لو مسجدوں میں جتنے لڑکے پڑھتے ہوں گے۔ یہ درسوں میں جا کر پوچھ لینا کیوں بھی تیری کیا نیت ہے۔ روٹی کمانا۔۔ کوئی اس کے سوا نیت ہوتی ہے۔ جو آدمی دنیا کا علم پڑھتا ہے۔ بی اے کرتا ہے' ایم اے کرتا ہے۔ اس لیے کہ میں دنیا کماؤں گا وہ ٹھیک اس کو برا نہیں کہہ سکتے مگر جو دین کا علم اس لیے پڑھتا ہے کہ دولت کماؤں اس جیسا گندہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ سب سے برا ہے۔

میرے بھائیو! یہ دین کا علم ایک دولت ہے۔ ایسی دولت ہے کہ دوسری دولتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ذلیل ہونے کی وجہ ہی یہ ہے کہ ہمارے عالم برباد ہو گئے' ان کے مقتدی بھی گئے۔ ان کے نمازی بھی برباد ہو گئے۔ دنیا کب سدھرے گی۔ جب مسلمانوں کو مار پڑے گی۔ دماغ دونوں کے ٹھیک ہوں گے تو پھر ہوش آئے گی۔ سب سے پہلے جمہوریت کا کیڑا نکلے گا۔ حج کے موقع پر لوگ اکٹھے ہوا کریں گے اور کہیں گے۔ کسی ایک کو دیکھ لو جب مسلمانوں کی مرکزیت قائم تھی' خلیفہ ہوتا تھا تو کفر تھر تھر کانپتا تھا۔ اب جہاں دیکھو الیکشن۔۔ ہر ملک میں چھوٹے چھوٹے سلسلے' اس کو ختم کرو۔ مسلمانوں کا ایک مرکز بناؤ۔ مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہو۔ لوگ امام مہدی کو پکڑیں گے۔ فرمایا اس کی چالیس سال کی عمر ہو جائے گی۔ ان سے کہیں گے کہ ہم آپ کو پوری دنیا میں مسلمانوں کا خلیفہ بناتے ہیں۔ چوں کہ عیسائیوں سے لڑائیاں ہوں گی۔ پوری دنیا میں جہاں بھی لڑائی ہو رہی ہے۔ جہاں دیکھو لڑائی ہو رہی ہے۔ تو مسلمان چاہیں گے کہ ہمارا کوئی قائد ہونا چاہیے۔ کوئی آدمی نظر نہیں آئے گا۔ عرصہ گزر جائے گا۔ جیسے کہ اب چلا ہی آ رہا ہے۔ پھر لوگوں کو امام مہدی ہاتھ لگیں گے۔ وہ مانیں گے نہیں۔ ان کو مجبوراً اپنا خلیفہ بنالیں گے۔ بس پھر خدا ساتھ ہو گا۔ اس طرح سے فتح ہو گی کہ مسلمان ابھی تلوار اٹھاتا بھی نہ ہو گا کہ کافر مرا پڑا ہو گا۔ ایسے خدا کی مدد آئے گی۔ (مشکوۃ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ)

میرے بھائیو! اب وہ وقت دور نہیں ہے' میں سمجھتا ہوں اب جو ہمارے چھوٹے بچے ہیں شاید وہ امام مہدی کو دیکھ ہی لیں۔ اپنے آپ کو درست کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نہ دیکھو کہ حنفی بہت ہیں' بریلوی بہت ہیں' دیوبندی بہت ہیں' مسجدیں بھری پڑی ہیں۔ یہ خاک ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہیں۔ اپنے دین کو درست کرو۔ اپنے عقیدے کو درست کرو۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کوئی دین میں دخیل نہیں ہے۔ اپنے عقیدے کو درست کرو' اپنی نمازوں کو ٹھیک کرو۔ نماز پڑھو تو کیسے۔ جیسے محمد ﷺ کا طریقہ تھا۔ کھڑے ہو کر نماز میں ہاتھ سینے پر باندھے۔ یہ یوں۔۔۔ یہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے۔ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى۔۔ یہ دایاں ہاتھ اور یہ بایاں ہاتھ۔ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى حضور ﷺ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے تھے۔ ھم یشد بینھما علی صدرہ (یہ مرسل حدیث ابوداؤد نے (759) حسن سند سے نقل کی ہے) پھر اپنے سینے پر اس کو مضبوط کر لیتے اور یہ حالت اس وقت ہو سکتی ہے۔ جب آپ Attentive ہوں گے۔ اور اگر نماز میں ڈھیلے ہوں گے خواہ آپ اہل حدیث ہوں' خواہ کچھ ہوں ہاتھ نیچے کھسکتے جائیں گے۔ اور ویسے بھی دیکھئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔ کہ اے موسیٰ تو فرعون کے پاس جا رہا ہے۔ فرعون بڑا ظالم ہے' جابر ہے۔ جب تیرا دل گھبرائے تو وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ [28:قصص:32] تو اپنا ہاتھ یوں رکھنا۔ یہ مشینری ہے۔ پھر دل دھڑکنے سے نہیں رکے گا۔ حدیث میں آتا ہے جب حضور ﷺ نماز پڑھتے تو دل ایسے چلتا جیسے ہنڈیا ابلتی ہے۔ (رواہ احمد والنسائی و ابوداؤد' مشکوۃ' کتاب الصلوۃ' باب ما لا یجوز من العمل فی الصلوۃ و ما یباح منه عن مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنه) تو اس طرح سے آپ اپنے ہاتھ کو ملاتے۔ کیوں کہ دل جو ہے وہ یہاں ہوتا ہے۔ اور اس سے نیچے تو آپ کو پتہ ہی ہے کہ انتڑیاں

ہیں، ٹٹی وغیرہ۔۔۔ مشینری تو ساری اوپر ہے۔ اس سے نیچے Stand ہے۔ جس پر مشینری فٹ ہے۔ پور اور کشاپ۔۔ اس کے اوپر مشین فٹ ہے۔ پھر اس کے بعد سب سے زیادہ یہ مرکز ہے۔ یہاں سے دماغ کو بھی سپلائی ہوتی ہے۔ اس لیے نماز میں جب کھڑے ہوں تو پاؤں کو دیکھو دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ برابر ہو۔ یہ نہیں کہ آگے سے پاؤں چوڑے اور پیچھے سے پاؤں تنگ ایڑھیاں ملی ہوں۔ یہ حنفیوں کا طریقہ ہے۔ محمدی طریقہ یہ نہیں ہے اور نماز ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اپنے دل کو سمجھا سمجھا کر۔ یہ سمجھو کہ میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں۔ میں اللہ سے کچھ مانگ لوں۔ اور جس کو نماز کا ترجمہ ہی نہیں آتا۔ ہائے ہائے! ظلم کی بات نہیں ہے کہ ہم پندرہ پندرہ سال بیس بیس سال کے نمازی ہیں۔ ہم کو نماز کا پتہ ہی نہیں کہ پڑھتے کیا ہیں۔ ارے طوطے میں اور آدمی میں فرق کیا ہے؟ طوطے کو سکھا دیتے ہیں میاں مٹھو چوری کھانی ہے۔ وہ یہ کہہ لیتا ہے۔ لیکن اسے یہ نہیں پتہ ہوتا کہ چوری کیسے بنتی ہے، کہاں سے آتی ہے؟ ہمارا بھی یہی حال ہے۔ ہمارے منہ سے نماز کے کلمات نکلتے ہیں لیکن کچھ پتہ نہیں کہ میں کہتا کیا ہوں۔

میرے بھائیو! اگر نماز آپ کی ہو اور آپ نماز کو خدا کی ملاقات سمجھتے ہوں کہ یہ خدا سے ملاقات ہے۔ اور خدا کی ملاقات ہائے ہائے! اللہ قرآن میں جا بجا فرماتا ہے کہ جن کے دلوں میں یہ بات نہیں کہ انھوں نے مجھ سے نہیں ملنا تو ہم ان کے عمل نہیں تولیں گے۔ اعمال کا وزن کس کا ہوگا؟ جس کے بارے میں امید ہوگی کہ شاید اس کا وزن ٹھیک ہو جائے، اس کی بخشش ہو جائے۔ اور سب سے بنیادی چیز۔ اگر آپ کے دل میں یہ تصور نہیں ہے اللہ کی ملاقات کا۔ آپ نے کوئی بھی نیکی کی ہو گی۔ خدا وزن کرے گا ہی نہیں۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ [18:الکھف:105] یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ کاش مسلمان قرآن کو سمجھیں۔ اللہ کہتا ہے توجہ سے سننا گیارواں پارا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا [10:یونس:7] جن لوگوں کو ہماری ملاقات کا خیال

نہیں۔ دل میں تڑپ نہیں کھٹکا نہیں ہے۔ جس آدمی کے دل میں اللہ کی ملاقات کا خیال ہوتا ہے اس کے لیے موت بہت آسان ہو جاتی ہے۔ مرنے والے کے دل میں پھر اس وقت یہی بات ہوتی ہے کہ پہلے تو بیوی بچے۔۔۔ یہ وہ۔۔۔ گھر کا دنیا کا ماحول۔۔۔ ساری چیزیں۔ انس اور محبت ہوتی ہے۔ ہر آدمی موت سے گریز کرتا ہے۔ لیکن جب مومن کو یقین ہو جاتا ہے کہ نہیں۔ اب آگئی' تو چونکہ دنیا میں وہ تیار رہتا ہے۔ اب اس کے دل میں یہ خیال غالب آجاتا ہے کہ چلو اب اللہ سے ملاقات ہوگی۔ بچے گئے' سو گئے اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ ہٗ' (متفق علیہ مشکوۃ کتاب الجنائز باب تمنی الموت و ذکرہ عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ) جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے' اس کے لیے موت بہت آسان ہو جاتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ بہنیں بہت تھیں' باپ کے سر قرضہ تھا۔ یہ بیچارے ابھی چھوٹے۔ ان کو بڑا صدمہ تھا والد کی شہادت کا کہ مجھ پر اتنا بوجھ پڑ گیا۔ کہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو دیکھا کہ اے جابر کیوں افسردہ ہے۔ چھوڑ دنیا کے خیالوں کو۔ آج تک جتنے لوگ مرے ہیں اللہ نے کسی سے سامنے ہو کر بات نہیں کی۔ پہلا شخص تیرا باپ ہے جس سے خدا نے جس سے پردہ ہٹا کر بات کی۔ آج مومنوں سے خدا جنتوں میں ملاقات کرے گا۔ آخرت میں ملاقات ہوگی۔ حساب کتاب کے بعد۔ لیکن حضرت جابر کے والد کے بارے میں آپ نے فرمایا تیرا باپ وہ پہلا شخص ہے جس کے ساتھ خدا نے بغیر کسی پردے کے بات کی۔ (جامع ترمذی بحوالہ سیر الصحابہ ج3 ص69)

اور یہ بہت بڑی چیز ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا جن کو میری ملاقات کا خیال نہیں۔ وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اور وہ دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے۔ دنیا میں ہی انھوں نے دل لگا رکھا ہے۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ [10 :یونس:7] ان کو میری آیتوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ قرآن میں جو میں انھیں کہتا ہوں کوئی پرواہ نہیں ہے۔

اَولٰئِكَ مَاوٰ هُمُ النَّارُ [10:یونس:8] ان لوگوں کو ٹھکانہ دوزخ ہے۔

میرے بھائیو! نماز میں تصور کیا کریں کہ میں اللہ کے سامنے آیا ہوں۔ یا اللہ! اب تو میرا تصور ہے ناں۔ ایک وقت وہ آئے گا کہ میں واقعتاً تیرے سامنے آؤں گا۔

خدا سے مانگوں۔ یہ موقع ہے نماز میں کھڑا ہوں۔ خدا سے دعا کیا کرو۔ مغفرت چاہو کہ خدا مجھے بخش دے اللہ میرا معاملہ آسان کر دے۔ جو جو آپ کے دل میں آئے اس طرح سے اپنی نماز کو درست کرو۔ میرے بھائیو! میں بار بار آپ سے عرض کرتا ہوں۔ اگر مسلمان ہونا ہے تو دائیں بائیں لوگوں کو نہ دیکھیں۔ قران حدیث کو دیکھیں کہ مسلمان کا نقشہ کیا کھینچتا ہے۔ جمعے کا وقت تھوڑا ہوتا ہے۔ دل میں بہت کچھ ہوتا ہے کہ یہ کہا جائے' یہ کہا جائے۔ اب یہ جو فصلی لوگ ہیں انھیں کب آنا ہے۔ ہائے ہائے! ویسے آپ خیال تو کریں جو یہ کہیں کہ چلو رمضان کے جمعے پڑھ لو پھر چھٹی کر لیں گے۔ اللہ اس کا کوئی جمعہ قبول کرتا ہے۔ دیکھیے آپ کے پاس کوئی دوست آئے اور ملے' کسی فنکشن میں' خاص کسی موقع پر اور آگے پیچھے کبھی کوئی نہ ملے کیا وہ آپ سے محبت کرتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں۔ اگر اللہ کے ساتھ بھی آپ کا رویہ ایسا ہی ہے تو کیا اللہ آپ سے کبھی دوستی لگائے گا؟ اب دیکھو ناں عید کے اجتماع میں لوگ بہت جائیں گے' لوگ عید گاہ بہت جائیں گے۔ خدا پوچھے گا میں نے تجھے بلایا ہے ارے! نمازوں کے لیے میں کہا کرتا تھا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ آ' نماز کو آ۔ تیری نجات ہو جائے گی۔ اس کے لیے تو میں نے اذان بھی نہیں دلائی۔ میں نے بلایا بھی نہیں اور تو آگیا۔ جا دفعہ ہو' دور ہو' مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میرے بھائیو! باتیں سن لو' وزن کر لو' تول لو' اور مسلمان بن جاؤ۔ اللہ سے کبھی کچی دوستی نہ لگاؤ۔ اللہ جیسا پیارا دوست کوئی نہیں۔ اللہ بڑا سچا اور پیارا دوست ہے۔ جو اللہ سے دوستی لگاتا ہے۔ خدا ہمیشہ اس کا ساتھ دیتا ہے۔ اور جو مطلبی سا ہو' فصلی سا ہو' اللہ اس سے بڑا ناراض ہوتا ہے۔۔۔ اللہ ماں سے زیادہ پیارا ہے۔ باپ سے زیادہ پیارا ہے۔ اولاد سے زیادہ

پیارا ہے۔ اللہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اس لیے اللہ کی قدر کرو۔ اللہ سے دل لگاؤ۔ بدعتیں چھوڑ دو۔ حنفیت سے توبہ کر لو۔ دیوبندیت سے توبہ کر لو۔ بریلویت سے توبہ کر لو۔ کوئی نیا نام نہ رکھو۔ نہ وہابی' نہ یہ' وہ۔ کوئی اپنا نام نہ رکھو۔ اپنا نام رکھو۔ اہل حدیث' اپنا نام رکھو۔ محمدی اپنا نام رکھو۔ اپنا نام اہل سنت رکھ لو۔ ایک بریلوی بھی اہل سنت نہیں۔ اہل سنت وہی ہوتا ہے جو قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے' جو نبی کی سنت پر عمل کرتا ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! رمضان شریف میں دو باتیں خاص ہوتی ہیں۔ ایک تراویح یہ رات کی عبادت ہوتی ہے۔ دیکھو آپ جتنی بھی رکعتیں آپ پڑھ سکیں ٹکا کر پڑھیں۔ دل لگا کر پڑھیں' حنفیوں کی طرح گنتی نہ ہو کہ بیس کی گنتی پوری کر دو' مولوی صاحب آٹھ بجے شروع کریں اور نو بجے کے قریب قریب ختم کر دیں۔ دیکھو دعا کرتے ہیں ناں۔ اس لیے فرمایا کہ دعا کرو کب؟ جب دل حاضر ہو۔ یہ خدا سے مذاق ہے۔ یہی تو وجہ ہے خدا کی پھٹکار ہم پر پڑتی ہے۔ دیکھو فقیروں کو۔۔۔ فقیر بیٹھا ہوتا ہے خارش کرتا رہتا ہے۔ اور باتیں کرتا رہتا ہے اور جب کسی کو دیکھتا ہے تو فوراً اپنا منہ بدل لیتا ہے۔ مسکین سامنہ کر ہاتھ پھیلاتا ہے۔ دعا کب کرو؟ جب دل حاضر ہو' جب آواز دل سے نکلے۔ حدیث میں آتا ہے۔ خدا غیر حاضر دل کی نہیں سنتا۔ حاضر دل کی نہیں اللہ کبھی نہیں سنتا۔ دل کو حاضر کر کے خدا سے مانگو۔ نماز ہے دل لگا کر پڑھو۔ چھ پڑھو' آٹھ پڑھو' پھر اگر آپ صبح کو اٹھیں' وقت ہو' دو چار نفل پڑھنا چاہیں بڑی خوشی سے پڑھیں' لیکن ٹکا کر۔ ایک صدقہ فطر ہے جو رمضان شریف میں دیا جاتا ہے۔ چاند کے نکلنے سے پہلے پہلے دیا جاتا ہے۔

صدقہ فطر پونے تین سیر فی کس اور وہ قریباً قریباً ہم نے قیمت کا اندازہ لگایا ہے۔ ممکن ہے قیمت کا کچھ فرق ہو جائے۔ آٹھ روپے فی کس بنتا ہے۔ آٹھ روپے فی کس بنتا ہے۔ خواہ وہ بچہ عید کی نماز سے ایک گھنٹہ پہلے پیدا ہوا اس کا بھی صدقہ فطر دینا ہوتا ہے۔ نوکر کا

صدقہ فطر آپ کے ذمے نہیں ہے۔ نوکر تنخواہ لیتا ہے اس کا صدقہ فطر آپ کے ذمے نہیں ہے۔ لیکن جو نوکر ایسا ہے کہ اس کا سارا خرچ آپ نے اٹھانا ہے۔ پھر اس کا صدقہ فطر بھی دینا پڑے گا۔ آپ کی بہن ہو شادی شدہ نہ ہو آپ کے پاس ہو اس کا صدقہ فطر بھی ادا کریں لیکن جس بہن کی شادی ہو چکی ہے اس کے سسرال ہیں۔ اس کا خاوند ہے۔ اس کا خسر ہے۔ اس کا صدقہ فطر وہ ادا کریں گے۔ آپ کے ذمے نہیں ہے۔ کوئی رشتہ دار آپ کے پاس آیا ہوا ہو اس کا صدقہ فطر آپ کے ذمے نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں میں ہوتا ہے جو اس وقت گھر میں آئے ہوئے ہوں' کہیں کے ہوں سب کا نہیں ہے۔ صدقہ فطر صرف اسی کا آپ کے ذمہ جو آپ پر Depend کرتا ہے۔ جس کی کفالت آپ کرتے ہی اس کا صدقہ فطر ہو گا۔ اور صدقہ فطر جو ہے وہ آٹھ روپے فی کس ہے۔ عید کی نماز سے پہلے پہلے ادا کرنا چاہیے۔ اسکے علاوہ عشر ہے۔ اب فصل آ رہی ہے۔ جو بغیر محنت کیے پانی لگا کر اس کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔ اور جس کو پانی لگایا جائے' ٹیوب ویل کا' نہر کا یا کسی سے خرید کر پانی لگایا جائے۔ یا ویسے کسی جگہ سے محنت کر کے پانی لگاتے ہیں تو اس میں بیسواں حصہ ہے۔ اگر بیس من دانے ہوں تو عشر ہے۔ اگر آپ کے انیس من دانے ہوئے تو کوئی عشر نہیں ہے۔ جب بیس من ہو جائیں گے تو پھر آپ کو ایک من دینا پڑے گا۔ اور یہ دینا کس کو چاہیے۔ لَاَ يَاْكُلُ طَعَامُكَ اِلاَّ مُؤْمِنٌ تُقْى (رواه ابودائود والدارمی' مشکوة کتاب الادب باب الحب فی اللّٰه و من اللّٰه عن ابی سعید رضی اللّٰه عنه)

میرے بھائیو! خوب توجہ سے سن لو۔ آج کل افطاریوں کا بڑا رواج ہے اور سیاسی افطاریاں ہوتی ہیں۔ کیوں کہ کل کو ووٹ دینے ہیں۔ ذرا میری شہرت ہو جائے میری ٹیوٹر بن جائے۔ اس لیے عام لوگوں میں مشہور کرنے کے لیے افطاریاں کرواتے ہیں۔ تو آپ ہمیشہ افطاری کے لیے جو کریں آپ کے دل میں Compitition نہ ہو۔ ریاکاری نہ ہو' میں نے کہا اس نے کہا دیکھو اس نے کہا تو بھی کروا تو اس لیے میں نے ارادہ کر لیا۔ جو کام کریں دل حاضر کر کے' اپنی نیت کو خالص کر کے کریں۔ اور کسی بدعتی کا روزہ نہ کھلوائیں۔ کسی مشرک

کا روزہ نہ کھلوائیں۔ ایسی افطاری نہ کروائیں کہ جہاں ہر کوئی نتھو پھتو آرہا ہے۔ یہ سیاسی افطاریاں ہیں۔ جیسے جنازے سیاسی ہوتے ہیں۔ لڑکے دکانیں لوٹ رہے ہیں۔ گولی لگی، مر گیا تو کہا شہید۔۔ پڑھو جی جنازہ۔۔۔ جنازہ پڑھو جی!۔۔۔ پھر غائبانہ جنازے۔۔۔۔ سب فراڈ۔۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس لیے جس نے افطاری کروانی ہو بالکل خالص کریں۔ لاَ یَاْکُلُ طَعَامُكَ اِلاَّ تَقِیٌّ حدیث کے لفظ ہیں کہ تیرے کھانے کو نہ کھائے مگر متقی۔ باقی رہا کہ تجھ سے مانگنے کے لیے کوئی آیا۔ غریب ہے بھوکا مر رہا ہے تو دے۔ لیکن اس کو صدقہ فطر نہیں دینا۔ اس کو صدقہ فطر نہیں دینا۔ عشر کے پیسے نہیں دینا۔ اپنے اور مال سے دے۔ کوئی ہندو آجائے، کوئی چمار آجائے، کوئی کافر آجائے وہ بھوکا مر رہا ہے اس کو دو۔ لیکن جو چیزیں اللہ نے تجھ پر امپوز کر رکھی ہیں تیرے ذمے لگائی ہیں وہ صرف مومنوں کا حق ہے۔ ان میں سے کچھ نہ جائے۔ اب ہمارے لوگ کیا کرتے ہیں۔ صدقہ فطر دینے کے لیے صبح کو نکلیں گے جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ سڑکوں پر بے نماز منگتے پیشہ وران کو دیتے جائیں گے اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے صدقہ فطر ادا کر دیا۔ کوئی دلچسپی ہی نہیں۔

میرے بھائیو! جو یہ نہ سوچے میرا عمل قبول ہو او عمل کرے اس جیسا کوئی بے وقوف بھی ہوگا۔ ڈاک خانے میں ہڑتال کا خطرہ ہے اور یہ خدشہ ہو ممکن ہے منی آڈر نہ جاتے ہوں آپ پوچھیں نہیں اور جا کر منی آرڈر کروادیں۔ کبھی کروائیں گے آپ ؟ آپ منی آڈر کروانے سے پہلے تسلی کر لیں کہ کہیں ہڑتال تو نہیں۔ کہیں راستے میں خرد برد تو نہیں ہوں۔ محفوظ طریقے سے پہنچ جائے گا۔ اس لیے جو بھی عمل کرو۔ اس سے پہلے تسلی کر لو کہ میرا یہ عمل ٹھیک بھی ہے۔ اور ہم یہ حماقت کرتے ہیں کہ پیسہ برباد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کر دیا اور خدا راضی ہو گیا۔ اللہ اپنے دوست کی چیز لیتا ہے۔ اللہ اپنے دوست کی چیز لیتا ہے۔ جو اللہ کا دوست ہی نہیں جو اللہ کا پیارا ہی نہیں۔ جان پہچان ہی نہیں۔ اللہ بدعتی، مشرک سے کوئی چیز نہیں لیتا۔ اس سے اس کی کوئی پہچان ہی نہیں۔ چل چل۔۔۔۔ یہاں سے۔۔ اللہ بدعتی مشرک سے بالکل نہیں بولتا۔ کوئی اس کی چیز قبول نہیں کرتا۔ وہ روزے

افطار کروائے کچھ کروائے' وہ کھلا تا رہے اللہ کو کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن اگر آپ مسلمان بننا چاہتے ہیں تو پہلے پوچھا کریں تسلی کر لیا کریں۔ اللہ میری چیز قبول کر لے گا۔ اور یہ جب کرنا ہو گا تو پھر آپ کو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ میری کمائی حرام کی تو نہیں۔ پھر سود نہیں کھا سکتے۔ اب دیکھوناں کمانا کمانا۔۔۔ سودی ہو حرام کا ہو' رشوت ہو' کوئی ہو قربانی دینی ہے۔ جو رشوت کے پیسے کی قربانی کرتا ہے۔ خدا بچائے اس کے کہ اسکی قربانی قبول کرے۔ خدا اس پر لعنتیں بھیجتا ہے کہ ظالم تو مجھے حرام دیتا ہے۔ تو ایسا گندہ ہے تو مجھے حرام دیتا ہے۔ وہ قربانی خدا کو ناراض کرتی ہے۔ اس لیے اس بات کا خوب خیال رکھیں۔ عشر کے معاملے میں یہ بھی ہے کہ حکومت نے غلط طریقے پر عشر وغیرہ کے وصول کرنے کا فی کیلئے حکومت اتنا وصول کر لیتی ہے۔ طریقہ غلط ہے لیکن بہر کیف جو حکومت وصول کرے۔ وہ کاٹ میں آجائے گا۔ آپ اپنا حساب لگائیں۔ شرعی طریقے سے کہ آپ کی پیداوار کتنی ہوتی ہے۔ اس پیداوار کا آپ حساب لگا کر آپ دیکھیں کہ آپ کے ذمے کتنا عشر بنتا ہے۔ پھر یہ دیکھ لیں کہ حکومت نے کتنا وصول کر لیا ہے۔ فرض کریں آپ کے ذمے عشر سو بنتا تھا۔ حکومت نے پچیس من تیس من یا چالیس من یا ساٹھ من وصول کر لیا ہے۔ چالیس من آپ اپنے طور پر ادا کریں گے۔ کیونکہ مسلمانوں کی حکومتیں جب چلتی رہی ہیں وہ زکوٰۃ وغیرہ یہ چیز وصول کرتے تھے۔ اور غلط طریقے سے کرتے تھے' غلط جگہ استعمال کرتے تھے۔ تو بعد والوں کا یہ فیصلہ تھا۔ تابعین' تبع تابعین کہ جو حکومت وصول کر لے' زکوٰۃ کے سسٹم کو اس نے جاری کیا ہوا ہو۔ وہ زکوٰۃ تمھارے سر سے اتر گئی جو رہ جاتی ہو۔ اس کو تم صحیح طریقے سے ادا کرو۔ صدقہ فطر اپنے رشتے دار کو دینے کا زیادہ ثواب ہے۔ لیکن جاہلوں نے مولویوں نے یہ بات بھی گھڑی ہوئی ہے کہ کسی کو زکوٰۃ دینی ہو تو بتاؤ کہ بھئی یہ زکوٰۃ ہے تاکہ تیری بہن بیچاری شرمندی تو ہو جائے۔ اب سوچو آپ اپنے بھائی کو زکوٰۃ دیں گے تو وہ کیا سمجھے گا۔ کوئی عزت اس کی رہ جائے گی یہ بالکل غلط ہے' غلط مسئلہ ہے۔ جس کو آپ زکوٰۃ دیں یا صدقہ فطر کے پیسے دیں۔ اس کو بتائیں۔ بندے کو دیکھ لیں اگر بندہ کچھ اس قسم کا ہے تو آپ اس کو یہ نہ کہیں کہ یہ صدقہ فطر ہے۔ اپنی بہن ہے' اپنا بھائی ہے۔ اس کو کہیں لے اے بہن عید کا موقع ہے۔ یہ لے پیسے

پکڑ اپنے بچوں کے کپڑے بنا۔ خوشی منا۔ حساب کتاب بعد میں کر لیں گے۔ کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تیرا ہمارا کیا ہے؟ اسی طرح بھائی کے ساتھ کہ اس کی عزت نفس کو بھی چوٹ نہ لگے۔ وہ ذلت نہ محسوس کرے۔ یہ جاہل مولویوں نے گھڑ رکھا ہے کہ جی ضرور اس کو بتاؤ مطلب لینے کے قابل نہیں۔ وہ لے گا نہیں۔ شرم کا مارا بیچارہ تو اس قسم کی باتیں ہیں۔ جن کو صحیح میں کیا عرض کروں۔ خدا جانتا ہے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ یا اللہ! تو نے ہمیں اہل حدیث بنایا ہے اور نام کا اہل حدیث نہیں بنایا۔ اللہ کا شکر ہے اللہ نے دین کی سمجھ دی ہے۔ اس جیسی کوئی نعمت نہیں ہے۔ غربت بہت اچھی ہے اور اگر دین کھرا مل جائے تو سب کچھ آپ کا ٹھیک ہو گا۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان

خطبہ نمبر72

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِى النَّارِ

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا[33:الاحزاب:35]

میرے بھائیو!اللہ عزوجل ہمیں رمضان شریف کا بڑا سنہری موقع دیا تھا کہ اس میں کوئی کمائی کرنا چاہے تو کرلے۔وہ وقت ختم ہو گیا۔ سمجھو کہ ایک پرچہ ہم دے چکے اب اس کا رزلٹ کیا ہوگا؟اللہ کے سپرد ہے۔ہم نے اس میں نمازیں کتنی پڑھیں۔ہم نے اس میں پیسہ کتنا خرچ کیا۔ہم نے اس میں اللہ کا ذکر کتنا کیا۔قرآن مجید کتنا پڑھا۔کتنا کہ ہم نے

رمضان شریف کا احترام کیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مہمان آیا ہے۔ یہ جا کر اللہ کے ہاں رپورٹ پیش کرے گا۔ اس کی اچھی خاطر ہونی چاہیے۔ اس کا صحیح پورا کما حقہ اس کا احترام ہونا چاہیے۔ وقت گزر گیا۔ اس طرح سے اللہ تعالےٰ چانس دیتے رہتے ہیں۔ نماز تو خیر مستقل عمل ہے ہی۔ اسی لیے اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ یہ دن میں پانچ مرتبہ نفل نوافل شامل ہو کر تو پھر تو حد ہی کوئی نہیں ہے۔ لیکن جو خاص اوقات ہیں جو فرض ہیں جس کے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ وہ دن میں پانچ مرتبہ ہے۔ روزے سال میں ایک دفعہ ہیں' میرے سمجھانے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنے آپ کو اس انداز سے چلانا چاہیے کہ جیسے واقعتاً امتحان دینا ہے۔ اور ہمیں پاس ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پرچوں کا انداز دیکھنا چاہیے کہ کونسا پرچہ کتنا اہم ہے اور پھر یہ ہے کہ اس کے حل کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ ہم اس میں کیسے پاس ہو سکتے ہیں۔ یعنی روٹین میں۔ اتفاق سے بے خیالی سے کام کرنا۔ یہ مسلمان کا کام نہیں ہے۔ مسلمان کو تو ہمیشہ یہ فکر ہوتی ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔ وہ اپنے آپ کو سوچ سمجھ کر Set کر کے چلاتا ہے۔ لاپرواہی جو ہے غفلت یہ مسلمان میں کبھی نہیں ہوتی جو واقعتاً مسلمان ہوتی۔ غفلت انھی لوگوں میں ہوتی ہے جنھیں آخرت کا کوئی خیال نہیں۔ پاس فیل ہونے کا کوئی خیال نہیں اور امتحان میں انکار ایمان ہی نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہوتا ہے معاملہ ورنہ مسلمان تو ہمیشہ نمبروں کو دیکھتا ہے کہ کس چیز میں میری زیادہ سے زیادہ کمائی ہے۔ پیسہ خرچ کرے گا تو سو دفعہ دیکھے گا۔ کہ میں پیسہ یہاں لگاؤں یا یہاں لگاؤں کہاں نمبر زیادہ ملیں گے۔ وہ پھر ضرورتوں کو دیکھتا ہے۔ اگر قحط کا موقع ہے تو لوگوں کو روٹی کھلانے سے زیادہ ثواب ہے جو لوگ فاقے مر رہے ہیں۔ یا باہر سے لوگ آرہے ہیں۔ مہاجر ان کو کھانا کھلانا جو بے چارے بہت ہی تنگدست ہیں۔ اس وقت اس کا ثواب زیادہ ہے۔ عام حالات میں کھانا وانا وہ اپنے گھر میں کھاتا ہے۔ اس وقت کس چیز کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ اگر جہاد ہے تو پھر اسلحہ خرید کر دو۔ کہ جی! میں ہوائی جہاز لے کر دیتا ہوں میں توپ خرید کر دیتا ہوں۔ میں فلاں چیز لے کر دیتا ہوں' میں فلاں چیز لے کر دیتا ہوں۔ میں اتنے آدمی دیتا ہوں۔ یہ کمائی ہے اور اگر کوئی جہاد وغیرہ کا معاملہ نہیں ہے پھر مسجدیں ہیں اور

یہ مسلمانوں کے مرکز ہیں۔ مسجد جہاں بن جائے گی اپنی جماعت کی سمجھو کہ ایک اڈہ بن جائے گا۔ ارد گرد کے لوگ ڈھلیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ وہ محلّہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ بڑا مستقل اور پائیدار خرچ ہے۔ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ پھر اس کو آدمی دیکھ لے تو اس طرح سے مومن سوچ کر کام کرتا ہے۔ مسلمان لائی لگ کبھی نہیں ہوتا۔ اور ہمارے ہاں تو بھیڑ چال ہے' چل سو چل۔ کوئی افطاریوں پر لگ گئے۔ دس دس پندرہ پندرہ ہزار افطاریوں پر اڑا دیا۔ حالاں کہ سب اپنے گھروں میں کھاتے ہیں۔ کتنا فرق پڑ جاتا ہے۔ یہ جو بڑی تعریف آتی ہے' روزہ افطار کروانے کا بڑا ثواب ہے۔ ثواب ہے اس میں شک نہیں لیکن آپ نے جب یہ حدیثیں بیان فرمائیں تھیں اس وقت حال یہ تھا کہ غربت کی کوئی حد نہیں تھی۔ گھر میں کوئی لسی پانی نہیں تھا' شربت کہاں؟ بیچارے بھوکے کھجوریں چوس چوس کر پلتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ فوج لے کر گئے تو تھیلے میں کھجوریں۔۔۔ ایک فوجی کو ایک کھجور۔ کھاؤ گزارہ کرو۔ اب کہیے! آدمی کے لیے ایک کھجور کیا چیز ہے۔ وہ ختم ہو گئیں۔ اچھا بھی گٹھلیاں چوستے رہو۔ اور تو کچھ ہے ہی نہیں تو یعنی آدمی ہمیشہ حالات دیکھ کر جسے کوئی ضرورت ہو ویسا خرچ کرے اور یہ عقل سمجھ پر نہیں ہوتی۔ یہ اسی کو نصیب ہو جس کا ایمان زندہ ہو' تازہ ہو۔ مومن بڑا عقل والا اور سمجھ والا ہوتا ہے کہ مجھے کہاں خرچ کرنا ہے۔ تو آپ نے اس وقت روزے کے افطار کروانے کی بڑی فضیلت بیان فرمائی۔ دیکھو اذانیں حضور کے زمانے میں ہوتی تھیں' سحری کی پہلی اذان حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کہتے تھے۔ ہمارے ہاں بھی اذانیں ہوتی ہیں۔ کم از کم گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہوتا۔ کیوں ہماری زندگی بڑی الجھی ہوئی سی زندگی ہے۔ کہ ہمیں لسی بھی بنانی ہوتی ہے۔ پھر پروٹھے بھی بنانے ہوتے ہیں۔ پھر یہ کرنا ہوتا ہے اور ان بیچاروں کو پتہ نہیں کھجور بھی نصیب ہوتی ہے کہ نہیں۔ حالت یہ ہوتی تھی کہ ایک چڑھ رہا ہے اور دوسرا اتر رہا ہے۔ حضرت بلالؓ نے جا کر پہلی اذان دے دی کہ لوگو! اٹھو۔ اپنے کھانے والے کا جو کچھ کرنا کرانا ہے' اٹھ کر روزہ رکھ لو۔ پھر عبداللہ بن ام مکتوم چڑھ رہے ہیں اذان دینے کے لیے کہ وقت ہو گیا ہے' کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ غربت بہت تھی اور کھانے کے لیے کچھ بھی نہ تھا' پیٹ پر پتھر باندھ کر۔ حضرت عبدالرحمن بن

عوفؓ کہا کرتے تھے کہ جیسے بکری مینگنیاں کرتی ہے ایسے ہمیں ٹٹی آیا کرتی تھی۔ آپ نے افطاری کی فضیلت بیان کی کہ روزہ افطار کروانا ہے ان حالات میں بہت اچھا ہے۔ اور آج کل جب کہ ہر ایک ہی ماشاء اللہ مزے کرتا ہے۔ کھانے پینے کو بڑا وافر ہے۔ اور ہزاروں روپیہ لگا لگا کر افطاریاں کرنا دیکھا دیکھی۔ اور پھر وہ کہے گا کمال کر دیا۔ میں نہ کرواؤں وہ بھی کروا رہا ہے؟ اس طرح کتنا روپیہ جلا رہے ہیں۔ کیا یہ سوچنے سمجھنے والی باتیں نہیں۔ ان سے بہتر یہ نہیں کہ کسی جگہ آپ مسجد کھڑی کر دیں۔ کسی جگہ آپ مسجد کی چھت ڈلوا دیں۔ اور اسی طرح اور کام Set کر دیں۔ جس سے مسلمانوں کی ضرورت پوری ہو جائے اور یہ ساری چیزیں مسلمانوں کے لیے سوچنا۔ یہ اس وقت آتی ہیں جب ایمان کو آنکھیں لگ جاتی ہیں۔ جس کا ایمان روشن ہوتا ہے پھر وہ اس قسم کی ساری باتیں سوچتا ہے۔ اور بعض دیکھ لو جو صرف دکھلاوے کے مسلمان ہیں' رسم کے مسلمان ہیں۔ مسجدوں پر کروڑوں روپیہ' شیشے ہی شیشے لگ رہے ہیں۔ اس قدر زیب و زینت اس قدر سجاوٹ۔ اس قدر سجاوٹ کہ اگر مسجد دس ہزار میں بنتی ہو تو وہ دس لاکھ میں بھی پوری نہیں ہونے دیتے۔ کہ جی لگا دو جتنا لگ سکتا ہے۔ سب بے کار ہے' عبث ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى رواہ ابوداؤد' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب المساجد و مواضع الصلوۃ عن ابی هریرةؓ) تم بھی اپنی مسجدوں کو ایسے ہی سجاؤ گے جیسے یہود اور نصاری نے اپنے عبادت خانوں کو سجایا۔ حضرت عثمانؓ جب مسجد نبوی کو گرا کر بنانے لگے حضور کی مسجد کا یہ حال تھا کہ کھجور کا چھپر تھا۔ کھجور کے کھمبے وغیرہ۔ یہ ڈال کر جیسے چھپر سا بنا ہوتا ہے۔ کچی کے ہی پلر تھے۔ یہ اس قسم کی چھت تھی۔ بالکل سارا کچا۔ تو جب حضرت عثمان کا دور تھا تو وہ بہت مسلمان متمول اور خوب مال دار تھے۔ مال غنیمت بہت تھا۔ ہر آدمی خوشحال تھا تو انھوں نے مسجد نبوی کو گرا کر پکا کرنا شروع کیا۔ لوگ بہت ناراض ہوئے۔ ہیں۔۔ یہ کیا کرتے ہیں۔ آپ حضور ﷺ کی مسجد کو ایسے ہی رہنے دو۔ ہر ایک کی اپنی اپنی نیت تھی۔ بعض تو یہ کہتے تھے تاکہ آنے والے بادشاہ دیکھیں کہ

حضور کی مسجد یہ ہے۔ تم کیا کر رہے ہو۔ دیکھو کیسی سادگی تھی۔ اللہ کا رسول ہو اور تمام نبیوں کا خاتم ہو' یہ اس کی مسجد کی نشانی ہے' رہنے دو تاکہ بادشاہوں کو عبرت ہو لیکن حضرت عثمانؓ کو دلیل یہ تھی کہ جب تم سب نے مکان پکے بنا لیے پتھروں کے' تو پھر اللہ کا گھر ہی کچا کیوں رہے۔ اس کو بھی پکا کر دو۔ اگرچہ ٹیپ ٹاپ بہت زیادہ جیسے کہ ملتانی رنگ لگتے ہیں۔ بیل بوٹے۔ یہ وہ۔۔۔ کئی کئی مینارہ ہی ختم نہیں ہوتا۔ دیکھو ناں اللہ ہر معاملے میں حساب لے گا۔ جب کپڑوں میں اسراف منع ہے' میناروں میں اسراف جائز ہو گا؟ اسلام میں تو نام میں بھی اسراف برا ہے۔ بچوں کے نام تین تین چار چار اکٹھے۔ اسلام میں بہت سادہ معاملہ ہے۔ دیکھ لو کسی نبی کا نام ڈبل نہیں ہے۔۔۔ آدم' نوح' ابراہیم' ادریس' موسیٰ' عیسیٰ علیھم السلام۔۔۔ بالکل سنگل نام۔۔۔ اور یہاں ہمارے ہاں دیکھ لو ایک ایک سطر میں نام آتے ہیں۔ ہم تو چوں کہ کالج میں پڑھاتے رہے ہیں لڑکوں کے نام لکھ لکھ کر حیرانی ہوتی تھی کہ اللہ!!! اتنا لمبا نام...! ایک نام سے چار پانچ لڑکوں کا کام چل سکتا ہے۔ اکیلا چار پانچ دبائے بیٹھا ہے۔ اب اگر ایسی باتیں کرو تو لوگ کہتے ہیں کہ مولوی بڑا تنگ نظر ہے۔ مولوی کو کیا سمجھ؟ مولوی بڑا تنگ نظر ہے۔ اسلام کا اپنا ایک رنگ ہے وہ جب تک نہ چڑھے آدمی کی سمجھ میں صحیح بات نہیں آتی۔ تو خیر بات لمبی ہو گئی۔ مجھے سمجھانا یہ مقصود تھا کہ روزے تو گزر گئے۔ آئے تھے چلے گئے۔ پھر سال کے بعد اللہ جس کو زندگی دے گا۔ لیکن نماز تو اس قسم کی ہے کہ روز کی پانچ۔ رمضان شریف میں ان کی Speed تیز تھی اور تعداد بھی زیادہ تھی کہ نفل پڑھو جتنے پڑھ سکتے ہو۔ پھر تراویح کا معاملہ ہے۔ دن میں نفل پڑھو۔ رات کو نفل پڑھو۔ لیکن فرض نماز ان میں سے ایک بھی چھوڑ دے تو چاروں بے کار ہیں۔ اگر کوئی آدمی صبح کی نماز کا عادی ہو باقی چار نہ پڑھے تو ایک نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔ بالکل بعض بے وقوف جو نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں چلو جی ایک ہی سہی۔ بعض دو تین کے عادی ہوتے ہیں۔ نہ پانچ فرض ہیں اگر پانچ نہیں تو ایک بھی نہیں۔ اگر کوئی چار پڑھتا ہے تو وہ یہ نہیں خدا سے کہہ سکتا یا اللہ! پانچ نمازوں کے لیے کتنے نمبر ہیں۔ اللہ کہے سو۔ تو وہ کہے بیس کاٹ کر اس میں سے مجھے چار کے دے دے۔ یہ تو بات ہی نہیں ہو سکتی۔ جس نے نمازوں میں سے ایک نماز بھی چھوڑ دی چاروں کی چاروں

گئیں۔ سب ختم ہو گیا معاملہ۔ بعض لوگ یہ مسئلے پوچھتے ہیں کہ بعض نمازی دو تین نمازوں کے عادی ہوتے ہیں توان کو ثواب ملے گا کہ نہیں۔ تو میں ان کو الزامی جواب دیتا ہوں تا کہ اسے جلدی سمجھ آجائے کہ اللہ کے بندے اگر تو ظہر کی چار رکعتوں کی جائے دو پڑھ کر چھٹی کر جائے یا تین پڑھ کر چھٹی کر جائے' یا ایک ہی پڑھ لے اور اللہ سے کہے کہ میں نے چار نہیں پڑھیں۔ ایک ہی پڑھی ہے۔ ایک کے نمبر دے تو ظہر ہو جائے گی۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ظہر نہیں ہو گی۔ میں کہتا ہوں اسطرح سے چار بھی نہیں ہو تیں۔ اگر پانچ نہیں پڑھتا تو کوئی بھی نہیں ہوتی۔ نماز کی بڑی اہمیت ہے۔ نماز بہت ضروری ہے۔ اور پھر نماز کی کوالٹی بہت اچھی ہونی چاہیے۔ مومن نماز سے دیکھا جاتا ہے اور ہمارے ہاں نماز کا وہ ستیاناس ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ! اور یہ سارا قصور حنفیت کا ہے۔ کوفے والوں نے نماز کی جو تشریح کی مثلاً سجدہ کسے کہتے ہیں' پیشانی زمین پر لگ جائے' ناک لگے نہ لگے۔ پیشانی لگ گئی تو سجدہ ہو گیا۔ قصہ ختم۔۔۔ ہم کہتے ہیں کہ نہ' سجدہ اسے نہیں کہتے۔ یہ تو لغت ہے۔ یہ تو لغت جو تم نے بیان کر دی کہ پیشانی لگ گئی تو سجدہ ہو گیا۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ سجدے کے لیے کتنے اعضاء ہیں؟ پیشانی لگے' ناک لگے' دونوں ہاتھ لگیں' دونوں گھٹنے لگیں' دونوں پاؤں لگیں اور پیشانی دونوں ہاتھوں کے درمیان ہو۔ بعض لوگ ہاتھ پیچھے رکھتے ہیں یا آگے نکال لیتے ہیں؟ چہرہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں۔ یہ تو کیفیت ہو سجدے کی۔ اور پھر دل کو حاضر کر کے یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدتُّ اللہ سجدہ تیرے لیے کر رہا ہوں۔ اور کسی کو کرنے کی میری عادت ہی نہیں۔ مسجود تو ہے' معبود تو ہے' الٰہ تو ہے' حضور ﷺ کی یہ دعا بڑی پیاری ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدتُّ اللہ میں تیرے لیے ہی سجدہ کرتا ہوں۔ تیرے سوا کسی کے لیے سر نہیں جھکتا۔ اور آج دیکھ لو ہماری ریاست میں تو عام اور باقی علاقوں میں بھی قریب قریب پیروں کے پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ جب پاؤں کو ہاتھ لگایا تو رکوع ہو گیا۔ شیطان نے نماز کو چرا لیا' نماز کو چرا کر مشرکوں کو دے دیا۔ پیروں کے لیے استادوں کے لیے' افسروں کے لیے قیام۔۔۔ جب افسر آجائے کھڑے ہو جاؤ۔۔۔ اٹن شن۔۔۔ اور جب تک وہ بیٹھے نہیں کھڑے

رہو۔ قیام جو نماز میں ہوتا ہے وہ اس کو دے دیا۔ یہ ان کے لیے ہے۔ اور رکوع پیروں کے لیے۔ اور سجدہ مردوں کے لیے' مزاروں کے لیے کر دیا۔ اور پھر بیٹھنا۔ التحیات کی حالت میں۔ بالکل زندہ پیر کے آگے۔ جیسے التحیات میں بیٹھے ہیں اس طرح سے یعنی نماز کی جو ہیئتیں ہیں' جو کیفیتیں ہیں شیطان نے وہ چرا کر کوئی کسی کو دے دی اور کوئی کسی کو دے دی۔ اس میں کیا حرج ہے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بس یہی باتیں ہیں اور مسلمان برباد ہو رہا ہے۔ لٹ رہا ہے' اپنی نیکیوں کو برباد کر رہا ہے۔ نماز جو ہے بہت اچھی ہونی چاہیے۔ بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ انسان کو کھڑا ہونا چاہیے۔ ہاتھ سینے پر باندھے۔ کیوں کہ مشینری یہیں ہے۔۔۔ دل پر۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا۔ طریقہ کیا ہے۔ جب تو ڈر محسوس کرے تو وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ

[القصص:32:28] تو اپنا ہاتھ جو ہے پہلو کے ساتھ ملانا تا کہ دل پر دباؤ ہو اور سینے پر ہاتھ باندھنا نبی ﷺ کی سنت ہے۔ اور آپ یہ دیکھ لیں' میں نے تو بہت دیکھا ہے سینے پر ہاتھ رکھ کے نماز بہت کم پڑھی جاتی ہے۔ جو اہل حدیث سینے پر ہاتھ رکھتے ہیں وہ بھی اگر جاگ رہے ہیں تو پھر ورنہ فوراً نیچے کھسک جاتے ہیں اس میں بڑا ایکشن ہے۔ دیکھو ناں ہاتھوں کو یہاں رکھنا اور باندھ کر رکھنا۔ اس میں زور لگتا ہے۔ اچھا خاصا الرٹ ہونا پڑتا ہے۔ ورنہ اس میں بہت Easy ہے۔ چھوڑے رہنے میں بہت ہی easy ہے۔ اس لیے قیام نماز میں دو طرح کے ہیں۔ جو اصلی قیام ہے۔ جس میں قراءت ہے اس میں ہاتھ بندوائے جاتے ہیں۔ اور جو دوسرا فعل ہے۔ صرف سجدے اور رکوع کی حالت میں کھڑا ہو کر سجدے کے لیے تیار ہو جا۔ رکوع میں بہت بوجھ پڑتا ہے۔ کھڑا ہو جا۔ اب Stand Easy چھوڑ کر۔ اب آرام کے ساتھ پھر دعائیں پڑھ۔ جب تو تیار ہو جائے گا پھر سجدے کے لیے جانا۔ دونوں قیاموں میں پہلا قیام جو مخصوص ہے۔ پہلا قیام جو کہ نماز کا رکن ہے۔ بڑا جز ہے اس ہیئت میں ہاتھوں پر ہاتھ باندھنا ہے۔ سینے پر ہاتھ رکھنا ہے۔ دوسرا جو کہ مقصود نہیں ہے۔ صرف فعل ہے۔ رکوع اور سجدے کے درمیان جیسا کہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ پہلا سجدہ کرتے

ہیں پھر اس کے بعد اٹھ کر بیٹھتے ہیں۔ پڑھتے ہیں۔ نماز میں آدمی بے کار تو ہوتا نہیں۔ حقیقت میں وہ Rest ہے تاکہ دوسرے سجدے کے لیے تیار ہو جائے۔ اور سجدے میں آدمی کی جان نکل جاتی ہے۔ اگر سجدہ کیا جائے نہ پیٹ کو ران کا سہارا ہو' نہ بازوؤں کو ران کا سہارا ہو اور سینہ اوپر اٹھا ہوا ہو صحابہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ٹوٹ گئے اور پھر سجدہ لمبا ہو۔ یارسول اللہ ٹوٹ گئے۔ اس سجدے نے تو ہم کو توڑ کر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ فرضوں میں تو چوں کہ یہ سجدہ اتنا لمبا نہیں ہوتا اگر تم نفل نوافل پڑھتے ہو اور سجدہ لمبا ہو جائے تو کہنیوں کو رانوں کا سہارا دے لیا کرو۔ اب دیکھو ناں سجدہ لمبا ہو گا اور وقت لگتا ہو گا تو تبھی صحابہ نے یہ شکوہ کیا ہو گا کہ یارسول اللہ! سجدے میں تو ہماری جان نکل جاتی ہے۔ بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا یوں Rest کر لیا کرو کہ کہنیوں کو اپنی رانوں ک ساتھ لگا لیں اور تھوڑا سا آرام کر لیا کرو۔ لہٰذا سجدہ جو ہے وہ Climax ہے۔ دیکھو نماز میں ہر چیز ایک ایک۔۔۔ قیام ایک' رکوع ایک لیکن سجدے دو۔ اور پھر سجدے کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے؟ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ [96:العلق:19] اے بندے! یہ تیری ترقی کی انتہا ہے۔ سجدہ کرتا جا اور اللہ کے قریب ہوتا جا۔ اور اسی لیے حدیث میں آتا ہے جو مانگنا ہے وہ سجدہ میں مانگا کرو۔ سجدے میں اللہ کا قرب ہوتا ہے' بندہ اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے۔ (رواہ مسلم' مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب السجود و فضلہ عن ابی ھریرۃؓ) اور یہ سجدہ کس کا ہے؟ موحد کا' نہ کہ مشرک کا۔ جس نے سلام پھیر کر اپنے پیر کے مزار کی طرف رخ کر لینا ہے۔ اور پیشانی پر ہاتھ رکھ لینا ہے۔ اور سال میں ایک آدھ چکر لگانا۔ وہ بھلا جتنے مرضی سجدے کرتا رہے کیا فائدہ؟ سجدہ تو موحد کا ہوتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ ارے سجدہ نہ سورج کے لیے ہے اور نہ ہی چاند کے لیے۔ سجدہ اس کے لیے ہے جس نے ان کو پیدا کیا۔ اِنْ كُنْتُمْ

اِیَّاہُ تَعۡبُدُوۡنَ [41:حم سجدة :37]اگر تم بندگی کرتے ہو تو سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ یہ پیشانی کسی غیر کے لیے نہ ہو۔ دیکھو دنیا میں جتنے جانور اور جتنی چیزیں ہیں ان سب کی ساخت قریب قریب کیسی ہے؟ یہ کہ کمر اور سر تقریباً ایک ہی سیدھ میں۔ لیکن یہ انسان ہی ہے جس کی ساخت اس قسم کی ہے۔ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ [95:التين :4]بالکل ایکٹو۔۔۔ نچلا حصہ Stand ہے یہ ران والا حصہ سٹینڈ ہے۔ اور اس کے اوپر مشینری ہے، جس کے اندر طرح طرح کے کارخانے ہیں۔ پھر ان کے اوپر اعضاء رئیسہ ہیں۔ اور اس کے بعد چوٹی پر اس کا سر ہے، پیشانی ہے۔ خدا کہتا ہے کہ یہ سر، یہ پیشانی کسی غیر کے سامنے نہ جھکے۔ اللہ کہتا ہے۔ لیکن دیکھ لو جو مشرک لوگ ہیں وہ سب کے آگے جھکا دیتے ہیں۔ خدا کہتا ہے معاملہ ختم۔۔۔ مجھے تیرے سجدے پسند نہیں ہیں۔ اللہ کا معاملہ ہے۔ اگر بندہ خدا کی خاطر ایک لاکھ روپے خرچ کرتا ہے اور پیر کے لیے دو پیسے خرچ کرتا ہے تو اللہ لاکھ پر بھی قلم پھیر دیتا ہے۔ جیسے کوئی لات مار دے۔ جیسے کوئی تھوک دے۔ میں اس سے لوں گا جو اور کسی کی خاطر نہیں کرتا۔ بالکل پسند نہیں۔ مجھے تو یہ پسند ہے کہ جو میرا ہو اور جو میرے لیے ہو وہ غیر کے لیے نہ ہو۔ اور یہ باتیں تھیں جن باتوں نے لوگوں کو مسلمان بنایا تھا۔ حدیث میں آتا ہے، آپ نے پہلی امتوں کے دو آدمیوں کا حال بتایا کہ وہ کسی جگہ پھنس گئے۔ مشرکوں کے ہاتھ لگ گئے۔ کوئی مزار تھا، قبر تھی۔۔۔ تو انھوں نے ان کو پکڑ لیا۔ کہ آؤ! تم بھی تبرک لے لو۔ آؤ ان کو بھی وہاں قابو کر لیا۔ وہ تھے موحد۔ ان کو یہ بات ناپسند ہوئی، وہاں جانا! انھیں ناپسند لگا لیکن وہ مجبور تھے۔ انھوں نے کہا کہ پہلے تم چڑھاوے چڑھاؤ۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو بالکل جائز نہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر دیا جائے۔ دیکھو اس کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ وہ راضی ہو جائے۔ مثلاً گیارھویں میں کیا مقصد ہوتا ہے کہ پیر راضی ہو جائے، یہ شرک ہے، یہ کفر ہے۔ اسی طرح سے بلکہ فقہ کی کتابوں میں تو یہ ہے کہ بادشاہ آپ کے شہر میں آئے کوئی پیر، کوئی جس کا آپ کے دل میں بہت احترام ہو وہ آپ کے شہر میں آجائے اور آپ کوئی جانور ذبح کر دیں اس کی دعوت نہیں صرف اس کی آمد

پر جانور ذبح کیا تو وہ جانور حرام۔۔۔ اس کا کھانا ایسے ہی ہے جیسے سؤر کا کھانا یعنی اگر چہ بادشاہ نے کھایا نہیں لیکن چونکہ ذبح کرنے والے کی نیت کیا ہے ؟ یہ کہ اس کا تقرب حاصل کیا جائے۔(درمختار کتاب الذبائح ص 277 فتاوی شامی ج 5ص 203) پیر گیارھویں والا کھیر کھاتا نہیں لیکن دینے والا کس لیے دیتا کہ وہ راضی ہو جائے۔ یہ شرک ہے۔ اب دیکھو ناں قربانی۔۔۔ قربانی کا گوشت اللہ کھاتا ہے ؟ یا اللہ کے پاس جاتا ہے ؟ یا کھالیں اللہ کے پاس جاتی ہیں ؟ نہیں نہیں۔۔۔ بالکل نہیں۔۔۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لاَ دِمَاؤُهَا نہ اللہ کو ان کا خون پہنچتا ہے اور نہ ہی ان کا گوشت۔ وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ [22:الحج:37]اللہ کے ہاں تو تمھارا تقوی ہی پہنچتا ہے۔ کہ تم نے ذبح کیوں کیا ہے ؟ یا اللہ! تیرا نام لے کر کیا ہے۔ تیری رضا کے لیے کیا ہے۔ میں جانور کو ذبح کرتا ہوں کہ اللہ تیرے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ تیرے نام پر ذبح کرتا ہوں۔ اللہ تو نے مال دیا اگر میں خرید کر تیرے نام پر ذبح کردوں تو تیرا حق بنتا ہے لیکن پیر کا کیا حق بنتا ہے۔ پیر نے جانور ذبح کیا۔ پیر نے تجھے پیسہ دیا؟ پیر کا کیا حق ہے ؟ سب کچھ اللہ کا اور تو اس پیر کے نام کا کرے تو یہ شرک ہے۔ یہ کفر ہے' یہ مردار ہے۔ وہ بالکل خنزیر ہے۔

اس لیے وہ بے چارے دونوں پھنس گئے۔ انھوں نے ان کو مجبور کرنا شروع کیا۔ کہ اچھا کچھ نہیں۔ مری ہوئی مکھی ہی چڑھادو۔ اب ایک کچھ ذرا سمجھ کا کچا تھا۔ اس نے کہا چلو مری ہوئی مکھی چڑھا دینے میں کیا حرج ہے ؟ کیا فرق پڑتا ہے ؟ اس نے کہا لو جی! میری طرف سے یہ چڑھاوا۔ دوسرا بہت سمجھ والا تھا۔ اس نے کہا خواہ مکھی ہی ہو میرا نام تو آ گیا چڑھاوا چڑھانے والوں میں۔ میں اس مزار پر' اس بت پر مری ہوئی مکھی چڑھاؤں ؟ مجھے کیا حق پہنچتا ہے۔ کہ مری ہوئی مکھی ہو یا زندہ ہو میں اس کے نام پر چڑھادوں۔ نہیں میں نہیں ایسا کروں گا۔ انھوں نے کہا تو ٹھیک ہو جا۔ ہم تجھے چھوڑیں گے نہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے مکھی چڑھادی اس کو چھوڑ دیا اور جس نے مکھی نہ چڑھائی اس کو قتل کر دیا۔ اب اللہ کا

فیصلہ دونوں کے بارے میں کیا ہوا؟ جس کو قتل کیا گیا اس کو اللہ نے جنت دے دی اور جس نے مکھی چڑھائی وہ دوزخ میں چلا گیا۔ فرق سمجھنا۔ خواہ وہ زندہ چیز چڑھاتا یا مردہ چڑھاتا اور دل میں یہ ہوتا کہ یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں اس کو کفر سمجھتا ہوں۔ میں اس کو شرک سمجھتا ہوں صرف جان بچانے کے لیے میں نے ایسا کیا۔ خدا اسے معاف کر دیتا۔ اور اس کی گنجائش موجود ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے: لیکن اس نے اپنے دل کو سمجھایا کہ چلو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جیسے آپ کسی کو مجبور کریں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو ورنہ قتل ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ وہ اگر یہ کہے کہ بھاڑ میں جائے بیوی' جان بچاؤ۔ اور طلاق دے دے۔ اور اگر اس کے دل میں یہ ہو کہ میں طلاق تو دینا نہیں چاہتا مگر مجبور ہوں۔ تو ایسی طلاق نہیں ہو گی۔ جب اس نے مکھی چڑھائی تو اس کے دل کی کیفیت کیا تھی؟ یہ کہ چلو کیا حرج ہے؟ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو جب آپ اس پر راضی ہو گئے 'تو گئے۔ برباد ہو گئے۔ دیکھو اللہ اس عذر کو سنتا ہے کہ آپ مجبور ہیں۔ آپ کو جان کا خطرہ ہے۔ اور قرآن کہتا ہے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ جو اللہ کے ساتھ اپنے ایمان کے بعد کفر کرے اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ مگر جس کو مجبور کر دیا گیا۔ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ لیکن اس کا دل ایمان پر بھی مطمئن ہو اس پر کوئی حرج نہیں۔ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ[النحل :16: 106] اور اگر اس کا دل راضی ہو گیا' اس کفر کی خاطر دل کو فراخ کر لیا' سمجھا کہ کوئی حرج نہیں معمولی سی بات ہے' تو وہ رہ گیا۔ وہ برباد ہو گیا۔

تو میرے بھائیو! یہ صورت حال ہے۔ مسلمان کے امتحان کی' مسلمان کی پاکبازی کی۔ اس کی پختگی کی۔ ہمیں بہت مضبوط ہونا چاہیے' بہت سخت ایمان والا ہونا چاہیے۔ ایمان جتنا مضبوط ہو گا مسلمان اتنا ہی ایسے امتحانوں میں کامیاب ہو گا۔ اور ایمان مضبوط کب ہوتا ہے؟ کیسے ہوتا ہے؟ ایک تو یہ ہے کہ آدمی گندی سوسائٹی سے بچے' برے لوگوں کی صحبت سے دور رہے۔ اگر آپ کی سوسائٹی ڈھیلے لوگوں کی ہو گی تو آپ کا ایمان بھی کچا ہو گا۔ آپ

اپنے دوستوں کو دیکھ لیں۔ اگر ایک آدمی گندے کردار کا ہے اور آپ کا وہ دوست ہے تو اس کے معانی یہ ہیں کہ آپ کے دل میں برائی کے خلاف نفرت نہیں ہے۔ اور یہ ایمان کا نقص ہے۔ برائی آپ کو بری لگے' یہ ایمان کی علامت ہے۔ جب آپ کو برائی بری لگے گی تو آپ کی سوسائٹی گندی کیسے ہو سکتی ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ بریلویوں کے پیچھے' دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ جب آپ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو آپ کے دل سے سنتوں کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔ چلو جی ارفع الیدین تو معمولی سا مسئلہ ہے' جیسے جماعت اسلامی والے کہتے ہیں' ہمیں اس میں اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔ قصہ ختم۔۔۔ پھر داڑھی منڈوں میں پھرتا ہے۔ دل میں یہ خیال کہ جی داڑھی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ بھی سنت ہے' چلو جی ہلکا پھلکا کام چلتا رہے۔ اب اس میں غیرت ہی باقی نہ رہی اگر اس سے دور رہے گا تو غریت باقی رہے گی اور غیرت ہی اصل میں ایمان کا حسن ہے۔ لوگ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی! آپ بڑے سخت ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ ہم کہتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے داڑھی منڈے کو دوست نہ بناؤ۔ تمھیں داڑھی منڈانا برا نہ لگے۔ گندی نماز پڑھنے والا' گندے عقیدے والا سنتوں کو نظر انداز کرنے والا۔ اس کے ساتھ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ تمھارے دل سے سنت کی محبت' سنت کی غیرت اور عزت ختم ہو جائے گی۔ جس خوشبو کے ساتھ گند بھی ملتا رہے تو خوشبو رہ جائے گی؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا خوشبو تو ختم ہو جاتی ہے۔ خوشبو' خوشبو اس وقت تک رہتی ہے جب بدبو کے قریب نہ جائے۔ ورنہ کبھی تجربہ کر کے دیکھ لو خوشبو اور بدبو دونوں کو ملا دو بدبو چڑھ جائے گی۔ وہ خوشبو پر غالب آجائے گی۔ اسی طرح سوسائٹی' محبت' دوستی یہ گھٹیا لوگوں سے' بے دین لوگوں سے' جن کے عقیدے صحیح نہیں' جن کی نمازیں درست نہیں ہیں۔ جن کے اعمال صحیح نہیں اگر آپ ان سے دوستی کریں گے تو آپ برباد ہو جائیں گے۔ اہل حدیثوں کو دیوبندی کھا گئے۔ ملتان جا کر دیکھ لو جو اہل حدیث دیوبندیوں کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں' جو اہل حدیث تبلیغی جماعت کے چکروں میں ان کے پھیروں میں پھرتے ہیں' چلے کرتے ہیں بالکل ختم ہو گئے۔ جماعت اسلامی آپ کے سامنے ایک جماعت تھی۔

جس پر مذہب کے مقابلے میں سیاست غالب تھی۔ جماعت اسلامی میں جو بھی گیا اہل حدیث نہ رہا' دیوبندی گیا دیوبندی نہ رہا' بریلوی گیا بریلوی نہ رہا' شیعہ گیا شیعہ نہ رہا۔ دلیا ایسا کر دیا کہ بالکل سب کچھ ختم کر دیا۔ بس جی! اس میں کوئی حرج نہیں' کوئی حرج نہیں اور جو مومن ہوتا ہے امتیاز تو وہی کرتا ہے کہ یہ چیز زیادہ اہم ہے اور یہ چیز کم اہم ہے۔ لیکن وہ نظر انداز کبھی نہیں کرتا۔ دیکھیے درخت وہ ہے جس کی ٹہنیاں ہوں' جس کی پتیاں ہوں' جس کی مضبوط جڑیں ہوں۔ اور اگر کوئی کہے کہ پتیوں کو اڑا دو اس میں کیا حرج ہے' درخت تو درخت ہی رہے گا۔ لیکن سوچیے اگر درخت پر پات نہ ہوں گے تو کیا اس کا حسن برقرار رہے گا؟ کبھی نہیں۔ اب جس کا حسن چلا جائے' بیوی کو دیکھ لو' اپنی اولاد کو دیکھ لو اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ جائے تو کہتے ہیں کہ بھئی اس کی آنکھ بچ جائے گی' بھئی اس کا چہرہ تو مجروح نہیں ہوا۔ اب اگر کسی کی آنکھ ضائع ہو جاتی ہے' کسی کا چہرہ بری طرح مجروح ہو جاتا ہے' رہتا تو وہ انسان ہی ہے لیکن حسن سے محروم۔۔۔ اسی طرح سے درخت کی چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں ہیں وہ اگر کاٹ دی جائیں تو پھر کیا ہو گا؟ موٹے موٹے ٹہنے رہ جائیں گے۔ وہ تو ایسے ہی ہو جائے گا جیسے کوئی بوڑھا۔۔ جس کے دانت اگر ایک ہے تو دو نہیں' اگر دو ہیں تو تین نہیں۔

میرے بھائیو! اسلام کی باتیں بڑی سائنٹیفک (Scientific) ہیں' بڑی کھری ہیں' اتنا ضرور ہے کہ اگر اشتراک کا موقع آئے تو اشتراک کر سکتے ہیں' دیوبندی کے ساتھ بھی اور بریلوی کے ساتھ بھی' مرزائی کے ساتھ بھی اور شیعہ کے ساتھ بھی۔ مثلاً افغانستان کا معاملہ ہے' روس سے مقابلہ ہے۔ اب اگر شیعہ سے' ایران سے آپ کا اشتراک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لوگوں کو اشتراک اور اتحاد کا فرق معلوم نہیں۔ اتحاد اور چیز ہے' اشتراک اور چیز ہے۔ اتحاد تو باطل سے ہو ہی نہیں سکتا ہاں البتہ اشتراک ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ گئے یہودیوں سے باقاعدہ عہد و پیمان کر لیا۔ اشتراک کر لیا۔ اتحاد نہیں کیا کہ یہودیو! تم اور ہم ایک ہیں۔ بلکہ یہ کہا کہ اگر تم پر کوئی حملہ آور ہو تو ہم تمھارا ساتھ دیں گے اور اگر کوئی ہم پر حملہ آور ہو تو تم ساتھ دینا۔ یہ اشتراک ہے' اس کو اتحاد نہیں کہتے۔ اتحاد

باطل سے ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسی حماقت اور کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ کہتا ہے کہ وَلاَ تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ [2:البقرۃ:42] حق کو باطل سے گڈمڈ نہ کرو۔ صاف کرو۔ مثلاً اب دیکھو جب بھٹو کے خلاف تحریک چلتی تھی اکٹھے ہو گئے۔ نعرے لگ رہے تھے۔۔۔ اتحاد' اتحاد' اتحاد۔۔۔ سب شرکیہ نعرے ہیں اور اہل حدیث بھی (جلسہ) میں بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے' کوئی حرج نہیں' برداشت کرو۔ اللہ نے پھر اہل حدیثوں کو ایسی پھٹکار ماری کہ بیڑہ ہی غرق ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے شرائط طے کیے کہ اگر تم پر کوئی حملہ کرے تو ہم تمہارا دفاع کریں گے اور اگر کوئی ہم پر حملہ کرے تو تم ہمارا دفاع کرنا لیکن جب کوئی بات جھگڑے کی آئے گی تو فیصلہ کن میری بات ہو گی۔ جو میں فیصلہ کروں گا وہ بات منظور ہو گی۔ جب مرزائیوں کو کافر قرار دیا تو کیا اہل حدیث' کیا دیوبندی' کیا بریلوی سب اکٹھے ہو گئے۔ یہ ان کا اشتراک تھا' اتحاد نہیں تھا۔ ایک کامن کام تھا کہ مرزائی جنھوں نے ایک نیا نبی کھڑا کر رکھا ہے ان کو کافر قرار دینا ہے۔ چلو سب اکٹھے ہو جاؤ۔ اس معاملے میں سب اکٹھے ہو جاؤ۔ اشتراک کرو' اتحاد نہیں۔ اتحاد کیا ہوتا ہے؟ یہ کہ میں اور تو ایک۔۔۔ یہ ناممکن ہے' کبھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن لوگ اس کو سمجھتے ہی نہیں۔ اس لیے اپنے آپ کو برباد کر لیتے ہیں۔ یہ سب جہالت ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ آج کل بہت علم ہے۔ سمجھ والا علم ختم ہے' صرف کتابی علم ہے۔ جہالت کی کوئی حد نہیں۔ بڑے صاف اور واضح الفاظ ہیں۔ جن کو آج کل کی دنیا بالکل نہیں سمجھتی۔ اب دیکھ لو میں کیا عرض کروں یہ ATI' یہ جمعیت' یہ MSF کیا نام۔۔۔ اس کا یہ دیکھ لو کیسے ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ کیا دین کی وجہ سے ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ جمعیت والے ATI والوں کو مارتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہ یہ مشرک ہیں' یہ کافر ہیں' یہ بریلوی ہیں۔ بالکل نہیں۔ لیکن دیکھ لو ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ جیسے مسلمانوں کو کافر مارتے ہیں۔ اور کافروں کو مسلمان مارتے ہیں۔ پوری قوم دیکھ رہی ہے۔ جماعت اسلامی بھی دیکھ رہی ہے۔ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہی اور کافروں کی طرح مار رہے ہیں۔ یہ سب جہالت ہے۔ تمہارا ایک دوسرے کو مارنے کا کیا مقصد ہے؟ کوئی دین کی خاطر کر رہے ہو'

نہیں۔۔ نہیں۔۔ صرف پارٹی بازی اور کچھ نہیں۔ اور پھر جہالت یہ کہ جو مر جائیں انھیں شہید کہتے ہیں۔ ہر پارٹی اپنے مرنے والوں کو شہید کہتی ہے۔ اب انڈیا اور پاکستان کی جنگ لگ جائے تو دونوں لوگ اپنے اپنے مقتولوں کو شہید کہیں گے۔ خدا کہتا ہے کہ دونوں کے شہید نہیں۔۔۔ قصہ ختم۔۔۔ کیوں شرکیہ کلمات آپ کہیں گے نعرہ حیدری سے ہمارے خون میں جوش آتا ہے۔

شہید کون ہوتا ہے؟ وہ جو جان دے دے اس بات پر کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔

لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا اس لیے کہ اللہ کا دین بلند ہو۔ اور ادھر مسلمان شرک کو بلند کر رہا ہے۔ وہ کافرانہ اور مشرکانہ نعرے لگا رہا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ توقع رکھے کہ میں شہید ہو جاؤں گا یا ہم شہید ہوں گے۔ میرے بھائیو! آج کا مسلمان اپنی جہالت کی وجہ سے اسلام سے بہت دور ہے۔ نہ وہ اسلام کو سمجھتا ہے اور نہ وہ اسلام کے لیے کام کرتا ہے۔ تو اس لیے اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم جو یہاں جمعہ پڑھنے کے لیے آتے ہیں وہ کندن بن جائیں۔ اس کا دین خالص ہو جائے۔ اس کو دین کی پوری سمجھ ہو' وہ اللہ کے سامنے جائیں تو ان کے پاس کھرے ہوں' کھوٹے سکے نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ لوگ میرے پاس آئیں گے ۔ان کے پاس بڑے اعمال کے ڈھیر ہوں گے۔ جب ہم ان کے اعمال کی طرف توجہ کریں گے ان کے اعمال اڑنا شروع ہو جائیں گے' غائب ہونا شروع ہو جائیں گے۔ وَ قَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا[25:الفرقان:23] ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے' ہم ان کے اعمال کا جائزہ لیں گے۔ دیکھیں گے کہ وہ ایسے اڑ جائیں گے جیسا کہ آندھی میں راکھ اڑ جاتی ہے۔

کسی کا اگر کوئی عمل پیارا ہوا تو وہ محمدی مہر والا ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں گے کہ گناہ بڑے ہوں گے' بہت ہوں گے خدا کہے گا کہ جا جا کر اپنا وزن کرواؤ۔ وہ کہے گا یا اللہ کیا وزن کرواؤں ادھر تو سارا ریکارڈ گناہوں سے بھرا پڑا ہے۔ میں دیر

کے بعد مسلمان ہوا تھا۔ ساری فائلیں سارا ریکارڈ میرے خلاف ہے۔ اور ادھر جب میں نے
کلمہ پڑھا تو کلمے کی چھٹی میرے ہاتھ میں ہے۔ اور کلمہ میں نے اخلاص کے ساتھ پڑھا تھا۔
میں کیا وزن کرواؤں۔ اللہ کہے گا نہیں تو جا۔ جب وزن ہوگا تو اس کے گناہوں کا پلڑا اتنا
بھاری اتنا بھاری جس کی کوئی حد نہیں اور دوسری طرف اس کی وہ خالص ایمان کی چٹھی۔۔۔
وہ جب مقابل کے پلڑے میں رکھی جائے گی تو گناہوں والا پلڑا آسمان پر اور وہ ایمان والا پلڑا
نیچے زمین پر۔ ایمان والا پلڑا بھاری ہوگا۔ اور یہ زمین سے ہلے گا ہی نہیں۔ وہ آدمی حیران
اور پریشان ہو جائے گا کہ یا اللہ! یہ کیا؟ اللہ کہے گا کہ تیرا اخلاص۔۔۔ تیرا عمل جو خالص تھا
یہ اس کا وزن ہے۔ میرے بھائیو! خالص عمل بہت ہی کم ہوتا ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ
لوگ کدھر جاتے ہیں۔ میرے بھائیو! اگر دیکھنا ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھنا
چاہیے۔ آج کل کی بے دین دنیا کو نہ دیکھو۔ بے دین مولویوں کو نہ دیکھو' اکثریت کو نہ دیکھو'
نعروں کو نہ دیکھو' اگر دیکھنا ہے تو صحابہؓ کو دیکھو۔ ایک یہودی مسلمان ہو گیا۔ خیبر کے موقع پر
آیا۔ آکر اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھنے لگا آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا دعوت دیتے ہیں؟ میں
باتیں تو سنتا تھا۔ یہاں میرے مالک جن کے میں جانور چراتا ہوں وہ آپ کے خلاف باتیں
کرتے ہیں۔ آپ کے ذکر میں کوئی اچھی بات کر دیتا ہے اور کوئی بری۔ میں آج آپ سے پوچھنا
چاہتا ہوں کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے داعی بنا کر بھیجا ہے۔ میں لوگوں کو
دین کی دعوت دیتا ہوں کہ لوگو! تمھارا خالق و مالک' رازق' جس کے ہاتھ میں تمھاری زندگی'
موت' عزت اور ذلت سب کچھ ہے وہ اللہ ہے۔ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ اس اللہ کے سوا
کسی کو نہ پوجو۔ اس کے سوا کسی کو نہ مانو۔ سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اور پھر میں یہ کہتا ہوں
کہ لوگوں کا حق نہ کھاؤ' جھوٹ نہ بولو' ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ میں یہ باتیں کہتا ہوں۔ اس نے کہا
یہ باتیں تو بہت اچھی ہیں۔ میں مسلمان ہو جاؤں تو کیا پھر میری بخشش ہو جائے گی؟ فرمایا
بالکل تو وہ کہنے لگا میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اب ان جانوروں کا کیا کروں جو میرے پاس ہیں'
جن کو میں چرا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو ہانک دے یہ جانور خود بخود گھروں کو چلے
جائیں گے۔ چنانچہ وہ گیا۔ اس نے ایسے ہی کیا اور واپس آگیا۔ اتنے میں جنگ شروع ہو چکی

تھی۔ اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو گیا۔ پہلے ہی ریلے میں شہید ہو گیا۔ نہ نماز' نہ روزہ' نہ حج' نہ زکوۃ۔۔۔ کچھ بھی کرنے کا موقع نہ ملا۔ صرف یہی کہ کلمہ پڑھا' اسلام کو سمجھ لیا' دل سے اسے قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جنتی دیکھنا ہو اس کو دیکھ لو۔ اور پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے حوروں کو اس کی لاش کے گرد بیٹھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جو حوریں اللہ اس کو دے گا وہ میں نے اس کی لاش کے گرد بیٹھی دیکھی ہیں۔ (زاد المعاد ج2ص393)

تو میرے بھائیو! لوگوں کو نہ دیکھو کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ لوگ کدھر جا رہے ہیں۔ ریس اور بھیڑ چال اسلام میں بالکل نہیں۔ اپنی آنکھیں کھولو اور دین کو پہچانو۔ اور دین وہ ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے تھے اس کو قبول کر لو۔ ان شاء اللہ العزیز تھوڑا ہی عمل ہو گا نجات کی امید ہو جائے گی۔ اور اگر یہ رسمی کام ہوا کہ جی لاکھوں خرچ کر دیے۔ اتنے حج کر لیے' یہ کر دیا' وہ کر دیا اور جب کبھی بات یہ ہوئی کہ تیرا عقیدہ کیا ہے؟ واہ مولوی صاحب کمال کرتے ہیں سارے مولوی ہمارے عقیدے کے ہیں۔ آپ تو ہیں ہی اڑھائی ٹوٹرو۔ آپ کو پوچھتا ہی کون ہے؟ دو تین تو آپ سارے ہیں۔ پھر قصہ ختم۔۔۔ بات گئی آئی۔ ساری۔ تو اسلیے دیکھو اگر دین کو دین بنانا ہے تو کن کو دیکھو؟ صرف محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھو۔ تو آپ کو خالص دین ملے گا اور اگر آپ معیار بنائیں گے ادھر سے بیسویں صدی کے مسلمانوں کو سامنے رکھ کر' پھر انیسویں صدی کے مسلمانوں کو سامنے رکھ کر پھر اٹھارویں صدی کے مسلمانوں کو سامنے رکھ۔ اور اس طرح سے چلتے چلتے پیروں کے نام گنتے جائیں گے' کبھی تذکرہ اولیاء کو کھولیں گے اور کہیں گے کہ دین تو یہی ہے جو یہ اولیاء لیے پھرتے ہیں؟ جو تذکرہ اولیاء میں لکھا ہوا ہے۔ تو یہ حماقت ہے' بے وقوفی ہے۔ اگر دین دیکھنا ہے تو پھر آپ ان پیروں کو نہ دیکھیں ان مولویوں کو نہ دیکھیں۔ یہ جو تصوف والے ہیں ان کو نہ دیکھیں۔ جن کی توحید اللہ میرا معاف کرے کیسی ہے؟ کوئی وحدۃ الوجود کا قائل ہے' کوئی وحدت الشھود کا قائل ہے۔ اگر آپ ان کو سامنے رکھیں گے تو نتیجہ میں وہ لوگ پیدا ہوں گے

جو آپ کے سامنے ہیں۔ اور اگر آپ محمد ﷺ کو اور آپ کے صحابہ کو دیکھیں گے تو پھر آپ کو معیاری دین ملے گا۔ آپ کا ایمان پھر معیاری ہو گا۔ آپ کی نجات ہو جائے گی اور یقیناً ہو جائے گی۔ سو اللہ نے فرمایا: اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمٰتِ روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ دار عورتیں وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ زنا سے بچنے والے مرد اور زنا سے بچنے والی عورتیں۔ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والی عورتیں اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّ اَجْرً اعَظِيْمًا[33:الاحزاب:35] خدا کہتا ہے میں نے اِن کے لیے بخشش تیار کر رکھی ہے۔ میں ان کے لیے غفور ہوں۔ میرے بھائیو! اللہ غفور الرحیم کس کے لیے ہے؟ اس کے لیے جو اللہ سے مقابلہ کرے؟ نہیں اللہ غفور الرحیم اس کے لیے ہے جو غلطی کر کے گر جائے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ میں غفار ہوں۔۔۔ کس کے لیے؟ لِّمَنْ تَابَ جو باز آجائے۔ جو توبہ کر لے۔ اور وَاٰمَنَ جو ایمان لے آئے۔ وَ عَمِلَ صَالِحًا اور اچھے کام کرنے لگ جائے۔ ثُمَّ اهْتَدٰى [20:طٰہ:82] پھر ہدایت کی سڑک پر آجائے۔ میں اس کے لیے غفار ہوں۔ نَبِّیْٔ عِبَادِیْ اے نبی! میرے بندوں کو بتا دے کہ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ کہ میں غفور الرحیم ہوں۔ میرے بندوں کو بتا دے۔ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ میرے جیسا عذاب کسی کا نہیں۔ اور غفور الرحیم صرف میں ہوں۔ خدا غفور الرحیم کس کے لیے۔ کہ جب بندے سے غلطی ہو

جائے تو وہ جھک جائے۔ اور وہ پرواہ ہی نہ کرے۔ گناہ کو ایسے نہ سمجھے کہ جیسے مکھی بیٹھی اور اڑا دی۔ اس کے لیے خدا بالکل غفور الرحیم نہیں ہے۔ لاکھوں گناہ ہوں' ہزاروں گناہ ہوں' کڑوڑوں گناہ ہوں' کوئی حد نہ ہو۔ لیکن اللہ کی طرف تائب ہو جائے - وہ مشہور واقع ہے جو آپ نے سنا ہے۔ لوگوں میں بڑا مشہور ہے کہ ایک آدمی نے ننانوے خون کیے' یہ بخاری شریف میں آتا ہے۔ اس کے دل کو ٹھوکر لگی۔ بعض دفعہ حالات ایسے بھی ہو جاتے ہیں بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل کو ایسا صدمہ پہنچ جاتا ہے کہ اس کی حالت ہی بدل جاتی ہے۔ لا جی بتایا کرتے تھے کہ ہم چوریاں کرتے تھے' ڈاکے ڈالتے تھے' لوگوں کی فصلیں کاٹنا لوگوں کے جانور چرانا اور جو دل میں آیا کر لیا۔ غنڈہ گردی بالکل۔ اتفاق سے جو میرا ساتھی تھا وہ مر گیا۔ دل پر اتنی چوٹ لگی' اتنی چوٹ لگی کہ بس سب کچھ چھوڑ دیا۔ اور مدرسے چلا گیا۔ وہاں جا کر یہ سوچا کہ میں دین سیکھوں۔ دین پڑھوں۔ دنیا ہی بدل گئی۔ یعنی ساتھی مرنے سے اتنی چوٹ لگی کہ زندگی میں انقلاب ہی آ گیا۔ اس کے بعد اپنا سکول پڑھتے رہے' امرتسر آ گئے وہاں پڑھتے رہے۔ اللہ نے کانٹا ہی بدل دیا۔ سارے علاقے میں لوگوں کو دین کی تبلیغ کی اور اللہ نے بہت فائدہ لیا۔

تو انسان کو جب ٹھوکر لگ جاتی ہے تو پھر وہ بدل جاتا ہے۔ تو اس آدمی نے ننانوے خون کیے۔ اس کے دل میں یہ بات آئی کہ بڑا پاپی ہوں' بڑے گناہ کیے ہیں' بندہ بن جانا چاہیے۔ پھر دل میں یہ خیال اتنے قتل کر لیے ہیں کیا بخشا بھی جاؤں گا کہ نہیں؟ میری نجات بھی ہو جائے گی کہ نہیں؟ کسی مولوی سے پوچھا کہ میری نجات بھی ہو گی کہ نہیں؟ کسی مولوی کے پاس چلا گیا۔ جیسے ہمارے ہاں یہ مردے بلٹنی کرنے والے مولوی ہیں۔ وہ کہنے لگا۔۔۔ اچھا ننانوے قتل کر کے آ گیا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ مجھے معاف کر دے گا؟ مولوی نے کہا کہ تیری نجات کی کوئی صورت نہیں ہے۔ یہ بات سن کر اس کا دل اور سخت ہو گیا۔ اس نے مولوی کو بھی قتل کر دیا کہ چل تو بھی ۔۔۔ اس کو بھی صاف کر دیا۔ اس طرح سو پورا ہو گیا۔

چونکہ ایک دفعہ وہ چنگاری سلگ چکی تھی۔ پھر دل میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ مولوی نکما ہو۔ کسی اچھے سے مولوی سے پوچھتے ہیں۔ وہ کسی اور کے پاس چلا گیا۔ جا کر پوچھا کہ مولوی صاحب میں بڑا گنہگار ہوں۔ میں نے ننانوے تو ویسے مارے اور ایک مولوی کو بھی صاف کر دیا۔ اب بتا میرے لیے نجات کی کوئی صورت ہے؟ کوئی بچنے کی صورت ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کے بندے ازندگی میں انسان جب توبہ کر لے تو بخشش ہو جاتی ہے۔ ناامیدی کی کوئی بات نہیں۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ میں بخشنے والا ہوں۔ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ جو آدمی ایمان لے آئے' نیک عمل کرے' ہدایت کی پٹڑی پر چڑھ جائے تو اللہ بخش دے گا۔ تو ناامید کیوں ہوتا ہے۔ لیکن ایک شرط ہے کہ تجھے اپنی صحبت بدلنا پڑے گی۔ اور اگر تجھے وہی دوست ملتے رہے جن کے ساتھ مل کر تو ڈاکے ڈالتا رہا' قتل کرتا رہا' چوریاں کرتا رہا تو پھر تو بچ نہیں سکتا۔ ایسے ہی ہے اگر کسی آدمی کو زنا کی عادت پڑ گئی اور وہ تائب ہو گیا۔ لیکن اس نے اپنا وہ محلہ نہ بدلا۔ تو کیا ہو گا جب وہ مل جائے گی پھر اس کے دام میں پھنس جائے گا۔ اور اگر وہ واقعتاً مخلص ہے اور اس نے سچی توبہ کی ہے تو اسکو چاہیے کہ وہ جگہ بدل لے۔ محلہ بدل لے۔ نہ ملے اور نہ یہ نوبت آئے۔ تو بچنے کی صورت یہ ہے کہ آدمی بری سوسائٹی سے بچ جائے۔

تو اس نیک بندے نے بتایا کہ اگر تو اپنی نجات چاہتا ہے تو پھر کیا کر۔ فلاں جگہ چلا جا' وہاں اللہ کے نیک بندے رہتے ہیں۔ وہاں جا کر پڑھ بھی اور دین بھی سیکھ' مسئلے مسائل کا پتہ لگے گا۔ اچھی صحبت ملے گی۔ خدا کا ذکر ہو گا تو تیرا اندر جو ہے' باطن جو ہے وہ منور ہو جائے گا۔ تیری نجات کی صورت بن جائے گی۔ اس نے کہا چلو ٹھیک ہے۔ وہ چل پڑا۔ لیکن اتفاق کی بات کہ راستے میں ہی موت نے آلیا۔ موت آگئی۔ چونکہ اس نے عزم کیا تھا کہ میں فلاں جگہ جاؤں گا تو میری سعادت ہو گی۔ جب وہ بیمار ہوا' کوئی درد دورہ شروع ہوئی۔ وہ بے چارہ لاچار ہو گیا۔ لیکن اس نے کہا کہ مجھے سنبھالا دینے والا کون ہے؟ تو کوشش کر رہا ہے' گھسٹ رہا ہے' کھسک رہا ہے' آگے چل رہا ہے۔ لیکن موت کا وقت آ ہی گیا۔ موت نے دبوچ لیا۔ اب دونوں طرف کے فرشتے آگئے۔ یا اللہ! یہ بندہ دوزخی ہونا چاہیے اس نے اتنے قتل

کیے ہیں۔ دوسرے فرشتے نے کہا کہ یا اللہ! اس نے توبہ کر لی تھی۔ رب یہ مسلمان ہو گیا تھا۔ نیک ماحول کی طرف جا رہا تھا۔ اللہ نے کہا کہ تم ایسے کرو کہ فاصلہ ماپ لو۔ جہاں سے چلا ہے وہاں سے فاصلہ ماپ لو اگر اس نے زیادہ Cover کر لیا ہے اور پیچھے تھوڑا ہے خواہ گز تھوڑا ہو' خواہ فٹ تھوڑا ہو' تو اس کو رحمت کے فرشتے لے جائیں اور اگر معاملہ اس کے الٹ ہے تو دوزخ کے فرشتے لے جائیں۔ جب فاصلہ ماپا گیا تو وہی فاصلہ بڑھا جو اس نے گھسٹ کر' اپنی تنگی کی حالت میں' اپنی نزاع کی حالت میں طے کیا تھا۔ (صحیح البخاری کتاب بدء الخلق)

مقصد یہ ہے کہ جب بندہ اللہ کی طرف رخ کرتا ہے تو اللہ بہت مہربان ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اے بندے تو میری طرف پیدل چل کر آئیں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔ تو میری طرف ایک بالشت آئیں تیری طرف ایک ہاتھ آؤں گا۔ تو میری طرف ایک ہاتھ آ' میں تیری طرف ایک زراع' ایک گز آؤں گا۔ اے میرے بندے تو میری طرف رغبت کر' میں تیری طرف تجھ سے زیادہ رغبت کروں گا۔ میں تو چاہتا ہوں کوئی بندہ سیدھا ہو جائے (رواہ البخاری و مسلم مشکوۃ کتاب الدعوات باب ذکر اللّٰه عز وجل التقرب الیه عن ابی ذر رضی اللّٰه عنه) لیکن یہ کن کے لیے جو اللہ کے سامنے کہے۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اللہ قرآن میں کہتا ہے ناں کہ کافروں کو' دوزخیوں کو خدا کہے گا کہ دنیا میں میری ایک پارٹی تھی جن کا حال یہ تھا اِنَّهُمْ فَرِيْقٌ مِنْ عِبَادِيْ میرے بندوں کا ایک گروہ تھا جن کا عام شعار یہ تھا۔ وہ کہا کرتے تھے۔ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا یا اللہ ہم ایمان تو لے آئے ہیں تجھے مان تو لیا ہے۔ آخر انسان ہیں' کوتاہیاں ہوتی ہیں غلطیاں ہوتی ہیں۔ کمزوریاں ہیں فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ [23: المؤمنون :109] اللہ ہمیں بخش دے اور تو سب

سے زیادہ مہربان ہے۔ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اللہ ان کو اپنی پارٹی بناتا ہے۔ کہ وہ میرے بندے ہیں

میرے بھائیو! لوگوں کو دیکھنا چھوڑ دو کہ مولوی کدھر کو جاتے ہیں' یہ بھیڑ چال ہے۔ اللہ کی طرف رخ کرو۔ اپنے آپ کو معیاری مسلمان بناؤ۔ اور معیار کیا ہے ؟ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام۔۔۔ عقیدے وہ ہونے چاہئیں جو صحابہ کے تھے اور اعمال رسول اللہ کے طریقے پر۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! رمضان شریف تو گزر گیا۔ وہ موقع تو ہاتھ نہیں آئے گا۔ لیکن اگر آپ بدل جائیں تو سمجھو رمضان کا بھی آپ کو فائدہ ہو جائے گا۔ کہ یا اللہ جتنی مجھ سے ہو سکی میں نے کوشش کی اور اب میری آنکھیں کھلی ہیں۔ میں نے کچھ دین کو سمجھا ہے۔ اس کے بعد میری سمجھ میں بات آئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس وقت سے آپ کا یہ معاملہ شروع کر دے گا اور آپ اللہ کی پارٹی میں شامل ہو جائیں گے۔ دیکھو! اسلام میں پارٹیاں بالکل ناجائز ہیں۔ اسلام میں پارٹی کا تصور بالکل نہیں ہے۔ دیکھ لیں۔ ویسے تو اس پر بڑی بحثیں اخباروں میں ہوتی رہتی ہیں کہ سیاسی پارٹیاں ہونی چاہئیں۔ یہ بالکل غلط ہے' اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام میں پارٹیوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پارٹی کیا ہے ؟ مسلمانوں کی پارٹی ایک ہے' دوسری کافروں کی ہے۔ یعنی ایک حزب اللہ اور دوسری حزب الشیطان ۔۔۔ بس یہ دو پارٹیاں ہیں۔ اللہ کی پارٹی جو اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کے دین کے سپاہی ہیں۔ چلتا پھرتا دین ہے۔ دیکھیے آپ کو اس پارٹی میں شامل ہونا چاہیے۔ یہ سمجھیں کہ میں خدا کے دین کا سپاہی ہوں۔ ہر وقت یہ دھن ہونی چاہیے کہ میرا فلاں دوست اچھی طبیعت کا ہے' میں اس کو بدلوں' اس کو دین کی دعوت دوں۔ اور دعا کریں کہ یا اللہ! یہ میرے حسن سلوک سے بدل

جائے۔ اس کے بچے جو ہیں وہ بھی دین کی طرف آجائیں۔ ان کے عقیدے بھی درست ہو جائیں۔ ان کا ایمان بھی درست ہو جائے۔ وہ بھی صحیح معانوں میں مسلمان ہو جائیں۔ اس طرح اللہ کی پارٹی کو تیار کریں۔ ان شاء اللہ العزیز آپ کی نجات ہو جائے گی۔ دوسری پارٹی وہ ہے جس میں انسان دین سے دور ہوتا ہے۔ وہ حزب الشیطان ہے۔ اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطَانُ فَاَنۡسَاهُمۡ عَنۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ شیطان جن پر غالب آجاتا ہے وہ ان کو اللہ کو بھلا دیتا ہے۔ پھر انھیں اللہ یاد نہیں رہتا۔ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطَانِ [58:المجادلہ:19] یہ شیطان کی پارٹی کون سی ہے؟ جس کی صحبت میں بیٹھنے سے اللہ یاد نہ رہے۔ توجہ سے سن لیجیے گا۔ شیطان کی پارٹی کی علامت یہ ہے جن کی صحبت میں بیٹھنے سے اللہ یاد نہ رہے۔ بس دنیا ہی کا خیال ہو۔ یہ کماؤ' یہ کھاؤ' یوں کرو' اب اللہ کی پارٹی کونسی ہے؟ آپ اگر ان کی صحبت میں بیٹھیں تو کیا ملے گا؟ دنیا کے لیے چوڑے دھندے بس گزارے کے کام کر لو۔ اور اپنی آخرت بنالو۔ اور نوٹ کرتے جاؤ کہ آپ کے ہاتھ سے کتنے آدمی صحیح العقیدہ ہوئے۔ یہ سب سے بڑا عمل ہے۔ دیکھو! سیاسی پارٹیاں آپ کے سامنے ہیں۔ ہر پارٹی میں ورکر کی قدر ہوتی ہے۔ ورکر کی قدر ہوتی ہے۔ اپنے دل سے پوچھ لیجیے جو سرگرم ورکر ہو۔ جو جان قربان کرنے والا ہو۔ دن رات اس پارٹی کا کارندہ ہو۔ وہ بہترین اور پھر اس پارٹی کی جو اوپر والی کمان ہے وہ ہمیشہ جب عہدہ دینا ہو گا اس کو عہدہ دیں گے' اس کو منتخب کریں گے جو زیادہ کام کرنے والا ہے۔ اور جو سست اور نکما ہو۔۔۔ پارٹنر یار کن ہو اس کو کون جانتا ہے کہ وہ جی بس یہ ہے کہ جب بلالو تو آ گیا' نہیں تو وہ قصہ ختم۔۔۔ اس کو وہ عہدے دار نہیں بنائیں گے۔

سو میرے بھائیو! اگر کمائی کرنی ہو تو یہ کمائی کرو۔ سب سے بڑی کمائی ہے۔ پہلے خود کو درست کرو' اپنی شکل و صورت کو بالکل بدل لو۔ یقین جانیں اگر آپ نے شکل وصورت کو نہ بدلا۔ تو یہ آپ کے لیے انتہائی خطرناک ہو گا۔ انتہائی خطرناک ہو گا۔ آپ اپنے چہرے پر داڑھی رکھیں۔ اس سے آپ کی سوسائٹی بدل جائے گی اور پھر اس کے بعد گندے

لوگوں کی صحبت سے بالکل پرہیز کریں۔ان لوگوں کو دین سکھائیں۔ صلوٰۃ الرسول لیں۔ان کو نماز سنت کے مطابق سکھائیں۔ان کو دین کے مسئلے' ان کو دین کے عقائد کی جو باتیں ہیں وہ سکھائیں۔ یہ کمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ کوئی عمل اتنا مقبول نہیں۔ پیسہ خرچ کرنے کا اتنا ثواب نہیں' نمازیں پڑھنے کا اتنا ثواب نہیں۔ نفل نوافل وغیرہ جتنے ہیں سب کا ثواب ہے لیکن جتنا ثواب اس کا ہے کسی اور چیز کا نہیں۔اگر لوگ آپ کے ہاتھ سے سدھر جائیں تو یہ بہت بڑی نیکی ہے۔اور سچی بات تو یہی ہے کہ یہی عمل ہے جو مجھ جیسے بوڑھے کو جوان کرتا ہے۔ مجھ بیمار کو تندرست کرتا ہے۔ میں مرنے کے قریب ہوں۔چارپائی سے اٹھنے کی ہمت نہیں۔ کسی جگہ باہر آنا جانا مشکل ہے۔ لیکن جب یہ موقع آجاتا ہے کہ نئے نئے چہرے ہیں' نئے نئے لوگ ہیں اور دل میں یہ ہے کہ تو پھر میں پینترے بدل بدل کر اسلوب بدل بدل کر ادھر سے ادھر سے بار بار حملے کر کے لوگوں کو سیدھی راہ پر لاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں یا اللہ یہ بدل جائے' یا اللہ! یہ آیا ہے اب جائے نہ۔اور دیکھ لو جب ہم بہاول پور میں آئے تھے' یہاں نام و نشان نہیں تھا اور آج کل لوگوں میں اللہ کے فضل سے انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اور یہ سب سے بڑا عمل ہے۔ حضور ﷺ کے ثواب کو دیکھیں۔ کل جنتیوں کی ایک صد بیس صفیں ہوں گی۔ جنتی لوگ جنت میں جائیں گے۔ان کی ٹوٹل ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔باقی سب انبیاء کی چالیس اور اکیلے محمد ﷺ کی اسی صفیں ہوں گی۔ یہی آپ کی بہت بڑی سعادت ہے کہ اللہ جو ثواب' جو درجہ محمد ﷺ کو دے گا وہ اور کسی کو نہیں دے گا۔ سو اس لیے میرے بھائیو کوشش کریں کہ انقلاب آجائے۔اپنے گھر میں اپنی بیوی کو بدلیں' اپنے بچوں کو بدلیں' اپنے رشتہ داروں کو بدلیں۔اپنے ساتھیوں (Coleagues) کو بدلیں۔اپنے پارٹنر' اپنے ساتھی کو بدلیں۔ان کو دین سکھائیں۔اللہ برکت کرے گا۔

س: شہید کتنی طرح کا ہوتا ہے؟

ج: شہید تو ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔ شہید تو ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔وہ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جان دے دے' وہ شہید ہے۔ باقی جتنی بھی شہید کی قسمیں ہیں وہ سب ثواب ہے۔دیوار کے نیچے آکر مر گیا' ڈوب

کر مر گیا' عورت زچگی میں مر گئی' کوئی ہیضہ سے مر گیا' کوئی طاعون سے مر گیا۔ کوئی کسی سلسلے میں کوئی کسی سلسلے میں۔ اس میں بہت سے قسمیں آجاتی ہیں۔ وہ سب ثواب کی بات ہے۔ لیکن حقیقت میں شہید کون ہے؟ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (صحیح البخاری ' کتاب العلم ' من سئل و هو قائم عالي جالسا 'صحیح مسلم کتاب الامارة باب من قاتل لتکون کلمة الله هی العلیا) کہ اس کو ایک ہی دھن ہو کہ اللہ کا دین سربلند ہو جائے۔ اور اس کی خاطر اس کی جان قربان ہوئی ہو۔

دیکھیے! جان نکالنے کے لیے فرشتہ ملک الموت تو مقرر رہے ہی۔ باقی رہا اگر بندہ نیک ہے تو جنت کے فرشتے' رحمت کے فرشتے جان نکالنے کے لیے آتے ہیں اور اگر بد ہو تو پھر اس کی جان نکالنے کے لیے وہ فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں جو انتہائی بدبودار ہوتا ہے' جس میں وہ روح کو لپیٹتے ہیں' اور اس کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے ہیں اور جو نیک آدمی کی جان نکالنے آتے ہیں وہ انتہائی خوشبودار لباس اور بہت اچھے سازو سامان کے ساتھ آتے ہیں۔ بہت پیار و محبت کے ساتھ جان نکالتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا اور مختلف صورتوں میں بڑی تفصیل کے ساتھ یہ بات ہے۔ اور زیادہ تر آسان جان کس کی نکلتی ہے؟ جو خدا کا سپاہی ہو۔ جو اللہ کی راہ میں لڑ کر مر جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دیکھو جی! کیسے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ کیسے اس کو گولیاں لگیں' کیسے اس کو برسٹ لگا اور یوں چیر دیا گیا' اس طرح سے اس کا مثلہ کر دیا گیا۔ فرمایا اس کو اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ یہ کیڑا مکوڑا' چیونٹی وغیرہ کاٹ لے۔ بس قصہ ختم۔۔۔ اور پھر وہ اللہ سے جا کر کہتا ہے جب اللہ پوچھتا ہے سنا شہید! کیا چاہتا ہے؟ وہ کہتا ہے یا اللہ! واپس دنیا میں بھیج ' میرا دل چاہتا ہے کہ میں دوبارہ شہید ہوں۔ لیکن خدا کہتا ہے کہ میرے بندے تو نے یہ امتحان پاس کر لیا ہے

تو نے اعلیٰ نمبر حاصل کر لیے ہیں اب تو آگے چل۔ تیرے لیے جنت ہے۔ تو دنیا میں قیدی بن کر رہا۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنُ (رواہ المسلم، مشکوۃ کتاب الرقاق فصل اول عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) سن لو۔ توجہ کے ساتھ سن لو یہ دنیا عیش کی جگہ نہیں ہے۔ Standard of Living ایسا ہو۔ بس وقت گزارنے کی کوشش کیا کرو۔ اتنا کماؤ کہ بس گزارا ہو جائے۔ باقی جتنی کوشش ہو سکے دین کی خاطر کرو۔ جس نے دین کی خاطر تکلیف نہیں اٹھائی اسے ملنا بھی کیا ہے۔ آپ کی سمجھ میں آئی بات؟ دیکھو صحابہ نے کس طرح سے جانیں قربان کیں۔ کس طرح سے مدینے پہنچے؟ اپنے گھروں کو چھوڑا؟ خطرہ تو تھا کہ یہودی دشمن ہیں، کوئی شرارت نہ کرے۔ آپ ﷺ نے ایک رات ایک بندے کو دیکھا جیسے وہ ہتھیار پکڑ پر رکھ کر کھڑا ہو۔ آپ نے آواز دی اور پوچھا کون ہے؟ ایک صحابیؓ تھا کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں ہوں۔ میں گھر میں سو رہا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ تو یہاں پڑا مزے سے سو رہا ہے اور تجھے کیا پتہ کہ نبی کے کتنے دشمن ہیں۔ نبی ﷺ اگر تکلیف میں ہوں تو تیرے لیے کتنی باعث شرم بات ہے۔ تو اس لیے میں آپ کے پہرہ کی غرض سے آیا ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ سوچ کر میری نیند حرام ہو گئی۔ جنگ احد میں دیکھ لو آپؐ گڑھے میں گر گئے اور کافر تیر برسا رہے تھے۔ جنھوں نے ثواب لینا تھا وہ سینہ تان کر کھڑے رہے۔ تیر آ رہے تھے اور ان کا جسم ڈھال بنا ہوا تھا۔ جس نے دین کی خاطر کوئی تکلیف نہیں اٹھائی، جو نمازوں کے لیے نہیں اٹھا، جس نے سردیوں میں اٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو نہیں کیا۔ گرمیوں میں راتیں چھوٹی ہوتی ہیں وہ اٹھتا نہیں ہے اور دین کی خاطر کوئی انقلابی کام نہیں کرتا تو کیا وہ سمجھتا ہے کہ اللہ اسے جنتوں میں عیش کروائے گا؟ نہیں میرے بھائیو! آخرت کی پوری پوری فکر کرو۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان

خطبہ نمبر 73

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَاللّٰهَ كَثِيْرًا [33:الاحزاب:21]

دنیا میں کام وہی مکمل اور صحیح ہوتا ہے جس میں انسان پوری توجہ دے۔ پورے انہماک کے ساتھ اور پوری توجہ کے ساتھ اس کام کو کرے۔ اور زندگی کامیاب کب ہوتی ہے جب اس کی زندگی کا ایک مقصد ہو۔ یعنی وہ یہ سوچ لے کہ مجھے زندگی میں یہ کرنا ہے۔ و مجھے زندگی میں یہ بننا ہے۔ مجھے عالم بننا ہے۔ تو پہلے سے اس کے لیے اپنا ذہن بنائے۔ اور تیاری کرے۔ مجھے سیاست میں جانا ہے۔ لیڈر بننا ہے تو اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کرے۔ علی ھذا القیاس۔۔۔۔ مجھے انجینئر بننا ہے' مجھے ڈاکٹر بننا ہے۔ مجھے شاعری کرنا ہے یا مجھے کوئی اور کام کرنا ہے۔ جب تک اس میں خیالات کی وحدت نہیں ہوگی۔ یک سوئی نہیں ہوگی۔ کامیابی نہیں ہوتی۔ کبھی ادھر لڑھک جائے' کبھی ادھر لڑھک جائے۔ کبھی ادھر لڑھک جائے۔

کبھی کوئی راہ اختیار کرلے تو اس کو کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ اور یہ دنیا کی مثالیں ہیں جدھر
بھی آپ رخ کریں گے آپ کو یہی صورت نظر آئے گی۔ کامیابی کے لیے انسان کو پہلے سے
اپنے آپ کو Set کر کے بالکل اسی کے لیے کوشش کرنا چاہیے۔ اس میں کامیابی ہوتی ہے۔
جب ہم مسلمان ہو گئے تو اس میں بھی ایک چیز ہے۔ جو بھی عمل کرو نیت یہ ہو کہ اللہ راضی
ہو جائے۔ اللہ راضی ہو گا تو آپ کو کامیابی ہو گی۔ آپ کو جنت بھی مل جائے گی اور اللہ کا دیدار
بھی ہو جائے گا۔ ابدی زندگی نصیب ہو گی۔ راحت کی، امن کی جس کے بعد پھر کوئی خطرہ
نہیں ہے۔ پوری، مکمل کامیابی ۔۔۔ اور اگر اعمال کرتے ہوئے کبھی آدمی یہ سوچ لے کہ
میری شہرت ہو جائے، کبھی یہ سوچ لے کہ میں پیسہ کمالوں، کبھی یہ سوچ لے کہ میری
لیڈری مسلم ہو جائے گی۔ یا کبھی کوئی مقصد ہو کبھی کوئی مقصد ہو، تو جو نہی اعمال میں انتشار
پیدا ہو گا۔ سب بے کار جائیں گے۔ نتیجہ کوئی اچھا نہیں نکلے گا۔ مسلمان کے لیے ہے کہ وہ جو
بھی عمل کرے یہ طے کرلے کہ نہ مجھے دنیا کی ضرورت ہے نہ مجھے کسی اور قسم کا کوئی شوق
ہے۔ بس میرا جو بھی عمل ہو اللہ راضی ہو جائے۔ اس سے انسان کی طبیعت میں بہت ہی
ٹھہراؤ پیدا ہو جائے گا۔ اور انسان جو بھی کام کرتا جائے گا وہ سمجھو اس کے کھاتے میں لکھا
جائے گا۔ اس کا نقصان کچھ نہیں ہو گا۔ ورنہ یہ جو صورت ہمیں آج کل نظر آرہی ہے تو اس
میں ہمارے اعمال بڑے بکھرے ہوئے۔ کبھی کچھ خیال اور کبھی کچھ خیال۔ ہم سب کچھ کرنے
کروانے کے باوجود محروم کے محروم ۔۔۔ خالی کے خالی ۔۔۔ اور قرآن مجید نے اس بات کو
بہت جگہ بیان کیا ہے۔ اب دیکھو محمد رسول اللہ ہم سب پڑھتے ہیں۔ اس کلمہ پڑھنے کا بھی کیا
فائدہ ہے؟ یہی کہ اللہ راضی ہو جائے اور اس کے لیے ہم جو کوشش کرتے ہیں وہ بھی یہی کہ
جب ہم نے اللہ کا رسول مان لیا تو پھر اب اپنی مرضی کیا۔ پھر غیر کوئی کیا۔ اب یہ جتنے لوگ
کبھی کسی امام کو پکڑ لیا، کبھی کسی امام کو پکڑ لیا۔ کبھی کسی پیر کو کبھی کسی مرشد کو۔ کبھی کسی کے
پیچھے لگ گئے، کبھی کسی کے پیچھے لگ گئے۔ حقیقت میں ان کو پتہ ہی نہیں رہا کہ محمد رسول اللہ
ﷺ کی کیا حیثیت ہے۔ اس کے کیا معانی ہیں۔ میں نے یہ جو آیت آپ کے سامنے پڑھی ہے

اس میں اللہ عزوجل نے یہی بیان فرمایا۔ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ کہ اللہ کے رسول میں تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اگر تم زندگی گزارنا چاہو اور تمھیں ہر عمل کے لیے کوئی Sample' کوئی نمونہ اور مثال ملنی چاہیے۔ تاکہ فلاں عمل کو ایسے کرو اور فلاں عمل کو ایسے کرو۔ میں نے محمد ﷺ کو تمھاری طرف بھیجا ہے۔ اس لیے کہ تم اس کو نمونہ بناؤ۔ اس کی زندگی کو دیکھتے جاؤ۔ جیسے وہ زندگی گزارتا ہے ویسے تم بھی زندگی گزارتے جاؤ۔ اور اگر کسی نے نمونہ نہ مانا اور محمد رسول اللہ ﷺ پڑھنا بے کار۔ اس کو محمد رسول اللہ پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے معانی کیا ہیں؟ بتادیجیے لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ یہ کہ رسول ڈاکیہ یا چٹھی رساں نہیں ہے کہ تمھیں لیٹر پکڑا دے چٹھی دے دے اور چٹھی۔۔۔ جیسے ڈاکیہ آیا' چٹھی دے گیا۔ اب آپ کی بلا سے کہاں غائب ہو گیا۔ اسے کسی نے پکڑ لیا' کچھ ہو گیا۔ آپ کو چٹھی مل گئی۔ آپ کا کام ہو گیا۔ نبی کی یہ حیثیت بالکل نہیں ہے۔ نبی کی کیا حیثیت ہے؟ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ وہ تمھارے لیے Sample بن کر آیا ہے۔ وہ تمھارے لیے نمونہ بن کر آیا ہے۔ لیکن فرمایا کس کے لیے؟ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا [33:الاحزاب:21] اس کے لیے جو ایمان لایا اور جس نے اللہ کی رضا چاہی۔ یہ صورت کب پیدا ہو گی؟ اس وقت جب تمھارے اندر ایمان ہو گا۔ اب اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ جو لوگ محمد رسول اللہ کہنے کے بعد کسی امام کی تلاش میں پھرتے ہیں' مارے مارے پھرتے ہیں' مرشد تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ کسی پیر کو پکڑتے ہیں' کبھی کسی سے بیعت ہوتے ہیں کبھی کسی سے۔ ان میں ایمان ہی نہیں ہے۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ "محمد رسول اللہ" کے معانی کیا ہیں؟ دیکھو ناں یہ قرآن کی آیت ہے۔ کسی کا اجتہاد نہیں ہے۔ کسی کا قول نہیں ہے۔ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ

حَسَنَۃ بے شک تمھارے لیے رسول اللہ کی زندگی آپ کی

ذات بہترین نمونہ ہے۔ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃ بہترین نمونہ لیکن ہر کے لیے نہیں۔ محمد ﷺ

نمونہ کس کے لیے ؟ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ جس کو اللہ کا خیال ہو۔ وہی کہ جس کے

اعمال کا رخ اس طرف ہے کہ اللہ خوش ہو جائے' اللہ راضی ہو جائے۔ اور جس کے دل میں

ایمان ہو گا اس سے اللہ راضی ہو جائے گا۔ وہ چاہے گا کہ اللہ ناراض نہ ہو جائے' اسے یہی فکر

ہو گی کہ وہ ناراض نہ ہو جائے۔ اس کا ایمان ہے کہ میرا وہ خالق ہے میرا مالک ہے' میرا رازق

ہے' میرا زندہ رکھنے والا' میرا مارنے والا میرا سب کچھ اس کے قبضہ میں ہے۔ وہ راضی ہو

جائے گا۔ جس کو اللہ کی فکر ہو گی۔ جس کو اللہ کا خیال ہو گا اس کے لیے محمد رسول اللہ یقیناً

نمونہ ہوں گے۔ اور صرف یہ نہیں کہ صرف ایک دفعہ خیال کر لیا۔ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا

اسے ہر وقت خیال ہی اللہ کا رہتا ہے۔ وہ اللہ کو بہت یاد رکھتا ہے۔

میرے بھائیو! اللہ ذات ہی ایسی ہے اس کو بھولنا نہیں چاہیے۔ اسکی طرف سے

غفلت کرنا' اس کی طرف سے ڈھیلے پڑ جانا بدبختی کی علامت ہے۔ جونہی بندہ اللہ کی

طرف سے ڈھیلا پڑتا ہے' سست ہو جاتا ہے تو فوراً شیطان آ کر چڑھ جاتا ہے۔ اور جب اللہ کا

خیال ہوتا ہے شیطان خود بخود غائب ہو جاتا ہے۔ اس لیے شیطان کا نام "خناس" رکھا ہے۔

خناس کے معنی جونہی اللہ کا تصور آیا۔ اللہ کا ذکر آیا کھسک گیا۔ فوراً بھاگ گیا۔ قُلْ اَعُوْذُ

بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِکِ النَّاسِ o اِلٰہِ النَّاسِ o مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ

o الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ اس کا کام ہی یہ ہے کہ لوگوں کو گمراہ

کرے۔ دلوں میں وسوسے ڈالے۔ لیکن اللہ کی یاد جو ہے اس کی وجہ سے انسان اس سے بچ

سکتا ہے۔ تو جو اللہ کو کبھی نہیں بھولتا' ہر وقت یاد رکھتا ہے اور اس کو ہر وقت اللہ کی فکر رہتی

ہے کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے۔ دنیا ناراض ہو جائے گی تو کیا فرق پڑتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ

موت ہے ناں۔ اگر دنیا ناراض ہو جائے گی تو بڑے سے بڑا جو کام ہو سکتا ہے وہ موت ہے۔
موت مومن کے لیے رحمت ہے۔ اگر اللہ کے راستے میں موت آجائے تو کہنا ہی کیا ہے۔
بہت بڑی سعادت ہے۔ موت تو آنی ہی آنی ہے۔ اللہ نے فرمایا: قُلْ لَنْ يَّنفَعَكُمُ الْفِرَارُ
اِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ اگر تم موت سے بھاگو بھی تو تم موت سے بچ نہیں
سکتے۔ اللہ کہتے ہیں کہ اگر میں تمھیں نماز کی طرف بلاؤں تمھیں جنگ کی طرف بلاؤں کہ جہاد
کرو، اور تم ڈر جاؤ کہ ہائے مر جائیں گے۔ وہاں تو گولیاں چلتی ہیں۔ وہاں تو تیر برستے ہیں
فرمایا: قُلْ لَنْ يَّنفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ تمھیں موت
سے بھاگنا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اگر تم موت سے بھاگو بھی۔ فرض کر لو تم جہاد میں نہیں
گئے، تم نے کوئی رسک نہیں لیا، کوئی خطرہ نہیں لیا۔ وَ اِذًا لاَّ تُمَتَّعُوْنَ اِلاَّ قَلِيْلاً
[33:الاحزاب:16] کتنے دن زندہ رہ لو گے ؟ آخر مرنا ہے ہی نا۔ تو جو چیز آنے
والی ہے اس نے تو آنا ہی ہے۔ اور اگر تم نے اللہ کو ناراض کر کے اپنی زندگی کے چند دن
بڑھا بھی لیے حالانکہ بڑھ نہیں سکتے۔ فرض کر لیں اگر تم نے اللہ کو ناراض کر کے اپنی زندگی
کے چند بڑھا بھی لیے تو تم نے کیا کمایا۔ کچھ بھی نہیں۔ سب بے کار ہے۔ اس لیے سعادت اسی
میں ہے کہ انسان اللہ کے حکم پر فوراً کھڑا ہو جائے۔ خدا مال کا مطالبہ کرے تو ایک منٹ کی
دیر نہ لگائے کہ یا اللہ! حاضر ہے۔ اگر خدا جان کا مطالبہ کرے تو بالکل دیر نہ لگائے کہ یا اللہ
! تیری ہی دی ہوئی ہے۔ جب سب کچھ اللہ کا دیا ہوا ہے پھر اللہ ہی مطالبہ کرے تو پھر انسان
عقل سے کام نہ لے۔ اس جیسا بد قسمت کون ہو سکتا ہے ؟ تو اس لیے اللہ نے فرمایا اپنے ایمان
کو ہمیشہ چیک کرتے رہا کرو۔ اگر اللہ کا ڈر رہتا ہے، دل میں خدا کا خوف ہے اور ہر وقت یہ خیال
ہے کہ اللہ ناراض نہ ہو جائے تو سمجھو کہ تمھارا ایمان زندہ ہے، تازہ ہے۔ تمھارے ایمان
میں جان ہے۔ اور اگر تجھے ڈر ہی نہیں، خیال ہی نہیں کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو وہ رونُھ جائے۔
دیکھو جب انسان نیک ہوتا ہے تو اللہ سے دوستی لگ جاتی ہے اور جب انسان غافل ہو جاتا ہے

۔یوں سمجھو کہ اللہ روٹھ گیا ہے' اللہ ناراض ہو گیا ہے۔ اور اللہ کی ناراضگی بڑی بد بختی کی علامت ہے۔ دیکھو اللہ نے قرآن میں اسی بات کو دوسرے انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ[3:آل عمران:31]لوگو!اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے اور تم اللہ سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ کسی سے پوچھ لو کہ تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو وہ کہے گا ہاں' جی تو بہت چاہتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ فرمایا پھر میرے پیچھے لگو۔ دیکھو کیسا ربط ہے۔ کیسا جوڑ ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ سرکاری آدمی ہیں۔ خدا کی گورنمنٹ کے آدمی ہیں۔ دیکھو اللہ نے کیا تعلق قائم کیا ہے ؟اگر تمھیں مجھ سے محبت ہے تو اس (نبیؐ) کے پیچھے چلو۔ اس کی لائن میں لگ جاؤ۔ دیکھو یہ ہے اصل شان آپ کی۔ لوگوں نے کیا کیا؟ ہمارے بریلوی بھائی۔۔۔ اللہ ان کو ہدایت دے۔۔۔ ان کو سمجھ دے۔۔۔ دیکھو اپنی طرف سے بڑھا بڑھا کر کچھ کا کچھ بناتے جاتے ہیں۔ اور سمجھتے کیا ہیں ؟ یہ کہ یہ ادب ہے اور ہم احترام کر رہے ہیں۔ ہم محبت کر رہے ہیں۔ اور نتیجہ کیا نکلتا ہے ؟۔۔۔ گمراہی ' بے دینی' دین سے انحراف۔۔۔ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ [4; النساء : 171] اے یہودیو!اے عیسائیو! خاص طور پر عیسائیوں سے خطاب ہے۔ دین میں غلو نہ کرو۔ دین میں غلو کرنے سے برباد ہو جاؤ گے۔ جو میں نے کسی کا درجہ رکھا ہے اس درجے میں اسے رکھو۔ اپنی طرف سے غلو نہ کرو۔ برباد ہو جاؤ گے۔ چنانچہ عیسائی برباد ہو گئے' گمراہ ہو گئے' ان کی گاڑی Derailed ہو گئی۔ ایک قدم نہ چل سکے۔ بس فیل ہو گئے۔ کیوں ؟ عیسیٰ علیہ السلام کا درجہ بڑھا دیا۔ جو اللہ نے ان کا مقرر کیا تھا جو شان اللہ نے ان کو دی تھی۔ اسکا لحاظ نہیں کیا' اس کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اپنی طرف سے ان کو خدا کا بیٹا' خدا کا شریک بنا دیا۔ دیکھ کتنی محبت تھی۔ اور یہی بیماری ہمارے بریلوی بھائیوں کو لگی ہوئی ہے۔ نتیجہ یہی نکلا کہ دین سے نکل گئے' دین سے دور ہو گئے۔ اس لیے حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :لا تطرونی کما اطرت النصاری

علی عیسی بن مریم اپنی امت کے لوگوں سے آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے صحابہؓ اے بعد میں آنے والو! مسلمانو! سن لو مجھے اس طرح نہ بڑھانا جیسے عیسائیوں نے عیسٰی علیہ السلام کو بڑھادیا تھا اور وہ برباد ہو گئے' وہ کافر ہو گئے' وہ مرتد ہو گئے۔ وہ بے دین ہو گئے۔ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہ' وَ رَسُوْلُہ' (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم۔۔ مسند احمد ج1ص 23 '153) میں تو صرف اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ اور رسول ﷺ کا مقام کیا ہے؟ فرمایا اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے تو اس کی لائن میں پیچھے لگ جاؤ۔ بس نبی آگے اور تم پیچھے۔ قدم پر قدم رکھو۔ اِدھر اُدھر نہ جاؤ۔ بس نبی کو نمونہ بناؤ' اپنا قائد بناؤ۔ اپنا ہادی بناؤ۔ اپنا مرشد بناؤ۔ اپنا امام بس نبی کے سوا کسی کو نہ بناؤ۔ کوئی کچھ ہے ہی نہیں۔ جو نبی کے بعد بھی بھوکا رہے اور مرشد تلاش کرے' امام تلاش کرے۔ اس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ برباد ہو گیا۔ اس کو نبی کی قدر ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کی روشنی کی ضرورت ہی نہیں۔ کسی ہادی کی ضرورت ہی نہیں۔ کسی پیر کی' کسی ولی کی' کسی امام کی کوئی ضرورت نہیں۔ جیسے کوئی عورت خاوند کرنے کے بعد دوسروں کی طرف دیکھتی رہے۔ جب اسے خاوند مل گیا تو ٹھیک ہے۔ اب گھر بیٹھے اللہ نے اسے سر تاج دیا ہے اس کا Cover بنایا ہے' اس کا لباس بنایا ہے۔ بس اس تک محدود رہے۔ لیکن اگر وہ اس کے بعد بھی لوگوں کو دیکھتی رہے تو لوگ اسے کیا کہیں گے؟ ایسے ہی جو مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کو امام پکڑ کر کسی دوسرے کی طرف دیکھے اور اسکو پیر پکڑے' اس کو امام بنائے تو وہ بے وقوف ہے۔ فرمایا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃ یہ وہ آیت جس کو سارا جہان پڑھتا ہے۔ بڑے لوگ اس کا وعظ کرتے ہیں۔ لیکن اس کو سمجھتے کم ہیں۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃ تمھارے لیے نبی کی زندگی جو ہے وہ نمونہ ہے۔ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اللہ کے

رسولؐ میں' اس کی حیات میں' اس کی سیرت میں' اس کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ اچھا اب نمونہ کس بات کا؟ یہاں تو ذکر ہی نہیں کیا کہ نماز میں نمونہ ہے' روزے میں نمونہ ہے۔ تو پھر کس چیز میں نمونہ ہے؟ ساری زندگی میں تمھارے لیے نمونہ ہے۔ تمھارے لیے ہر چیز میں نمونہ ہے اور اگر تم نے سوچ لیا کہ نہیں نماز تو اس طرح پڑھ لو جیسے محمد ﷺ کی سنت ہے' طریقہ ہے۔ اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں اوروں کو نمونہ بنا لو۔ تو یہ نبی سے انحراف ہے۔ اللہ تو کہتا ہے میرا نبی تمھارے لیے نمونہ ہے زندگی کے ہر شعبہ میں اور آج کا مسلمان کیا کہتا ہے؟ کہ نہیں مسجد میں تو نمونہ ہے' باہر نکل جائیں تو کوئی نمونہ نہیں۔ پھر نواب زادہ نصر اللہ خان' اصغر خان' ولی خان' پھر مسلم لیگ اور فلاں فلاں۔۔۔ کبھی کہیں جھک مارتا ہے اور کبھی کہیں جھک مارتا ہے۔ اور سزا ابھی دیکھ لو کس کو مل رہی ہے؟

میرے بھائیو! اس فلسفہ کو خوب سمجھ لو' خوب سمجھ لو۔۔۔ دیکھ لو ہمارے ملک کا کیا حال ہو رہا ہے؟ حکومت کتنی پریشان ہے۔ ہر طرف بم دھماکے ہیں۔ گاڑیوں میں چیکنگ ہو رہی ہے پولیس کو جگہ جگہ چیکنگ کے لیے لگایا ہوا ہے' بڑی احتیاطی تدابیر ہو رہی ہیں کہ کسی طرح سے بچ جائیں' لیکن یہ کبھی نہیں سوچتے کہ یہ خدا کا عذاب ہے۔ بچ کیسے سکتے ہیں؟ یعنی حیرانی ہوتی ہے کہ اللہ آج کل کے اس پڑھے لکھے انسان کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کیوں پڑھ کر بے وقوف ہو گیا ہے؟ اور پھر ایک نہیں' دو نہیں پوری کی پوری قوم سوچتی ہی نہیں۔ دیکھیے بوڑھا ماش کھالے' چاول کھالے اور پھر بیمار ہو جائے تو لوگ کہیں گے تو تو بے وقوف ہے۔ تجھے پتہ نہیں ہے کہ بوڑھے آدمی کو چاول ٹھیک نہیں ہیں' ماش ٹھیک نہیں ہے۔ یہ بادی چیزیں ہیں۔ تجھے تکلیف ہی ہونی تھی۔ بوڑھے کو تکلیف ہی ہونی تھی۔ لیکن یہ نہیں مانتے کہ گناہ کرنے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! یہ خدا کا نظام ہے۔ یہ خدا کی حکومت ہے' زمین خدا کی ہے' آسمان خدا کا ہے۔ ہم خدا کی مخلوق ہیں' اس کا راشن کھاتے ہیں۔ کھانے پینے کی ہماری ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ حالانکہ حکومت کچھ بھی نہیں کرتی۔ حکومت ہم سے ٹیکس وصول کرتی ہے۔

اور پیسے وصول کرتی ہے اور ہم اس کے وفادار رہتے ہیں۔ لیکن خدا جو سب کچھ دیتا ہے' جو احکم الحاکمین ہے' وہ کہتا ہے کہ ظالمو! میری حکومت ہے۔ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ اور آن کی آن میں کان سے پکڑ کر جب چاہوں اِدھر کر دوں اور جس کو چاہوں تخت پر بٹھا دوں۔ میری حکومت ہے۔ میری حکومت کو نہیں مانتے کیسے بے وقوف ہو۔ اور اپنی چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو جن کا کوئی اعتبار نہیں ہے' آج ہے تو کل نہیں۔ تم ان کو مانتے ہو اور ان سے ڈرتے ہو۔ اللہ کے قانون کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ کی ناراضگی کی کوئی پرواہ نہیں۔ خدا ناراض ہوتا ہے تو ہو جائے۔ اور پھر اللہ اکبر۔۔۔! جب خدا کا عذاب آتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟

اللہ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں۔ قرآن میں مختلف قوموں کا ذکر ہے۔ وَالْفَجْرِ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ سارا ذکر' پھر عادیوں کا' ثمودیوں کا' فرعون کا' اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ o الَّتِيْ لَمْ يَخْلُقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۔۔۔ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ان سب بادشاہوں نے' ان سب قوموں نے دنیا میں اودھم مچایا۔ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ میں نے عذاب کا کوڑا برسا کر ملیامیٹ کر دیا۔ یہ قرآن صرف تراویح میں ختم کرنے کے لیے نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِهٖ عاد' فرعون' ثمود فلاں قوم' فلاں قوم۔۔۔ مختلف قوموں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑ لیا۔ فَمِنْهُمْ مَنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا کسی پر ہم نے پتھر کسی پر ہم نے کڑک بھیجی۔۔۔ فرشتے نے کڑک ماری اور ان کے دل پھٹ گئے اور گھٹنوں کے بل گر گئے۔ کسی کو ہم نے غرق کر دیا۔ کسی کو ہم نے کوئی عذاب دیا اور کسی کو کوئی عذاب دیا۔ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ [29:العنکبوت :40] خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اللہ ظالم نہیں تھا جس نے فرعون کو ڈبو دیا' جس نے عاد پر آندھی بھیج کر ان کو

ملیامیٹ کر دیا۔ جس نے لوط کی قوم پر پتھر برسائے۔ خدا کوئی ظالم نہیں فرمایا مَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ اللہ ظالم نہیں تھا۔ وہ خود ظالم تھے۔ میں روکتا رہا کہ گناہ نہ کرو اور وہ باز نہ آتے تھے۔ لہٰذا عذاب آنا ہی تھا۔ اب دیکھو اگر ہم عقل والے ہوتے' ہماری حکومت عقل والی ہوتی۔ ہمارے لیڈر عقل والے ہوتے' ہماری انتظامیہ عقل والی ہوتی تو جہاں احتیاطی تدابیر کرتی ہیں وہاں یہ بھی سوچتے کہ ہم گناہوں کو کنٹرول کریں۔ لیکن دیکھ لو اصل سبب کبھی نہیں سوچتے اور یہ صرف جس کو اللہ دین کی سمجھ دے وہی یہ بات سوچتا ہے۔ اب طوفان آتا ہے تو یہ تو کہیں گے کہ دریا کے پاٹ میں مٹی زیادہ آگئی ہے۔ اس لیے پانی کناروں سے باہر نکل جاتا ہے' دریا کے پاٹ میں سے مٹی صاف کر دو تاکہ طوفان نہ آئے اور یہ دیکھتے ہی نہیں کہ یہ سب کچھ کرنے والا خدا ہے۔ یہ تو عذاب ہے جو اصل بیماری ہے۔ اب دیکھو ناں ایک ڈاکٹر کسی کا علاج کرتا ہے' اس کو تکلیف ہے' اس بیماری کی دوائی دے دیتا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتا کہ یہ بیماری آئی کیوں۔ مریض سے پوچھے کیا کھایا تھا۔ کیا کیا تھا۔ یہ نہیں دیکھتا کہ وجہ کیا ہے۔ اس بیماری کے آنے کا سبب کیا ہے؟ بلکہ وہ اس بیماری کا علاج شروع کر دیتا ہے۔ اور بیمار پھر وہی کام کرتا رہتا ہے۔ بیمار پرہیز نہیں کرتا۔ جب بیمار پرہیز نہیں کرتا' جس کی وجہ سے وہ بیماری آئی تھی وہی کام بار بار کرتا ہے تو دوائی جو مرضی دیتے رہو علاج کہاں سے ہو جائے گا۔ ہم یہ کبھی نہیں سوچتے کہ کوئی کام' کوئی بھی کیوں نہ ہو بہر کیف اس کے کرنے والا' اس کے لانے والا اللہ ہے۔ جنگ احد میں صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ اللہ کے رسول ﷺ زخمی ہوئے۔ حضرت حمزہؓ جیسے' حضرت مصعب بن عمیرؓ جیسے' بڑے بڑے جلیل القدر صحابی شہید ہوئے۔ صحابہؓ رو رہے تھے' آخر انسان تھے۔ حضرت حمزہ جیسے شہید ہو گئے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ جیسا نیک صحابی شہید ہو گیا۔ اللہ یہ کیسے ہو گیا۔ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو گیا۔ اللہ یہ کیسے ہوا؟ اللہ نے فرمایا مَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلاَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ ارے تمھیں پتہ ہی نہیں ہے کہ موت کیسے آتی ہے؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کسی کو موت آجائے اور مجھے پتہ نہ ہو۔ مَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلاَّ بِاِذْنِ اللّٰہِ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی مر

جائے اور اللہ کا اذن نہ ہو۔ اللہ کا حکم نہ ہو۔ اس کو پتہ نہ ہو۔ كِتَابًا مُؤَجَّلًا [3:آل عمران:145] میں نے تو یہ سب سے پہلے یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اس کے کتنے دن' کتنے گھنٹے اور کتنے منٹ زندگی ہے۔ جب وہ وقت پورا ہو گیا تو پھر معاملہ ختم ۔۔۔ پھر یہ کیوں شہید ہو گئے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی شہید بھی تو ہونا ہی تھا۔ ہر کوئی تو یہ چاہتا ہے کہ میں لڑتا رہوں' لڑائیاں کرتا رہوں۔ اب سوچیے! کوئی شہید نہ ہو تو شہادت کا درجہ کیسے ملے گا؟۔ اللہ فرماتا ہے شہادت بڑی اعلیٰ چیز ہے' شہادت کا درجہ تو بہت بڑا ہے۔ لیکن اگر کوئی نہ بننا چاہے۔ اگر اللہ کسی کو شہید بنا دے اور یہ اعزاز کسی کو دے دے تو اس میں رونے کی کیا بات ہے۔ وَ يَتَّخِذُ مِنكُمْ شُهَدَاءَ [3:آل عمران:140] قرآن کہتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ یہ میرا انظام ہے۔ کسی کو میں زندہ رکھتا ہوں اور کسی کو مہلت دیتا ہوں۔ اس سے ابھی اور کام لینا ہوتا ہے۔ اور جس کو میں شہید کر دیتا ہوں اس کو یہ درجہ دیتا ہوں۔ کسی کے ساتھ کوئی سلوک 'کسی کے ساتھ کوئی سلوک۔ یہ میرا انظام ہے۔ یہ میری حکمت ہے۔ تمھیں ہمیشہ میری بات پر راضی' میری تقدیر پر راضی اور میرے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے۔ یااللہ! جس پر تو راضی ہم بھی اس پر راضی۔۔۔ اللہ کو ماننے کا طریقہ کیا ہے؟ لیکن ہم چونکہ ان حقیقتوں کو نہیں سمجھتے اور عقلمند آدمی ہمیشہ وہ ہوتا ہے جو اللہ پر نگاہ رکھے۔ اللہ کے قانون کو دیکھے۔ اللہ کی باتوں کو سنے کہ اللہ کیا کہتا ہے اور یہ قطعی بات ہے۔ دیکھ لو اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے ہے: اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ [9:توبہ:126] فرمایا تمھارے سامنے زندگی میں کتنے واقعات ہوتے ہیں فلاں ملک میں یوں ہو گیا' فلاں ملک میں یوں ہو گیا۔ ایک طرف حادثات واقعات ہوتے ہیں اور وہ باتیں ریڈیو پر' اخباروں میں آتی ہیں۔ لیکن تم ان کو سن کر یوں بھلا دیتے ہو کہ ہاں جی! وہاں ہو گیا۔ یہ نہیں سوچنا کہ کیوں ہوا؟ کل کو یہی چیز ہمارے ساتھ بھی ہو سکتی ہے۔ اب دیکھو لبنان' بیروت میں کب سے اودھم مچا ہوا تھا۔ زنا اس

میں اس کثرت سے کہ خدا بالکل یاد ہی نہیں۔ وہاں کیا ہوا؟ یہی بم دھماکے۔ پہلے بم پھٹتے تھے پھر اسکے بعد خانہ جنگی شروع ہو گئی اور آج تک ان کو چین نصیب نہیں ہوا۔ اینٹ سے اینٹ جا کر رکھ دی گئی۔ سب عیش ختم ہو گئے اور وہی حال ہمارے ملک کا ہو رہا ہے۔ یعنی اندازہ کر لیں کون سا ایسا خدشہ ہے جو اس وقت ہمارے سامنے نہیں آ رہا۔ یہ آوازیں بھی آپ سن رہے ہیں "ملک کو توڑ دو" سندھ کو ملک سے علیحدہ کر دو۔ بلوچستان کو علیحدہ کر دو۔ یہ سب کچھ پاکستان کا خاتمہ ہے۔ اب سوچ لو کہ وہی صوبے پاکستان بنانے والے۔ وہی صوبے اس کو ووٹ دے کر کھڑا کرنے والے تھے اور آج وہی اس کو حصے بخرے کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ کیوں؟ یہ خدا کا عذاب ہے۔ تم نے اسلام سے غداری کی۔ تم نے اسلام کے نام پر عام مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ خدا کا عذاب آگیا۔ کیا یہ آوازیں سن رہے ہو؟ اور یہ آوازیں آج سے نہیں، کافی عرصہ سے آ رہی ہیں اور پاکستانی کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کو توڑ دو۔ اور کل کو خدا نہ کرے، خدا نہ کرے پاکستان ٹوٹ جائے تو کیا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ یہ سب اچانک ہو گیا۔ اسباب تم نے پیدا کیے۔ آوازیں دیں۔ خدا نے تمھیں سنائیں۔ لیکن تمھیں ہوش نہ آیا۔ اور خدا کا عذاب آگیا۔ اور پھر دیکھ لو یہ صورت خانہ جنگی کی پیدا ہو رہی ہے۔ دیکھ لو کراچی میں کیا ہو رہا ہے؟ لوگ مسلمان اپنے آپ کو ہی مار رہے ہیں۔ یہ خدا کا عذاب ہے۔ لیکن ان باتوں کو کوئی نہیں سوچتا۔ کوئی نہیں سوچتا۔ اور میں نے کل ہی نوائے وقت دیکھا ہے۔ اس میں وہ اداریے میں لکھتے ہیں۔ یہ ساری خرابی اس لیے پیدا ہوئی کہ سندھی لیڈر جی ایم سید نے یہ کہا کہ سندھ کو علیحدہ کر دو، اور بلوچستان کے اکبر بگٹی نے کہا کہ بلوچستان کو علیحدہ کر دو۔ یہ سب کیا ہے؟ جمہوری عمل چونکہ ایک مدت سے رکا ہوا تھا۔ اس لیے یہ سب کچھ پیدا ہو رہا ہے۔ کس قدر غلطی ہے۔ کس قدر غلط یہ تجزیہ ہے۔ حالاں کہ ہم اس وقت علی گڑھ میں پڑھا کرتے تھے، ہمارا اسو سولڑکوں کا بیچ، ہمارا ایک گروپ سندھ کے لیے چلا۔ پچیس پچیس کی ٹولیاں بنائی گئیں۔ ہم جی ایم سید کے مقابلے میں مسلم لیگ کے Candidate کو Sup-port کرنے کے لیے اسکی Convincing کرنے کے لیے وہاں گئے۔ کوٹری میں ہمارا

ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس نے اس وقت مسلم لیگ کو اغوا کر لیا۔ مسلم لیگ کے Candidate کو اغوا کر لیا۔ یہ اس وقت سے پاکستان کا دشمن ہے۔ اور ہمارے تجزیہ کرنے والے کیا کہتے ہیں کہ چونکہ جمہوری عمل عرصہ سے رکا ہوا تھا اس لیے یہ صورت حال پیدا ہو گئی۔ نہیں بلکہ یہ تمہاری بد اعمالیوں کی سزا ہے۔ تم نے پاکستان بنایا اسلام کا نام لے کر پاکستان بنایا' اللہ کو دھوکہ دیا' مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ پاکستان کے مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ اب یہ خدا کا عذاب تم پر آیا ہوا ہے۔ جس کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ اب تم قنوت نازلہ کا سوچا کریں۔ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ کہ اللہ کافروں پر وہ عذاب نازل کر جس کو کوئی روک نہ سکے۔ جس کو کوئی ٹال نہ سکے۔ لیکن دیکھ لو اب کسی کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ اب دیکھیے نبی ﷺ ــــ اللہ اکبر ــــ جن کی نگاہ بڑی دوررس' بڑی حقیقت بیّن تھی وہ دعا فرماتے۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ اے نبی یہ دعا پڑھا کر۔ جیسے کوئی کسی کے ساتھ خیر خواہی کرتے ہوئے اس کو دعا سکھاتا ہے۔ قُلْ پڑھ۔ کیا؟ رَبِّ اے میرے رب! اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ اگر تو میری زندگی میں عذاب لے آئے۔ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ [23;المؤمنون:94] ہم پر کفر والا رگڑا نہ پھرے۔ ابھی سے اپنی سوسائٹی کو ٹھیک کر لو۔ اپنی دوستی کو ٹھیک کر لیں۔ اپنی صحبت کو درست کر لیں۔ کسی گندے سے' کسی بے دین سے' کسی فاسق فاجر سے' کسی بدعتی مشرک سے' بالکل تعلق نہ رکھیں' علیحدہ ہو جائیں۔ اس لیے اگر خدا کا عذاب آئے اور اس کے لیے ہو آپ اس سے بچ جائیں۔ آپ کے لیے خدا کی رحمت ہو۔ موت کو عذاب نہ سمجھو۔ میرے بھائیو! دیکھو ڈاکٹر دانت نکالتا ہے' کسی کی داڑھ نکالتا ہے۔ اور اس کو ہمدردی ہو گی تو پہلے اس کو ٹیکہ لگائے گا۔ اس کو سن کرے گا۔ آرام سے نکال باہر کر دے گا۔ اور اگر ہمدردی نہیں ہو گی۔ سن وں نہیں کرے گا۔ ٹیکہ ویکہ نہیں لگائے گا۔ جمور ڈال کر کھینچنا شروع کر دے تو وہ چیخے گا' چلائے گا۔۔

روئے گا۔ اس کے لیے کتنی مصیبت ہو گی۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ ڈاکٹر پیسے نہ دیے۔ اس نے اس کو رشوت کے پیسے نہ دیے تو اس نے جمور ڈال ڈال کر دانت کھینچ ڈالے۔ وہ رو رہا ہے 'میں مر گیا' کوئی پرواہ نہیں۔ ہائے میں مر گیا' کوئی پرواہ نہیں۔ اور جس نے پیسے دے دیے اس کے ٹیکہ لگایا' آرام سے دانت نکال دیا۔ اور پتہ بھی نہ لگنے دیا۔ میرے بھائیو! چاہے ہم چل جائیں۔ چاہیے کچھ ہو جائے اگر آپ کا دل ٹھیک ہے' ایمان درست ہے تو کوئی پرواہ نہیں۔ اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اور ابو جہل بھی مارا گیا۔ تیر اس کو بھی لگے' تیر اس کو بھی لگے۔ تلوار کے زخم اُس کو بھی لگے اور اِس کو بھی' لیکن کیا دونوں برابر ہیں؟ نہیں۔ ایک اللہ کا پیارا ہے اور دوسرا اللہ کا دشمن۔

اب آپ سوچ لیں کہ آپ کو صرف یہی وعظ ہے کہ اپنی سوسائٹی کو بدل دیں۔ اپنے ماحول کو بدل دیں۔ گندے لوگوں سے بالکل دور رہیں۔ ان سے رشتے ناطے بالکل نہ کریں۔ جن کو تم دیکھتے ہو کہ یہ دنیا کے طالب ہیں' دنیا کے بھوکے ہیں' دنیا کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں آخرت کی ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے ان سے بالکل دور رہو۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ اے نبیؐ! یہ دعا کیا کر۔ پڑھ۔ رب: اے میرے رب۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ اگر میرے دیکھتے دیکھتے عذاب آجائے فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ [23:المؤمنون:94] اللہ ان ظالموں میں سے مجھے نہ کرنا۔ وَاِنَّا عَلٰى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ [23المومنون:95] اے نبیؐ! ہم تیری زندگی میں بھی عذاب لاسکتے ہیں کہ تیرے دیکھتے دیکھتے عذاب آجائے' سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس لیے تو اپنا بچاؤ پہلے پہلے کر لے۔ اور میں یہ آپ کو وارننگ دے رہا ہوں۔ آپ کو الرٹ کر رہا ہوں' خبردار کر رہا ہوں' ہوشیار کر رہا ہوں۔ اگر آپ کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے تو سمجھو کہ آپ کے اندر ایمان ہے۔ اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ویسے مولوی کی بات ہے تو آپ کی بدقسمتی بھی ہے اور ایمان کی نفی بھی۔ عذاب جب آئے گا سوچ لو یہ ایمان کی بات ہے'

یہ یقین کی بات ہے۔ عذاب جب آئے گا گناہوں کی وجہ سے آئے گا۔ اور پھر جب آپ کو یہ اندازہ ہو جائے کہ اب عذاب آنے والا ہے۔ تو آپ کو پہلے سے ہوشیار ہو جانا چاہیے۔ توبہ استغفار کریں اور صرف یہ نہیں کہ توبہ استغفار کرتے رہیں' بلکہ یہ بھی کریں کہ گندے لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں۔ جو لوگ عذاب کے مستحق ہیں آپ ان سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ اور اگر بائیکاٹ نہیں کرتے تو پھر حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ایک قوم کعبہ کو گرانے کے لیے چلے گی۔ یہ عزم لے کر کہ کعبے اینٹ سے اینٹ بجادی جائے اس کو گرادیا جائے۔ اور جو دوسرے مسافر ہوں گے قافلے میں ان کی یہ نیت نہ ہو گی ان کو نہ کعبے سے محبت ہو گی اور نہ دشمنی۔ کچھ سفر ان کے ساتھ طے کرنے کی غرض سے ان کے ساتھ ہو لیں گے۔ کہ چلو یہ جارہے ہیں ہم بھی ان کے ساتھ ہو جائیں۔ پرانے زمانے میں سفر بہت خطرناک ہوتے تھے' ڈاکے پڑتے تھے' لوٹ مار ہوتی تھی۔ اس لیے وہ سوچیں گے کہ ہم ان کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ کچھ وقت گزار لیتے ہیں۔ فرمایا جب وہ فلاں Point پر پہنچیں گے خدا کا عذاب آئے گا۔ وہ بھی ملیامیٹ ہو جائیں گے۔ خدا دنوں کو برباد کر دے گا۔

دونوں پر خدا کا عذاب اور اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل قوم پر عذاب بھیجا۔ اس میں بھی یہی صورت تھی کہ بالکل علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ ان کو سمجھاتے رہے کہ اس شرارت سے باز آجاؤ۔ یہ جو تم نے مکاری اختیار کی ہے اس کو چھوڑ دو۔ یاد رکھیے گا خدا ایک زندہ ہستی ہے۔ خدا مردہ نہیں ہے۔ خدا ریٹائرڈ نہیں ہے۔ لیکن عملاً بالکل ہمارے دلوں میں یہی بات ہے کہ کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ بے کار ہو گیا ہے۔ ہم اللہ کو فعال نہیں مانتے کہ سب کچھ اس کے قبضہ میں ہے۔ اور اگر ہمارے ذہن میں یہ بات ہو کہ سب کچھ اس کے قبضے میں ہے تو ہم ڈریں۔ ہم تو نعوذباللہ! اللہ کو مردہ' سویا ہوا' بے کار اور ریٹائرڈ۔ ہم خدا کے بارے میں عملی طور پر یہی تصور رکھتے ہیں۔ ورنہ اگر ہمارا ایمان صحیح ہو اور ہم خدا کو ایک زندہ ہستی' سننے والا' جو چاہے کردے' ہر چیز کا مالک مانیں تو پھر کبھی ہو سکتا ہے کہ ہم خدا کی طرف سے غافل ہو جائیں۔ خدا سب کچھ کرتا ہے اور کوئی خدا سے شرارت کرتا ہے تو خدا بھی اس کے

ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہے۔ اللہ نے حرام کو حرام قرار دیا۔ لیکن یہ جو مسلمان ہوتا ہے' منافق ٹائپ کا جیسا کہ ہم لوگ ہیں وہ کیا کرتا ہے اللہ نے اگر ایک چیز کو حرام قرار دیا ہے تو یہ اوپر سے ویسے حرام حرام کرتا ہے لیکن حیلے بہانے بنا کر' نام بدل بدل کر' مختلف چالاکیوں سے حرام کو حلال کر لیتا ہے۔ یہ خدا سے چالاکی کرتا ہے۔ ایسے ہی بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار نہ کرنا۔ اب وہ اور دنوں میں شکار کرنے جاتے تو شکار نہ آتا' مچھلی نہ ہوتی۔ جب وہ ہفتے کو آتے تو مچھلی اچھل اچھل کر ہاتھوں میں آتی۔ جیسے آج کل حرام اتنا ملتا ہے کہ کوئی حد ہی نہیں۔ حلال کم ہی ملتا ہے اور حرام جو ہے وہ وافر ہے دوڑ دوڑ کر جیبوں میں آتا ہے۔ آج کل کون ہے جو دفتروں میں بیٹھا ہو اور جیب بھر کر نہ لائے۔ لوگ خود ہی جیب میں ڈال جاتے ہیں۔ کمال دیکھو۔ اللہ اکبر۔۔۔ مجھے یہ دیکھ کر بعض دفعہ رونا آتا ہے یا اللہ! تیرے عذاب کے کیا کہنے۔ تیری تدبیر کے کیا کہنے۔ لوگ جیب میں خود پیسے ڈال دیتے ہیں۔ یہ حرام آدمی حلال مانگتا ہے تو اگلے نہیں دیتے۔ محنت مزدوری کرنے کوئی اور طریقہ ہو تو دے کر راضی نہیں۔ حرام خود بخود ہی جیب میں ڈال کر چلے جاتے ہیں۔ کبھی گھر میں بچے کو پکڑوا گئے۔ جب وہ گھر نہیں تو اس کی بیوی کو دے گئے کہ جی! یہ آپ مٹھائی ہے۔ کبھی کوئی بہانہ' کبھی کوئی بہانہ۔ تو اللہ نے ان کو ہفتے کے روز مچھلی کے شکار سے منع کر دیا۔ اور فرمایا کہ اور دنوں میں شکار کرو۔ اور دنوں میں شکار نہ آتا اور جس دن ہفتہ ہوتا بڑی بڑی مچھلیاں بڑی تعداد میں آتیں۔ انہوں نے کیا چالاکی کی؟ ہفتے کے دن جاتے اور مچھلی کو گھیر گھیر کر کیاریوں میں بند کر دیتے۔ اور اتوار کو' سوموار کو پکڑ کر لے آتے۔ اب قانوناً بھی بچے ہوئے کہ ہم نے ہفتے کے دن تو ہاتھ ہی نہیں لگایا۔ ہم تو اتوار کو پکڑ کر لائے ہیں۔ قابو تو مچھلی کو ہفتے کے دن ہی کر لیا لیکن پکڑا سوموار کو۔ اب کہتے ہیں کہ ہم بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ ہم نے کوئی گناہ کا کام نہیں کیا۔ اب اللہ نے کہا کہ سود حرام ہے۔ میری اس سے جنگ ہے۔ سود کے دس حصے بنالو۔ لکھنے والا' گواہی دینے والا' فلاں کرنے والا' فلاں کچھ کرنے والا' سب حرام خور ہیں۔ لیکن ہم نے کیا کیا؟ اچھا اللہ ہم اگر تو سود کو برا کہتا ہے تو یہ لے اس کا نام بدل

دیتے ہیں۔ ہم اسکا نام Profit رکھ لیتے ہیں۔ اس کا نام شراکت رکھ لیتے ہیں۔ ہم اس کو مارک اپ کہہ لیتے ہیں۔ ہم اس کا نام یہ رکھ دیتے ہیں اور یہ رکھ دیتے ہیں۔بتائیے یہ حرکتیں ساری بنی اسرائیل والی نہیں ہیں ؟ یہ لوگ اللہ کے ساتھ چالاکیاں کرتے ہیں۔ تو اللہ نے ان میں ایک جماعت کھڑی کر دی جو ان کو سمجھاتی کہ باز آ جاؤ۔ خدا سے چالاکیاں نہ کرو۔ خدا کو کون ہرا سکتا ہے۔ لیکن وہ باز نہ آئے۔ اللہ نے ان کو ان کی چالاکیوں کی وجہ سے بندر بنادیا۔ شعور ادراک' احساس سب کچھ انسانوں والا کہ میں فلاں ہوں لیکن شکل بندر کی۔ وہی دم' وہ شکل جانوروالی۔ اب وہ منہ پھیر رہے ہیں۔ دمیں پھیر رہے ہیں۔ اب وہ کہنے لگے کہ ہائے ہماری بخشش کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ لیکن جب خدا نے ہاتھ ڈال لیا تو پھر معافی کیسی ؟ آخر اللہ نے ان پر تین دن کے بعد موت بھیج دی۔

جو لوگ اپنی اولاد کو حرام کھلا رہے ہیں اندازہ تو کریں یہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ دے رہے ہیں اس سے چالاکی کر رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ بڑے بے وقوف لوگ ہیں۔

میرے بھائیو! میں یہ باتیں آپ سے عرض کر رہا ہوں اور بعض لوگ شاید ان باتوں کو کڑوی خیال کریں لیکن یہ سوچ لیں کہ ایک دن آپ کو اللہ کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا۔ اور خدا تم سے کلام کرے گا۔ خدا کون ہے ؟ جو احکم الحاکمین ہے۔ تھانیدار خدا کا مقابلہ کر سکتا ہے ؟ دیکھ لو ہم تھانیدار کے سامنے دم نہیں مارتے' افسر کے سامنے ہم بول نہیں سکتے۔ پھر خدا کہے گا کہ میرا حکم آیا تو تو نے کیسے ٹالا۔ تو حرام کو حلال کرنے کے لیے' جائز کرنے کے لیے کیسے کیسے چالاکیاں کرتا رہا۔ سوچیں کیا جواب ہوگا ہمارے پاس۔ لیکن میرے بھائیو! وہی بات۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [33: الاحزاب: 21] میرے نبیؐ کو کون مانتا ہے۔ جس کو میرا خیال ہوگا وہ میرے نبی کو مانے گا۔ اور جس کو میرا خیال نہیں ہوگا وہ میرے نبی کو نہیں مانے گا۔ اب دیکھ لو تصویر۔۔۔۔۔ اللہ کے رسول ﷺ دروازے پر آئے اور دیکھا کہ حضرت عائشہؓ نے ایک پردہ لٹکا رکھا ہے جس پر ایک تصویر ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اندر قدم نہیں رکھا۔ حضرت عائشہ نے توبہ

استغفار کی اور پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ کیوں ناراض ہیں۔ آپ اندر کیوں نہیں آتے۔ فرمایا عائشہ جہاں تصویر ہو وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ نبی وہاں کیسے آسکتا ہے۔ فوراً وہ حضرت عائشہ نے پردہ پھاڑ دیا۔ اس کو اتار دیا۔ اور پھاڑ دیا۔ اور اب دیکھ لو ہمارے ہاں اگر کوئی کہہ دے کہ آپ کی ڈرائنگ روم میں بڑی تصویریں ہیں۔ تو کہا جاتا ہے کہ مولوی صاحب وہ زمانہ گیا۔ آپ کہاں کی باتیں کرتے ہیں۔ مطلب کیا ہے ؟ اسلام کا دور چلا گیا۔ اب اسلام کی باتیں کرتے ہیں تو سوچ لو جواب یہی ہوتا ہے نا۔ آپ کس زمانے کی باتیں کرتے ہیں اب تو بیسویں صدی ہے۔ آپ پہلی صدی ہجری کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ دور کفر کا دور ہے۔ پھر جب خدا کا عذاب آئے گا تو پھر آپ کہیں گے یا اللہ معاف کر دے' ہمیں بخش دے۔ خدا کہے گا اب معافی کا کوئی دور نہیں۔ جب تم نے میری پرواہ نہیں کی۔ جب تم نے میرے احکام کی پرواہ نہیں کی تو تم کیا توقع رکھتے ہو کہ میں بھی تمھارے ساتھ کوئی نرم سلوک کروں گا۔ میرے بھائیو! خدا جیسا پیارا بھی کوئی نہیں۔ خدا جیسا ہمدرد بھی کوئی نہیں۔ خدا جیسا شفقت کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے ڈرے۔ اگر گناہ ہو جائے تو اللہ اس گناہ کا نام ہی نہیں لیتا۔ وہ حدیث جو بخاری شریف میں آتی ہے بڑی مشہور ہے۔ آپ نے سنی ہو گی۔ ایک آدمی اس نے بڑے گناہ کیے۔ بڑے گناہ کیے۔ جاہل تھا۔ بالکل ان پڑھ تھا۔ کوئی اسے واقفیت نہ تھی۔ اس کے کان میں یہ آواز پڑ گئی کہ گناہ گار کو اللہ سزا دے گا۔ گناہ گار کو اللہ پکڑ لے گا' اس کو عذاب دے گا۔ وہ جب مرنے لگا تو اس نے بیٹوں کو جمع کیا۔ کہنے لگا کہ میں نے تو گناہوں کی کوئی حد نہیں چھوڑی۔ ایسے کرنا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا کر راکھ بنا دینا۔ پھر کچھ راکھ سمندروں میں' کچھ ہواؤں میں' کچھ ادھر ادھر اڑا دینا۔ اور میرا نام و نشان نہ چھوڑنا۔ اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو میری خیر نہیں۔ اب آپ اندازہ کریں حالاں کہ یہ تصور۔۔۔ کہ اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو خیر نہیں اسی لیے اس نے یہ قدم اٹھایا کہ ایسے اللہ مجھے پکڑ نہیں سکے گا۔۔۔ کفر ہے۔ لیکن اس کا یہ خیال صرف اور صرف جہالت کی وجہ سے تھا۔ اور دل میں اصل بات کیا ہے خدا کا ڈر۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جونہی اس کی اولاد نے اس کے کہنے کے مطابق اس کو جلایا۔ راکھ بنا لیا اور اس کو اڑا لیا۔ اللہ نے ہوا کو حکم دیا' سمندروں کو حکم دیا' ہر چیز جو خدا

کی تابع ہے۔ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس کے اجزاء کو جمع کر دیں۔ سب نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور اللہ نے اس کو زندہ کر کے اپنے سامنے کھڑا کر لیا۔ اس سے پوچھا کہ یہ تو نے کیا حرکت کی؟ وہ کہنے لگا کہ یااللہ! میں تجھ سے ڈر گیا۔ اور میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ اگر میں پکڑا گیا تو میری خیر نہیں۔ اللہ یہ سن کر اسے معاف کر دے گا۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق عن ابی سعیدؓ و عن حذیفةؓ) ڈر تو ہے نا۔ اور ہم اللہ میرے معاف کرے یہ سینہ زوری کرتے ہیں کہ گناہ کو جائز اور حرام کو حلال کہتے ہیں۔ حرام کو حلال کرنا، ناجائز کو جائز کر کے خدا سے مقابلہ کرنا اور نہ ڈرنا۔ یہ انتہائی بدبختی ہے۔ اس لیے میرے بھائیو ان باتوں کا بہت خیال رکھنا چاہیے، ہر وقت اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ دیکھیے عید آرہی ہے۔ عید کے لیے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ جب عید کا چاند نکلے تو سنت طریقہ یہ ہے اس سے پہلے پہلے بال کٹوا لیے جائیں، لبیں کٹوالی جائیں، ناخن کٹوا لیے جائیں۔ زیر ناف بالوں کی صفائی کرنا، بغلوں کے بال کٹوانا اور اس قسم کی حجامت کا جو معاملہ ہے وہ چاند کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے کر لینا چاہیے۔ اور جب چاند نکل آئے تو حجامت نہ ہوائی جائے۔ پھر دسویں تاریخ کو اِدھر آپ کی قربانی ہو جائے اُدھر آپ حجامت بنا دیں۔ یہ بھی سنت طریقہ ہے۔ لیکن لوگوں کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اور پھر قربانی کے لیے بھی آپ کو تیار ہونا چاہیے کہ قربانی کا جانور جو ہے وہ دیکھ کر خریدا جائے۔ جانور کے دو دانت ہوں۔ یہ لازمی شرط ہے۔ لاَ تَذْبَحُوْا اِلاَّ مُسِنَّةً (رواہ مسلم، مشکوۃ، کتاب الصلاۃ باب فی الاضحیۃ فصل اول عن جابرؓ) اب ہمارے مولویوں نے ڈھیل دیتے ہوئے کیا کہ رکھا ہے۔ یہ کہ اگر گھر کا ہو، ایک سال کا ہو تو جاتا ہے یعنی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اللہ کے رسول ﷺ تو فرماتے ہیں کہ دو دانت والا ذبح کرو اور یہ کہتا ہے کہ اگر گھر کا پلا ہوا ہو تو ایک سال ہی کا کافی ہے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ یہ غلط مسئلہ ہے۔ پھر قربانی کے جانور میں کوئی عیب نہیں ہونا چاہیے، ٹھیک ٹھاک اور صحیح سالم ہونا

چاہیے۔ خصی ہونا کوئی عیب نہیں ہے۔ بلکہ خصی ہونا جانور میں حسن پیدا کرتا ہے۔ یہ عیب نہیں ہے' یہ جائز ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھے جو خصی تھے ذبح کیے۔ یہ بالکل جائز ہے۔ گائے اور اونٹ میں سات حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ اگر اونٹ ہو تو اس میں دس تک حصے ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ سات کا بھی آتا ہے۔ لیکن اس میں دس تک گنجائش ہے۔ صحابہؓ دس تک شریک ہوتے تھے۔ گائے میں آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بکرا اور بھیڑ وغیرہ ایک فیملی کی طرف سے' ایک شخص کی طرف سے اور جتنے ان کے Dependent ہیں سب کی طرف سے۔ جن کی روٹی ایک جگہ پکتی ہے۔ جن کی کمائی ایک ہے۔ ان کی طرف سے ایک بکرا جو ہے وہ کافی ہے۔ یا اونٹ اور گائے کا ایک حصہ ہی کافی ہے۔ جو پرہیز کی بات ہے وہ یہ ہے کہ سب حصہ دار مسلمان ہوں۔ مسلمان کے معنی کیا ہیں۔ جن کا دین محفوظ ہو' دین کے محفوظ ہونے کے کیا معانی ہیں؟ یہ کہ وہ شرک اور بدعت سے بچا ہوا ہو۔ یہ دو جرم ایسے ہیں اگر یہ ہو جائیں تو سب کچھ برباد کر دیتے ہیں۔ بدعتی کے نہ نفل قبول اور نہ فرض۔ یہ احتیاط کی چیزیں ہیں۔ جو بدعت کرنے والا ہے جو شرک کرنے والا ہے اس کو حصہ دار نہ بنایا جائے۔ ایسے ہی جس کی کمائی کلی طور پر حرام ہو' اس کو بھی حصے دار نہ بنائیں۔ ہاں البتہ جس کی کمائی مخلوط قسم کی ہو یعنی کچھ حلال اور کچھ حرام تو وہ حصہ دار بن سکتا ہے۔ اور اگر کسی کی کمائی بالکل ہی حرام کی ہو تو پھر نہ وہ کھانی چاہیے اور نہ اس کو حصہ دار بنانا چاہیے۔ مثلاً ایک عورت فاحشہ ہے' اس کی ساری کمائی حرام کی ہے۔ تو اس کی قربانی بالکل جائز نہیں اور نہ ہی ہم اس کو حصہ دار بنا سکتے ہیں۔ اور اگر اسکی کمائی مخلوط ہو' یعنی کسی سے کوئی تھوڑی بہت ٹھگی ماری ہو اور بعض پیسے اس کی زمین کے ہیں جو بالکل حلال کے ہیں۔ تو اس کو حصے دار بنا سکتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے قریب لوگوں کی حالت ایسے ہو جائے گی جو بہت پرہیز کرتا ہو گا اس کے مال میں بھی حرام کا غبار ضرور ملا ہو گا۔ دیکھ لیں آج سودی نظام نے ہمارے معاشرے کو گھیر رکھا ہے۔ شاید ہی کوئی بچ سکتا ہو۔ حتی کہ آج کل زمیندار بھی بغیر سود کے نہیں چلتا۔ زمیندار ٹریکٹر لیتا ہے' زمیندار اس سے اپنی ساری فصل کاشت کرتا ہے۔ حرام شامل ہو گیا۔ نمک کی کان والا نمک پیدا کرتا ہے۔ وہاں سودی روپیہ

لے کر کام چلاتا ہے۔ حکومت کے جتنے ملازم ہیں۔ حکومت کی کمائی حرام بھی ہے اور حلال بھی۔ ہر تنخواہ والا جو ہے اس کا کچھ حصہ حرام کا ہے اور کچھ حلال کا۔ اب انسان نہ سمجھنے کی وجہ سے غلط بات کہہ بیٹھتا ہے اور جس کا نتیجہ جو ہے وہ پھر غلط نکلتا ہے۔ چیزوں کو سمجھ کر دیکھ کر اور پھر اسکے علاوہ دوسری بات یاد رکھیے گا۔ سب سے زیادہ خطرناک بات جو ہے وہ مذہب کی خرابی ہے۔ عمل کی خرابی اتنی زیادہ خطرناک نہیں۔ اگرچہ عمل کے خراب ہونے سے آدمی خراب ہو جاتا ہے۔ لیکن میرے بھائیو! جو مذہب کی خرابی ہے وہ سب سے بڑی خطرناک ہے۔ اب دیکھیے بعض دفعہ گناہ دیکھنے میں اوپر سے بالکل ٹھیک معلوم ہوتا ہے' لیکن اندر سے سارا کانا۔ بالکل اسی طرح سے بعض لوگ داڑھی بھی رکھے ہوئے ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں' روزے بھی رکھتے ہیں' حج بھی کرتے ہیں لیکن مذہب سارا گندہ' اندر سے سارا گندہ۔ یہ ہے اصل پرہیز کی چیز جس سے بچنا چاہیے اور لوگ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ لوگ تسبیحوں کو دیکھ کر وظیفوں کو دیکھ کر کہتے ہیں یہ تو ٹھیک ہے۔ حالانکہ یہ تو سب سے زیادہ خطرناک ہے اور میں نے پہلے بھی آپ سے کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ شیطان جب آخری زمانے میں دیکھے گا۔ دیکھیے یہ دور کون سا ہے۔ اب یہ دور وہ آ گیا جس میں مذہب کی گرفت بہت ڈھیلی پڑ گئی ہے۔ آج کل شیعہ شیعہ نہیں۔ اہل حدیث اہل حدیث نہیں۔ ہر مذہب ڈھیلا پڑ گیا۔ ہندو پکا ہندو نہیں ہے۔ سکھ پکا سکھ نہیں۔ اس انگریز کی تعلیم نے تہذیب نے سب کو مذہبوں سے ہٹا کر اپنا مریض بنا کر دکھا دیا۔ مذہب کی گرفت بہت ڈھیلی پڑ گئی ہے۔ اچھا اب شیطان کو بڑی فکر ہوتی ہے۔ شیطان کو اس سے بڑی فکر ہوتی ہے کہ لوگ مذہب سے ہٹتے جا رہے ہیں۔ عملی برائیوں میں بہت زیادہ لگ گئے ہیں۔ اور اصل خرابی مذہب کی خرابی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ شیطان جب دیکھے گا لوگوں کو کہ یہ تو سینما دیکھتے ہیں۔ اس وقت سینما نہیں تھا۔ برائیوں سے مراد زنا ہے۔ اور لوگ ایسی سوسائٹی میں وقت گزارتے تو وہ کیا کرے گا۔ ان سے کہے گا کہ تم پاگل ہو گئے ہو۔ ان کو بشارتیں دے گا۔ ان کو کہے گا فلاں جگہ مزار بنا دو۔

دیکھ لو آج کل لوگوں کو کس طرح خوابوں میں نظر آتا ہے کہ جی مجھے بشارت ہوئی

ہے۔ شیطان لائٹ ڈالتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو کس طرح لوگ مزار بنا رہے ہیں۔ وہ کیا کرے گا' ان سے کہے گا تم پاگل ہو گئے۔ ان کو بشارتیں دے گا۔ کسی کو بشارت دے گا کہ فلاں جگہ مزار بنالو۔ چنانچہ دیکھ لو آج کل دیکھ لو کس طرح خوابوں میں نظر آتا ہے کہ فلاں جگہ مزار بنالو۔ یہ شیطان لائٹ ڈالتا ہے۔ وہ مزار بناتے ہیں تاکہ شیطان کو پتہ ہے کہ فسق و فجور کی وجہ سے ان گناہوں کی وجہ سے جو پھنس جائے گا۔ اس کے بچ جانے کی امید کی جاسکتی ہے۔ لیکن جو اس شرک اور بدعت میں پھنسے گا اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ان گناہوں سے ہٹا کر اس مذہب کی غلطی کی طرف' اس عقیدے کی طرف لے جاتا ہے۔ اس کا یہاں بیڑا غرق۔ اس کی نجات ہو جائے گی۔ وہ جو اصل نفرت کے لائق چیز ہے وہ یہ ہے کہ مذہب کی خرابی ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے انسان کو چاہیے کہ اپنی سوسائٹی کو بدلے۔ اور گندے آدمی سے پرہیز کرے۔ ان سے ہر طرح کا پرہیز کرے۔ ان سے ہر طرح کے تعلقات جو ہیں ان کو ہٹائے۔ اور اپنے آپ کو پاک و صاف کرنے کی کوشش کرے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبہ ثانی

س: ایام تشریق کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا ہیں؟

ج: دیکھئے! دسویں کے بعد گیارھویں' بارھویں' اور تیرھویں یہ تین دن ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ اور یہ تین دن قربانی کے ہیں۔ دسویں تو بھلا ہے ہی۔ گیارھویں بارھویں اور تیرھویں یہ قربانی کے کل چار دن ہیں۔ ہمارے ملک میں جو رواج چلا آرہا ہے۔ حنفیوں کی وجہ سے 'فقہ حنفی کی وجہ سے کہ قربانی صرف دسویں گیارھویں بارھویں کو ہی ہے۔ حالانکہ حدیثوں میں ایام تشریق جتنے بھی ہیں سب کے سب قربانی کے ہیں۔ حاجی لوگ منیٰ میں ٹھہرتے ہیں ان دنوں میں۔ دسویں گیارھویں بارھویں' تیرھویں یہ دن قربانی کے ہیں۔ ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے۔ هٰذِهِ اَیَّامُ اَکْلٍ وَّ شُرْبٍ یہ دن کھانے پینے کے دن ہیں۔ و کل ایام

تشریق ذبح۔ جتنے ایام تشریق ہیں سب قربانی کے دن ہیں۔ (رواہ البیھقی سلسلة الاحادیث الصحیحة حدیث نمبر2476 تفسیر ابن کثیر تفسیر سورة الحج) یہ بھی ایک جہالت ہی کی وجہ سے بات مشہور ہو گئی ہے کہ عورت کا ذبحہ حلال نہیں ہے۔ حالاں کہ عورت مرغی کر سکتی ہے' ہمارے پڑوس تھے۔ وہ غالباً کرایہ دار تھے تو انھوں نے مرغی بھیجی کہ مولوی ہے ذبح کروا لیتے ہیں۔ میں گھر میں نہیں تھا۔ لڑکی نے ذبح کر دی۔ انھوں نے واپس بھیج دی کہ یہ تو حرام ہو گئی۔ حلال ہی نہیں رہی۔ اور یہ جہالت ہے۔ عورت جہالت کر سکتی ہے۔ عورت اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کر سکتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے ایک صحابی نے ایک لونڈی رکھی ہوئی تھی۔ جو اس کے جانور چرا لیا کرتی تھی۔ کسی جانور کو کوئی تکلیف ہوئی تو اس لونڈی نے تیز دھار پتھر لے کر کسی جگہ چیرا دے کر خون نکال دیا۔ تاکہ تزکیہ ہو جائے اور وہ جانور حرام نہ ہو بلکہ حلال ہو جائے۔ اس کا جب مالک آیا تو اس نے کہا یہ تو نے کیا کیا۔ وہ کہنے لگی یہ تو مرنے کے قریب تھا۔ اچھا میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھتا ہوں کہ اگر تیرے اس تزکیے سے حلال ہو گیا تو ٹھیک ہے اور اگر آپ نے کہہ دیا کہ عورت کا تزکیہ ٹھیک نہیں تو پھر ختم بات۔۔۔ حضور ﷺ کے پاس بات پہنچی تو آپ نے فرمایا حلال ہے۔ (رواہ البخاری' مشکوة کتاب الصید والذبائح عن کعب بن مالکؓ)

بخاری شریف میں آتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری صحابی رسول ﷺ اپنی بیٹیوں سے کہتے تھے کہ اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرو۔ مسلمان عورتیں اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ اور آج کل ہمارے ہاں عورتوں کا یہ حال ہے۔ کہتی ہیں کہ مجھے چلی جانے دو' میرے سامنے خون نہ بہاؤ۔ اب بتائیے یہ کیا جہاد کریں گی۔ اور کیا اولادوں کو جہاد کے لیے پیدا کریں گی اور تیار کریں گی۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں کہ عورت کا ذبح کیا ہوا مشکوک ہے یا حرام ہے۔ عورت کا ذبح کیا ہوا خواہ عورت پلیدی میں' کسی حالت میں ہو نماز نہ پڑھنے کی حالت

میں ہو اس حالت میں بھی اس کا ذبیحہ حلال ہے۔

س: اسلام میں تو حرام چیزوں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ آج کل سگریٹ اور دوسری نشہ آور چیزیں دکانوں پر فروخت ہوتی ہیں۔ کیا ایسی صورت میں روزی حلال ہے ؟

ج: دیکھو جی! اسلام کا معاملہ بڑا نازک ہے۔ سگریٹ' تمباکو حرام ہے۔ اب شاید بعض کہیں کہ اچھا سگریٹ تو ہم سارے پیتے ہیں اور آپ نے حرام کہہ دیا۔ اب کیا کہیں جب ہے ہی حرام تو پھر اسے کیا کہیں۔ جب چیز ہی حرام ہے تو پھر اس کا بیچنا جائز کیسے ہو۔ وکیل جو جھوٹ بول کر وکالت کرتا ہے اس کو قربانی میں شامل نہ کرو۔ حدیثوں میں وکالت کا باقاعدہ باب ہے۔ وکیل اگر سچ بولیں تو کام ٹھیک ہے حلال ہے اور اگر جھوٹ بولیں' فریب دے کر کمائی کریں' ٹھگی کریں' دھوکہ کریں تو کمائی حلال نہیں ہو گی۔ ایسی کمائی حرام ہو گی۔ اسی طرح سے سگریٹ بیچنے والا چونکہ حرام چیز بیچتا ہے۔ اس لیے اس کی کمائی بھی حرام ہے۔ اور جو نائی داڑھی مونڈتا ہے اس کی کمائی بھی جائز نہیں۔ اس کے لیے اب مشکل یہ ہے کہ اگر اسکی دکان پر کوئی داڑھی منڈانے کے لیے آئے اور وہ کہے کہ میں تو صرف سر مونڈتا ہوں داڑھی نہیں مونڈتا تو پھر اس کی دکان پر آئے گا کون ؟ قربانی میں نائی کو بھی حصہ دار نہ بناؤ کیونکہ اس کی کمائی حرام ہے۔ قربانی کے جانور میں ایسے تمام لوگوں کو حصہ دار نہ بنانا چاہیے۔ حتی الامکان کوشش کرو کہ اپنی کمائی کو حلال' پاک اور صاف رکھو۔

س: جو عورت فیشنی برقع پہن کر نماز پڑھنے آئے کیا اس کی نماز ہو جائے گی ؟

ج: پہلے بھی میں نے یہ بات کئی دفعہ عرض کی کہ بھائیو! اہل حدیث بنتا ہے تو پورے بنو۔ اور مسلک اہل حدیث عین اسلام ہے' اور اسلام عین اہل حدیث مذہب ہے۔ بال برابر بھی فرق نہیں۔ دنیا میں اگر کوئی کھرا مذہب ہو سکتا ہے جیسا کہ محمد کا تھا تو وہ صرف اہل حدیث کا مذہب ہے' جس میں کوئی آلائش نہیں ہے' کوئی ملاوٹ نہیں ہے۔ لیکن اب افسوس ہے کہ اہل حدیث صرف مسجد میں اہل حدیث ہے باہر نکل کر وہ بھی بریلوی' دیوبندی' شیعہ' بے دین سب قسم کا ہو جاتا ہے۔ کوئی پہچان ہی نہیں ہے اہل حدیث اور غیر اہل حدیث میں۔ کوئی امتیاز ہی نہیں ہے۔ اس بات کو خوب یاد رکھو اگر آپ نجات چاہتے ہیں تو پورے اہل حدیث بنو۔

شکل وصورت کے لحاظ سے بھی اہل حدیث ہو اور عمل و کردار کے لحاظ سے بھی اہل حدیث ہو تاکہ آپ دور ہی سے نظر آجائیں کہ اہل حدیث ہیں۔ اور لوگ سمجھیں کہ اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے' یہ حرام خور نہیں ہے' یہ بالکل صاف اور بالکل خالص اسلامی نمونہ ہے۔ اسلامی سپاہی ہے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ ہم اہل حدیث اپنے گھر میں پردہ کرواتے ہیں لیکن پردہ کیسا؟ جیسے فیشنی عورتیں کرتی ہیں۔ آپ کہیں گے کہ اب پردہ بھی فیشن بن گیا۔ فیشنی پردہ تو میرے بھائیو! بے پردگی ہے۔ پردے کے معانی کیا ہیں؟ کہ عورت ایسا لباس پہنے' ایسی چادر لے' ایسا برقعہ لے کہ کسی کا اس کی طرف دیکھنے کو دل نہ چاہے۔ وہ کہیں کہ اس کو کیا دیکھنا ہے یہ تو کوئی بوڑھی ہو گی' پرانی ٹائپ کی' دقیانوس سی۔۔۔ یہ کوئی ماڈرن نہیں ہے۔ اور اگر وہ فیشنی برقعہ لے کر نکلے اور بچہ دے کر نکلے کہ آنکھیں چمکا رہی ہیں یہ تماشا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اہل حدیث یہ کام کرے تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ میرے بھائیو! یہ پردہ نہیں ہے یہ تو بے پردگی ہے۔ یہ پردہ اللہ کے حکم کے تحت نہیں اور یہ رواجی پردہ ہے۔ اور جو کوئی صبح اٹھ کر پورے دو گھنٹے داڑھی رگڑواتا ہے' اس پر دو گھنٹے لگاتا ہے۔ اور دوسرا فرنچ کٹ ہے۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔ وہ بھی دھوکہ دیتا ہے اور یہ بھی دھوکہ دیتا ہے۔ ایک کھل کر مقابلہ کرتا ہے اور دوسرا ذرا شرما کر۔ اور یاد رکھو انسان جب دین میں مذاق کرتا ہے تو اس سے کفر لازم آتا ہے۔ بڑے بڑے علماء نے لکھا ہے اگر انسان داڑھی منڈائے اور پھر شیشہ دیکھ کر خوش ہو کہ شکل فرسٹ کلاس بن گئی ہے تو یہ کفر ہے۔ ایسی شکل کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے داڑھی رکھنے کا۔ اور یہ داڑھی منڈا کر خوش ہوتا ہے کہ میری شکل بہت اچھی ہو گئی ہے' یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ میرے بھائیو! اپنے دلوں میں خدا کا خوف پیدا کرو۔ آخر کس چیز کا انتظار ہے۔ کیا آپ بم دھماکوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ وہ آئیں گے تو تب ہی ہمیں پتہ چلے گا۔ اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور خدا سے کبھی چالاکی نہیں کرنی چاہیے۔ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

س: کیا وکالت کا شعبہ اسلام میں ہے؟

ج: وکالت کے معنی ہوتے ہیں کہ کوئی کام کسی کے سپرد کر دینا۔ کہ تم میری طرف سے یہ کام کر آؤ۔ چنانچہ عربوں میں یہ عام رواج تھا کہ وکیل بنا کر کسی کو بھیج دیا کہ جا تو جا کر میری طرف سے نکاح کروا آ۔۔۔ وہ وکیل جو ہے نکاح کر کے آجاتا تو وہ اس کی بیوی ہوتی۔ اسی

طرح میں اگر کسی کو عدالت میں بھیج دو کہ جاؤ میرا یہ کام ہے۔ وہ میری طرف سے عدالت میں پیش ہو جاتا ہے وہاں جا کر دستخط کرتا ہے' تو یہ ٹھیک ہے اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ وکالت بذات خود کوئی پلید چیز نہیں ہے۔ اگر اس میں دھوکہ نہیں' فراڈ نہیں' تو پھر کوئی بری چیز نہیں ہے۔ اور اگر وہ دھوکہ کرتا ہے' فراڈ کرتا ہے' ٹھگی کرتا ہے تو وہ مجرم ہے۔ اس کی کمائی بھی حرام ہے۔ اس کا قربانی میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ آج کل وکیل لوگ احتیاط بہت کم کرتے ہیں' شاید ہی کوئی اللہ کا بندہ اس سے بچتا ہو۔

ایک دو ضروری باتیں ہیں۔ آج کل ہم مہم چلا رہے ہیں کہ اہل حدیث کو اہل حدیث ہونا چاہیے۔ اس دور میں وہ اہل حدیث نہیں رہے۔ وہ جمہوریے بن گئے ہیں۔ دنیا کی گندی سیاست میں ملوث ہو گئے ہیں۔ دین سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اہل حدیث بننے کے لیے لازم ہے کہ آپ کی پوری زندگی قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ اس کے لیے کیا ہونا چاہیے ؟ یہ کہ اپنے مقدمات کو ان کفر کی عدالتوں میں نہ لے کے جائیں۔ عالموں کے پاس لے کر آئیں۔ اپنے بیت المال بنائیں۔ اور جتنی مساجد ہیں وہ ان میں اپنا اپنا ایک امیر بنائیں۔ جو بیت المال بنائے اور تمام زکوٰۃ وغیرہ وہاں جمع ہو۔ اور اپنے اسی محلے کے لوگوں میں وہ تقسیم کی جائے۔ وہاں کے امراء سے وصول کر کے وہاں کے غرباء میں تقسیم کر دی جائے۔ پھر نگرانی کی جائے کہ کسی مشرک اور بدعتی کو نہ دی جائے۔ کسی رشتہ کو خاطر میں نہ لایا جائے۔ یہ جو آج کل فارمی بنتے جا رہے ہیں۔ لوگوں کے ماڈل بدلتے جا رہے ہیں۔ مولویوں کو دیکھ لو کیسے بدل گئے ہیں۔ اب کسی مولوی کے گھر جا کر دیکھ لو۔ بڈھا مولوی اور طرح کا اور اولاد ساری کی ساری فارمی۔۔۔ یہ کس وجہ سے۔ اس لیے کہ ایک گندی عورت گھر میں لے آئے۔ کوئی بے پردہ عورت' فیشنی عورت گھر میں آگئی۔ جس سے ساری نسل برباد ہو گئی۔ اور یہ جو امیر بنایا جائے تو اس کی یہ ڈیوٹی ہو کہ کوئی اہل حدیث گھر بے نماز نہ ہو۔ خاوند کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ میری بیوی نماز پڑھتی ہے کہ نہیں۔ میری اولاد نماز پڑھتی ہے کہ نہیں۔ اور امیر کا فرض ہے کہ وہ اپنے نمازیوں کو دیکھے اور یہ بھی چیک کرے کہ ان کے گھروں میں نماز کا اہتمام ہے کہ نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی وصولی' نماز کی پابندی یقینی بنائی جائے۔ اسکا فائدہ کیا ہو گا ؟ یہ جو مسئلہ اٹھا ہے کہ ملک میں اسلام آئے گا کہ نہیں آئے گا۔ میرے بھائیو! اس میں نہ حکومت مخلص ہے اور نہ ہی مولوی۔ اگر تم اہل حدیث ہو تو قرآن و حدیث کو اپنے اندر نافذ کرو۔ اپنے گھروں میں قرآن کی حکومت قائم کر کے دکھاؤ۔ جو کام قرآن و

حدیث کے مطابق ہو وہ کرو اور اس کی نگرانی کرو۔ امیر کی اطاعت آج کل بالکل نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت میں پارٹی بازی کا رجحان ہے۔ دھڑا بندی کا رجحان ہے۔ جس نے تھوڑا سا کام کر دیا وہ سمجھتا ہے کہ میں پکا لیڈر ہوں۔ جب تک یہ چیزیں مٹیں گی نہیں۔ ہم بدل نہیں سکتے۔ کوئی مسجد بنا دیتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں ہی امیر ہوں۔ یہ حق میرا ہی ہے۔ یہ سب گندے ذہن کی باتیں ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ دین کی خدمت کریں۔ اور گم ہو جائے۔ دین کی خدمت کرے اور شہرت کا نام تک نہ سننا چاہیے۔ یہ اطاعت ہے' یہ ایمان ہے۔ یہ بچاؤ کی صورت ہے۔

میرے بھائیو! توجہ سے سن لو صرف آمین اور رفع الیدین سے نجات نہیں ہو گی۔ سارا قرآن پڑھا ہے' ساری حدیثیں پڑھیں ہیں اس کی روشنی میں یہ مطلب نہیں نکلتا یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی ہلدی کی گھٹی لے کر پنساری کی دکان بنا کر بیٹھ جائے۔ بھلا ہلدی کی گھٹی سے کوئی پنساری بن جاتا ہے۔ ہم اہل حدیث ہیں۔ ہماری عبادات حدیث کے مطابق ہونی چاہیے۔ ہماری معیشت حدیث کے مطابق ہونی چاہیے۔ ہماری معاشرت حدیث کے مطابق ہونی چاہیے۔ ہمارا میل جول۔۔۔ اس قسم کے سارے سلسلے حدیث کے مطابق ہوں۔ تب ہم مسلمان ہوں گے۔ اور اگر یہ ہو کہ ایک آدھ کام کر لیا اور باقی جو ہے وہ ویسے ہی چلا دیا تو یہ ساری دھوکے والی صورت ہے۔ ایسا انسان منافق ہوتا ہے۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان

خطبہ نمبر74

اِنَّ الۡحَمۡدَ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَ نَسۡتَغۡفِرُهٗ وَ نَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَ مِنۡ سَيِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ اَشۡهَدُ اَنۡ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لاَ شَرِيۡكَ لَهٗ وَ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاِنَّ خَيۡرَ الۡحَدِيۡثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيۡرَ الۡهَدۡيِ هَدۡيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالۡاُمُوۡرِ مُحۡدَثَاتُهَا وَ كُلَّ مُحۡدَثَةٍ بِدۡعَةٍ وَ كُلَّ بِدۡعَةٍ ضَلاَلَةٍ وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَزِفَتِ الۡاٰزِفَةُ ○لَيۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ○ اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِيۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ ○ وَ تَضۡحَكُوۡنَ وَ لاَ تَبۡكُوۡنَ ○ وَاَنۡتُمۡ سٰمِدُوۡنَ ○ فَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ وَاعۡبُدُوۡا[53:النجم :57-62]

اللہ احکم الحاکمین ہے۔ سب حاکموں کا حاکم' سب بادشاہوں کا بادشاہ۔ وہ جب چاہے' کسی کو بادشاہ بنادے اور جب چاہے کسی کو تخت سے اتار پھینکے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِيۡ شَاۡنٍ [55:الرحمٰن:29] کہ اللہ روزانہ کسی نہ کسی کام میں ہوتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ وہ کام کیا ہیں؟ فرمایا یہی اتار چڑھاؤ۔ دنیا میں تم دیکھتے ہو کسی کو زوال ہے اور کوئی ترقی کر رہا ہے۔ کسی کا آج کچھ حال ہے اور کل کچھ حال ہوگا۔ تو یہ سارے کام جو ہیں یہ اللہ کے ہیں۔ اللہ قادر قدیر ہے۔ ہر چیز پر اس کی قدرت اور تصرف ہے۔ وہ سب سے بڑا بادشاہ ہے۔ دنیا کی حکومتیں خواہ وہ کتنی زبردست سے زبردست کیوں نہ

ہوں ان کا صدر، پرائم منسٹر، ان کا بادشاہ کیسا بھی جابر سے جابر، سخت سے سخت، بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو کوئی حکومت نہیں ہے۔ خدا کے مقابلے میں وہ کوئی حکمران نہیں ہیں لیکن کمال یہ ہے کہ ہمارا ان حکومتوں پر زیادہ ایمان ہے اور اللہ کی حکومت پر ایمان ہے ہی نہیں۔ شاید کوئی مسلمان بہت اچھا اور سنبھلا ہوا ہو وہ تو ٹھیک ورنہ عملاً تو مسلمان یہی ثابت کر رہے ہیں کہ خدا بادشاہ ہے ہی نہیں، وہ حاکم ہے ہی نہیں۔ وہ تو ایک بہت کمزور سا، بالکل الگ تھلک جسے کوئی تعلق ہے ہی نہیں، ایسے بیٹھا ہے جیسے اسے بالکل کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ مشرکوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ اس نے سب اختیارات بزرگوں کو دے رکھے ہیں۔ یعنی ان کا عقیدہ ہے کہ اگرچہ خدا سب سے بڑا ہے لیکن اب اس نے سب اختیارات اپنے اولیاء کو دے دیے ہیں اور خود ریٹائرڈ ہو چکا ہے۔ بالکل الگ تھلک۔۔ اس کا عملی طور پر کوئی دخل نہیں ہے۔ اب یہ کام بزرگ جانے جن کے ذمے ہے چنانچہ انھوں نے قطب، ابدال غوث بنا رکھے ہیں کہ فلاں علاقہ اس کے ذمے۔ فلاں جگہ دنیا کی کلی ہے اور ساری دنیا اس کے گرد گھومتی ہے۔ یہ سب مشرکانہ عقائد ہیں۔ اور افسوس کہ یہ سارے مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ کافروں کا تو ہم نام ہی کیا لیں۔ عیسایون کا یہ عقیدہ ہے کہ فلاں کا یہ عقیدہ ہے، فلاں کا یہ عقیدہ ہے۔ یہ سب کفر اور شرک کی صورتیں ہیں۔ یہ سب مسلمانوں کی ایجاد کردہ ہیں۔ ان کے دلوں میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ حقیقت کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اگرچہ خدا فرشتوں سے کام لیتا ہے۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ [32:السجدہ:5] مگر تدبیر خود کرتا ہے۔ وہ ہر چیز کی آسمانوں میں تدبیر خود کرتا ہے۔ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ [70:المعارج:4] اور پھر فرشتے جا کر رپورٹیں دیتے ہیں۔ فرشتوں کے ذمہ ڈیوٹیاں ہیں۔ کوئی آگ کا، کوئی ہوا کا، کوئی موت کا فرشتہ ہے۔

اس طرح سے فرشتوں کی ڈیوٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ لیکن پہلے ہر چیز کی اجازت ہوتی ہے۔ اللہ کے حکم کے بغیر فرشتہ کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ اور نہ جس پر کوئی کارروائی کرنا ہوتی ہے وہاں فرشتہ جاکر کچھ کر سکتا ہے۔ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ ہر چیز میں اللہ کا دخل موجود ہے۔ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلاَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ [3 :آل عمران:145] کوئی جان کسی طریقے سے نکلے۔ کوئی کسی طریقے سے مرے' کوئی حادثے میں مر جاتا ہے کوئی طبعی موت مر جاتا ہے' کسی کو سانپ ڈس جاتا ہے اور کوئی چھت سے گر کر مر جاتا ہے۔ کوئی نہر میں ڈوب جاتا ہے۔ کوئی بھی صورت ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری اجازت سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اور اللہ فرماتے ہیں کہ میرے علم میں ہے کہ ایسا ہو گیا ہے' ایسا ہو رہا ہے اور ایسا ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے۔ کہ ایسا جوان اور پھر حضور ﷺ کا چچا اور اتنا اسلام کا ہمدرد اور پھر جوانی کی عمر ہائے وہ مر گیا ہے۔ ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے اللہ کو پتہ ہی نہیں لگا اور یہ کام ہو گیا۔ اگر اسے پتہ چل جاتا تو وہ کبھی ایسا نہ ہونے دیتا۔ یہ سب کچھ بے خبری میں ہو گیا۔ اس قسم کے وسوسے لوگوں کے دلوں میں آنے لگے۔ اللہ نے اس پر یہ آیت قرآن مجید میں نازل کی۔ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلاَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ [3:آل عمران:145] کوئی جان مرتی نہیں ہے مگر میری اجازت سے۔ میری اجازت اس میں لازمی ہے۔ اور جب اللہ کے اذن سے کسی کی جان نکالی جائے' اور وہ اس کے علم میں ہو اور اس کے اختیار میں بھی ہو تو اب آپ اپنے ایمانوں کا جائزہ لیں اور اندازہ کریں کہ ہمارے ایمان کیسے ہیں۔ ہم دنیا کی حکومتوں کو کتنا اہم سمجھتے ہیں۔ کتنا ان سے ڈرتے ہیں اور ہمارا تصور اللہ کے بارے میں کتنا کمزور ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے

بھی عملاً اللہ کو احکم الحاکمین نہیں مانتے۔ اب یہ سیلاب اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ شاید ہی کسی
کا ذہن اس طرف جائے لیکن سب کے ذہن میں یہ بات ہے کہ انڈیا والوں نے پانی چھوڑ دیا
ہے۔ اس دفعہ بارشیں بہت ہوئی ہیں۔ ستلج میں عرصے سے پانی نہیں تھا۔ اس کا پاٹ جو ہے
اس کا پیٹ جو ہے وہ مٹی سے اٹ گیا ہے۔ لیول بہت اونچا ہو گیا ہے۔ اس لیے پانی جو ہے بالکل
باہر نکل رہا ہے۔ یہی حال راوی کا ہے۔ اس قسم کی توجیہات جو ہیں وہ ذہنوں میں آتی ہیں۔ اس
طرح کی باتیں ذہن میں آتی ہیں۔ اور یہ بات ذہن میں آتی ہی نہیں کہ یہ سب کچھ خدا کے حکم
سے ہوا ہے۔ خدا کا عذاب ہے اور ہمارے گناہوں کی شامت ہے۔ اب دیکھو نا ملٹری
ہمیں کتنا یقین دلاتی ہے اب سب کو معلوم ہو گا کہ سول کی انتظامیہ نے چارج چھوڑ دیا ہے۔
انھوں نے ڈی سی' وی سی سب کو علیحدہ کر دیا ہے۔ کہ تمھارے کنٹرول کی یہ چیزیں نہیں
ہیں۔ چنانچہ تمام ملٹری لگی ہوئی ہے۔ اب ملٹری انچارج ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ فکر نہ کرو۔ ہم
نے کنٹرول کر رکھا ہے۔ ہمارا ذہن یہ کہتا ہے کہ ملٹری اگر نہ ہو گی تو بس ہم بچ ہی نہیں سکتے۔
یہ ملٹری ہے' اتنے بلڈوزر لگے ہوئے ہیں' اتنی لیبر لگی ہوئی ہے اور ایسا ہے اور ایسا ہے۔ اور ہم
بھی بالکل مطمئن ہیں اور اگر کوئی نہ ہو۔ اب گئے 'اب خیر نہیں ہے۔ اب تو بالکل ہی بچ نہیں
سکتے۔ اور اصل بات یہ کہ اللہ نے جس کو پکڑنا ہے' جس کو سزا دینی ہے جتنوں کو ڈبونا ہے یا
جتنا نقصان کرنا ہے وہ کر ہی دیتا ہے۔ خواہ ملٹری کچھ کرے یا نہ کرے۔ اور اگر بچانا ہے تو اللہ
نے ملٹری کو کھڑا کر دیا۔ اور چاہے تو اس کو کامیاب رکھے اور چاہے تو ناکام رکھے۔ یعنی یہ اللہ کا
کام ہے۔ جس کو بچانا ہوتا ہے خود ہی اس کے لیے اسباب مہیا کر دیتا ہے اور جس کو مارنا ہو اس
کے لیے ویسے ہی سامان کر دیتا ہے۔ اور ویسے اللہ کو اسباب کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ بعض
لوگ بہت سوال کرتے ہیں کہ اللہ اپنے بارے میں بار بار قرآن مجید میں فرماتا ہے: اِنَّمَا

اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ[36:یٰسٓ:82]کہ وہ جو چاہے "کن" سے پیدا کر دے۔ اور پھر آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، فصلیں چھ مہینے کے بعد اور کوئی سال بعد پکتی ہے۔ بچہ اتنی دیر کے بعد پیدا ہوتا ہے، فلاں کام اتنا وقت لیتا ہے اور فلاں کام اتنا وقت لیتا ہے۔ فلاں کام فلاں وقت میں ہوتا ہے اور اس کے لیے یہ یہ اسباب ہوتے ہیں۔ فلاں کام کے لیے یہ اسباب ضروری ہیں۔ اس سے وہ ذہن یہ بنا لیتے ہیں کہ جو کام فی الفور ہو جائے وہ تو اللہ ہی کرتا ہے اور جو کام اس طرح اسباب کا محتاج ہو وہ اللہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ کو تو اسباب کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ حالانکہ اس آیت میں تو اللہ نے اپنی قوت کا اپنی طاقت کا اظہار فرمایا ہے۔ اور یہ بیان کیا ہے کہ میری طاقت کا حال یہ ہے کہ میں کن کہوں یعنی "ہو جا" تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ دیر بھی نہیں لگتی، وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ نہ اسباب کی ضرورت، اور نہ وسائل کی۔ "کن" کہوں تو وہ کام ہو جائے۔ لیکن میں کرتا کیسے ہوں۔ عام طور پر یہ ہے، کہ میں اسباب بناتا ہوں۔ اسی طرح روٹین سے کام ہوتے جاتے ہیں۔ جیسے کہ ایک آدمی کسی دیوار کے پاس تین منٹ میں جاتا ہے اور اگر دوڑ کر پہنچنا چاہے تو ایک منٹ میں بھی جا سکتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ موٹروں پر سپیڈ لکھی ہوتی ہے کہ اس کی اتنی سپیڈ ہے۔ اور عام طور پر چلتی کتنی سپیڈ سے ہے۔ نوے اور اسی کی سپیڈ سے۔ تو "کن" والا معاملہ خدا کی طاقت کو ظاہر کرتا ہے اور جو ہوتا ہے وہ عام روٹین ہے۔ اس سے یہ اندازہ نہیں کر لینا چاہیے کہ یہ طاقت اصل میں ہے ہی اتنی۔

جاہلوں کو یہی مغالطہ لگتا ہے کہ جب اسطرح سے کام ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اللہ کو شاید پتہ ہی نہیں چلا۔ اللہ کو کوئی علم نہیں۔ یہ ہو گیا اور فلاں نے کر دیا، یہ سبب بنا، اس وجہ سے یہ کام ہو گیا۔ اللہ یاد ہی نہیں ہے۔ اللہ ذہن میں بالکل نہیں آیا۔ حالانکہ جو کام ہوتا ہے وہ

اللہ کے اذن سے ہوتا ہے' اس کی اجازت سے ہوتا ہے۔ آدمی اصل میں اگر قرآن پڑھے تو اس کا ایمان درست رہتا ہے۔ انسان ہے اس میں بھول بہت ہے' خطا اس کے اندر بہت ہے۔ قرآن کو اسی لیے ذکر کہا گیا ہے' قرآن مجید کا نام ذکر بھی ہے۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ [15:الحجر:9] ذکر کے معنی یاد دلانے کے ہیں۔ کہ بندہ اللہ کو بھول نہ جائے۔ قرآن پڑھے تو اللہ یاد آتا ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ ہاں اللہ ہے۔ اور اب ہم جب دیکھتے ہیں کہ دنیا کے کام روٹین سے چل رہے ہیں' کوئی نبی نہیں آرہا کوئی کتاب نہیں اتر رہی' روٹین میں کام چلتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اسباب سے کام چل رہا ہے۔ آپ قرآن مجید کو پڑھ کر دیکھیں۔ پچھلی قوموں کے حالات پڑھیں اللہ نے ان قوموں کی طرف نبیوں کو بھیجا' نبیوں نے آکر قوم کو سمجھایا' اللہ کا دین پیش کیا۔ ان کو ڈرایا کہ ٹھیک ہو جاؤ' نافرمانی نہ کرو۔ اللہ کے احکام یہ ہیں۔ ہماری اطاعت کرو۔ جو ہم کہتے ہیں اس طرح سے زندگی گزارو۔ جو طریقہ ہم تمھیں بتاتے ہیں اس کے مطابق چلو۔ ان لوگوں نے پرواہ ہی نہ کی۔ وہ کہنے لگے ہیں۔۔۔ ہیں۔۔ ہیں۔۔۔ اللہ کہاں ہے ؟ یہ تو سب کچھ اسباب سے ہو رہا ہے' اور ہمیں تو کہیں نظر نہیں آرہا ہے۔ وہ قوم انکار کر دیتی ہے اور بگڑ جاتی۔ پھر اتنا بگاڑ ہو جاتا' اتنا بگاڑ ہو جاتا کہ نیکی کا تصور قریب قریب ختم ہو جاتا۔ جب ان کی سرکشی حد کو پہنچ جاتی تو اللہ ایسی قوم کو ختم کر دیتا۔ پھر نئی نسلیں پیدا ہوتیں ہیں۔ اسی طرح قوموں کی طرف عذاب آئے۔ اب قرآن مجید میں دیکھیں اللہ نے نوح علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ کَذَّبَتۡ قَبۡلَھُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ اللہ مشرکین مکہ کو سمجھا رہا ہے۔ ڈرا رہا ہے۔ مشرکین مکہ تو ختم ہو گئے۔ اب یہ قرآن ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ہمیں ڈرا رہا ہے کہ اے مسلمانو۔۔۔ پاکستان کے مسلمانو اس زمانے کے مسلمانو۔ کَذَّبَتۡ قَبۡلَھُمۡ

قَوۡمُ نُوۡحٍ تم آج اللہ کو نہیں مانتے۔ تم سے پہلے نوح آئے تھے' ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تھا' وہ ان کو نہیں مانتے تھے۔ وہ پیغمبر تھے۔ ان سے لوگوں نے کیا سلوک کیا؟ فَکَذَّبُوۡا عَبۡدَنَا انھوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا۔ جو نوح علیہ السلام کہتے تھے اس چیز کو جھٹلایا۔ وَ قَالُوۡا مَجۡنُوۡنٌ وَّازۡدُجِرَ [54:القمر:9] پاگل ہے' دیوانہ ہے' یہ جیسے کہ آج کل مولوی کو سمجھا جاتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ مولوی اکثر ہیں بھی اسی لائق۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دین کا داعی' دین کی دعوت دینے والا اور کوئی ہے بھی نہیں۔ اگرچہ یہ نسل بہت بگڑ چکی ہے۔ لیکن پھر بھی خواہ تھوڑے ہی ہیں دین کی دعوت تو دیتے ہیں۔ آج کل مولوی کو ہی پاگل سمجھا جاتا ہے۔ اور خصوصاً آج کل کا پڑھا لکھا طبقہ' حکمران طبقہ تو اس کو سمجھتے ہی کچھ نہیں۔ وہ اکثر کو دیکھتے ہیں اور سب کو یہی سمجھتے ہیں کہ سبھی اس طرح کے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے نوح علیہ السلام کو بھی یہی کہا کہ مجنون ہے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ پیغمبر کو قوم کیا کہتی ہے؟ مُجۡنُوۡنٌ وَّازۡدُجِرَ اور اس کو ڈانٹ رہے ہیں۔ دیکھو لو چوہدری اس کو ڈانٹ رہا ہے' وہ بھی اس کو ڈانٹ رہا ہے' وہ بھی ڈانٹ رہا ہے۔ جب وہ عاجز آگئے' تنگ آگئے' بے بس ہو گئے فَدَعَا رَبَّہٗ' تو انھوں نے اپنے رب کو پکارا' عرض کی کہ میں تو ہار گیا ہوں۔ یہ تو سدھرتے ہی نہیں۔ بہت بگڑ گئے ہیں۔ بہت بگڑ گئے ہیں۔ اب اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ہمارا بھی یہی حال ہے۔ اگر نرمی کرو تو لوگ بگڑتے جاتے ہیں اور اگر سختی کرو تو لوگ بغاوت کرتے ہیں۔ اِنِّی مَغۡلُوۡبٌ یہ کون کہہ رہا ہے؟ خدا کا نمائندہ کہہ رہا ہے۔ دنیا میں ہے کہ یا اللہ! میں ہار گیا۔ میں مغلوب ہو گیا۔ یہ غالب آ گئے۔ اور یہ اب میری سنتے ہی نہیں ہیں۔ فَانۡتَصِرۡ [54:القمر:10] اب اللہ تو ہی بدلہ لے۔ اب تو جانے اور تیرا کام جانے۔ اور یاد رکھو جب دنیا زیادہ بگڑ جاتی ہے اور مولویوں کی اصلاح سے سدھرتی نہیں

ہے۔ تو پھر خدا خود ٹھیک کرتا ہے۔ جیسے ماں بچے کو سمجھاتی رہتی ہے' اندر ہی اندر سے اگر وہ عقل والی ہو' سمجھ والی ہو تو سمجھاتی ہی رہتی ہے۔ اور جب دیکھتی ہے کہ بچہ پرواہ ہی نہیں کرتا تو پھر وہ باپ سے شکایت کرتی ہے۔ کہ تجھے بتانا تو نہیں چاہتی تھی کہ تو مارے گا' لیکن اب تو حد ہو گئی ہے۔ اب یہ سنبھلتا ہی نہیں ہے۔ یہ رات کو دیر سے آتا ہے' یہ دن کو یوں کرتا ہے' یہ پیسے خراب کرتا ہے۔ یہ گڑبڑ کرتا ہے۔ بالآخر وہ باپ کو رپورٹ دیتی ہے۔ وہ بڑا ہے اس کو ٹھیک کر دے گا۔ اب نوح علیہ السلام بھی خدا کو ڈائری دیتے ہیں۔ یا اللہ! میں نے ان کو بہت سمجھایا ہے' میں ہار گیا' میں مغلوب ہو گیا' یہ غالب آ گئے۔ اب تو بدلہ لے لے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں پھر ہم نے کیا کیا۔ فَفَتَحۡنَاۤ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیے۔ یعنی اتنا پانی برسایا کہ جیسے آسمان کے دروازے ہی کھول دیے گئے ہوں۔ فَتَحۡنَا پس ہم نے دروازے ہی کھول دیے بِمَآءٍ مُّنۡهَمِرٍ [54:القمر:11] جو اتنی زور سے چلتا تھا کہ بارش کا رنگ نہیں تھا' پرنالے تھے۔ اب پانی جب گرانا مقصود ہو تو ایک تو یہ ہے کہ چھڑکاؤ کر دیا' دیکھیں ناں۔ یہ ہمارا روزمرہ کا معمول ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ آہستہ آہستہ چھڑکاؤ کرنا' کسی کے پاس لوٹا ہے' پیالہ ہے' وہ پانی پھینکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل یہ کام کیا جیسے پانی گرایا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی وَ فَجَّرۡنَا الۡاَرۡضَ۔ ہم نے زمین کو پھاڑ دیا۔ چشمے ہی چشمے۔ زمین پانی اگل رہی ہے' اس زور سے پانی نیچے سے پھوٹ رہا ہے۔ اور اس زور سے پانی اوپر سے برس رہا ہے کہ خدا کی پناہ۔ اللہ فرماتے ہیں فَالۡتَقَى الۡمَآءُ آسمان و زمین دونوں کے پانی مل گئے۔ اوپر والا اور نیچے والا پانی مل گیا۔ عَلٰۤى اَمۡرٍ اس کے حکم کے تحت قَدۡ قُدِرَ [54:القمر:12] (یہ پانی) جو میری طرف سے جاری ہوا' مقدر تھا۔ اب دیکھ لو نوح علیہ السلام نے رپورٹ دے دی کہ یا اللہ! میں تو ہار گیا۔ تو نے مجھے ان کی

اصلاح کے لیے بھیجا تھا' اب میری رپورٹ سن۔ اِنِّی مَغۡلُوۡبٌ میں ہار گیا ہوں۔ فَانۡتَصِرۡ تو ان سے بدلہ لے لے۔ تو کارروائی کر' جو تو نے اب کرنا ہے کر۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آسمانوں کے دروازے بھی کھول دیے اور زمین کو بھی ہم نے حکم دے دیا۔ کہ زمین تو بھی اپنا پانی اگل دے۔ دونوں پانی مل گئے۔ اور پھر اندازہ کر لیں کہ کیا حالت ہوئی۔ سب جانتے ہیں کہ معاملہ کیا ہوا۔ اور جب اللہ نے سب کو ڈبو دیا تو معاملہ بالکل صاف ہو گیا۔ بعض ذہنوں میں یہی ہوتا ہے کہ ناں کہ چلو بچاؤ کی صورت کر کر والیں گے۔ چنانچہ نوح علیہ السلام بہر حال انسان تھے۔ پتہ نہیں ان بریلویوں کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں کہ جی! آپ نور تھے۔ انھوں نے اصل میں اس سلسلے کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ اللہ نبی جو دنیا میں بھیجتا ہے تو انسانوں کی طرف انسان نبی ہی آتے ہیں۔ انہی کی جنس سے نبی آتے ہیں۔ کسی اور جنس سے کبھی کوئی نبی نہیں آیا۔ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَہُمُ الۡہُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا [17: الاسراء:94] مشرکین مکہ نے یہ بات کہی کہ اگر اللہ نے رسول بھیجنا تھا تو بشر ہی کو بھیجنا تھا؟ اللہ فرماتا ہے کہ قُلۡ لَّوۡ کَانَ فِی الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِکَۃٌ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ زمین میں اگر وہ امن اور سکون سے رہ رہے ہوتے' چلتے پھرتے' لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوۡلًا [17: الاسراء:95] تو ہم رسول بھی فرشتہ ہی بھیج دیتے۔ جب زمین میں انسان آباد ہیں' تو ہم نے انسان کو ہی نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یہ قرآن ہے۔ دیکھ لو بریلوی مولوی کو نظر نہیں آتا۔ اسی لیے میں نے آپ سے کہا گمراہی بھی مولوی سے ملتی ہے اور ہدایت بھی مولوی سے۔ اب دیکھ لو قرآن میں کتنی عمدہ دلیل ہے۔ اور کتنا اعلیٰ بیان ہے۔ لیکن بریلوی مولوی ایک نہیں' دو نہیں' دس نہیں' سو نہیں نورانی سے

لے کر نچلے طبقے تک سب کے سب اندھے۔ کچھ نظر نہیں آرہا۔ نوح علیہ السلام نے معاملہ خدا کے سپرد کر دیا۔ یا اللہ! تو جان اور تیرا کام۔۔۔ تو بدلے لے۔ اب اللہ نے بدلہ لینا شروع کر دیا۔ پانی چھوڑ دیا اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی۔ بیٹا کافر تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار نہ ہوا۔ نوح علیہ السلام چونکہ انسان تھے دل کو تکلیف تو ہوئی اس لیے کہ آدمی کو آخر اپنی اولاد سے پیار تو ہوتا ہے' چنانچہ جب بیٹے کو دیکھا تو کہا: آجا' میرے ساتھ کشتی میں آ جا۔ یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا۔ تو کلمہ پڑھ لے۔ میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا۔ اب نوح علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ کوئی فلڈ نہیں ہے جو اتفاقاً آ گیا ہو۔ کسی دریا کا ناکہ ٹوٹ گیا ہو۔ کوئی بند ٹوٹ گیا ہو بلکہ یہ تو باقاعدہ میری رپورٹ کے نتیجے میں آیا ہے۔ یہ ایکشن تو میری رپورٹ پر لیا جا رہا ہے۔ اب بیٹے کو اس حقیقت کا علم نہ تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میرا باپ اللہ کا نبی بھی ہے۔ اس لیے وہ بڑا لاپروا ہو چکا تھا۔ یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا بیٹا آجا' ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا۔ وَ لَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ [11:ھود:42] کافروں کا ساتھ نہ دے۔ اور میرے بھائیو! آپ بھی توجہ سے سن لیں اگر آپ نے اپنے آپ کو اس گندے معاشرے سے الگ نہ کیا۔ اس گندے ماحول سے' اس گندی سوسائٹی سے' اس جمہوری سوسائٹی سے اگر آپ نے اپنے آپ کو الگ نہ کیا تو جو حشر ان کا ہو گا وہی آپ کا بھی ہو گا۔ آپ بچ نہیں سکیں گے۔ دیکھیے بچتا کون ہے ؟ جو دنیا میں ان سے علیحدہ ہو جائے۔ بچنے کے معانی کیا ہیں ؟ بچنے کے معنی یہ نہیں کہ جب کوئی آفت آئے گی تو آپ اس سے بچ جائیں گے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب طوفان آئے گا تو نیک و بد دونوں اس سے ختم ہو جائیں گے۔ مگر جب خدا کے ہاں پہنچیں گے تو نیک لوگ بد لوگوں سے الگ کر دیے جائیں گے۔ خدا کے پاس جانے کا راستہ تو سب کے لیے ایک ہی ہے اور وہ موت ہے۔ اس راستے سے ہی سب کو

جاتا ہے۔ لیکن جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو کافروں کے لیے تو خدا کا عذاب ہے اور ان کو اللہ الگ کر دے گا۔

نوح علیہ السلام کی قوم کو عذاب ہو رہا ہے تو نبی نے اپنے بیٹے سے کہا وَ لاَ تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ تو کافروں کے ساتھ نہ ہو۔ ان کی سوسائٹی کو چھوڑ دے۔ ان سے نکل جا۔ میری کشتی میں سوار ہو جا۔ لیکن اب چڑھ کیسے سکے؟ کافر تو چڑھ ہی نہیں سکتا۔ پہلے کلمہ پڑھے' دل سے درست ہو تو تب ہی چڑھے۔ وہ لوگ کافر تھے اور نرے کافر تھے۔ ہمارے جیسے گندے مسلمان کافر نہیں تھے۔ آج کا مسلمان کلمہ بھی پڑھتا ہے اور کفر بھی کرتا ہے' پہلے کافر کبھی کلمہ نہیں پڑھتے تھے اور کفر پر ڈٹے ہوئے تھے۔ اور آج کل کا مسلمان ہر وہ کام کرتا ہے جو ابو جہل کرتا تھا۔ یہ بریلوی' یہ شیعہ' یہ سارے جتنے بھی ہیں۔ سب کفر کا سلسلہ ہے۔ آپ تجزیہ کر کے دیکھ لیں اور ملاتے جائیں جو کچھ مشرکین مکہ کرتے تھے' جو کچھ بعد والے کرتے تھے وہی سب کچھ یہ کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ خالص تھے اور آج یہ خالص نہیں ہیں۔ وہ ظاہر میں کلمہ نہیں پڑھتے تھے اور آج یہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ مسلمان ہو کر کفر کرتے ہیں۔ اس لیے یہ منافقوں کی Catagory میں آتے ہیں۔ وہ خالص کافر تھے' اور ان کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا۔ ابو جہل کو اللہ اوپر رکھے گا اور ان کو نیچے۔ اور یہ قرآن کے لفظ ہیں۔ منافقین جو ہیں وہ نچلے طبقے میں ہوں گے۔ کافر جو ہیں ان سے اوپر والے درجے میں ہوں گے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [4:النساء:145] منافق دوزخ کے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔ کافر وہ ہوتا ہے جو زبان سے کلمہ نہیں پڑھتا اور صاف کہتا ہے کہ میں نہیں مانتا۔ اور منافق کون ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ "جی' ٹھیک جی' بالکل بالکل' ایسے ہی"۔۔۔۔ لیکن کام وہ کرتا ہے جو کافروں والے ہوتے ہیں۔ اس لیے ہماری

سوسائٹی کافروں اور منافقوں سے بھری پڑی ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ کافر کی چار قسمیں ہیں۔ کفر چار طرح کا ہوتا ہے۔ پہلا کفر جحود۔ پہلا کفر کیا ہوتا ہے ؟ کھل کر انکار کرنا' جیسا کہ ابو جہل اور شیطان وغیرہ کرتے تھے۔ شیطان سے کہو کہ ایک دفعہ اقرار کرلے۔ چنانچہ وہ کبھی نہیں کرے گا۔ وہ رکھ رکھاؤ والا کام نہیں کرتا۔ اور اب یہاں کیا ہے ؟ کہ جی! میں وہاں گیا۔ لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے' میں نے بھی مانگ لی ویسے دل تو نہیں کر رہا تھا۔

جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ایک فنکشن کیا' فرشتوں کو بلایا' اور جنوں کا نمائندہ بھی آ گیا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو میں نے ایک بہترین مخلوق پیدا کی ہے۔ سب اس کو سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے نہیں کیا۔ اس نے رکھ رکھاؤ کو شعار نہیں بنایا کہ چلو سب ہی کر رہے ہیں تو میں بھی کر دیتا ہوں۔ نہیں اس نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ میں نہیں کرتا۔ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کھل کر اس نے انکار کر دیا۔ اور کافر ہو گیا۔ اور کچھ لوگ مسلمانی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ رکھ رکھاؤ میں کفر بھی کر جاتے ہیں۔ یہ منافقت ہے۔ ایک کفر تو وہ ہے جو شیطان نے کیا۔ اس نے کھل کر انکار کر دیا۔ ایک کفر ہے ابو طالب والا۔ وہ دل سے تو مانتا تھا کہ اے بھتیجے تیرا دین سچا ہے لقد علمت ان دین محمد خیر الادیان اس کے شعر ہیں۔ وہ کہتا کہ میں جانتا ہوں کہ اے محمد (ﷺ) تیرا دین سب دینوں سے زیادہ سچا ہے۔ لیکن مجھے کیا ڈر ہے ؟ یہ کہ قوم کیا کہے گی کہ یہ بوڑھا ہو کر بھتیجے کے دین کے پیچھے لگ گیا۔ اگر مجھے لوگوں کی ملامت کا اور انکی گالی گلوچ کر ڈر نہ ہوتا تو میں ضرور تیری تائید کرتا۔ کلمہ پڑھ لیتا۔ مسلمان ہو جاتا۔ اب دیکھو دل میں بھی یقین ہے اور ہمدردی بھی پوری ہے کہ جیسے بعض لوگ بریلوی دوست ہیں وہ کہتے تو ہیں کہ آپ کھرے ہیں۔ اہل حدیث ہیں تو کھرے لیکن بدلتے نہیں۔ ان کی کلی جہاں ہوتی ہے وہیں رکھتے ہیں۔ ایسے ہی ابو طالب کہتا

ہے تو رسول تو سچا ہے لیکن اگر میں قبول کر لوں تو قوم کیا کہے گی۔ گالی گلوچ کرے گی۔ آپ نے بڑی کوشش کی' جب یہ بستر مرگ پر پڑا تھا' اس کی حالت بڑی نازک تھی' اللہ کے رسول ﷺ اس کے پاس گئے اور جا کر اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے یَاعَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اے چچا! لا الٰہ الا اللہ کہہ۔ یہ بخاری شریف کے الفاظ ہیں۔ چچا تو نے میرا بڑا ساتھ دیا ہے۔ مسلمانوں نے بھی شاید ایسا ساتھ نہیں دیا تھا۔ تو نے میرا بہت ساتھ دیا ہے۔ تو نے کلمہ نہیں پڑھا۔ قل لا الہ الا اللہ ایک دفعہ زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ دے۔ اُحَاجٌ لَكَ عِنْدَاللّٰهِ میں اللہ کے پاس جا کر تیری طرف سے بحث کر کے تجھے چھڑا لوں گا۔ بس وہی بات کہ بھتیجے مجھے مجبور نہ کر' میں بڑا ہوں کافر بھی آئے ہوئے تھے۔ کافروں کو ڈر تھا کہ اس کو اپنے بھتیجے سے محبت تو بڑی ہے' اس کے پیچھے دیوانہ ہے۔ اس کا بھتیجا اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور وہ اسے مسلمان کرنے کی کوشش بہت کر رہا ہے۔ اس کو پھانسنے کی بہت کوشش کر رہا ہے۔ اسے کہتے ہیں یَاعَمِّ قُلْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ دے۔ لیکن وہ کافر کہتے ہیں کہ نہ' نہ دیکھنا یہ کلنک کا ٹیکہ نہ لگا لینا۔ ہمارا منہ کالا ہو جائے گا۔ یہ کام نہیں کر کے جانا۔ چنانچہ دونوں طرف کی طاقتیں Act اور React کر رہی ہیں۔ اپنا زور لگا رہی ہیں۔ ادھر سے حضور ﷺ اپنا زور لگا رہے ہیں ادھر سے جو کافر ہیں وہ زور لگا رہے ہیں۔ آخر جج نے فیصلہ کیا کیا؟ وہ مرنے والا ہے۔ وہ مرنے والا ہے اور مرتے مرتے کہہ گیا اَمُوْتُ عَلٰی دِیْنِ عَبْدِالْمُطَلِبْ میں اپنے باپ دادا کے دین پر مرتا ہوں۔ محمد ﷺ کے کلمے پر جان نہیں دوں گا۔ (صحیح البخاری کتاب الاحادیث الانبیاء با ب قصة ابی طالب ' صحیح مسلم' کتاب الایمان باب اول قو ل لا الہ الا اللّٰہ) چنانچہ وہ مر گیا۔ اس کے بعد حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہنے لگے یا

رسول اللہ ﷺ آپ کے چچا نے آپ کا بڑا ساتھ دیا لیکن وہ مرا تو کافر ہی۔ آپ کا ساتھ دینا اسے کیا فائدہ دے گا؟ فرمایا دوزخیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب میرے چچا کو ہو گا۔ لیکن کیا ہو گا؟ اس کو آگ کے موزے پہنائے جائیں گے۔ آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے باقی اس کا جسم آگ سے بالکل پاک ہو گا۔ یہ سزا اس کو ہو گی۔ لیکن اس کا دماغ ایسے پکے گا جیسے ہنڈیا پکتی ہے۔ اور وہ اسی عذاب میں رہے گا۔ (صحيح بخاری كتاب الانبياء باب قصة ابی طالب صحيح مسلم باب شفاعة النبی لابی طالب) اس کی جان کبھی نہ چھوٹے گی۔ یہ کفر کی دوسری قسم ہے۔ ایک کفر کی وہ قسم ہے جو شیطان کی ہے کہ صاف انکار کر دیا۔ لیکن ایک کفر کی شکل یہ ہے کہ جو ابو طالب نے اختیار کی۔ دل گواہی دیتا ہے کہ دین سچا ہے' ساتھ دیتا ہے لیکن شرم کے مارے کلمہ نہیں پڑھتا۔ اور تیسرا عبداللہ ابن ابی جیسا کفر ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے اِذَا جَآءَ كَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اے نبیؐ! جب یہ عبداللہ بن ابی اور اس کی پارٹی کے لوگ تیرے پاس آتے ہیں اور تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ خدا فوراً کہتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ [المنافقون :63:1] اور اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ دل میں یہ یقین نہیں ہے' یہ صرف حالات کو دیکھ کر' ڈر کے مارے کلمہ پڑھتے ہیں لیکن دل میں یقین نہیں ہے۔ ابو طالب کے دل میں یقین ہے لیکن شرم کے مارے کلمہ نہیں پڑھتا اور ان کے دل میں یقین نہیں ہے اور یہ ڈر کے مارے کلمہ پڑھتے ہیں۔ دونوں کافر ہیں۔ یعنی یہ کفر کی سب صورتیں ہیں۔ اور آج کا مسلمان بظاہر مسلمان ہے اور اندر سے کافر ہے۔ اور مثال بالکل ایسی ہے جیسے ہم یہ خربوزے لے لیتے ہیں اور اوپر اس کے گندے ہوتے

کے نشان بالکل نہیں ہیں لیکن جب کاٹا تو پتہ چلا کہ اندر سے توکانا ہے۔ کوئی آدمی سیب لیتا ہے اور بہت جھگڑ کر اس سے قیمت طے کرتا ہے لیکن جب گھر جا کر کاٹے تو ردی۔۔ اندر سے سڑے ہوئے 'کھائے ہو' کالے سیاہ۔۔۔ ایسے ہی لوگ کلمہ پڑھتے ہیں اور اوپر سے مومن لیکن اندر سے کافر ہوتے ہیں۔ اور پھر طبیعت کس طرح غصے میں آتی ہے؟ آدمی تو یہ سوچ کر بازار سے لے آتا ہے کہ اس کو جا کر کھائیں گے۔ لیکن جب گھر آکر دیکھتا ہے تو خراب۔ اس پر اس کو بہت غصہ آتا ہے۔ اس طرح خدا کو ایسے منافق پر بڑا ہی غصہ آتا ہے۔ کافر دیکھو ناں آپ کو کوئی پیسے نہیں دیتا۔ آپ جا کر اس سے رقم کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے لے لو اگر طاقت ہے۔ اس نے دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اب اگر آپ میں طاقت ہو گی تو آپ لے لیں گے ورنہ صبر کر کے بیٹھ جائیں گے۔ اور ایک آدمی ہے آپ اسے کے

پاس جاتے ہیں بھئی! میرے پیسے جو تو نے ادھار لیے واپس کر دو۔ وہ کہتا ہے کہ پیسے آپ کے ہیں' آپ کو سو سلام کر کے دینے ہیں۔ کوئی فکر نہ کرو۔ پرسوں آجانا۔ آپ پرسوں جاتے ہیں تو پھر کوئی نہ کوئی بات سنا دے اور اگلے دن آنے کو کہے۔ پانچ چھ دن یوں چکر لگائے تو آپ کو بہت غصہ آئے گا۔ آپ اس کو گالیاں دیں گے۔

یہ کردار آج کے مسلمان کا ہے۔ علی مولا' مولا علی۔۔۔ کرتے جاتے ہیں لیکن حضرت علیؓ' حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے دشمن اول نمبر کے۔ اور کردار عبداللہ بن ابی جیسا۔ یہ بات خدا کو غضب میں لانے والی بات ہے۔ خدا کو قہر میں لانے والی بات ہے۔ سو میں نے عرض کیا کہ اللہ نے پیغمبر بھیجے۔ پیغمبروں نے آکر وعظ کیا۔ لیکن لوگ باز نہ آئے بگڑتے ہی چلے گئے۔ آخر پیغمبروں نے خدا کو رپورٹ کر دی۔ فَدَعَا رَبَّهٗ' اپنے

رب کو پکارا اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ اللہ میں مغلوب ہو گیا۔ یہ غالب آگئے۔ اب بتایئے یہ اگر آج پاکستان میں کوئی نبی ہوتا تو کیا یہ ڈائری نہ دیتا۔ اپنے ملک کے حالات دیکھ لیں۔ سیاسی اعتبار سے ملک کا کیا حال ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑی بہت سوائے ان کے جو الیکشن لڑنا چاہتے ہیں کرسی کے لیے جان دینے کے لیے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ جو بھی سنجیدہ مسلمان ہوگا وہ سمجھ لے گا کہ ملک کو برباد کرنے والے یہ لیڈر ہیں۔ یہ قصوروار ہیں، یہی ذمہ دار ہیں۔ دینی اعتبار سے دیکھیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دین ہے ہی بریلویوں کا۔ عرس آئیں تو دیکھ لو اخباروں میں کتنا شور ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہر سال جناح صاحب کے بارے میں آرٹیکل نکلتے ہیں۔ تصویریں آتی ہیں۔ جھوٹ اور سچ کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ یہی کافروں والی باتیں۔ اسلام میں ان چیزوں کا تصور تک نہیں ہے۔ اسلام میں ان چیزوں کا نام ونشان نہیں ہے۔ اب عید میلاد لوگوں نے گھڑی ہوئی ہے۔ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ اصل میں عیسائیوں کی سنت ہے۔ جیسے وہ سالگرہ کرتے ہیں ایسے ہی یہ مسلمان بھی سالگرہ کرنے لگ گئے۔ نبی ﷺ تریسٹھ سال زندہ رہے۔ آپؐ نے کبھی صحابہؓ سے یہ نہیں فرمایا کہ لوگو! آج میری پیدائش کا دن ہے لہٰذا تم کچھ کرلو۔ یہ کبھی نہیں کہا۔ لیکن آج کل کا یہ نقلی مسلمان اس کو دیکھ لو یہ کتنی خوشی کرتا ہے۔ حضور ﷺ پیدا ہوئے، چراغاں کرو، زور لگاؤ، گھوڑے نچاؤ، یہ کرو، وہ کرو۔ اور جب معراج آجائے تو ہر طرف چراغاں ہی چراغاں۔ ارے نبی ﷺ کو معراج ہوا مگر پتہ نہیں کس دن ہوا؟ کتابیں پڑھ کر دیکھ لیں صحابہ کو پتہ ہی نہیں کہ معراج کس دن ہوا۔ رجب میں ہوا؟ ہجرت سے پہلے ہوا، کہ بعد میں ہوا؟ ابو طالب کی زندگی میں ہوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہوا۔ اتنا اختلاف ہے اتنا اختلاف ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ اب سوچو! اگر یہ دن منایا ہوتا تو اختلاف تو کم از کم نہ ہوتا۔ اب دیکھ لیں چودہ اگست

ہے۔ جس دن سے پاکستان بنا اس وقت سے یہ دن منایا جارہا ہے۔ کہیے! اس میں کوئی اختلاف ہے؟ بالکل نہیں۔ ایسے ہی اگر حضور ﷺ کی پیدائش میں اختلاف نہ ہو، معراج میں اختلاف نہ ہو تو ہم کہیں کہ ٹھیک ہے جی یہ دن منانا چاہیے۔ اب جب کسی نے نام ہی نہیں لیا۔ بس یہ حضور ﷺ نے فرمادیا کہ لوگو! مجھے معراج ہوا۔

الحمد شریف: الحمد للّٰہ رب العالمین، الرحمٰن الرحیم۔۔۔ جس کا آج ہمارا دیوبندی بھائی اور بریلوی بھائی دشمن ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہائے ہائے! اسے نماز میں بالکل نہیں پڑھنا چاہیے۔ اندازہ کرلیں اللہ الحمد شریف کو نماز کہتا ہے۔ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَ بَيْنَ عَبْدِيْ جب بندہ نماز پڑھتا ہے آدھا میرا حصہ ہوتا ہے اور آدھا اس بندے کا۔ یہ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَ بَيْنَ عَبْدِيْ میں اور بندہ دونوں نماز کو آدھ آدھ بانٹ لیتے ہیں۔ جب بندہ کہتا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ خدا کہتا ہے کہ یہ میرا حصہ ہے۔ جب بندہ پڑھتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خدا کہتا ہے یہ بھی میرا حصہ ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ خدا کہتا ہے کہ یہ بھی میرا حصہ ہے۔ جب بندہ کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ خدا کہتا ہے یہ بھی میرا حصہ ہے۔ اب اس سے آگے تیرا حصہ ہے۔ پڑھ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یہ بندے کی دعا ہے اور بندے کا حصہ ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔۔۔ یہ بھی بندے کا حصہ ہے۔ فرمایا یہ ساڑھے تین آیتیں یہ بندے کا حصہ ہیں۔ پہلی ساڑھے تین آیتیں میرا حصہ اور یہ آخری بندے کا حصہ۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ) اور جس نے پڑھنی ہی نہیں۔ چھٹی ویسے ہی۔ امام رکوع میں چلا گیا، رکعت ہوگئی۔ امام رکوع میں چلا گیا تو کہتے ہیں کہ رکعت ہوگئی۔ سوچو کیسے؟ اللہ اکبر! تو جب وہ داخل ہوگا تو اس نے کہہ ہی لینی ہے۔ اور الحمد

کی قراءت وہ امام ہی کی کافی ہے۔ حالانکہ وہ وہاں موجود بھی نہیں ہے۔ وکیل جو ہوا۔ لہٰذا وہ رکعت ہو گئی۔ اور حقیقت کیا ہے ؟ دو فرض۔ الحمد کی قراءت رہ گئی۔ قیام رہ گیا۔ دو فرض رہ گئے رکعت کے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور حدیث میں صاف اور سیدھی بات ہے لَاصَلاۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (بخاری کتاب الصلوۃ باب وجوب الصلوۃ)بخاری شریف میں' مسلم شریف میں' حدیث کی ہر کتاب میں یہ حدیث موجود ہے۔ نماز ہوتی ہی نہیں جب تک سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ نہ جنازہ ہوتا ہے' نہ فرض ہوتے ہیں' نہ نفل ہوتے ہیں' نہ وتر ہوتے ہیں' نہ ایک رکعت ہوتی ہے' نہ دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ نہ امام کی ہو سکتی ہیں اور نہ مقتدی کی ہو سکتی ہیں۔ جس میں الحمد نہیں پڑھی ہو گی وہ رکعت گئی۔ وہ بالکل ختم ۔۔۔ اس لیے تو ہم کہتے ہیں کہ آج کل کے اہل سنت میں اکثریت تو بے نمازوں کی ہے۔ اور جو نمازی ہیں ان کی نماز اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ الحمد شریف نہیں پڑھتے۔ اب باقی رہ کیا گیا؟ خاک۔۔۔۔ معاملہ ہی صاف ہو گیا۔ یہ سورت اتنی اہم ہے کہ اللہ نے اس کو نماز کہا ہے۔ قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ میں اور بندہ دونوں نماز کو آدھا آدھا تقسیم کر لیتے ہیں۔ الحمد شریف کو یہاں نماز کہا گیا ہے۔ باقی سارے قرآن کو نماز نہیں کہا۔ کیوں ؟ اس لیے کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث آتی ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی شروع قرآن سے لے کر الم o ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔۔۔۔۔ سے لے کر والناس تک پورا قرآن پڑھ لے لیکن ایک سورت یعنی الحمد شریف اس میں نہ پڑھے تو اس کی رکعت نہ ہو گی۔ اور جو کوئی صرف یہ سورۃ پڑھ کر رکوع کو چلا جائے اس کی رکعت ہو جائے گی۔ خواہ امام ہو یا مقتدی ہو اسکی رکعت ہو جائے گی۔ سارے قرآن کا الحمد عوض ہے اور سارا قرآن اس کا عوض نہیں ہو سکتا۔ معراج کا موقع

تھا جب آپ اللہ کی ملاقات کے لیے گئے تو پھر اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ اس قدر اہمیت کی حامل یہ سورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ بقرۃ کی آخری آیتیں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الی آخر الایة[2:البقرة:285]آپ نے فرمایا : سورۃ بقرۃ کی آخری آیتیں جب میں معراج پر گیا تو مجھے وہاں پر وحی کی گئیں۔(صحیح مسلم باب فی ذکر سدرة المنتهٰی)معراج پر آپ کو جو چیزیں ملی ان میں سے یہ آیتیں بھی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ پھر مجھے جنت اور دوزخ دکھایا گیا۔ جنت میں میں نے بلال حبشی کے جوتوں کی آہٹ سنی۔ جب میں نے غور سے دیکھا تو واقعی بلال حبشی میرے آگے آگے چلا جارہا تھا۔فَاِذَ مَرَّ بِلاَلاً یہ حدیث کے لفظ ہیں۔ میں نے تیرے جوتے کی آہٹ سنی اور اس کے بعد میں نے پھر تجھے خود دیکھا۔ جب میں معراج کو گیا اور مجھے جنت کی سیر کروائی گئی تو میں نے بلال کو جوتوں سمیت جنت میں چلتے دیکھا۔ جب آپ واپس آئے تو آکر پوچھا اے بلال! اللہ نے تجھے تو بہت کچھ دیا ہے۔ میں نے تجھے وہاں جنتوں میں پھرتے دیکھا۔ تو کیا عمل کرتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الصلٰوة باب فضل الطهور باللیل ' صحیح مسلم باب فضائل بلال رض) یہ معراج ہے۔ معراج کا کوئی مسئلہ انھیں یاد نہیں ہوگا لیکن بس چراغاں ہی چراغاں ہے۔۔۔ حکومت بھی جمہوری ہے' جب عوام کا ذہن گندہ ہے' ان کے عقائد گندے ہیں تو حکومت بھی تو انھیں کی ہے۔ وہ بھی سرکاری بلڈنگوں پر چراغاں کرتی ہے۔

سکولوں اور کالجوں کی بلڈنگوں پر چراغاں کی جاتی ہے اور ان اداروں کے پرنسپلز اور ہیڈ ماسٹرز کو پابند کیا جاتا ہے کہ چراغاں کرو۔ مولانا مودودی سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ کی حکومت آجائے تو کیا مزارات پر جو عرس ہوتے ہیں وہ ہوں گے ؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں اگر عوام

چاہیں گے تو ہوں گے۔ اس بات کا حوالہ میرے پاس موجود ہے۔ اس نے خیال کیا ہو گا کہ یہ بریلوی تو ہیں نہیں۔ اب اگر ان کی حکومت آجائے تو ان عرس مزارات کا کیا بنے گا۔ لہذا اس نے پوچھ لیا۔ حقیقت میں جماعت مذہبی لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔۔۔ نہ اہل حدیث' نہ بریلوی' نہ دیوبندی' نہ شیعہ بلکہ یہ چوں چوں کا مربہ ہے۔ کچھ بریلوی' کچھ دیوبندی' کچھ شیعہ اور کچھ اہل حدیث۔۔۔ یہ ان سب کا ملغوبہ ہے۔ آپ نے عبدالستار نیازی کا بیان کئی دفعہ سنا ہو گا۔ اس نے کہا کہ اس ملک میں اکثریت اہل سنت کی ہے یعنی بریلویوں کی۔ لہذا یہ مذہب جو آنا چاہیے وہ بریلویوں کا آنا چاہیے۔ خدا کہتا ہے کہ یہ زمین میری ہے۔ اس میں مذہب وہ آنا چاہیے جو میں نے محمد ﷺ کے ذریعے سے اتارا ہے۔ کسی کو کیا حق ہے؟ تم اکثریت کی وجہ سے کلیم کرتے ہو کہ ہمارا مذہب آئے' لیکن کیوں؟ زمین میری ہے اس لیے قانون بھی میرا ہی آنا چاہیے۔ زمین میری' بندے میرے' مخلوق میری لہذا مذہب وہ آئے گا جو میں نے محمد ﷺ کے ذریعے بھیجا ہے۔ دوسرا مذہب کوئی بھی ہو سب کفر ہے۔ اسلام کو لوگوں نے سمجھا ہی نہیں اور اسلام آدمی کو بڑا بے باک کرتا ہے۔ اسلام منافقت کو نکالتا ہے۔ اسلام آدمی کو خلوص سکھاتا ہے اور کیا سکھاتا ہے کہ علیحدہ ہو جاؤ۔ علیحدہ ہو جاؤ۔ اگر تم ملے جلے رہے' چوں چوں کا مربہ بن گئے کہ جی! میں بھی ٹھیک' وہ بھی ٹھیک' سب ہی ٹھیک ہیں تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ اندازہ کر لیں آج کی دنیا پڑھی لکھی ہے۔ تعلیم بڑی عام ہے۔ آج کی تعلیم حقیقت میں اندھیرے کا نام ہے۔ ان کے مطابق سب ٹھیک ہے' دیوبندی بھی ٹھیک ہیں' شیعہ بھی ٹھیک ہیں' بریلوی بھی ٹھیک ہیں اور اہل حدیث بھی ٹھیک ہیں۔ جہاں کوئی لگا ہوا ہے ٹھیک لگا ہوا ہے۔ اور یہ بہت اچھا ذہن ہے۔ دیکھ کتنی اس میں رواداری ہے' کتنی اس میں Tolerance ہے۔

اور ادھر یہ ہے کہ بغیر الحمد کے نماز ہی نہیں ہوتی۔ انھوں نے فتور مچار کھا ہے۔
اچھا وہ ہے جو یہ کہے کہ سب ٹھیک ہے۔ میں بار بار آپ سے کہتا ہوں کہ آج کل کی تعلیم اگر ذہن اسلامی نہ ہو تو نری جہالت ہے۔ تاریکی کا نام ہے۔ آپ ایک جج مقرر کر دیتے ہیں ایک ہائیکورٹ کا جج ہے' سپریم کورٹ کا جج ہے۔ دونوں طرف کے وکیل آجاتے ہیں' اتنی اتنی موٹی کتابیں لے کر' پانچ دن' چھ دن' ہفتہ' دس دن بحث ہوتی رہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ دونوں کا کیس ہے' ایک مدعی کی طرف سے اور ایک مدعا الیہ کی طرف سے ہے۔ دونوں اپنے اپنے دلائل دیتے ہیں۔ دونوں ایک نہیں ہیں۔ ان میں اختلاف ہے اور جج سات دن' آٹھ دن ان کے دلائل سنتا ہے اور آٹھویں دن فیصلہ کیا دیتا ہے کہ جاؤ تم دونوں ٹھیک ہو۔ مزے کرو' فیصلہ یہ دیتا ہے کہ جاؤ تم مزے کرو تم سب ٹھیک ہو وہ جج اس قابل ہے کہ وہ انصاف کی کرسی پر بیٹھ سکے۔ اب جب بریلوی میں اور دیوبندی میں' دیوبندی میں اور اہل حدیث میں اختلاف ہے' نماز علیحدہ' نکاح علیحدہ' طلاق علیحدہ' روزہ علیحدہ' تراویح علیحدہ' ہر ہر مسئلے میں اختلاف۔ عقیدے میں اختلاف۔۔۔ اور یہ کہہ دینا کہ سارے ہی ٹھیک ہیں یہ نابیوقوفی کی انتہاء۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اگر انسان کے ذہن میں اسلام کی روشنی نہ ہو' قرآن وحدیث کی روشنی اگر نہ ہو تو آج کل کا پڑھا ہوا سب سے بڑا جاہل ہوتا ہے اور مجھے عرصہ ہو گیا یہاں جمعہ پڑھاتے ہوئے اور کالج میں پڑھاتے ہوئے اور مختلف جگہ لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے' خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں آج تک کبھی کسی کو جرأت نہیں ہوئی ہماری بات کو کبھی چیلنج کر سکے۔ قرآن وحدیث کی بات' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات۔۔۔ اور حق چیز ہی ایسی ہے کہ جاتے ہی خانے میں بیٹھ جاتی ہے۔

اب یہ جمہوریت کا معاملہ چلا ہے۔ ہمیں پہلے بھی خیال نہیں تھا۔ جب سے ضیاء

نے آکر جھوٹا سچا اسلام کا نام لیا ہم نے بڑی تائید کی اور جمہوریت کے خلاف مختلف رسالے لکھے۔ مفتی محمود کے نام رسالہ لکھا اور ان کو پہنچایا' ان کے ہاتھ میں دیا۔ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے خلاف رسالہ لکھا' جمہوریت کی تردید میں اور ان کے ہاتھ میں تھمایا۔ علی ھذاالقیاس۔۔۔ نوائے وقت کو بھیجا' جسارت کو بھیجا' اور رسالے مفت تقسیم کیے۔ کبھی قیمت نہیں لگائی تاکہ کوئی رکاوٹ نہ ہو اور آج تک کوئی بھی جواب نہ دے سکا کہ تمھاری یہ بات غلط ہے۔ اور غلط ہو کیسے سکتی ہے۔ جب قران وحدیث کی بات ہو اور حق ہو اس کا جواب کوئی نہیں دے سکتا۔

میرے بھائی اللہ کے ہاں منافقت کی بات نہیں چلے گی۔ اللہ کے ہاں ڈپلومیسی نہیں چلے گی۔ اللہ کے ہاں سچ ہی چلتا ہے۔ دیکھ لو ابراہیم علیہ السلام اور ان کے جو ساتھی ۔۔۔ چند مسلمان۔۔۔ اللہ نے ان کے بارے میں قرآن میں کیا فرمایا ہے کہ اے آنے والے مسلمانو! محمد ﷺ پر ایمان لانے والو! قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ' اگر تم اپنے آپ کو سدھارنا چاہتے ہو تو تمھارے لیے حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھی نمونہ ہیں۔ ابراہیم کو دیکھو' اس کے ساتھیوں کو دیکھو۔ انھوں نے کیا کردار ہے۔ ان کا خدا ہمارے سامنے بیان کرتا ہے قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰؤُا مِنكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ انھوں نے اعلان کر دیا کہ ابا! سن لے' اے میرے چچا! سن لے' اے میرے دوست سن لے' اے میری سوسائٹی سن لے' اے میرے معاشرے سن لے۔ ہم تم سے بالکل بیزار ہیں۔ تم سے بھی اور تمھارے معبودوں سے بھی۔ تمھارے میلوں سے بھی' تمھارے عرسوں سے بھی۔ تمھاری سیاست سے بھی۔ إِنَّا بُرَءٰؤُا ہم تم سے بیزار ہیں۔

وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور تمھارے معبودوں سے بھی بیزار ہیں۔ كَفَرْنَا بِكُمْ ہم تمھیں کافر کہتے ہیں۔ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ [الممتحنة:4:60] ہمارے اور تمھارے درمیان بغاوت اور بغض ہے۔ دیکھو یہ کردار تاکہ منافقت کا لیبل نہ لگ جائے۔ ہمارے تمھارے درمیان بغض ہم نے ظاہر کر دیا۔ ہمارے دلوں میں تمھارے بارے میں کوئی اچھی رائے نہیں۔ اور ہم تمھیں بالکل نہیں جانتے۔

سو میرے بھائیو! اگر مسلمان ہونا ہے تو ایسے ہو۔ ورنہ یہ تبلیغی جماعت والا سبحان اللہ سبحان اللہ کہا اور جنت پھیلتا چلا گیا۔ جنت پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ تبلیغی کو ضرور مل جائے گی۔ وہ بڑے خوش ہوتے ہیں' آہا' آہا نفل اتنے پڑھتے ہیں کہ جی! دو نفلوں کا اتنا ثواب ہے خدا کہتا ہے میں تیرے فرض قبول نہیں کرتا۔ تو مجھے نفل دکھا رہا ہے۔ پہلے مسلمان بن' پہلے اسلام کو سمجھ۔ جب تک تو اسلام کو نہیں سمجھے گا۔ تیرے نفل کیا' تیرے وظیفے کیا' تیرا سبحان اللہ کیا اور تیرا الحمد للہ کیا؟؟؟؟ الحمد للہ کا وزن کب ہوتا ہے' اللہ اکبر کا وزن کب ہوتا ہے' اللہ اکبر کے معنی کیا ہیں؟ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اگر خدا پوچھے ہم جیسوں سے کہ بیوی سے بھی بڑا ہے؟ نہیں نہیں۔۔۔ نہیں بیوی سے کیا بڑا؟ میں بیوی کی بات تو رد کر ہی نہیں سکتا۔ اللہ کی باتوں کو تو فوراً رد کر دیتا ہے۔ خدا کہتا ہے کہ پھر بکواس نہ کر۔ اللہ اکبر نہ پڑھ۔ کس کے اللہ اکبر میں وزن ہے۔ سن لو۔ یہ نہ سمجھو کہ میں جذبات میں بات کر رہا ہوں۔ بالکل بات مدلل ہے۔ جب بندہ کہتا ہے اللہ اکبر! خدا کہتا ہے کہ تیرا دل کہتا ہے کہ میں سب سے بڑا ہوں۔ اگر تو اپنی بیوی کی بات کو رد نہیں کر سکتا' اگر تو اپنے باپ کی بات کو رد نہیں کر سکتا' اپنی سوسائٹی کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ تو یہ بکواس نہ کر۔ مجھے تیرے "اللہ اکبر" کہنے کی کوئی

ضرورت نہیں ہے۔ میں تیرے "سبحان اللہ" اور "الحمد للہ" کا محتاج نہیں ہوں۔ جب بندہ "سبحان اللہ" کہتا ہے کہ اللہ تو پاک ہے۔ خدا کہتا ہے کہ میں ہوں تجھے کیا؟ جب بندہ سبحان اللہ پڑھتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ میں ہوں تجھے کیا؟ اور اگر وہ یہ کہے کہ یا اللہ میں سبحان اللہ اس لیے پڑھتا ہوں کہ مجھے بھی گناہوں سے پاک کردے تو خدا کہتا ہے کہ ہاں پڑھ۔

ادھر دانے پر دانہ گرتا جا رہا ہے یہ تو مذاق ہے۔ جب بندہ اللہ اکبر کہتا ہے تو خدا کہتا ہے واقعتاً میں سب سے بڑا ہوں اگر میں سب سے بڑا ہوں تو عمل کر کے دکھا۔ سب کی باتیں رد کر کے صرف میری بات کو اونچا کر کے دکھا۔ اور اگر یہ بات نہیں ہے تو تو منافق ہے۔ تیرے اللہ اکبر میں کوئی وزن نہیں ہے۔ خوب سن لو۔ یہ وظیفے ہیں' دعا کے معانی کیا ہیں؟ دعا کی تاثیر اس وقت ہوتی ہے جب اس کے پیچھے فورس ہو' جب اس کے پیچھے طاقت ہو' جب اس کے پیچھے سمجھ ہو' فہم ہو' اخلاص ہو۔ اب دیکھیے کون یہ دعا نہیں کرتا کہ یا اللہ میری اولاد کو نیک کردے' یا اللہ! میری اولاد کو دین دار بنا' ہم میں سے ہر ایک یہ دعا کرتا ہے۔ اور چاہتا بھی ہے۔ لیکن چاہتا برائے نام سا۔ بالکل اس کے پیچھے فورس نہیں ہے۔ اگر آپ درمیانے درجے کے ہیں تو جو سکول آپ کے قریب ہے آپ اس میں اپنے بچے کو داخل کروا دیں گے۔ اور اگر آپ تھوڑے سے تنگ ہیں۔ Status آپ کا اونچا ہے۔ آپ کو یہ دنیا داری تنگ کرتی ہے۔ آپ کہیں گے نہیں کنڈر گارٹن سکول میں بھیجنا ہے۔ صادق پبلک سکول میں بھیجنا ہے۔ ان سکولوں کا Status بڑا ہے Low ہے۔ دیکھو! یہاں سے احساس کمتری (Inferiority Complex) شروع ہو جائے گا۔ بیوی پنجابن' خود پنجابی اور بالکل بے سمجھ لیکن بچہ دیکھو لو اردو بول رہا ہے۔ اردو بول تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ ہم اونچی سوسائٹی کے ہیں۔ پنجابی بچے کو اردو بلواتے ہیں۔ تاکہ یہ بات ہو جائے کہ ہم بڑے ہیں۔ ہم

چھوٹے نہیں ہیں۔ حالانکہ اس کو پتہ ہی نہیں کہ میرا باپ کیا کرتا ہے۔ میری ماں کیا کرتی ہے۔ میرا ابا اب تک ہل چلاتا رہا ہے۔ اس کو اردو بلواتے ہیں۔ ذہن میں یہی بڑائی کہ میں بڑا بن جاؤں۔ یہ انداز بتاتے ہیں کہ واقعتاً ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہمارا بچہ دین دار ہو۔ ہمارا بچہ مذہبی رنگ کا ہو۔ اور اگر دل چاہتا ہو کہ واقعتاً ادھر لگادو۔ سب سے پہلے بچے کو دین کا علم پڑھاؤ۔ اردو' انگریزی تو منٹوں میں اڑتے چلے جاتے ہیں۔ ہم نے خود ایسے ہی پڑھا ہے۔ اپنے بچوں کو یونہی کرواتے ہیں۔ پہلے قرآن حفظ کرواتے ہیں' اور پھر اس کے بعد فٹافٹ چھٹی ساتویں تک معمولی سی بات ہے۔ جب بچہ حافظ ہو جاتا ہے تو دنیا کے علم تو اس کے آگے پانی کی طرح چلتے ہیں۔ اور ہمیں دیکھ لو اللہ کا شکر ہے۔ سب سے پہلے قرآن حفظ کیا' اس کے بعد سکول کی تعلیم کے لیے علی گڑھ چلے گئے۔ پنجاب میں پڑھتے رہے۔ اور ہمیں یہ بھی علم ہے کہ آج کل کا کتنا ہی پڑھا لکھا کیوں نہ ہو ہم سے بڑھ نہیں سکتا۔ یہ علم جو ہے اصل میں دین کا علم ہے۔

اور آج کل لوگوں کے دل میں اس کی تڑپ بالکل نہیں ہے۔ جب ہم مخلص نہ ہوں گے' اپنی اولاد کے نیک ہونے میں' اپنی اولاد کے دین دار ہونے میں تو کیسے وہ دین دار بن جائیں گے۔ کیسے وہ نیک ہو جائیں گے۔ ہم ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں کرتے ہیں۔ خدا کہتا ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ چلا جا میرے سامنے سے۔ خدا پرواہ ہی نہیں کرتا ورنہ اگر آپ چاہتے ہیں واقعتاً میرا بچہ نیک ہو' دین دار ہو' اس کے کپڑوں کو دیکھو' مسلمانوں والے ہیں؟ اس کے سر کو دیکھو اس کی حجامت مسلمانوں والی ہے؟ اور اگر پہلے دن ہی اس کی ماں' اس کا چیر ٹیڑھا نکالتی ہے' اس کو نیکر اور پتلون پہناتی ہے اور آپ دعا کریں کہ یا اللہ اس کو نیک کر اور دین دار بنا تو آپ جیسا منافق کون ہوگا۔ یاد رکھیے' وظیفہ ہو' دعا ہو' جب تک اس کے پیچھے

اخلاص کا دباؤ نہیں ہوتا خدا پرواہ نہیں کرتا۔ خدا دیکھتا تک نہیں۔ خدا کس کی سنتا ہے؟ جو دل ملا کر بات کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے مثال پہلے ہی دی ہے مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا عبدالجبار غزنوی ۔۔۔ دینی آدمی تھے۔ ہمارے علاقے میں چلے گئے۔ اللہ نے بڑی عزت دی تھی۔ بہت عزت دی تھی۔ جب بڑے بڑے زمینداروں نے دیکھا کہ یہ بابا بوڑھا سا' بہت سادہ سا اس کی اتنی عزت ہے' اتنی عزت ہے کہ افسروں کو نہیں پوچھتا اور سارے افسر آکر سلام کرتے ہیں۔ بڑی عزت ہے۔ انھوں نے درس دیا۔ درس کے بعد ایک آدمی کہنے لگا کہ حضرت دعا کیجیے کہ اللہ میرے بیٹے کو عالم بنائے۔ دنیاوی بڑائی کے طالب جو ہوئے' دیکھا کہ مولوی زیادہ چمکتا ہے تو کہا چلو مولوی بنا لیتے ہیں۔ اور اگر مولوی کو کوئی نہ پوچھے تو پھر ڈاکٹر ہی بنا لیں گے۔ سودے بازی اور کیا۔ تو مولانا عبدالجبار صاحب پوچھنے لگے تیرا بیٹا کیا کرتا ہے؟ کہ جی! آج کل تو زمینداره کرتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ جب تو اسے دین کے مدرسے میں داخل کروا لے اور پڑھنے لگ جائے تو پھر دعا بھی کروا لینا۔ ایسے بات نہ کر۔ اب آپ اپنی زندگی کو دیکھ لیں۔ ہماری عملی زندگی کیا ہے؟ آپ داڑھی منڈاتے ہیں اور آپ کہیں کہ یا اللہ! میرا بیٹا دین دار بن جائے۔ آپ کی دعا کبھی خالص ہو سکتی ہے؟ آپ کا بیٹا آپ کو دیکھے گا۔ جب ابا کی داڑھی نہیں تو بیٹا کیوں رکھے گا۔ لہذا آپ کی دعا جھوٹی ہے۔ باتیں بڑی سخت ہیں' بڑی دل آزار ہیں۔ آپ کو کھٹکتی ہیں۔ لیکن اللہ کا شکر ہے تنخواہ دار مولوی نہیں ہوں ورنہ ڈر جاؤں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ منبر کے مولوی کو تنخواہ نہیں لینی چاہیے۔ وہ تنخواہ لے گا تو کبھی حق بات نہیں کہے گا۔ امام بن کر مصلے پر نماز پڑھانے والا پیسہ نہ لے۔ یہ جائز نہیں ہوگا۔ وہ حق بات نہیں کہے گا۔ اس لیے شریعت کو سمجھو' اسلام بڑی اعلیٰ چیز ہے۔ جس کو یہ مل جاتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ باقی سب دولتیں ہیچ ہیں اور یہی ایک دولت سب سے بڑی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

خطبہ ثانی

میرے بھائیو! جمعہ کے دن مسجد میں آنے میں جلدی کیا کرو۔ اب تو موسم بدل رہا ہے۔ دیر آپ لوگوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ آپ کو بہت جلدی آنا چاہیے۔ ایک تو چھٹی بھی ہوتی ہے' فرصت بھی ہے۔ پھر اس کے علاوہ کچھ بھی ہو جمعے کی اہمیت کا تقاضا ہے کہ آپ سب کاموں کو پس پشت ڈالیں اور جمعے کے لیے خاص طور پر آئیں۔ اور اپنے دوستوں کو بھی ساتھ لائیں۔ یقین جانیں میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ جو تقریر آپ کے سامنے کی جائے وہ اس قسم کی ہو کہ آپ میں کوئی Change آئے۔ اور صحیح اسلامی رنگ یہ ہوتا ہے اور میں بہت چاہتا ہوں کہ جتنے دوست نئے آتے ہیں ان پر اسلامی رنگ چڑھ جائے۔ اور جو پرانے ہیں انھیں تو نیند ہی آتی رہتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ گھر کی بات ہے۔ بہت کچھ سن لیا ہے۔ اور جو نئے ہوتے ہیں ان کے دل میں حقیقت جاننے کی تڑپ ہوتی ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ جب لوگ پرانے ہو جاتے ہیں تو پھر اللہ نئے لوگوں سے کام لیتا ہے۔

بنو عباس کی بڑی زبردست سلطنت۔ لیکن جب وہ اونگھنے لگ گئے اور جب وہ سونے لگ گئے' ڈھیلے پڑ گئے تو اللہ نے ایسے کافر اٹھائے جنھوں نے ان کا تختہ الٹ دیا۔ اور پھر ان کو مسلمان کر کے ان سے کام لیا۔ چنانچہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے کے لیے حضرت معاویہ کے زمانے میں یلغاریں شروع ہوئیں۔ یہ جو ترکی کا دارالخلافہ ہے' استنبول بھی اس کا نام ہے۔ اس کو فتح کرنے کے لیے حضرت معاویہ ؓ کے زمانے میں مسلمانوں نے حملے کرنے شروع کر دیے لیکن صحابہ جب تک زندہ رہے نہ فتح کر سکے۔ بنو امیہ کا دور قریب قریب سو سال کا ہے۔ فتح نہ کر سکے۔ بنو عباس کا دور قریب قریب چار پانچ سو سال کا ہے۔ وہ فتح نہ کر سکے۔ پھر اللہ

نے یہ کام ترکوں سے لیا۔وہ مسلمان ہو گئے۔اور محمد فاتح ایسا آیا جس نے قسطنطنیہ کو فتح کر لیا۔
تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ
[47:محمد :38]اگر تم بگڑ جاؤ گے۔پرانے ہو کر پرانے ہی ہو جاؤ گے۔ بے کار ہو
جاؤ گے یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا جن کا کردار پھر تمھارے
جیسا نہیں ہو گا۔ان کے کام بھی اور ہوں گے۔تو اس لیے نئے آدمیوں کو لانے کی کوشش
کریں۔اس لیے کہ نئے آدمیوں میں جان ہوتی ہے اور پرانی زمین میں سیم ہو جاتی ہے۔اور نئی
زمینوں سے کچھ امیدیں ہوتی ہیں۔اور سچی بات ہے کہ مجھے بھی تڑپ زیادہ ہوتی ہے اور اسی
لیے میں جمعے کو لیٹ کرتا ہوں۔جن کو سمجھ نہیں ہوتی وہ اعتراض کرتے ہیں لیکن اعتراض
والی بات کوئی نہیں ہے۔اتنا بڑا اہم دینی مقصد ہے۔ملتان چلے جائیں۔سوا بارہ بجے جمعہ شروع
ہوتا ہے اور پونے ایک کے قریب ختم ہو جاتا ہے۔چھٹی۔۔۔اگر ہم بھی یہاں یہ کام شروع
کر دیں کہ جمعہ ایک بجے تک ختم کر دیں تو جتنی نئی بھرتی ہے سب اویسیہ مسجد میں پہنچ
جائے۔اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ نہیں جمعہ یہاں بھی مل سکتا ہے تو وہ شکار ہو ہی جاتے ہیں۔
ایک جمعے کے بعد جو اگلے جمعے کو آگیا تو سمجھو کہ وہ شکار ہو ہی گیا۔اور مجھے خدا کی ذات سے
بڑی امید ہے۔زندگی میں صرف یہی ایک کام ہے جو کرنا ہے۔وعظ کرنا' جمعہ پڑھانا' اور اس
جذبے سے جمعہ پڑھانا کہ یا اللہ جو آئے واپس نہ جائے۔پھر اپنے اسی ذہن کو لے کر جائیں۔ان
کے ذہن میں انقلاب آجائے۔اور یہ بہت بڑی کمائی ہے۔یاد رکھو یہ حقیقت میں باغ ہے جس
کو لگایا جا رہا ہے۔اور جس کا پھل آخرت میں ملے گا۔

ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان۔۔۔